

کفایت شعری

ڈاکٹر سیوئل سالنر صاحب مصنف سلف لپیٹ بکریکٹر وغیرہ

کی ۱۰۵۸۱
C. 10581 (Thrupp)

کتاب تحریف



کامبروز ان کارخانہ پسیہ افکار لاہور نے انگریزی سے اردو میں کیا

۱۱۹۱
ہجری

CHECKED 1993

خادم التحییم سلیم پریس لاہور میں باہتمام بابون نظام الدین

پرنٹر طبع ہو کر شائع ہوا

قیمت

فہرست مضامین

پہلا باب

محنت

انفرادی کفایت شعاری - مفید محنت - ہمارا پیدائشی حق محنت کو
نتائج - محنت کی ضرورت محنت اور دماغ کفایت شعاری اور تہذیب
باسبقہ محنت ہاسبقہ کفایت شعاری +

دوسرا باب

کفایت شعاری کی عادات

مزدور اور سرمایہ - کفایت شعاری کی عادات - فضول خرچی - فضول
خرچی کے نتائج - پس انداز روپیہ کے استعمال - اسراف سے زندگی بسر کرنا
خرید و فروخت - کفایت شعاری اور ناکفایت شعاری - جانسن کی رائے
کفایت شعاری کے متعلق - خود تعلیمی - خود مددوی - زندگی کی بے ثباتی - قرض
ہلاکت - کیا کوئی شخص ہماری مدد نہ کرے گا - اقبال میں عدم مسرت - قومی
اقبال اور فارغ اہلی اخلاقی آزادی +

تیسرا باب

ناعاقبت اندیشی

۱۔ مصیبت اور دولت خیز مذهب۔ ایسٹ اینڈ لندن کا ایک حصہ
ایڈورڈ بن سن۔ گرن سے بین کفایت شکاری ناعاقبت اندیشی اور مصیبت
مندی و علت ناعاقبت اندیشی کے مملک نتائج۔ اپنے آپ پر ٹیکس لگانا ترقی
کی سست رفتاری۔

چوتھا باب

پس انداز کرنے کے ضائع

کارکنوں کی کمائی۔ کان کن اور لوہے کا کام بنانے والے۔
کان کنوں کی کمائیں۔ میخوار اور لارڈ الکو اور کان کن۔ زیادہ مزدوری
اور سخت نقصانات۔ زیادہ مزدوری اور شراب خوری رشہوت پرستی
ہیروئی سے لاپرواہی ہیروملر کا تجربہ۔ مشر و بک کی نصیحت۔ غلامی کا
بقیہ غلامی کا انداز۔ قوت غیر مستعمل کمائی اور حصلت لاعلمی طاقت
ہے۔ لاعلمی یا جہالت کے نتائج۔ افزونی عیلم تعلیم غیر مکتفی۔ سر آر تھریس کے
الفاظ عیلم کارسانی استعمال۔ پبلک سکولوں کی تعلیم ولیم فلکسن
کے الفاظ۔

پانچواں باب

کفایت شکاری کی نظیریں

ترتیب کا خیال۔ کفایت شکاری کی نظیریں۔ ڈیوڈ ہیوم، ہورنڈ
رابرٹ واکر۔ خود مختار۔ محتار کارکن۔ جارج ٹینسن جیمز واٹ ازادگی
کی خاطر کام۔ علم متناہیات کی خاطر کام۔ کام اور شائستگی۔ رچرڈ سن

گرم گیری۔ متواتر محنت کے نتائج۔ ممتاز اساتذہ فن۔ کاتوا اور لوف۔
جان لوف کی کامیابی۔ لارڈ ڈورے کے الفاظ۔ جیمز ٹین میتھ۔ کارخانہ برق
وائر۔ نوجوانوں کو نصیحت۔

چھٹا باب

کفایت شکاری کے طریقہ

باقاعدہ حساب کتاب رکھنا۔ فیاضی اور دوراندیشی۔ دانش مندانہ
کفایت شکاری۔ پس انداز کرنے میں وقرو ملکنت۔ خود ترقی۔ ناکامی
کے اسباب۔ کامیابی کی قیمت ترکیب اور اجتماع کی طاقت۔ انجمنوں کا
اصول۔ سرمایہ کی بچت۔ ہسپتال کا نقصان۔ روپیہ کارائیگاں کرنا صنعتی
اور مخفی سوسائٹیاں۔ مشترکہ کام کرنے والی کمپنیاں۔ سچ مج کے ہادی۔
ڈاروں کی مشترکہ تجویزیں۔ اشتراکات کی اشاعت۔ کفایت شکاری
کنسروٹیوٹ تعمیرات کی انجمنوں میں روپیہ جمع کرانے کے فوائد۔

ساتواں باب

زندگی کا بحیہ کرنے میں کفایت شکاری

ہمیں اشتراکات ناما عاقبت اندیشی سخت فہم ہے۔ بحیہ کا معاوضہ
منفعت کی سوسائٹیاں۔ اہل فرانس ویلیم کی کفایت شکاری۔ مزدوروں
کی سوسائٹیاں۔ اتحاد و انجمن۔ فرض اور ضیافتیں۔ چمکے کی ادنیٰ
شرح۔ دوستانہ انجمنوں کی ناکامی۔ تجربہ سے ترقی۔ ناقص رفح
ہو جائیگے۔

سیونگ بنک

سیونگ بنک

براہ راست اندرون کرنا اندرون کر وہ روپیہ کے استعمال سیونگ
بنکوں کی ابتدا۔ ڈاکٹر ڈیکن سکھ رہتہ ہیں۔ سیونگ بنکوں کا قیام۔ جمع
کرانے والوں کی جماعتیں۔ تو اعداد اور ڈرل کا سحر سیونگ بنک
سپاہیوں کا پس انداز سرمایہ۔ سپاہیوں کا یا ہر جانا۔ سیونگ بنکوں میں
رقوم جمع کرنا۔ بیسٹن میں پس انداز روپیہ۔ مزدوروں کا پس انداز کرنا۔
پیشہ بنک۔ چارلس ڈبلیو سائیکس صناعیوں کا بنک۔ غریب کا کیسز
پیشہ بنکوں میں جمع کرانے والے وہ دور اندیشی کی عادات کو ترقی دیتے
ہیں۔ عورتوں کا اثر۔ کفایت شعاری میں ابتدائی سبق۔ بلجیم کے منکاب
پس انداز کرنے کی سہولتیں۔ سیونگ بنکوں کی توسیع۔ منی آرڈر کے
دفتر۔ ڈاکخانہ کا سیونگ بنک۔ چارلس ڈبلیو سائیکس۔ کفایت شعاری
کے سبق۔ صناعیوں کا سیونگ بنک۔ کارمگروں کا پس انداز کرنا۔ پیشہ
میں پس انداز روپیہ۔

نواں باب

چھوٹی چھوٹی باتیں

خوش قسمتی اور محنت۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں محنت۔ شیر اس سے
کام چل جائیگا۔ پیسوں کا خرچ کرنا۔ کفایت شعاری عورت۔ مددگار بیوی
اومی کی روزانہ زندگی۔ دو۔ ورہ حقوق اور عادات بیوی کا اثر۔ فنی

یوم فی مہیہ - پیسہ کی طاقت جوزف کبسن ڈیل - پک فورٹ اینڈ کمپنی
سٹریٹس اور ریلیس - کاروبار کے مقولے -

دسواں باب

اوستاد اور انسان

عدم ہمدردی - اوستاد اور ملازم - عیسویہ ہمدردی مقابلہ اس
امال کس چیز پر ولایت کرتا ہے - مزدور اور کام لینے والے - خاندان
ایشور تھ - نیوالیگے ملز - اصلاح یافتہ کام کرنے والے - صناعتی علم
مرگرمی - سٹریٹ سکند براڈ نورٹ - سٹریٹ کی تقریر - بڑے بڑے آدمی
وانشمنڈس انداز کرنے والے تھے - سٹریٹس سالٹ - سالیٹر ایس کے
انسٹیٹوشن سرود اور شراب سے اجتناب سٹریٹ ایک رائڈ - پہلی فاکس
یارک شایر پنی بنک کی ابتدا - غربا کی کس طرح مدد کرنی چاہیے - پس انداز
کرنے سے اجتناب سے میں مدد ملتی ہے - بیخواری کا تدارک بچوں کا
ساکام - پنی بنک +

گیارہواں باب

خاندان - کراسلے - اساتذہ اور انسان

جان کراسلے - مارٹھا کراسلے - شادی کی تمہید شروع ہوئی شادی
کی تمہید کا خاتمہ - جان کراسلے کا دوبارہ شروع کرتا ہے - ڈین کلفیل
خاندان کراسلے - سرفرائس کراسلے - مارٹھا کراسلے کی قسم - پہلی
فاکس میں محام کارمند - مارٹھا کا صف پورا ہو گیا - کان کنوں کا اشتراک

مشتکہ محنت دیگر مشترکہ تہا و نیز جبر میا جہد۔ نیو پورٹ روٹنگ ملز پیسے کارخانہ
 آہن سازی مزدوروں کو سختش مشر کار لائل کا خط۔ فرق ایک سو سال
 پیشتر عامہ تفسر تھیں۔ اطوار کی اصلاحیں۔ انگریز صنایع اور مزدور۔ انگریز انجینیر
 رحمتب / اور کان کن۔ سکوں کی سرعت۔ ممالک غیر کے کاریگر۔ اجنبیوں
 کی عادات۔ عاقبت اندیشی یہ

بارصواں باب

ذرائع سے متجاوہ خرچ

ریا کاری اور قرض۔ وضع داری۔ وضع داری کو قائل رکھنا۔ خالص
 حلقے مستورات اور اسراف۔ قرض میں مبتلا ہونا۔ دوکانداروں کا درغلٹا
 جرم کی تخریک۔ جرم کا ارتکاب کس طرح ہوتا ہے۔ پوشاک کا شوق۔ بیٹیل لینے
 شریف زادے۔ اندھا دھند خرچ۔ علم حساب۔ شادی۔ خوش حلقی۔
 شادی کی ذمہ واریاں۔ شادی تیار سازی نہیں ہے۔ وہ شخص جو
 نہ کہہ سکتا تھا۔ نہیں کہنے کا حوصلہ۔ مغز زانہ۔ تہمینہ و تکفین۔ تہمینہ و تکفین
 میں اسراف۔ جان و ملیرے کا وصیت نامہ۔ تہمینہ و تکفین کی اصلاح

تیرھواں باب

نامور مقروض

عظمت اور قرض۔ قرض کی مفرت۔ قرض میں مبتلا ہونا۔ قرض دینے
 کی کلب۔ ذکاوت اور قرض۔ ٹاکس اور شریٹن کے قرضے۔ لامارٹن پولیٹر
 علم طبعی کے ماہروں کے قرضے۔ مصوروں کے قرضے۔ اٹلی کے مصور تہمینہ

قدیم شاعر۔ سیونج اور بانسن سبیل اور گولڈ سمتھ۔ گولڈ سمتھ کے قرائین۔
 گولڈ سمتھ کی نصیحت۔ بائرن کے قرض۔ بار قرض۔ برنس اور سڈنہ سمتھ
 ڈی فو اور ساو دے۔ ساو دے اور سکاٹ۔ سووی اور سکاٹ۔ سکاٹ
 کا قرضہ اور محنت۔ نامور مفلس۔ بانسن کی نصیحت۔ ذکاوت اور قرض۔ ادیب

چودھواں باب

دولت اور خیرات

بیکسوں کی امداد۔ ڈاکٹر ڈوئی۔ دولت مند آدمی۔ زر کی محبت۔ مالدار بننے
 کا اشتیاق۔ دولت اور افلاس۔ پیرانہ سالی میں دولت دولت سے امتیاز۔
 اور شہرت کے واسطے کوئی حق حاصل نہیں ہوتا۔ جمہور اور دولت۔ صلاح الدین
 اعظم۔ ڈان جوس ڈی سال منکا افلاس کے معاوضے۔ بادشاہت افلاس افلاس
 اور خوشی خیرات۔ روپیہ دینے کی خرابیاں۔ ہمدردی انسان اور خیرات۔
 دولت مندوں کے وصیت نامے بیٹیفن جیرارڈ۔ ٹامس گاٹی۔ تعلیمی خیرات۔ پلی
 باڈی کی فیاضی مفلسوں کے مربی۔ ملاحوں کا ملجا و مادہ

پندرھواں باب

صحت کے معینہ گھر

نرم صحت زیست۔ پاک دماغ ہو اکی ضرورت۔ بخار کا ٹیکس۔ اصل
 آرکیڈیا۔ دماغی غرابا۔ گھر کا اثر۔ مضر صحت گھر۔ گھر اور بخواری۔ خوش آئند
 مکانات۔ ایڈون چپڈوک۔ زندگی میں توقع اور امید۔ نو انین غربا صحت
 کے متعلق رائے۔ تحقیقات حفظان صحت۔ کمیشن حفظان صحت۔ علم حفظان صحت

صناعت نہ رہنے کے نتائج۔ غلات سے نقصانات۔ مرو بیکار۔ دیوچارہ کا لقب
 نہایت ذلت بخش ہے گھر کی اصلاح۔ خانگی اصلاح۔ صفائی۔ غلات اور
 بد اخلاقی غسل میں عبادت فرمایا لوچی کا علم۔ خانگی کفایت شعاری۔ انگلیز
 کا کھانا پکانا۔ اور اخلاق۔ لیڈیوں کا کام۔ جوزف کاربٹ کی داستان *

سولھواں باب

بود و باش اور زندگی کا فن

طرز بود و باش کے فن کی مثال۔ مذاق کفایت شعار ہے۔ مختلف
 جھونپٹریوں میں زندگی بسر کرنا کا فرق۔ کاریگروں اور کام کرنے والوں میں
 فرق۔ گھر میں رہنا۔ گھر اور آسائش۔ با فراغت لوگ۔ خانگی کفایت شعاری
 کا فائدہ۔ سلیقہ اور طریقہ محنت اور پابندی وقت۔ طبیعت اور مزاج کو پس
 میں رکھنا۔ عمدہ اطوار شائستگی چوبہنرہ طبیعت کے ہو۔ فرانسیسی اطوار عمدہ
 اطوار میں خوشی۔ تفریح ستانہ۔ سرود کا اثر۔ خانگی نفاس۔ پھولوں
 کی نفاس۔ مشترکہ خوشیاں۔ مشاہیر کی تصویر۔ گھر میں فنون کی مشق
 طرز بود و باش کا اثری فن *

داستان

ایک گجراتی سردی اور بھوکھ سے لاچار موسم سرما کے قریب
 مکھیوں کے چھتہ کے پاس جس میں شہد کا غدہ ذخیرہ جمع کیا ہوا
 تھا۔ آیا اور شہد کی مکھیوں سے کمال عاجزی سے درخواست کی
 کہ مجھے چند قطرے شہد کے عنایت کرو تو میرا بڑا پار ہو جائیگا
 ایک شہد کی مکھی نے اُس سے پوچھا۔ تم گرمی کے موسم میں
 اپنے وقت کو کس طرح بسر کرتے رہے اور ہماری طرح خوراک جمع کیوں نہ کی
 گجراتی میں نے اپنا وقت ہنسی چیزیں کھانے پینے رقص کرنے
 اور گمانے میں بسر کیا اور مجھ کو موسم سرما کا بالکل خیال نہ آیا۔
 شہد کی مکھی ہمارا طرز عمل بالکل مختلف ہے ہم موسم گرما
 میں سخت محنت کرتی ہیں تاکہ ہم سردی کے موسم کے واسطے خوراک
 کا ذخیرہ جمع کر لیں کیونکہ ہم کو بخوبی معلوم ہے کہ اس موسم میں اُس کی
 ضرورت ہوگی۔ لیکن جو لوگ موسم گرما میں سوائے کھانے پینے ناچنے
 اور گمانے کے کچھ نہیں کرتے۔ ان کو موسم سرما میں فاقہ مستی کے
 واسطے تیار رہنا پڑے گا۔



بہ کفایت شعاری

پہلا باب

محنت

ہیری بادشاہت وہ چیزیں انیس جو میرے پاس ہیں۔ بلکہ میرے
فضل ہیں (کارلائل) لوگوں کو مالدار کرنے والا سرمایہ جس سے کہ قومی
اقبال اور بہبودی کو رونق پہنچتی ہے۔ وہ محنت ہے جس کو پہلایا
کی امید وار ہو رہا سلیمان کا قول ہے کہ ہر طرح کی محنت میں نفع ہے
پیشگیل اکا فومی یا سیاست دن کا نظم کیا ہے یہ اسی آیت آیت
پر ایک طویل بحث ہے (سموئیل لیننگ)

خداوند تعالیٰ نے دنیا کی عمدہ چیزیں۔ طبعی ضروریات کے کام آنے
کے واسطے پیدا کی ہیں۔ وہمقان اُن کو محنت کر کے کارگیر ہو شیدی
اور تکلیف سے اٹھا کر تاخیر و دراز ممالک کے سفر کی صعوبت اور
ظلمات کو گوارا کر کے یہ چیزیں لاتا ہے۔ سست آدمی مردہ کی
طرح میں۔ جس کو دنیا کے تغیرات اور ضروریات سے کوئی تعلق
نہیں وہ صرف اپنے وقت کو بسر کرنے اور زمین کے پھل کھانے

کے واسطے زندہ ہے وہ کبیڑوں مکوڑوں یا بھیڑیوں کی طرح وقت

مقررہ پر مرتے اور ہلاکے ہوتے ہیں اور اس اثناء میں غائب ہو جاتے ہیں یا نیکی نہیں کرتے۔ (جرمی ٹیلر)

وقت میں ہماری عمارت کے مصالح بھرے پڑے ہیں امروزہ خرابی

اس عمارت کے واسطے جو ہم بناتے ہیں خشتوں یا ساروں کا

سمتہ ہیں (لائنگ فیلو)

کفایت شعاری تہذیب اور شناسنگی کے ساتھ شروع ہوئی یہ

اب وقت شروع ہوئی جب انسان کو آج اور نیکل بیچ کے واسطے اندوختہ

رکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کفایت شعاری روپے یا سکہ کی ایجاد سے

بہت عرصہ پیشتر شروع ہوئی +

کفایت شعاری سے مراد وہ کفایت شعاری ہے جو پانچویں

معاملات میں مدنظر رکھی جائے اس میں خانگی کفایت شعاری نیز کسی گھر کے

یا کنبہ میں انتظام اور سلیقہ کو قائم کرنا بھی شامل ہے +

پرائیویٹ اکاؤنٹی یعنی بیچ کی کفایت شعاری کا مقصد یہ ہے کہ افراد

کی بہبودی کی ابتداء اور ترقی کرے۔ جیسا کہ پولیٹیکل اکاؤنٹی یعنی سرکاری

مدن کا مدعا یہ ہے کہ قوموں میں تحویل پیدا کرے اور اُس کو ترقی دے۔

پرائیویٹ اور سپلاک یعنی فردی اور عامہ دولت کا اصل ایک ہی

دولت محنت سے حاصل ہوتی ہے یہ پس انداز اور جمع کرنے سے محفوظ رہتی

ہے اور استغدی اور استغلال سے بڑھتی ہے +

فردی پس انداز کردہ سرمایہ دولت ہے یا بالفاظ دیگر ہر ایک قوم

کی بہبود ہے برعکس اس کے اگر افراد اندھا دھند فضول خرچی کریں تو

اور ملک مفلس ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ہر ایک کفایت شعار شخص کو عامہ مرنی اور ہر ایک مسرت کو عامہ دشمن کہہ سکتے ہیں *۔

بچ کے کفایت شعاری کی ضرورت میں کوئی کلام نہیں۔ ہر ایک شخص اس کو تسلیم کرتا اور اس کی سفارش کرتا ہے مگر پولیٹیکل اکاڈمی کے متعلق شبہ و شک ہے۔ مثلاً تقسیم سرمایہ اجتماع بایدا اور محصول اور یکس کا مقام وقوع توازن غریب اور دیگر مضافات جنگی تشریح کرنا ہمارا کام نہیں اس کتاب میں پرائیویٹ اکاڈمی کا جس کو تھرنٹ یا بچ کی کفایت شعاری بھی کہتے ہیں ذکر کیا جائیگا۔

کفایت شعاری طبعی جس نہیں بلکہ یہ تجربہ مثال اور دور اندیشی سے نشو و نما پاتی ہے یہ تعلیم اور سمجھ کا یہی نتیجہ ہے۔ انسان کفایت شعار۔ اسی صورت میں ہوتا ہے۔ جب وہ دانا اور دور بین ہو اور اپنی حالت پر غور کرے پس مرد و زن کو کفایت شعار بنانے کا بہترین وسیعہ یہ ہے کہ کہ ان کو دانا بنایا جائے *۔

بدنسبت کفایت شعاری کے انسان میں فضول خرچی اور اسراف زیادہ طبعی ہیں۔ وحشی انسان تلاش محض ہوتا ہے کیونکہ جو چیز اس کو مل جاتی ہے کھا لیتا ہے اس کو فردا کا بالکل خیال نہیں ہوتا۔ تاریخی زمانہ سے پیشتر کے انسان بالکل پس انداز نہ کرتے تھے۔ وہ غاروں یا زمین کے کھودن میں بہتر شاخیں ڈال دی جاتی تھیں رہتے تھے۔ وہ ساحل بحر سے چھلکا دار مچھلیاں چنگر گزارہ کرتے تھے۔ یا جنگلوں سے بڑیاں یا بیج چنگر پٹ بھرتے تھے۔ وہ حیوانات کو پتھروں سے مارتے تھے۔ وہ گھات میں ان کی آمد کا انتظار کرتے تھے یا ان کے پیچھے دوڑ کر پکڑ لیتے تھے۔ پھانسی

نے پتھروں کو اوزار بنانے کا ہنر سیکھا۔ انہوں نے پتھر کے تیر اور برچھے بنائے۔ اس طرح وہ اپنی محنت کو مفید اور پرندہ دار اور حیوانات کو نہ یا وہ عجلت سے مار سکتے تھے۔

ابتدائی زمانہ کے وحشیوں کو کاشتکاری کا بالکل علم نہ تھا۔ کوئی چار پانچ ہزار برس ہی گزرے ہونگے۔ جو انسان کی تاریخ کے لحاظ سے ایک قلیل عرصہ ہے انسان خوراک کے واسطے میوے اور پھل جمع کرنے اور آئینہ کی مثل کے واسطے اُن کا کچھ حصہ بچانے لگے۔ جب معدنیات کی کانیں مل گئیں ہوئیں اور اُن کو آگ دی گئی اور کانوں سے دھات نکال کر پگھلائی گئی تو انسان نے ترقی کی راہ میں بڑھ بڑھ کر قدم مارنے شروع کر دیئے پھر تو وہ سخت آلات بنانے پتھروں کو تراشنے مکانات بنانے اور ہتک محنت سوتنڈی اور شالٹلی کے کثیر التعداد ذرائع اور اسباب اختیار کرنے لگے۔

اس زمانہ میں اگر کوئی انسان ساحل سمندر کے قریب رہتا تھا۔ تو وہ کسی درخت کو اگر اسی کا کچھ حصہ جلا کر کھوکھلا کر دیتا تھا۔ پھر اُس کے پانی میں ڈال کر سمندر میں چلا جاتا اور خوراک کے واسطے مچھلیاں پکڑ لاتا۔ کھوکھلے درخت کی بجائے ایسی کشتیاں بنیں جس میں کیل کانٹے لٹکائے جاتے تھے کشتی سے ترقی ہو کر زور قیہ۔ ڈونگے۔ ہٹی دار کشتیاں جہاز اور بعد ازاں دفائی جہاز بننے شروع ہوئے۔ اور تمام دنیا انسان کے آباد ہونے اور ترقی و تہذیب کے واسطے کھول دی گئی اگر متقدمین مفید اور پر منفعت محنت نہ کرتے تو انسان غیر تہذیب رہتا۔ اس کے پیشرووں نے زمین کو درست اور آباد کیا اور انسان کے فائدہ کی سب سے خوراک کی کاشت کرنے لگے۔ ان لوگوں نے انداز اور کپڑے ایجاد کیے

اور ہم مفید نتیجوں سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں انہوں نے فن اور علم و ریاضت
کئے اور ہم کو ان کی محنتوں کے مفید نتائج بطور میراث مل گئے ہیں۔
نظام قدرت سے یہ سبق ملتا ہے کہ کوئی عمدہ چیز جو ایک دفعہ کیجائیے
بالکل رفت گذشت نہیں ہو سکتی زندہ انسانوں کو ہمیشہ کڑو در کڑو
مخلوقات جو ان سے پہلے کام کرتی اور مشکلوں پر سخت پانی تھی۔ یا و آتی
ہے۔ فیذا بابل اور ٹرائے کے قدیم شہروں کے مکانات اور سنگ تہ اش
میں جو کاری گری اور کمال دکھلایا گیا ہے وہ موجودہ زمانہ تک نسلاً بید
نسلاً چلا آیا ہے نظام قدرت میں ان کی کسی طرح کی محنت بالکل ضائع نہیں ہوتی
مفید اثر کا کوئی یا قیادہ حصہ اگر افراد کو انہیں تو انسانی نسل کو برابر فائدہ
پہونچاتا ہے۔

ہماری میراث میں جو مادی دولت جو ہم کو اپنے اباؤ اجداد سے ملی
ہے ایک نہایت قلیل چیز ہے۔ ہمارا حق پیدایش اس سے زیادہ ناقابل فنا
چیز ہے یہ انسانی ہمارت اور محنت کے مفید اثروں پر مشتمل ہے یہ اثر کتابی
علم سے نہیں بلکہ عملی تعلیم اور مثال سے منتقل ہوئے ہیں۔ مثلاً ہماری نسل
نے ایک اور نسل کو تعلیم دی اور اسی طرح فن اور صنعت و تجارت اور دیگر
دستکاریوں کا علم محفوظ رہا۔ اسی طرح سابق نسلوں کی محنتیں اور کوششیں
بائپے بیٹے کو ملتی چلی آئیں اور وہ بنی نوع انسان کی طبعی وراثت ہیں اور
تہذیب شائستگی کا ایک نہایت اہم ذریعہ ہیں۔

پس ہمارا حق پیدایش اباؤ اجداد اور بزرگان سلف کی محنتوں کے
مفید اثروں پر مشتمل ہے۔ مگر جہان سے ہم اسی کام خود شریک نہ ہوں
متنع نہیں ہو سکتے۔ تمام انسانوں کو نفع خواہ دماغ کے ساتھ محنت کرنی چاہیے

کام کے بغیر زندگی عبث ہے۔ اخلاقی لحاظ سے بیکاری کی زندگی بالکل ردی ہے۔ کام سے ہماری مراد محض جسمانی کام نہیں بلکہ اس سے بہت کچھ اعلیٰ کام بھی ہے۔ ایسے مستند اور مستقل رہنا ابتلا اور صبر بڑے بڑے کاموں کا بیڑا اٹھانا۔ بنی نوع انسان سے ہمدردی اشاعت حق و تہذیب انسانی تکالیف کو کم اور غربا کی دستگیری کرنا کمزوروں کی مدد اور ان کو خود مدد کے قابل بنانا یہ سب انسان کے کام ہیں +

بیروں کا قتل ہے "شریف دل انسان نکمٹوں کی طرح دوسروں کی محنت پر گزارہ کرنے سے نفرت رکھتا ہے وہ دیکھ یا دیگر کمزوروں کی طرح عام غلہ خانہ سے اپنی خوراک چوسنا یا شارک کی طرح چھوٹی مچھلیوں کا شکار کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ وہ اپنے فرائض کو انجام دیکر دوسروں کی غمگساری اور محنت میں ان کا ہاتھ بٹائیگا۔ اور عوام کو بہت فائدہ پہونچائیگا۔ کیونکہ عرصے شاہی سے بلیچے تک یا بالفاظ دیگر شاہی سے دہقان تک کو کام ایسا نہیں ہے جس کے انتظام میں عمدہ کامیابی مرچا۔ تھیں اور اطمینان حاصل کرنے کے لئے بہت سادمانی یا دستی یا دونوں کام کرنے کی ضرورت لاحق نہ ہو +

محنت ضرورت ہی نہیں بلکہ سرت بھی ہے۔ محنت جو بہ صورت دیگر دوہر معلوم ہوتی۔ ہمارے جسمانی ترکیب اور نظام کی وجہ سے نعمت اور برکت ہو جاتی ہے۔ ہرکو بعض امور میں قدرت کے ساتھ کشمکش کرنی پڑتی ہے۔ سو سو رہا اور زمین ہمیشہ ہماری زندہ طاقتوں کو جذب کرتے رہتے ہیں۔ پس ہم بالیدگی اور زندگی کو قائم رکھنے کے واسطے کھاتے پیتے اور اپنے جسم کو گرم رکھنے کے واسطے گرم کپڑے پہنتے ہیں +

یہ سب مگر بعض ہیں قدرت کی تہہ مشترکہ کارروائی کوئی بڑی ہے

قدرت ہمارے ساتھ ساتھ مل کر کبھی کام کرتی ہے اُس نے ہمارے واسطے
وہ زمین جس میں قلب رانی کرتے ہیں مہیا کی ہے وہ ان کھجوروں کو نشو و نما
دیتی اور پکاتی ہے۔ جن کو ہم بولتے اور جمع کرتے ہیں۔ انسانی ادا کے واسطے
وہ اُن مہیا کرتی ہے جس کو ہم کاتتے ہیں۔ نیز خوراک جو ہم کھاتے ہیں اور
خواہ ہم کتنے ہی مالدار یا مفلس ہوں ہم کو یہ امر ہرگز فراموش نہ کرنا چاہیے
کہ تمام چیزیں جو ہم کھاتے یا پہنتے یا جن کی پناہ میں ہم رہتے ہیں محل سے
جھونپڑی تک محنت کا نتیجہ ہے۔

بنی نوع انسان کی باہمی گزارہ کے واسطے اک ان ایک دوسرے
کی مدد کرتے ہیں۔ سب سے بڑا زمین کو جوڑتا ہے اور خوراک مہیا کرتا ہے۔
جولاٹ یا کسی کارخانہ کا مٹم کپڑے بناتا ہے جن کو خیاط یا خیاطہ سی کر زیب
تن کرنے کے لائق پوشاک بنا دیتے ہیں۔ بڑے گھارے اور معمار اُن گھروں
کو جن میں ہم خانگی زندگی کی خوشیوں میں بہرہ اندوز ہوتے ہیں۔ تعمیر
کرتے ہیں اس طرح بہت سے کاریگر عام نتیجہ پیدا کرنے کے واسطے ایک دوسرے
کے مدد و معاون ہیں۔

نمائت عام اور بھدھی چیزوں پر محنت اور کاریگری صرف کی جائے
تو وہ فی الفور قیمتی ہو جاتی ہے۔ بیشک محنت بنی نوع انسان کی زندگی
ہے اس کو صفحہ ہستی سے معدوم یا جلا وطن کر دو۔ اور حضرت آدم کی
نس نے الفور موت کا شکار ہو جائیگی۔ سینٹ پال کا قول ہے درجہ شخص
کام کرتا نہیں پتا اُس کو کھانا بھی چاہیئے اور حواری مذکور
حضرت بیان کیا کرتا تھا کہ میں اپنے مانتوں سے محنت کرتا اور کسی آدمی
پر بارگراں نہیں ہوں۔

ایک بوڑھے دھقان کی داستان ہر کس و ناکس کو معلوم ہے۔ جب وہ بستر مرگ پر ترزع کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ اُس نے اپنے تین کابل بیٹوں کو اپنے پاس ایک ضروری راز بتانے کے واسطے بلایا۔ اُس نے کہا میرے بیٹو! اس جاہلاد میں جو تم کو بطور وراثت ملیگی۔ ایک بڑا خزانہ مدفون ہے۔ یہ تمکو بوڑھے آدمی نے ایک لمبا سانس بھرا۔ اور بیٹے ملکر پوچھنے لگے۔ وہ خزانہ کس جگہ مدفون ہے بوڑھے آدمی نے کہا میں تم کو ابھی بتاتا ہوں مگر تم کو یہ کھیر کر نکالنا پڑیگا۔ مگر ضروری راز بتانے سے پیشتر اُس کی طائر روح پرواز کر گئی۔ راز کوں نے فی الفور کدال اور نیچے لیکر ان کھیتوں میں جنگو مدت سے کمال بے احتیاطی سے چھوڑ دیا گیا تھا۔ کھوونا شروع کیا اور انہوں نے انچر باپ کی زمین کا چھپ چھپا چھان مارا۔ ڈھلیوں کو کوٹ کوٹ کر پار کیا کر ڈالا۔ کھن کو خزانہ تو کوئی نہیں ملا مگر اُن کو یہ سبق حاصل ہو گیا کہ دنیا میں کام کرنا چاہیے۔ حیب کھیتوں میں تخم نہ بڑی کی گئی اور فصل کاٹنے کا وقت آیا تو بیشمار پیداوار ہوئی۔ کیونکہ انہوں نے زمین کو سنبھری جو ناک تھا۔ پھر اُن کو وہ مدفون خزانہ معلوم ہو گیا۔ جو اُن کے دانا بوڑھے باپ نے بتایا تھا۔ محنت بارہ سزا۔ عزت اور مسرت سب ایک ساتھ ہے۔ ممکن ہے کہ محنتی شخص محنت بھی تو لگے پھر بھی وہ اپنے آپ پر فخر کر سکتا ہے۔ اس سے ساتھ ہی اس امر کی شہادت مل سکتی کہ ہماری طبی حوائج اور بے شمار ضروریات میں محنت کے بغیر انسان زندگی یا تہذیب کی کیا کائنات بنتی۔ انسان کی قابل تعریف اسلئے قابلیتیں محنت سے پیدا ہوتی ہیں۔ فن و حرفت علم ادب اور علم طبی وغیرہ میں اسی سے عظمت حاصل ہوتی ہے۔ علم جو آسان کی طرف پرواز کرنے کا پر ہے۔ صرف محنت سے ہی مناسب و فائز بنتا ہے۔

محنت کرنے کی قابلیت کا نام ہے یہ بڑی بڑی اور مسلسل کوششیں کرنے کی قوت ہے ممکن ہے کہ محنت سزا ہو مگر بیشک یہ ایسی چیز ہے جس پر نازاں ہونا چاہیے۔ جو لوگ اسلئے مقاصد اور پاک اغراض کے واسطے محنت کرتے ہیں۔ اُن کے واسطے یہ عبادت۔ فرض اور شہرت دوام ہے۔

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اس قانون محنت سے جس کے روسو ہم کو زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔ شکایت کرتے اور بڑبڑاتے ہیں اور یہ خیال نہیں کرتے۔ کہ اس قانون کی اطاعت کرنا منشا کے ایز دی بلکہ نعم و فرست کی ضروری ترقی اور فطرت انسانی سے کامل طور پر مستفید ہونے کے واسطے بالکل ٹھیک ہے۔ ہوں تو دنیا میں مصیبت زدہ بہت سے آدمی ہوتے ہیں مگر کامل یقیناً نہایت مصیبت زدہ ہیں۔ جن کی زندگی کا کوئی مفید نتیجہ نہیں جن کو سوائے اپنے حسوں کے سیر کرنے کے اور کوئی کام نہیں کیا اس قسم کے شخص نہایت جھگڑالو مصیبت زدہ اور بیزار ہیں وہ ایک طرح کی دائمی کابلی میں رہتے ہیں نہ وہ اپنے لئے اور نہ دوسروں کے لئے مفید ہیں۔ وہ صرف زمین پر بہ فائدہ بوجھ ڈالتے ہیں اور اگر وہ اٹھ جائیں تو ان کا کسی کو غم نہیں۔ اور نہ ہی کسی کو ان کا افسوس ہے۔ بیشک کابلی کی حالت نہایت مصیبت زدہ اور شرم ناک ہوتی ہے۔

دنیا کی ترقی میں کام کرنے والوں سے نہ یادہ کس نے مدد دی۔ خواہ انہوں نے ضرورت یا شوق سے کام کیا۔ وہ سب چیزیں جن کو ہم ترقی نامہ سمجھتے ہیں۔ یہودی اقبال اور باغ البالی سے تغیر کرتے ہیں۔ محنت پر منحصر ہے۔ بالخصوص اس محنت پر جو متقل طور پر کی جائے خواہ وہ محنت جو کاکھیت پر۔ یا دغائی جہاز کے تعمیر کرنے میں نظر ہونی ہو۔ خواہ اس

تے لکھو بند یا کارسیا گیا ہو یا ایک نہایت دلکش اور قریب بت تراشا گیا ہو +

اسی طرح سب سے فید اور عمدہ خیالات محنت مطالع مشاہدہ تحقیقات مستعد محنت اور چہان بین کا نتیجہ ہے نہایت اعلیٰ انظم میں تھا سست اور دلکش نمونہ اور شہرت دوام مستقل اور متواتر محنت کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی کوئی بڑا کام ایک جوش سے پورا نہیں ہوا۔ یہ مکررہ کوششیں اور اکثر بہت سی ناکامیوں کا نتیجہ ہے۔ ایک نسل شروع کرتی ہے اور دوسری جاری رکھتی ہے موجودہ گذشتہ کی اماعت کرتی ہے۔ مثلاً پارتیہ زن سینے روما کا ایک بڑا مندر ابتداء میں کار سے کی جھونپڑی تھا۔ اور ایک بڑی نظم کی ابتداء ریگ پر پند لکیریں اور غیر واضح حروف نکالنے سے ہوئی تھی نسل کے افراد کی حالت بعینہ اسی ہے وہ پید پھل سے بے قرار اور لا حاصل کوششیں شروع کرتے ہیں اور استقلال اور متوجہی سے ان سے عمدہ نتیجے پیدا ہوتے ہیں +

محنت کی تاریخ کو بہ نظر قسقی دیکھا جائے تو اس سے بیشمار نتیجہ خیز نظریں مل سکتی ہیں۔ محنت نہایت غریب آدمی کو ناموری نہ سہی عزت حاصل کرنے کے قابل بنا دیتی ہے۔ فن اوب اور علم کی تاریخ میں بڑے بڑے نام محنتی شخصوں کے ہیں ایک اوزار بنانے والا دغانی انجن عیام کاتنے کی کل۔ جولانہ۔ بیول بینے کاتنے کی عمدہ کل کا موجد اور ایک نروٹ نے لو کو موٹو انجن کو مکمل کیا۔ اور ہر طرح کے کام کرنے والوں نے بچے بعد دیگرے کل سازی میں فتوحات حاصل کرنے اور اس پیشہ میں کہاں پیدا کرنے میں امداد دی ہے +

کام کرنے والے آدمی سے ہماری مراد صرف وہ شخص نہیں جو اپنے اعضا اور اعصاب کو محنت کرے کیونکہ یہ تو گھوڑا بھی کر سکتا ہے مگر وہ کام کر نہیالا وہی شخص ہے جو اپنے دماغ کے ساتھ بھی کام کرے اور جو اپنے تمام جسمانی نظام کو اپنے اعلیٰ قوائے کے زیر اثر رکھے جو شخص تصویر اتار تلہے کتاب لکھتا ہے قانون یا نظم بناتا ہے وہ اعلیٰ درجہ کا کام کرنے والا آدمی ہے گو انسان کی جسمانی قیام کے واسطے وہ کاشتکار یا چرواہے کی طرح ضروری نہیں مگر اس کی وقوت میں کلام نہیں کیونکہ وہ سوسائٹی کے واسطے اعلیٰ اور جمہ کی دماغی خوراک مہیا کرتا ہے۔

ہم نے محنت کی اہمیت اور ضرورت پر بہت کچھ لکھ دیا ہے۔ اب یہ دیکھنا چاہیے کہ اس سے جو فوائد ہو سکتے ہیں اس کو کس طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ اگر انسان کے ابا و اجداد ہنر فن۔ ایجاد۔ دماغی ترقی کے اسباب جمع نہ کرتے تو وہ غیر حذب رہتا۔

اس قسم کی چیزوں نے جو ہمارے متقدمین نے پس انداز کیں۔ دنیا کو حذب بنایا ہے۔ اند وختہ یا پس انداز کی ہوئی چیز محنت کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اور تہذیب شائستگی کے نتائج اسی وقت جمع ہونے شروع ہوتے ہیں۔ جب محنتی پس انداز کرنے لگتے ہیں۔ ہم کہہ چکے ہیں کہ کفایت شعاری شائستگی اور تہذیب کے ساتھ شروع ہو بلکہ ہم یہ کہہ سکتے تھے کہ کفایت شعاری سے تہذیب پیدا ہوئی۔ کیونکہ کفایت شعاری سے سرمایہ پیدا ہوتا ہے اور سرمایہ محنت کا اند وختہ نتیجہ ہے سرمایہ دار وہی شخص ہے جو اپنے کام کی تمام کمائی کو خرچ نہیں کرتا۔

مگر کفایت شعاری طبعی فراست نہیں یہ شیوہ بالائیک اکتسابی

اصول ہے اس میں خود اختیار ہی ضروری ہے۔ بیٹے موجودہ خوشیوں کو آئندہ ہیود پر متاثر کرنا بیٹے حیوانی خواہش کو عقل دور اندیشی اور عاقبت اندیشی کے واسطے کرتا ہے۔ یہ کہتے واسطے سلام کرتی ہے مگر کل کے واسطے ہمیں ذخیرہ جمع کرتی ہے۔ یہیں اخلائے سرمایہ کو سود کی خاطر جمع کراتی ہے۔ اور آئندہ کے واسطے گذارہ کی سبیل نکالتی ہے۔

سٹراڈ ورڈ مینسن کا قول ہے کہ ”عقل نے انسان کو مال کار دیکھنے کا حق عطا کیا ہے۔ مگر ساتھ ہی اس کے یہ پنج لگا دی ہے کہ آئندہ کا انتظام کرے اس امر کی شہادت اس امر سمجھ چکی ہے کہ ہماری زبان میں مستفیدہ ضروریات کی استعداد سے پیش بندی کرنے کے واسطے ایک ایسا لفظ مکر ہے۔ جس کے معنوں میں آئندہ کا ایک سرسری علم کو زہ ہے وہ لفظ یہ ہے کہ عاقبت اندیشی کی نیکی اس لفظ بولنے سے پیشتر ہم یہ فرض کرتے ہیں کہ جو شخص آئندہ حالات سے خبردار ہوتا ہے وہ پہلے سے مسلح رہتا ہے۔ کیونکہ آئندہ کو جاننا کوئی بڑی نیکی نہیں۔ بلکہ اس کے واسطے تیار رہنا بڑی بھاری نیکی ہے۔ مگر ہمت سے آدمی آئندہ واسطے کچھ ہتھیار نہیں کرتے سوہ گذشتہ زمانہ کو یاد نہیں رکھتے۔ اور صرف زمانہ حال کا خیال رکھتے ہیں وہ کچھ نہیں سمجھتے وہ جو کھاتے ہیں خرچ کر دیتے ہیں وہ اپنے واسطے کچھ ہتھیار نہیں کرتے وہ اپنے کہنوں کے واسطے کچھ ہتھیار نہیں کرتے مگر ہے کہ وہ بڑی بڑی اجرت پر کام کریں۔ مگر وہ جو کھاتے ہیں سب کھا پی جاتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ ہیشہ مفسر رہتے ہیں اور وہ ناداری کے بالکل قریب رہتے ہیں۔“

اقوام کی بھی یہی حالت ہے وہ قومیں جو اپنی تمام کمائی کو ہڑپ کر باقی ہیں اور آئندہ پیداوار کے واسطے کوئی ذخیرہ نہیں کرتیں ان کے پاس کوئی سرمایہ نہیں ہوتا۔

ناکفایت شعارا افراد کی طرح وہ روزانہ کمائی پر گزارہ کرتے ہیں ہمیشہ منسل اور مصیبت زدہ رہتے ہیں جن قوم کا سرمایہ نہ ہو اُس کی تجارت بھی نہیں ہوتی۔ اُن کے پاس اندوختہ نہیں ہوتا کہ اُن کو خرچ کر سکیں۔ پس ان کے پاس جہاز ملاح۔ جہاز سازی کے کارخانے۔ بندر گاہ نہریں اور ریلیں نہیں ہوتیں۔ کفایت شعار محنت دنیا کی محنت کا اصل اصول ہے۔

سپین کی طرف دیکھو وہاں نہایت زر خیز زمین سے نہایت کم پیداوار ہوتی ہے دریائے گوالڈل کو رودا دل کبیر کے کناروں کے پاس پاس جہاں کیسی زمانہ میں بارہ ہزار گاوؤں تھے۔ وہاں صرف آٹھ سو ہیں اور ان میں گداگر بھرے ہوئے ہیں۔ سپانیہ کی ایک ضرب المثل ہے ”و آسمان اچھا ہے زمین اچھی ہے مہرٹ وہ ہی خراب ہے جو زمین آسمان کے مابین ہے“ اہل سپین متواتر کوشش یا صاف بے عزت کو گوارا نہیں کر سکتے کسی قدر کاہلی اور کسی قدر فخر کی وجہ سے وہ کام کرنا نہیں چاہتا۔ ہسپانوی کو کام کرنے سے عار ہے مگر بھیک مانگنے سے عار نہیں ہے۔

اسی طرح سوسائٹی کی بڑی بڑی دو ہی قسمیں ہیں۔ یعنی پس انداز کرنے والے اور اڑانے والے عاقبت اندیش اور نا عاقبت اندیش۔ کفایت شعارا اور ناکفایت شعارا جن کے پاس بچہ اور جن کے پاس نہیں

جو لوگ محنت کے ذریعہ کم کم کفایت شعاری کرتے ہیں سرمایہ دار ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے سرمایہ سے اور محنت کو تحریک دے سکتے ہیں۔ اُن کے ہاتھوں میں سرمایہ جمع ہوتا ہے۔ اور وہ دوسرے محنتیوں کو کام کرنے پر لگا دیتے ہیں۔ اسی طرح تجارت اور سوداگری شروع ہو جاتی ہے۔ کفایت شعار مکانات، گدام خانے اور کارخانے بناتے ہیں وہ کارخانوں میں اوزار اور کلیں بنایا کرتے ہیں وہ جہاز بناتے اور ان کو دنیا کے مختلف حصوں میں بھیجتے ہیں وہ اپنے سرمایہ کو اکٹھا کرتے ہیں اور ریل کی سڑکیں بندرگاہ جہاز سازی کے حوض وغیرہ تعمیر کرتے ہیں۔ وہ کوئلے آہن اور تانبے کی کانیں کھودتے ہیں اور ان سے پانی نکالنے کے واسطے انجن کھڑے کر دیتے ہیں وہ کانیں کھودنے کے واسطے مزدور لگاتے ہیں اور اس طرح کثیر التعداد لوگوں کو ملازمت مل جاتی ہے۔

یہ سب کفایت شعاری کا نتیجہ ہے۔ یعنی روپیہ کو بچانے اور اس کو مفید مقاصد پر لگانے کا نتیجہ ہے۔ فضول خرچ آدمی دنیا کی ترقی میں کوئی حصہ نہیں لے سکتا۔ وہ جو کماتا ہے خرچ کر دیتا ہے اور کسی کو مدد نہیں دے سکتا۔ خواہ وہ کتنا ہی روپیہ پیدا کرے اُس کی حیثیت کسی طرح نہیں بڑھتی۔ وہ اپنے ذرائع کو حمدگی سے استعمال نہیں کرتا۔ ہمیشہ مدد مانگتا رہتا ہے۔ انحصار و کفایت شعاریوں کا غلام اور بردہ ہونے کے لئے پیدا ہوا ہے۔

دوسرا باب

کفایت شعاری کی عاوا

بڑی بات یہ ہے کہ ہم اپنے آپ پر حکومت کرنا سیکھیں۔
اکثر آدمی موجودہ وقت کے واسطے کام کرتے ہیں۔
اور آئندہ میں موجود وقت کے واسطے احکامات عداقت۔
کی کامیابی کا راز یہ جانتا ہے کہ خود انیاری کس طرح ہے۔
خود کو شہلی کو کہتے ہو تو وہ تمہاری تو وہ تمہاری بہترین معلم
ہو گا یہ ثابت کرو کہ تم اپنے آپ پر قابو پاسکتے ہو اور میں کہو نکا کہ
تم ایک تعلیم یافتہ آدمی ہو اور اس کے بغیر ہر طرح کی تھیم بالکل بچ
ہے۔ (سٹر اولی فائنٹ ۱)

تمام دنیا پکار رہی ہے کہ ہمارا نجات دہندہ کہاں ہے۔ ہم کہ ایک ایسی
شخص کی ضرورت ہے۔ مگر اس حالت میں ڈھنڈورا شہر میں لڑکا ہنبل
میں کے مصداق وہ آدمی تمہارے بہت قریب ہے۔ بلکہ تم خود وہی کا
ہو۔ ہمارے میں سے ہر ایک شخص میں خود اپنا نجات دہندہ ہوں۔
اب سوال یہ ہے کہ انسان کس طرح بنے۔ اگر ہم نہیں جانتے کہ ایسا بننے
کے واسطے قوت ارادہ کی ضرورت ہے۔ تو انسان بننے سے زیادہ کوئی
دشوار کام نہیں۔ لیکن اگر آدمی انسان بننے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس
سے زیادہ کوئی آسان چیز نہیں ہے۔

اگر اکثر آدمی فارغ البال اور آسائش سے زندگی بسر کرنے کے مناسب ذرائع استعمال کریں تو وہ فارغ البال ہو سکتے اور آسائش سے رہ سکتے ہیں۔ جن لوگوں کو عمدہ مزدوری ملتی ہے وہ بھی سرمایہ دار ہو سکتے اور دنیا کی اصلاح اور بہبودی میں مناسب حصہ لے سکتے ہیں۔ لیکن حقیقت سرگرمی و پائنت اور کفایت شعاری کو مد نظر رکھنے سے ہی وہ اپنی اور اپنی جماعت کی حیثیت کو بڑھا سکتے ہیں۔

نے الحال سوسائٹی کو عدم زر سے اتنی تکلیف نہیں ہوتی۔ جتنی اس زر سے ہوتی ہے۔ روپیہ کمانا تو آسان ہے۔ مگر یہ جاننا کہ اس کو کس طرح خرچ کرنا چاہیئے ایسا آسان نہیں۔ آدمی دولت اس کی آمدنی نہیں بلکہ اس کے خرچ کفایت شعاری کرنے کا طریقہ جب کسی شخص کو اپنی محنت ذاتی اور کنبہ کی ضروریات سے زیادہ روپیہ مل جائے۔ اور علاوہ بریں وہ غصہ ڈاسا اندوختہ جمع کر سکے۔ اس کو لاکھام سوشل بہبودی کے عنصر حاصل ہیں۔ ممکن ہے کہ اندوختہ بہت کم ہو مگر اس کو آزاد کرنے کے واسطے کافی ہو۔

کوئی وجہ نہیں کہ فی زمانہ اعلیٰ مزدوری پانے والے کاریگر سرمایہ جمع نہ کر سکیں۔ کیونکہ یہ خود ایشاری اور بج کی کفایت شعاری کی بات ہے۔ بیشک آج کل کے بڑے بڑے منجی لیڈر اکثر بڑا راستہ ادنے لمباعت سے پیدا ہوئے ہیں تجربے اور مہارت اجتماع کام کرنے والے اور کام نہ کرنے والے کے مابین فرق ہے اور اس امر کا دار مدار کے کام کرنے والا سرمایہ بچانے یا ضائع کرے خود اس کی دولت پر منحصر ہے اگر وہ بچاتا ہے اس کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ سرمایہ کے معنی اور پرہیزگاری

طور پر لگانے کے کافی مواقع ہیں

مسٹر گائیڈن نے اپنے ہم وطن کو جوڈہ میں رہتا تھا۔ کہا کہ جب
کچھ روزہ ہوئے میں لنکا شاپر میں تھا۔ میں چند اور جٹلمنیوں کے ہمراہ
ایک کارخانہ کو دیکھنے گیا۔ وہ کارخانہ ایک ایسے شخص کی ملکیت تھا۔ جس کا
میں اصلی نام بیان نہیں کروں گا۔ لیکن موجودہ ملتان کے واسطے میں اس
کو مسٹر سمٹھ پکاروں گا۔ اس کارخانہ میں جو ب یہ چل رہا ہوتا تھا یا چار ہزار
سے کم آدمی مشغول نہیں ہوتے اور ایک چھوٹے کے بچے سات سو نکلیں
تھیں۔ جب ہم واپس آرہے تھے۔ میرے رفیقوں میں سے ایک نے کارخانہ
کے مالک کو گندے پر تھپکی دی اور لنکا شاپر کے باشندوں کی طرف اشارہ
دیا اور مردانہ آستنائی سے کہنے لگا کہ ۲۵ سال گزرے کہ مسٹر سمٹھ خود
مزدور تھا۔ اور یہ سب کچھ اس کی اپنی محنت اور کفایت شعاری کی طفیل
ہے۔ اس کا مسٹر سمٹھ نے صاف دلی اور خوش اخلاقی سے جواب دیا نہیں
یہ سب کچھ میری طفیل نہیں میں نے ایک بیوی سے شادی کر لی جس کے
پاس خاصی دولت تھی کیونکہ وہ شادی کے وقت کاتبہ کی کل پرچھا
کا کام کر کے وٹیلنگ ۶ پنس رقم پر ۵ روپیہ ہفتہ وار کماتی تھی *

وقت کی کفایت شعاری کے مساوی ہے۔ فرنگ لینے کا ہر وقت
ذرا ہے۔ اگر کوئی شخص روپیہ کمانا چاہتا ہے تو وہ وقت کے منارہ استعمال
سے کما سکتا ہے۔ مگر وقت بہت سے عمدہ اور شریفانہ افعال میں بھی صرف
ہو سکتا ہے یہ علم مطالع فن۔ سائنس۔ ادب میں صرف ہو سکتا ہے ایک خاص
طریقہ کی پابندی کرنے سے وقت کی کفایت شعاری ہو سکتی ہے طریقہ بہت عمدہ
کے حاصل کرنے کے واسطے ایک خاص تحقیق ہے۔ اس طرح پر کر ان کے حاصل

کرنے میں وقت ضائع نہ ہو۔ ہر ایک کار و باری آدمی کو با طریقہ اور با سلیقہ ہونا چاہیے۔ اسی طرح ہر ایک گھر والی کو بھی کڑبا چاہیے۔ ہر ایک چیز کے واسطے ایک جگہ اور ہر ایک چیز اپنی جگہ میں ہونی چاہیے۔ ہر ایک چیز کے واسطے وقت اور ہر ایک چیز وقت کے اندر کی جاتی ہے۔

یہ ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں کہ کفایت شعاری مفید ہے کوئی شخص انکار نہیں کرتا کہ کفایت شعاری کی جاسکتی ہے۔ ہم اس کی بیشمار مثالیں دیکھتے ہیں۔ جو انسان پہلے کر پکے ہیں سب آدمی بھی کر سکتے ہیں۔ کفایت شعاری تکلیف دہ نیکی بھی نہیں۔ برخلاف اس کے اگر کفایت شعاری اختیار کی جائے تو ہم بہت سی ذلتوں اور لوگوں کی حقارت سے بچ سکتے ہیں۔ اس کے واسطے یہ ضروری ہے کہ ہم اشیاء کریں مگر مناسب خوشیوں سے اجتناب کرنا ضروری نہیں۔ یہ بہت سی یادداشت خوشیاں دہیا کرتی ہے۔ جن سے فضول خرچی اور اسراف کی وجہ سے ہم محروم ہو سکتے ہیں

کسی آدمی کو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ میں کفایت شعاری نہیں کر سکتا۔ متعدد آدمی ایسے ہیں جو ہفتہ میں معدومے چند شلنگ پس انداز کر سکیں۔ میں سال میں تین شلنگ ہفتہ وار کے حساب سے دو سو چالیس پونڈ بچ سکتے ہیں۔ اور دس اور سالوں میں سو دلا کر چار سو ہیں پونڈ ہو سکتے ہیں۔ ممکن ہے بعض یہ کہیں ہم اتنا نہیں بچا سکتے۔ اچھا دو شلنگ ایک شلنگ بلکہ چھ پنس ہفتہ وار بچانا شروع کر دو۔ کچھ نہ کچھ بچانے لگو۔ بہر کیف شروع تو کرنا چاہیے۔ ۶ پنس ہفتہ وار سیونگس بنک میں جمع کراتے جائیں۔ تو میں پونے ہیں چالیس اور ۷ سالوں میں ۳۰ پونڈ ہو جائینگے۔ کفایت شعاری اور خود اشیاء کی عادت ڈالنے کی ضرورت ہے۔

کفایت شعاری کرنے کے واسطے اعلیٰ حوصلے اعلیٰ دماغ یا فوق الفطرت
 بیگی کی ضرورت نہیں۔ صرف عام سمجھ اور خود غرضی پر مبنی خوشیوں کی مزاحمت
 کی قوت درکار ہے۔ المختصر کفایت شعاری روزانہ کاروبار میں محض عام سمجھ
 ہے۔ اس میں متعدد تقسیم کی حاجت نہیں۔ بلکہ صرف قلیل صابرانہ خود ایشاری
 کی ضرورت ہے۔ اس کی علامت شروع کر دی ہے۔ کفایت شعاری کی
 عادت کی جس قدر زیادہ مشق کی جائیگی۔ یہ اتنی ہی آسان ہو جائیگی
 اور یہ خود ایشاری کرنے والے کو ان نقصانات کا جو اس کی بدولت اس کو
 گوارا کرنے پڑتے ہیں بہت جلد معاوضہ دینے لگتی ہے

یہ سوال ہو سکتا ہے کہ اب اس مزدور کے واسطے جو محوڑی سی مزدوری
 پر کام کرتا ہے کوئی چیز بچانا اور اس کو کسی سیونگ بینک میں جمع کرنا بھالیکہ
 اس کو اپنے کنبہ کے پیٹ بھرنے کے واسطے اپنی کمائی کی ہر ایک پینی کی
 ضرورت ہے ممکن ہے لیکن یہ ایک واقع امر ہے کہ بہت سے غنتی اور صوفی آدمی
 ایسا کرتے۔ یعنی وہ خود ایشاری کے اپنی کمائی کی سچت سیونگ بینکوں اور
 دیگر بینکوں میں جو غریبا کار و پیش جمع کرانے کے واسطے بنائے گئے ہیں جمع کرتے
 کراتے ہیں اور اگر بعض ایسا کر سکتے ہیں تو ویسی ہی حالتوں میں تمام شخص
 ایسا ہی کر سکتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ وہ کسی اصلی خوشی یا واقعی تفریح سے
 بھی محروم نہ رہیں گے۔

وہ شخص جس کو معقول تنخواہ ملتی ہے اگر اپنی تمام روپیہ کو اپنے آپ
 دیا اگر اس کا اہل و عیال ہیں اپنی تمام کمائی کو خرچ کر دے اور کچھ اندوختہ
 نہ کرے تو یہ اس کی خود غرضی ہے۔ جب ہم سنتے ہیں کہ ایک شخص جس کو معقول
 تنخواہ ملتی تھی مر گیا ہے اور کچھ روپیہ نہیں چھوڑا یہ کہ وہ اپنی بیوی اور

کنبہ کو بے کس اور نادار چھوڑ گیا ہے اور اُن کو تقدیر کے حوالے چھوڑ گیا ہے خواہ وہ کمزور ہیں یا کہیں مریں۔ ہم اُس کو سوائے نہایت خود غرضانہ فضول خرچی کے کسی چیز پر معمول نہیں کر سکتے۔ لیکن عجیب ہے کہ ایسی وارداتوں کا چنداں خیال نہیں کیا جاتا۔ شاید ان کے واسطے کچھ چندہ جمع ہو۔ یا شاید کچھ بھی نہ ہو اور بد قسمت کنبہ کے بیکس زین و مرد افلاس اور غربت کے قعر میں گرنے ہیں۔

مگر محض عاقبت اندیشی سے اس نتیجہ کا بہت کچھ تذکرہ ہو سکتا تھا۔ چھوڑیں اور ذاتی خوشیوں کے اخراجات کم کئے جائیں۔ مثلاً بیر کا ایک گلاس یا تبا کو کی دو در چار چلیں کم کر دی جائیں۔ تو آدمی ساہا سال میں دوسروں کے واسطے کچھ نہ کچھ بچا سکتا ہے اور محض نفس پرستی میں روپیہ ضائع کرنے سے رک جاتا ہے۔ المقتصر نہایت غریب آدمی کا ضروری فرس ہے کہ اپنے اور اپنے کنبہ کو علالت اور بیکسی کے زمانہ میں کیونکہ یہ باتیں عموماً اس وقت آ جاتی ہیں۔ جب ان کی بالکل توقع نہیں ہوتی۔ کہ گذارہ کے واسطے تحصیل کرے خواہ وہ بہت کم بچا سکے *

دولت مند آدمی بہت کم ہوتے ہیں مگر اکثر آدمی اپنی محنت اور کفایت شعاری سے اپنی ذاتی ضروریات کے واسطے کافی روپیہ پیدا کر سکتے ہیں۔ بلکہ وہ اتنا روپیہ بچا سکتے ہیں جو پیرائہ سالی میں ان کو افلاس اور ناداری کے چٹل سے بچانے کے واسطے کافی ہو۔ مگر عموماً کفایت شعاری کی سدا راہ موقع نہیں بلکہ عدم ارادہ لینے ممکن ہے کہ آدمی متواتر دستی یا دماغی محنت کریں مگر وہ اعتدال سے زیادہ خرچ کرنے اور آمدنی سے زیادہ پیمانہ پر زندگی بسر کرنے سے رک نہیں سکتے *

کثیر التعداد لوگ خوشی سے مفلوظ ہونے کو خود انبیاری کی مشق پر ترجیح

دیتے ہیں۔ ایشمان کا گرہ کثیر بیوانی خواہشوں سے بے بس ہے وہ افسر چٹنا کساتے ہیں خرچ کر دیتے ہیں، مگر صرف مزدور ہی نادار نہیں ہوتے۔ بلکہ اکثر یہ چٹنا جاتا ہے کہ فلاں شخص جو سال میں سینکڑوں کمانا اور خرچ کرنا تھا کیا ایک مر گیا۔ اور اپنے بچوں کے واسطے ایک کوڑی نہیں چھوڑ گیا۔ اس قسم کی مثالیں ہر ایک شخص کو معلوم ہیں بلکہ بعض اوقات موت کے وقت اس مکان کا اسباب جس میں وہ رہتے تھے دوسروں کی ملکیت میں تھا یہ ان کے تہیہ و تکفین کے اخراجات اور ان قرضوں کے ادا کرنے کے واسطے جو انہوں نے اپنی فضول خرچی کی زرنگی میں لے لیتے تھے بیچ دیا جاتا ہے +

روپیہ بہت سی ایسی چیزوں کو بھی ظاہر کرتا ہے جنکی کچھ قیمت نہیں یا جن کا کوئی واقعی فائدہ نہیں مگر یہ ایک بہت قیمتی چیز کو بھی ظاہر کرتا ہے۔

اخلاقی وقعت بہت ہے +

کفایت شکاری کا معمولی اور باحیا وصف چونکہ آزادی کی ضمانت ہے یہ نہایت اعلیٰ درجہ کی خوبی خیالی کیا جاتا چاہیے۔ بولنے کہا۔ رگوں کے معاملات کو بے پرواہی سے انجام نہ دو کیونکہ روپیہ مال جین ہے۔ انسان کے بعض بہترین وصف روپیہ کے مناسب استعمال پر منحصر ہیں مثلاً فیاضیت، انصاف، دیانتداری، اور عاقبت اندیشی بہت سے منہوم وصف روپیہ کے نامناسب استعمال سے پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً لالچ، بخل، یہ انصافی، اسراف اور ناقصیت اندیشی۔

جو لوگ بہت کمائیں خرچ کر لیں وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ ہمیشہ قریباً

نا دار رہتے ہیں وہ با ضرورت کمزور اور نامرد ہوتے ہیں۔ اپنے وقت اور
 جانست کے غلام وہ اپنے آپ کو مفلس رکھتے ہیں۔ وہ خود غرقی اور دوسروں
 کی عزت کھو دیتے ہیں۔ ان کا آزاد اور با عظمت ہونا ناممکن ہے۔ فضول
 خرچی اور تکناہیت شکاری سے آدمی میں سے تمام مردانہ جوش و
 نیکی کا نور بجھ جاتی ہے۔

مگر جس شخص نے کچھ سچا یا ہو خواہ وہ کتنا ہی تپیل ہو بالکل مختلف
 حالت میں ہوتا ہے۔ قصور اس امر میں جو اس نے جمع کیا ہے ہمیشہ طاقت کا
 ذریعہ ہوتا ہے۔ وقت اور قیمت اس پر کچھ اثر نہیں کر سکتے۔ وہ دنیا کو ہٹا
 جرات کے ساتھ دیکھ سکتا ہے وہ ایک طرح سے آپ اپنا مالک ہے وہ اپنے
 حسب خواہش شرائط لکھوا سکتا ہے نہ تو وہ بے ایامی کے واسطے کسی کو
 روپیہ دیتا ہے اور نہ کسی سے لیتا ہے۔ اس کو اس خیال سے خوشی ہوتی
 ہے کہ بڑھاپا آسائش اور مسرت سے کیٹگا۔

جوں جوں انسان دانشمند اور عاقبت اندیش ہوتے جلتے ہیں
 وہ عموماً کفایت شعار اور آئندہ کا خیال کرنے لگتے ہیں۔ لاپرواہ آدمی
 وحشی کی طرح جو کماتا ہے خرچ کر دیتا ہے اس کو کل کا یا مصیبت کے وقت
 کا یا ان لوگوں کے حقوق کا جن کو اس نے اس نے اپنا وصیت نگر بنایا
 ہے کچھ خیال نہیں ہوتا۔ مگر دانا آدمی آئندہ حالت پر غور کرتا ہے وہ اچھے
 وقتوں میں اس روزہ بد کی جو اس کو اور اس کے کنبہ کو دیکھنا نصیب ہو سکتا
 ہے تیار کر رہتا ہے اور وہ اپنے عزیز اور رشتہ داروں کے واسطے احتیاط
 سے تھپہ کرتا ہے۔

اس شخص کو خوشامدی کرتا ہے۔ کیسی سنجیدہ ذمہ داری کو ادا کرتی

پڑتی ہے۔ اکثر آدمی اس ذمہ داری پر سنجیدگی سے غور نہیں کرتے۔ شاید کسی کرنے کا حکم اس واسطے دیا گیا ہے کہ ایسا کرنا دانشمندی ہے۔ اگر انسان سنجیدگی سے غور کرے تو ممکن ہے کہ وہ شادی اور اس کی ذمہ داریوں سے بالکل اعتنا کرے مگر جب شادی ہو چکے۔ انسان کو فوری فیصلہ کر لینا چاہیے کہ تھے اوسے کوشش کر کے ناداری کو اپنے گھر میں قدم نہ رکھنے دینا چاہیے۔ اور اگر وہ اس جہان سے اٹھ جائے تو اس کے بچے سو سائٹی پر بار نہ ہوں +

اس منشائے کفایت شجاری کی جائے تو یہ ایک ضروری فرض ہے۔ کفایت شجاری کے بغیر کوئی آدمی منصف اور بادبانت نہیں ہو سکتا۔ فضول خرچی عورتوں اور بچوں پر ظلم ہے۔ خواہ یہ ظلم جہالت سے ہی شروع ہوتا ہے۔ یا آپ اپنی زاید آمدنی کو میٹھاری میں خرچ کر دیتا ہے اور کچھ اند و خنہ اور سرمایہ جمع نہیں کرتا۔ اور پھر وہ مر جاتا ہے اور اپنے نادر کنہ کو نادر بھر کے واسطے بیکسی اور بے بسی کے حوالہ کر جاتا ہے۔ کیا کسی قسم کا ظلم اس سے زیادہ ہو سکتا ہے تاہم تقریباً ہر ایک جماعت میں یہی بے پرواہی اور نا عاقبت اندیشی کی جاتی ہے۔ وسطی اور اعلیٰ جماعتیں اصلے جماعت کے مساوی قصور وار ہیں وہ اپنے ذرائع سے زیادہ صرف کہتے ہیں وہ فضول خرچی کہتے ہیں۔ اُن کو کھطرات اور جاہ و جلال دکھانے کی خواہش ہوتی ہے اور فضول خوشیاں منانا چاہتے ہیں۔ وہ مالدار ہونے کی اس وجہ سے کوشش کرتے ہیں کہ قیمتی شراب پینے اور عمدہ ضیافتیں دینے کی توفیق حاصل ہو جائے +

چند سال گزرے کہ مسٹر ہیوم نے ماوس آف کامنٹر میں یہ کہا کہ انگلستان میں طرز بود و باش بہت اچھے ہیں اس کا یہ قول ستر لوگ کھل کھلا

ہنس پڑے مگر اُس کی یہ بات بالکل درست تھی۔ اور آپ اس زمانہ کی نسبت اور بھی زیادہ صحیح ہے۔ غور کرنے والے لوگوں کا خیال ہے کہ ہم فی زمانہ نہایت خرچ کرتے ہیں۔ المختصر ہم روپیہ اندھا دھند اڑاتے ہیں۔ ہم اپنی آمدنی سے زیادہ روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ ہم اپنی کمائی کو نامناسب باتوں میں ضائع کر دیتے ہیں۔ اور اکثر بعد میں اپنی جان سے ماخوذ ہو بیٹھتے ہیں۔ بعض لوگ روپیہ کمانے میں تو بڑے سرگرم ہوتے ہیں۔ مگر یہ نہیں جانتے کہ کفایت شہادی سے کس طرح استعمال یا خرچ کرنا چاہیے۔ ان میں کمانے کے واسطے کافی ہنس اور محنت ہوتی ہے مگر کفایت شہادی کرنے کے واسطے عقل ضروری ہے وہ نہیں ہوتی منوشی کا عارضی جذبہ ہم پر قابو پالیتا ہے اور ہم نتائج کو سوچنے کے بغیر اُس کے طمع ہو جاتے ہیں۔ تاہم ممکن ہے کہ یہ شخص فراہمی کا نتیجہ ہو اور قوت ارادہ کو مضبوط کرنے اور آئندہ اتفاقی اخراجات سے بیکدوش ہونے کا عزم بالجزم کرنے سے اُس کو آسانی سے قابو کیا جاسکے۔

اکثر ہنس اندھ اندھ کرنے کی عادت اپنی مجلسی حالت اور نیز اپنے دست و گدوں کی حالت سدھارنے کی حالت سے پیدا ہوتی ہے یہ ہر ایک چیز کو جو ضروری نہ ہو ترک کر دیتی ہے۔ اور بود و باش میں فضول خرچی اور اخراجات سے پرہیز کرتی ہے اگر کوئی زائد چیز نہایت کم قیمت پر خریدی جائے تو بھی گراں ہوگی تنویر سے غور سے خرچ سے زیادہ خرچ ہونے لگتے ہیں۔ غیر ضروری چیزوں کو خریدنے سے دوسری باتوں میں اسراف کی عادت ہو جاتی ہے۔

سود کا قول ہے اگر خرید کا ضبط نہ ہو تو گویا ہم کو بہت بڑی آفتی ہوتی بعض لوگ سودا کرنے اور خریدنے کی عادت سے بے بس ہو جاتے ہیں وہ کہتے ہیں یہ ایک نہایت ارزاں چیز ہے یہ ہم کو خرید نہیں چاہیے۔ اگر کوئی

بوجھے بھی اس کا کوئی فائدہ بھی ہے تو وہ جواب دیتے ہیں اس وقت کچھ نہیں کہ
کبھی نہ کبھی یہ ضرور مفید ہوگی۔ خرید کی اس عادت میں وضعداری یا فیشن کو بھی
جست و دل ہے بعض پرانی میننی کے اس قدر ظرف خریدتے ہیں جو ایک بڑی
دکان میں ساسکیں بعض پرانی تصویریں پرانا فرنیچر۔ پرانی شراب خریدتے
ہیں یہ سب معقول اور بڑے بڑے سودے ہیں ان پرانی چیزوں کے خریدنے
میں اس صورت میں تو کوئی ہرج نہیں۔ جب خریدنے والے کا نقصان متصور نہ
ہو۔ یعنی ان کا قرض ادا کر دیا گیا ہو۔ ہوائیں دیل پول نے ایک دفعہ کہا تھا کہ
اب کوئی وقت نہیں ہوتی۔ کیونکہ میرے پاس ایک ناچ جگہ یا ایک پانی بھی باقی
تھیں رہی ۔

انسان کو چاہیے کہ نوجوانی اور میانہ عمر میں بڑھاپے کو خوشی اور مسرت
سے بسر کرنے کے اسباب سمجھا کرے یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ وہ بوڑھا
جس نے اپنی زندگی کا بہت سا حصہ عمدہ مزدوری کمانے میں بسر کیا ہے وہ مجبورا
پینٹ کی خاطر چھیک مانگ رہا ہے اور اس کا دار و مدار اپنے پڑوسیوں کے رحم و
اجنبیوں کی فیاضی پر ہے اس قسم کے خیالات سے انسان کو ابتدائی زندگی میں
اپنے اور اپنے اصل خیال کے آئندہ فائدہ کے واسطے کام کرنے اور بچانے کا فیصلہ
کر لینا چاہیے ۔

الغرض نوجوانی میں ہی کفایت شعاری کرنی چاہیے اور بڑھاپے میں آدمی
کو فاضل ہونا چاہیے۔ بشرطیکہ وہ اپنی آمدنی سے تنہا زندگی بسر کرے نوجوان شخص کی
بہت سی زندگی باقی ہوتی ہے اور اس اشار میں وہ کفایت شعاری کے اصولوں پر
عمل کر سکتا ہے۔ بوڑھا آدمی جو منزل زندگی کے خاتمہ پر پہنچ جاتا ہے۔ دنیا کو
کوئی چیز اپنے ساتھ کچھ نہیں لے جاسکتا ۔

مگر لوگ بالعموم ایسا نہیں کرتے نوجوان شخص اکثر اپنے باپ کی طرح جس کی زندگی کا صرف آخری مرحلہ باقی ہو۔ فیا منی سے ملکہ اس سے بھی زیادہ فیا منی خرچ کرتا یا خرچ کرنے کی خواہش کرتا ہے وہ اس مقام سے زندگی شروع کرتا ہے جتنا کہ اس کی عمر میں اس کا باپ خرچ کرتا تھا اور وہ بہت جلد سے پاؤں تک فرض میں ڈوب جاتا ہے۔ اپنی نہ رکھنے والی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے وہ بے ایمانی کرتا۔ اور نا جائز طور پر روپیہ کھاتا ہے۔ وہ جلد تو کملنے کی کوشش کرتا ہے وہ بڑے بڑے تجارتی کاموں کا بیڑا اٹھاتا ہے۔ وہ اس سے زیادہ روپیہ خرچ کر دیتا ہے۔ جو اس کے پاس موجود ہوتا ہے اور اس کا جلد ہی ہی دو اذ نکل جاتا ہے۔ اس طرح اس کو تجربہ حاصل ہوتا ہے۔ مگر یہ سیکھنے کا نہیں بلکہ سیکھنے کا نتیجہ ہوتا ہے۔

سفر اذ عیالداروں کو نصیحت کرتا ہے کہ اپنے کفایت شعار پڑوسیوں کی عادت کی تقلید کریں۔ اپنے جو اپنے روپیہ کو عمدہ طور پر استعمال کرتے ہیں اور ان کی مثال سے فائدہ اٹھائیں۔ کفایت شعاری دراصل ایک عملی چیز ہے اور یہ امور واقعی سے بہتر طور پر سکھائی جاسکتی ہے۔ فرض کرو کہ دو آدمی فنانس دو شنگل کاتے ہیں۔ بھانپو دو و باس اصل و عیال اور اخراجات کے ان کی بالکل یکساں حالت ہے۔ تاہم ایک کتا ہے کہ میں نہیں بچا سکتا ہے اور نہیں بچاتا۔ دوسرا کتا ہے میں بچا سکتا ہوں۔ اور اپنے پس انداز روپیہ کا ایک حصہ کسی سیزنگ بینک میں جمع کراتا ہے اور آخر سرمایہ دار ہو جاتا ہے۔

سیول بانس افلاس کی حالت کو بخوبی جانتا تھا۔ اس نے ایک مرتبہ امپرائنس بلبے نان کے نام سے دستخط کیا تھا۔ وہ سیوتج کے ساتھ بازاروں میں چرا کرتا تھا۔ اور اس کو رات کے وقت سر رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی چلیں

جہاں اس کے باپ نے پوری سی سیکھنے وہ اس سے زیادہ خرچ کرتا ہے

اپنی ابتدائی زندگی کے افلاس کو کبھی فراموش نہ کیا۔ اور وہ اپنے دوستوں اور ناظرین کو اس سے بچنے کی ہدایت فرماتا تھا۔ سرو کی طرح اس کا بھی قول ہے کہ دولت یا فلاح کا نہایت عمدہ ذریعہ کفایت شعاری ہے۔ وہ اس کو عاقبت اندیشی کی بیٹی۔ اجتناب سے کی بہن اور آزادی کی ماں پکارتا تھا۔ اس نے کہا افلاس نیکی کرنے کے بہت ذرائع سے محروم کر دیتا ہے اور اس کی وجہ سے اخلاقی اور طبعی بدی کی مزاحمت کرنے کی اس قدر ناقابل پدیدار ہو جاتی ہے کہ تمام نیک ذرائع سے اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اور تم کو لازم ہے کہ مفلس نہ رہنے کی نصیحت کرو۔ اس سے کم خرچ کر دو جو تمہارے پاس ہے کفایت شعاری سکون ذراقت کی ہی بنیاد نہیں بلکہ فیاضی کی بھی جڑ ہے۔ جو شخص خود مدد کا محتاج ہو وہ دوسروں کی کیس طرح مدد کر سکتا ہے ہم اسی صورت میں بچا سکتے ہیں کہ ہمارے پاس اپنی ضروریات کے واسطے کافی ہو اس نے پھر ایک موقع پر کہا۔ افلاس انسان کی مسرت کا ایک بڑا دشمن ہے یقیناً یہ آزادی کو تباہ کر دیتا ہے۔ اور بعض نیکیوں کو عملی طور پر ناممکن اور بعض کو سخت مشکل کر دیتا ہے۔ جن لوگوں کو خواہ کسی اصول سے ناواقف ہو یا معلوم ہو ان کو لازم ہے کہ ہمارے کفایت شعار ہزرگوں کے دانشمندانہ مقبول کو سیکھیں اور مفید طور پر خرچ کر نیک سلیقہ سیکھیں۔ کیونکہ کفایت شعاری کے بغیر کوئی شخص مالدار نہیں ہوا اور اس کو مد نظر نہ رکھنے سے بہت کم مفلس ہو سکتے ہیں۔

جب کفایت شعاری کو ایک ایسی چیز خیال کیا جائے جس کی مشق لازمی ہے تو کبھی یہ بار معلوم نہ ہوگی۔ اور جن لوگوں نے پہلے اس کو مد نظر نہیں رکھا۔ وہ یہ دیکھا حیران ہونگے کہ اگر ہفتہ وار چند منہش یا شلنگ پس انداز

کہتا جائے تو اخلاقی برتری و مافی ترقی اور شخصی آزادی کو محفوظ رکھتے ہیں
ایک ایسی مدد مل سکتی ہے +

کفایت شعاری کی ہر ایک کوشش میں ایک طرح کا وقفہ ہے اُس کی
مشق اور عادت اور اصلاح کی ترقی ہو جاتی ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے
کہ انسان خود اپنا رہی کرتا ہے۔ اور چال چلن کو تقویت ہوتی ہے۔ اس سے
خیالات باقاعده ہو جاتے ہیں +

یہ امتداد کو نشو و نما دیتی ہے یہ دور اندیشی پر مبنی ہے عاقبت
اندیشی کو غلبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ نیکی کو خواہشوں پر فتح حاصل ہوتی ہے
اس سے آسائش ہوتی ہے تردد دور ہوتا ہے اور بہت سے انکار و غشیں
جو ہمارے دل پر بصورت دیگر مسلط رہتی ہیں سب دور ہو جاتے ہیں +

بعض کہیں کفایت شعاری کی کوشش نہیں ہو سکتی مگر ہر شخص
کچھ کر سکتا ہے یہ نہیں ہو سکتا۔ افراد اور اقوام کی پر بادی کا موجب
ہوتا ہے۔ الغرض ناممکن سے ناممکن چیز بھی ناممکن نہیں۔ مثلاً اگر ہر روز
بیر کا ایک گلاس پیا جائے تو سال بھر میں ہم سنگھ جی ہوئے ہیں۔ اس
رقم سے کوئی شخص اپنی زندگی کا بیمہ کر سکتا ہے اور اس کے معاوضہ میں
اُس کی وفات پر ایک سو سو پونڈ ملیں گے۔ اگر اس کو سیونگ بینک میں
جمع کرایا جائے۔ بیس سال میں اسی رقم کے سو پونڈ ہو جائینگے۔ مگر بعض لوگ
ہر روز بیر کے نصف ورجن گلاس پیتے ہیں اگر بیر کی اتنی مقدار نہ پی جائے
تو اتنے ہی عرصہ میں یہ رقم چھ سو پونڈ کے قریب ہو جائیگی۔ جو شخص شراب
پینے میں ۹ پنس روزانہ خرچ کرتا ہے وہ پچاس سالوں میں قریب دو
ہزار پونڈ اڑاتا ہے +

ایک کاریگر نے اپنے ایک مزدور کو معیبت کے دن کے واسطے کچھ دیا
پس انداز کرنے کی وصیت کی۔ تھوڑا عرصہ بعد کاریگر نے مزدور سے پوچھا کہ
تم نے کتنا جمع کیا ہے۔ اُس نے کہا ایران کی بات یہ ہے کہ میں کچھ بھی جمع نہیں
کیا۔ میں نے آپ کی ہدایت پر عمل کیا۔ لیکن کل سخت بارش ہوئی اور جو کچھ
جمع کیا تھا شراب پینے میں صرف ہو گیا۔

جو شخص دوسروں کی امداد کے بغیر خود بھی گزارہ کرتا ہے۔ اور اپنے
اصل و خیال کو بھی کھلاتا پلاتا ہے۔ اُس کو خود غرقی کا بہت احساس ہوتا ہے اصل
میں انسان وہی ہے جو اپنی آپ غرت اور مدد کرتا ہے وہ اپنی چھوٹی سی دنیا
کا مرکز ہے۔ اُس کی ذاتی محبت آشنائی۔ تجربہ۔ امیدیں اور خوف سب اس کے
واسطے ضروری ہیں۔ خواہ دوسروں کے واسطے بالکل ناچیز ہوں۔ یہ باتیں
اُس کی خوشی اس کی روزانہ زندگی اور بحیثیت ایک انسان کے اُس کی
تمام ہستی پر اثر ڈالتی ہیں پس اس کو اپنے متعلق تمام چیزوں سے دلچسپی
بلکہ گہری دلچسپی ہوتی ہے۔

انصاف یہ ہے کہ انسان کو مرتد اپنا ہی خیال نہ رکھنا چاہیے۔ بلکہ وہ
فرائض کا بھی جو دوسروں کی خاطر اسے انجام دینے چاہیے پس کرنا چاہیے
اس کے مفاد نہایت اعلیٰ نہ ہونے چاہیے بلکہ اس کو خیال کرنا چاہیے کہ
انسان فرشتوں سے کچھ ہی کم پیدا کیا گیا ہے اس کو خیال کرنا چاہیے۔ کہ میری
زندگی کا ایک اعلیٰ مقصد ہے۔ میرا ابدی تعلقات میں حصہ ہے۔ قدرت
اور مشیت ایزدی کی بڑی سیکم ہے۔ مجھ کو اعلیٰ دماغ عطا ہوا ہے میرے
میں محبت کرنے کی طاقت و ولینہ کی گنجی ہے۔ میرے واسطے دنیا میں ایک
گھر مہیا کیا گیا ہے اور وہ اپنی نسبت اعلیٰ خیال نہ کر چکا۔ نہایت مفلس

آدمی بھی دو منہتاؤں یعنی ازل وابد کا مرکز ہے۔ اور خداوند کریم ان سب پر غالب ہے۔

پس ہر ایک کو اپنے پیسنے اپنے جسم اپنے دماغ اور اپنے کیرئیر کی عورت کرنی چاہیے خود غرضی جس کی ابتداء خود مجتبیٰ سے ہوتی ہے ترقی کی اول ترقی ہے یہ آدمی کو سر بلند ہونے کے لئے ترقی کرنے اپنی خواست کو نشوونما دینے اپنی حالت کی اصلاح کرنے کا اشتغال دلاتی ہے۔ خود غرضی اکثر نیکیوں مثلاً صفائی۔ عفت۔ حرمت۔ دیانت۔ اعتبار۔ سنے کا اصل اصول ہے۔ اپنی نسبت اور سنے رائے قائم کرنا ذلیل ہونا ہے۔ بعض اوقات اسی ذلت سے ہر نہم بھی حاصل ہوتی ہے۔

ہر ایک شخص اپنی کچھ نہ کچھ بددکر سکتا ہے۔ ہم محض ایسے تنگہ بین ہیں جو مذہبی کا ہاؤ معلوم کرنے کے واسطے ڈالے جاتے ہیں۔ بلکہ حکم خود مختار عقل بنایا گیا ہے اور ہم کو یہ قوت عطا کی گئی ہے کہ لہروں کا مقابلہ کر کے ان سے بلند ہوں اور اپنے واسطے خود راستہ نکالیں۔ ہم میں سے ہر ایک اخلاقی ہستی کے پڑے میں ترقی کر سکتا ہے۔ ہم اپنے دل میں پاک خیالات رکھ سکتے ہیں۔ ہم نیک کام کر سکتے ہیں۔ ہم روز بد کا تہیہ کر سکتے ہیں۔ ہم عمدہ کتابیں پڑھ سکتے ہیں۔ دانشمند استادوں کے احوال سن سکتے ہیں اور دنیا میں نہایت روحانی اثرات کے زیر اثر رہ سکتے ہیں۔ ہم نہایت اعلیٰ اغراض اور نہایت اعلیٰ مقاصد کے واسطے زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

ہمارا ایک شاہوکتا ہے خود مجتبیٰ اور ہنساری ایک ہی بات ہے۔ جو شخص اپنی اصلاح کرتا ہے وہ دنیا کی اصلاح کرتا ہے وہ دنیا میں ایک اور اصل انسان ایزاد کرتا ہے۔ چونکہ دنیا کی آبادی افراد پر مشتمل ہے۔ یہ سان ظاہر ہے

کہ اگر ہر ایک شخص اپنی اصلاح کرے تو تمام باشندوں کی اصلاح ہو جائیگی
مندی ترقی ترقی ترقی کا نتیجہ ہے کل پاک صاف نہیں ہو سکتا۔ حتیٰ کہ وہ افراد
جن سے وہ مرکب پاک نہ ہوں۔ بہریت مجموعی سوسائٹی فردی حالتوں کے
عکس کا نام ہے۔ یہ ایک معمولی صداقت کا مکرار ہے۔ مگر پورا پورا اثر ڈالنے
کے واسطے صداقتوں کا اکثر تکرار کرنا پڑتا ہے۔

پھر جب آدمی اپنی اصلاح کر لیتا ہے وہ اپنے متعلقین کی اصلاح کے
بخوبی لائق ہو جاتا ہے اس کو زیادہ طاقت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کا
نظری دائرہ وسیع ہو جاتا ہے وہ دوسروں کی حالت کے نقائص کو جن کا
تدارک ہو سکتا ہے زیادہ صفائی سے دیکھ سکتا ہے وہ ان کو ادا دینے
کے واسطے زیادہ مستعدی کر سکتا ہے۔ اس نے اپنا فرض خاطر خواہ انجام
دیا ہے اور وہ دوسروں کو ویسا ہی فرض انجام دینے کی ترغیب دے سکتا
ہے جو شخص خود اپنی خواہشوں کے ماعضوں سے لاچار ہے اور نفس پرستی
کے دلدل میں بھنسا ہوا ہے وہ سوشل اصلاح کس طرح کر سکتا ہے سیکر
واسطے ضروری ہے کہ ہم اپنی زندگی میں اس نصیحت کا جس کی ہم تلقین
کرتے ہیں ثبوت دیں ان کو چاہیے کہ اپنی مثال سے لوگوں کو سکھائیں
اگر ہم چاہتے ہیں کہ دوسروں کو ترقی دیں پہلے خود ہم کو ترقی کرنی چاہیے
ہر ایک شخص ایسے نتائج کو اپنی ذات میں خوب دیکھا سکتا ہے۔ اس کو
خود عزتی کی خود ابتدا کرنی چاہیے۔

زندگی کے معاملات کی بے ثباتی روز بد کا عقیدہ کرنے کے واسطے
زبردست تحریک ہوگی۔ ایسا کرنا اخلاقی مندی نیز مذہبی فرض ہے جو
شخص اپنے اور بالخصوص اپنے گھرانے کے آدمیوں کے واسطے عقیدہ نہیں

کرتا وہ بیان ہے اور مذہب سے منکر اور کافر سے بھی بدتر ہے ۔
 زندگی کی بے ثباتی غرب الملل اور بالکل سچ ہے نہایت زبردست
 اور توانا آدمی حادثے یا بیماری سے چشم زدن میں چیت ہو جاتا ہے مگر
 ہم بہ نسبت مجبوعی انسانی زندگی کا خیال کریں ہم کو زندگی کی بے ثباتی
 اسی طرح تسلیم کرنی پڑے گی۔ جیسے کہ موت کے یقینی ہونے کا اقرار کرتا
 پڑتا ہے ۔

ایڈی سن کے ”رویائے مرزا“ ایک عجیب و غریب عبارت ہے
 اس میں زندگی ایک ایسے پل کے مشابہ جو سو محرابوں پر بسا ہوا بیان
 کی گئی ہے۔ پل کے ہر ایک سرے پر ایک سیاہ بادل بچھایا ہوا ہے۔
 پل کے دماغ پر جا بجا مخفی گڑھے ہیں۔ جن میں پل پر قدم رکھتے ہی
 جوق در جوق گر کر غائب ہو جاتے ہیں۔ پل کے وسط کی طرف آدمی کم
 ہوتے جاتے ہیں اور تدریج غائب ہو جاتے ہیں۔ ستنے کہ آخر کار پل کے
 دوسرے سرے تک منفرد پہنچتے ہیں اور یہ بھی گڑھوں میں گر پڑتے
 ہیں اور پل کا دوسرا ہر بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ ایڈی سن کی پیشہ
 مشاہدہ کے ان نتائج کے بالکل مطابق ہے جو انسان کی عمر کے متعلق
 کئے گئے ہیں مثلاً انگلستان میں ہر ایک لاکھ آدمی میں سے ایک چوتھائی
 پانچ سال کی عمر سے پیشہ مر جاتی ہے اور نصف ۵۰ ویں سال سے پیشہ
 ایک ہزار ایک کی عمر ۹۰ سال ہوگی۔ ۱۶ کی عمر ۵۰ سال ہوگی۔ اور ایک
 لاکھ کس میں سے صرف دو آدمی ایک سو ۵ سال تک بے سبی اور بے کسی
 کی زندگی بسر کرینگے ۔

دو چہیزیں بالکل بے سبی ہیں۔ کسی شخص کو اپنی موت کا وقت یقینی

طور پر معلوم نہیں۔ مگر یہ بہت مجموعی انسانی زندگی پر اثر ڈالنے والی حالتیں باقاعدہ اور یقینی ہیں۔ مثلاً اس ملک میں یہ ایک یقینی بات ہے کہ یہاں کے باشندوں کی اوسط عمر ۴۴ سال ہے یہ انسانی زندگی اور عمر کے کثیر التعداد مشاہدوں سے ثابت ہو گیا ہے۔

اسی طرح ہمارے مشاہدوں سے معلوم ہو گیا ہے کہ مختلف عمروں کے شخصوں کی سالانہ موت کی اوسط کیا ہے۔ تجربوں کی تعداد سے قانون ممکنات حاصل ہوتا ہے۔ اسی قسم کے مشاہدوں پر ہی تخمینہ لگانے والی زندگی کے کسی حصہ میں ہلاکت کا اندازہ لگاتے ہیں۔ تخمینہ لگانے والا کہتا ہے۔ تخمینہ لگا والا کہیگا۔ کہ قوانین ہلاکت کا ذکر تاہم موت کے متعلق نتائج بہت باقاعدہ ہونگے۔ اور نفس الامر میں بھی یہ بات درست ہے۔

بیشک کہہ سکتے ہیں کہ دنیا میں اتفاق کوئی چیز نہیں۔ انسان قوانین کے مطابق زندہ رہتا اور مرتا ہے۔ پڑ یا قانون کے مطابق ہی مین پرگرتی ہے بلکہ زندگی کے معمولی کاروبار میں ایسے معاملات ہیں جنکی نسبت اتفاقی طور پر سرد و ہونیکا گمان ہو سکتا ہے مگر بہت مجموعی وہ نہایت صحیح معلوم ہوئے ہیں۔ مثلاً ہر سال ڈاکٹرانہ میں جتنی چھٹیاں ڈالی جاتی ہیں ان چھٹیوں کی تعداد جنہر پتہ غلط ہوتا ہے۔ ایسی چھٹیوں کی تعداد مین میں تو یہ ہوتا ہے۔ ایسی چھٹیوں کی تعداد جنہر ٹیکٹ نہیں لگائے جاتے۔ کل چھٹیوں سے ایک خاص نسبت رکھتی ہے اور تقریباً آٹے سال یکساں رہتی ہے۔ انسان کا کام یہ ہے کہ قوانین صحت کو سمجھ کر ان کے نتائج کی روک تھام کر دیکھا تھہر کر ہے۔ مثلاً مرض۔ حادثے اور قبل از وقت موت کی پیش

یہ سب سب کی سب سے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تخمینہ لگانے والا جو کہ تو ان میں ہلاکت

بندی کرے۔ خواہ ہمارا منشوار اچھا ہی کیوں نہ ہو ہم طبی قوانین کی خلاف
وزری کے نتائج سے اجتناب نہیں کر سکتے۔ خداوند تعالیٰ ہماری جہالت
کے مطابق بنائے واسطے اپنے قوانین کو تبدیل نہیں کرتا۔ اس نے ہم
کو سمجھ عنایت کی ہے تاکہ ہم کو سمجھ سکیں اور ان پر عمل کریں ورنہ ہیکو
افسوس اور تکلیف کے ساتھ ان نتائج کو برداشت کرنا پڑے گا۔

اکثر ہم یہ سوچتے ہیں کیا کوئی شخص ہماری مدد نہ کرے گا۔ یہ آہاں مایوسانہ اور
بیدلی کی سوچ ہے بعض اوقات یہ قابل نفرت کمینہ پن کی سوچ ہوتی ہے بالخصوص
جب یہ ایسے آدمیوں کے منہ سے نکلتی ہو جو خود اپنی بیماری سے اجتناب سے اور کفایت
شعاری سے اپنی مدد آپ کر سکیں۔

بعض لوگوں کو ابھی یہ معلوم نہیں ہوا کہ نیکی علم آزادی اور اقبال خود
ان کی ذات سے پیدا ہوتا ہے۔ تو بیخ قوانین ان کے واسطے کچھ نہیں کر سکتی کیونکہ
قانون بنانے سے وہ صوفی مشرب بچھا اور فارغ البال نہ ہونگے۔ اکثر آدمیوں
کی مصیبت زوہ حالت کے وہ بوائے بنت نہیں۔ جن کے تدارک کے واسطے پالیٹ
نے ایکٹ بنایا ہے۔

جو شخص اپنی کمائی خرچ کر چکا ہے وہ قوانین کا خاکہ اڑاتا ہے۔ سوچا
ان کی کچھ حقیقت نہیں سمجھتا وہ دودھ اندیشی اور خود اپنی بیماری کو بالائے طاق
رکھنے کو اپنا خاص حق سمجھتا ہے پھر دوسروں پر اپنی مصیبت کا الزام ہوتا ہے
جو لوگ حوام میں کچھ دیکر ہزار ہا لوگوں کو اپنے گرد جمع کر لیتے ہیں۔ اگر وہ اپنے سامان
کو کفایت شعاری سے اجتناب سے اور خود ترقی کی عادات کی تمقین نہ کریں اور اس
نعرہ کو بلند کر نیکا حوصلہ دلائیں۔ کیا کوئی شخص ہماری مدد نہ کرے گا۔ تو وہ اسے
ٹھیک ٹھیک اصطلاحات نہیں کرتے۔

یہ نعرہ پریشان خاطر کر دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو ضرورت
 بہبودی کے ابتدائی اصول بھی معلوم نہیں مدد خود انسان کی ذات میں ہے
 وہ اپنی مدد کرنے اور اپنے آپ کو سرفراز کرنے کے واسطے پیدا ہوئے ہیں اُن کو
 اپنی آزادی کی سبیل خود نکالنی چاہیے۔ نہایت غریب آدمیوں نے ایسا کیا ہے
 پھر کئیوں ہر ایک شخص ایسا نہ کرے۔ جو امروز عالمی خیال انسان ہمیشہ فتح حاصل
 کرتا ہے یہ

اس ملک میں خاص تنخواہ پانے والے مزدوروں کی تعداد بہت
 بڑھ گئی ہے۔ ایسے لوگ کہانی سے بچا سکتے اور کفایت شعاری کر سکتے ہیں۔
 اور اس طرح اُن کی اخلاقی بہبودی۔ اُن کی عزت اور آزادی اور بطور انسانوں
 اور شہریوں کی سوسائٹی میں اُن کی حیثیت ترقی کر جائیگی۔ وہ اس درجہ تک طاقت
 اندیش اور ناکفایت شجاع ہیں کہ وہ صرف اپنی خوشی اور خانگی اسائش میں ہی راجع
 نہیں ہوتے بلکہ اُن کے یہ وصف سوسائٹی کے واسطے جس کا وہ آہم جزو ہیں۔
 مفید ہوتے ہیں۔

اقبال کے دنوں میں وہ اپنی کمائی کو بے پڑا ہی سے خرچ کرتے ہیں
 اور جب مخالف زمانہ آتا ہے تو وہ فی الفور شکست اور افلاس میں مبتلا ہو جاتے
 ہیں۔ وہ روپیہ کا جائز نہیں۔ بلکہ ناجائز استعمال کرتے ہیں اور جس صورت
 میں مزدوری اور کمائی کے سنے واسطے لوگوں کو برباد پے یا روز افزوں کنبہ کی
 ضرورت کا پیشتر سے تھک کر نا چاہیے وہ اکثر حالتوں میں حماقت اور ناشی اور بد
 کرداری میں مصروف ہوتے ہیں ناظرین یہ خیال نہ کریں کہ یہ سب ائمہ بیان
 ہے۔ اپنے پڑوس میں چاروں طرف دیکھو اور آپ کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ کس قدر
 زیادہ طرح ہوتا ہے۔ اور کس قدر زیادہ بچایا جاتا ہے۔ کمائی کا کتنا بڑا حصہ

کی دکان میں جاتا ہے اور کتنا کم سیرنگس تک یا انجن منفعیت میں جمع کر لیا جائے
 اقبال کے دن اکثر نہایت کم اقبال کے دن ہوتے ہیں۔ اقبال کے دنوں
 میں کارخانہ پورے وقت تک کام کرتا ہے مزدور زن اور بچوں کو زیادہ مزدور
 ملتی ہے طرفٹ ٹانے خالی اور مسور ہوتے ہیں۔ اسٹیار تیار کر کے باہر بھیجی
 جاتی ہیں چمکتاروں میں پیداوار بھر کر بازاروں سے لے جاتے ہیں۔ بشیار
 اسباب کی ٹرینیں ریل کی ٹرک پڑ جاتی ہیں اور اچھی طرح لہے ہوئے جہاز
 انگلستان کے سوا مل سے ہماری محنت کی پیداواروں سے ملو مالک غریب
 بندرگاہوں کی طرف جاتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص پہلے سے زیادہ مالدار
 اور اقبال مند ہو گیا ہے۔ لیکن ہم یہ خیال نہیں کرتے کہ مزدور عورتیں پہلے
 سے زیادہ دانا بہتر تربیت یافتہ اپنی خواہشوں میں کم مبتلا ہونے والے
 مذہب کا زیادہ خیال رکھنے والے ہو گئے ہیں یا محض حیوانی اشتہا کو سیر
 کرنے کی نسبت کسی اعلیٰ مقصد کے واسطے زندگی بسر کرتے ہیں +

اگر اس ظاہری اقبال کی غور سے تحقیقات کی جائے تو معلوم ہوگا
 کہ اخراجات ہر طرف بڑھتے جاتے ہیں زیادہ مزدوری کا مطالبہ کیا جاتا ہے
 اور جب زیادہ مزدوری مل جاتی ہے تو کماتے ہی خرچ کر دی جاتی ہے۔
 مزدوروں کو چھوڑی کی عادت ہو جاتی ہے اور جب بمصدقہ
 چھٹی نہیں یہ کافر ہے منہ سو لگی ہوئی

میخواری کی عادت جاری رہتی ہے اور زیادہ مزدوری بچانے کی بجائے
 اکثر شراب خوری میں خرچ کی جاتی ہے +

پس جب باشندے بے پرواہ اور نامتبت اندیش ہوں۔ ان کو کبھی مل
 کی مادی اقبال فتنہ نہیں دے سکتا بربت تک وہ دورانہ نشی اور کفایت شہاری

سے کام نہ لیں وہ کبھی فاقہ اور کبھی بد بھنی کے ماتحتوں سے لاچار ہونگے۔ جب تجارت کی کساد بازاری ہو جاتی ہے کیونکہ عموماً غیر معمولی اقبال کے بعد ایسا ہی ہوتا ہے اُن کو پس انداز کر وہ روپیہ سے تسکین نہیں ہوتی کیونکہ ان کو اقبال کے دنوں میں کبھی یہ خیال تک نہ آیا تھا کہ یہ زمانہ اسی طع نہ رہے گا۔ اور انہوں نے کچھ نہ بچایا ۛ

اقبال کے دنوں میں پیر کا باقاعدہ تیوٹا ر منایا جاتا ہے بنک کی تعطیل ہفتہ وار بنائی جاتی ہے۔ ایک آقائے سماروں کو دیکھنے کے واسطے چکر لگا کر اپنے مستری کو کہا تمام کام کرنے والے کہاں ہیں یہ کام زور شور سے کیا جانا چاہیے۔ اور عہدہ موسم کے اختتام سے پیشتر مکمل ہو جانا چاہیے۔ مستری نے کہا۔ جناب یہ پیر کا دن ہے اور انہوں نے ابھی تک اپنا تمام روپیہ صرف نہیں کیا ڈین بوٹنے ڈیون شار کے ہسپتالوں کی طرف سے ایگریٹر میں دغلا کر تے ہوئے بیان کیا۔ میری رائے میں۔ اون۔ تجارت۔ روئی خشت سازی اور عمارت کے کام میں جو مزدور مصروف ہیں۔ اُن کو پیر کا دن کاہلی میں بسر کرنے سے ہر سال ستر لاکھ پونڈ نقد سے زیادہ نقصان ہوتا ہے ۛ

اگر آدمی کا بڑا مدعا کپڑے ریشم ظروف۔ کھلونے اور چینی بنانا نہایت ارزاں بازار میں خریدنا اور نہایت گراں میں فروخت کرنا زمین کی کاشت کرنا غلہ بونا۔ اور مویشیوں کو چرانا محض منفعت زریار و پیہ کے جمع کرنے اور خرچ کرنے کے واسطے زندگی بسر کرنا تو ہم کو اپنی قومی اقبال پر اپنے آپ کو مبارک باد دینی چاہیے۔ مگر کیا انسان کا بڑا مقصد یہی ہے کیا عضلات اور اعضا کے علاوہ اس میں تو اُسے جذبات اور بہد روی کا مادہ موجود نہیں ہے کیا اس کے دماغ اور دل کے بعض حقائق نہیں۔ جیسا کہ اس کے منہ اور پشت

تھے ہیں۔ کیا اس کا رواج اور سمدھ دولوں کیلئے اقبال میں اس کے اخلاق اور
 دماغ کی نیز اس کی استخوان اور عقلت کی بہبود اور ترقی شامل نہ کرنی چاہیے
 محض روپیہ اقبال پر ولالت نہیں کرتا۔ ممکن ہے کہ انسان کی سرشت ایسی
 ہی رہے۔ بلکہ پہلے سہ بھی بدتریب اور بد نما ہو جائے بجا کیکہ وہ اپنے خرچ کو
 دگنا اور ہر سال اپنے سرمایہ میں سو فیصدی ایزاد کرتا ہے عوام کا بھی یہی حال
 ہے۔ جب اُن کی آمدنی بڑھ جاتی ہے۔ اُن کو اپنی حیوانی خواہشوں کے
 سیر کرنے کے زیادہ ذرائع مل جاتے ہیں۔ تاوقتیکہ ان کا اخلاقی پال ملین
 اُن کی جسمانی ترقی کے پہلو پہلو نہ چلے ایک ناخواندہ اور حد سے زیادہ کام
 کرنے والے آدمی کے اقبال کے دونوں میں دگنی مزدوری کر دو اور نتیجہ کیا
 ہوگا۔ محض یہ کہ تم نے اس کے واسطے نہ زیادہ کھانے اور پینے کے ذرائع
 مہیا کر دیئے ہیں۔ پس حالت میں جس کو عظم سیاست من کے عالم قومی اقبال
 تعبیر کرتے ہیں باشندوں کی مادی بہبود ہی بھی محمول نہیں رہتی۔ اور جب
 تک اس سوال کے اخلاقی اجزاء سے اٹھائیں نظر کیا جائیگا۔ ہماری رائے
 میں اس مہتمم کا اقبال لوگوں کو فائدہ بال کرنے کی بجائے بہت زیادہ مضر
 نتائج پیدا کریگا۔ علم اور نیکی سے ہی انسان کی زندگی باوقر ہو سکتی ہے اور
 اگر کسی قوم میں یہ وصف ترقی کر جائیں تو اُس کے اصلی اقبال کی علامتیں
 ہیں نہ کہ کپڑے اور چھینٹ کی بید مقدار کھلونوں کو ہے اور مٹی کے بے تعداد
 ظروف تیار اور فروخت کرنا قومی اقبال پر ولالت کرتا ہے +

مانچسٹر کا بشپ پریسٹن کے قریب فضل کاٹنے کا شکر یہ ادا کرنے کی مجلس
 میں وعظ کر رہا تھا اس نے ایک چستی پڑھی جو اُس کو انگلستان کے جنوبی
 ایک پارہ ی نے بھیجی تھی۔ اُس نے اس امر پر کہ زراعتی مزدوروں کو زیادہ

اجرت ملتی ہے۔ اظہارِ مسرت کر کے افسوس سے کہا: فی الحال مجھ کو ان کی نیاہ
 اجرت کا صرف یہی نتیجہ معلوم ہوا ہے کہ پہلے سے بہت زیادہ سیر صرف ہوتی
 ہے۔ اگر ہم اقبال سے یہی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ تو ہم اس کو ایسی برکت قرار دیں
 دے سکتے جس کے واسطے ہم کو خدا کے مشکور ہوئے مگر کوئی حق یا درجہ ہے قوم
 کا اصلی اقبال زیادہ تر اس کی دولت کی افزونی پر منحصر نہیں گو اقبال اور
 دولت لازم و ملزوم ہیں بلکہ یہ قوم میں نیکی کو ترقی دے۔ اور آسائش کی قناعت
 اور اس دنیا سے دون کی چیزیں زیادہ انصاف سے تقسیم ہوں۔

مذکورہ بالا رائے سے چار ایہ منشا نہیں کہ نخل اور کنبوس کی عادت
 اختیار کی جائے۔ کیونکہ ہم کو نخل کنبوس کبھی چوس سے نفرت ہے۔ ہم صرف
 یہ بحث کر رہے ہیں کہ انسان کو آئندہ کے واسطے غصہ کرنا چاہیے۔ یعنی اچھے
 وقتوں میں برے وقتوں کے واسطے جو ہمیشہ ان کے بعد آیا کرتے ہیں سترہ
 جمع کرنا چاہیے۔ یہ کہ وہ احتیاج کی روک تھام کے واسطے اندوختہ کریں
 اور کم از کم ایک قلیل رقم جمع کر رکھیں جو ان کی بڑھاپے میں پرورش
 کر سکے۔ ان کی خود عزتی کو قایم ان کی ذاتی آسائش اور سوشل ہیوڈ میں
 اضافہ کر سکے کفایت شعاری کو لالچ یا خواری طمع یا خود غرضی سے کسی طرح کا
 تعلق نہیں بلکہ ان کا وہ عادات کے بالکل برعکس ہے اس کے معنی آزادی
 حاصل کرنے کی خاطر انتظام کرنا ہے کفایت شعاری کے واسطے ضروری ہے
 کہ روپیہ جائز نہ کہ ناجائز طور پر استعمال کیا جائے اور دیانت سے کمایا اور
 سلیقہ سے استعمال کیا جائے۔ روپیہ اس غرض سے نہ کمانا چاہیے کہ اس کو
 دفن کر رکھیں یا اپنے ساتھ لے کر چاکروں کا جلوس رکھا جائے بلکہ آزادی
 کے اعلیٰ حق کے واسطے۔

تیسرا باب

نا عاقبت اندیشی

جس شخص کی بیوی اور بچے ہیں۔ اُس نے قیمت کو پرغال دے
(کبھی ملار ڈبلین)

ہر حالت اور واقعہ میں بیہوشی ان لوگوں کے خیال میں ہوتی
ہے۔ جن کو اپنے آپ پر اختیار حاصل ہے۔ رہے۔ رہے۔ گرنے،
اُن کی عام سمجھ کہاں ہے۔ اُنہوں نے نہ عاقبت اندیشی پھرتی عمر
میں شادیوں کرنا ہمت سے بچے مفلسوں کی امداد کے واسطے نہیں
پر گزارہ اور غریب خانہ کا منہ دیکھنا۔ وہ پیدا ہوتے ہیں مصیبت
زدہ رہ کر رہاتے ہیں۔ کسی اور ملک میں جو انگلستان کی نسبت
بہت کم مذہب ہو۔ ویسی ہی نا عاقبت اندیشی نہیں ملار ڈبلٹن!

اے آزاد اور با اختیار رائے دینے والے کوئی شخص تجھ پر ظلم نہیں کرتا
مگر کیا یہ کاسٹیراب تجھ پر ظلم نہیں کرتا۔ فرزند آدم تجھ کو کہیں جانے آئے گا
علم نہیں دے سکتا۔ مگر یہ بیہودہ کاسہ دے سکتا ہے اور تیباہیت تو سر ڈراک
سکن کا نہیں بلکہ اپنی۔ یہی خواہشوں اور ایں مدون جانع خواہشوں کا غلام
ہے اور پھر تو اے طاقت مجسم اپنی آزادی کا ذکر کرنا ہے کارہی!

کوئی عارضہ بہت کم ہو۔ خود بخود نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ عارضہ
کے مشترکہ نقص پر مبنی ہیں اور انسان شہد کو جو بنی نوع انسان کو لگا

کرنا ہے مصالح دنیا یا کم از کم مستقل کرنا ہے +

انگلستان کی دنیا میں ایک بنایت مالدار ملک ہے۔ ہمارے تاجر بڑے بڑے کاموں کا بیڑا اٹھاتے ہیں ہمارے صنایع صنعتی ہیں۔ ہمارے صنعتی صنعت جفاکش ہیں۔ ملک میں دینی دولت جمع ہو گئی ہے کہ گزشتہ زمانہ میں اُس کی کوئی نظیر نہیں مل سکتی۔ بنک آف انگلینڈ میں لبالب سونا بھرا پڑا ہے سلطنت میں اس سے زیادہ کبھی خوراک یا روپیہ نہیں ہوا تھا ہمارے صنعتی پیداواروں کی کوئی حد نہیں۔ کیونکہ دغائی۔ ایجن کبھی ٹھکتا نہیں۔ مگر باوجود اس دولت کے بچہ افلاس ہے۔ اقوام کے نمونہ کے ساتھ ساتھ اقوام کا حجم افلاس منحوس صورت لئے پھرتا ہے یعنی بعض لوگ عیش و آرام کرتے ہیں اور مہمن لوگ افلاس کے اعمقوں سے نالال ہیں +

پارلیمنٹ کی رپورٹوں سے بار بار ظاہر ہوا ہے کہ ہمارے مزدور فتنہ کا بعض حصہ بنایت مصیبت میں گرفتار ہے۔ ان میں مہین کیا گیا ہے کہ کارخانوں، دکانوں، کانوں، خشت سازی نیز دینیاتی زندگی کے مشاغل میں کس قدر لوگ مشغول ہیں۔ ہم نے قوانین وضع کر کے ان کی حباب حالت کو سدھانے کی کوشش کی ہے۔ مگر ان کو سدھرتی نظر نہیں آتی۔ جو لوگ مفلس ہو جاتے ہیں ان کو خوراک وغیرہ دیا جاتا ہے مگر وہ پراکڑا کر دے گا اگر رہتے ہیں جو ان کو کھلاتے ہیں ان میں ہمدردی نہیں ہوتی اور جو کھاتے ہیں وہ شکر گزاری کا اظہار نہیں کرتے۔ ویسے والے اور لینے والے کے مابین ہمدردی کا کوئی تعلق نہیں۔ اس طرح صاحب مفقر رہتا۔ درمفلس مالدار اور نادار سوشیل چاہنے کے دو منہاؤں پر کھڑے

غلبہ حاصل ہے ایک شاعر نے خوب کہا ہے مان لوگوں کی لادہ بری بھجی کرتی ہے جو آسمان سے نازل ہونے والے تمام ارواح میں سے سب سے زیادہ خمیدہ قامت ہے (یعنی دولت حاصل کرنے کے واسطے بدن سے لطائف اخیل اختیار کرنے پڑتے ہیں) +

مغفل چلاعتوں کی کچھ نہ پوچھیے۔ اُن کی ہمارى ایں نام نہاد مذہب میں کیا حالت ہے اُن کی نقد اور کثیر بالکل غیر مذہب ہے گو وہ عیسائی ملک میں رہتے ہیں۔ صیوریت اُن کے پاس کبھی بھٹکی بھی نہیں۔ وہ تہذیب عیسائی مذہب سے ایسے ہی نابلد ہیں۔ جیسا کہ ۱۹ سو سال گذرے جو ہیں سینر کے اترنے پر ٹرنو بانٹ لوگوں کی حالت تھی۔ بایںہم یہ غیر مذہب لوگ ہمارے ملک میں رہتے ہیں۔ سینٹ ممیس اور سینٹ کمال مولوں قریب قریب ہیں (یعنی) دیکھا جاسکتا ہے کہ مذہب کی کہاں تک پرستش ہوتی ہے لٹن کے ایٹن نے مشرقی حصہ میں یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ انسان کیسی نکبت اور اوار کے قعر میں گر سکتا ہے +

وہ کام کرتے کھاتے پیتے اور سوتے ہیں۔ اُن کی تمام زندگی یہی ہے اُن کو کل یا آئندہ ہفتے یا آئندہ سال کے واسطے تھک کر نیکاکوئی خیال نہیں وہ مسی خواہشوں کے سیر کرنے میں منہمک ہو جاتے ہیں۔ اور آئندہ کے واسطے کوئی سامان فراہم نہیں کرتے۔ تکلیف آئندہ غم یا کپڑی جو پیرانہ سالی اور مرض کا لازمی نتیجہ ہیں اُن کو یاد تک نہیں ہوتا۔ ان باتوں میں وہ وحشی قبائل کے مشابہ ہیں۔ جبکہ کوئی علم نہیں اور وہ ہمارے اصل ملک سے زیادہ خواہشیں بھی نہیں کرتے۔ امریکہ کے اصلی باشندوں کی طرح وہ تہذیب کی خرابیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ مگر اس کے فوائد اور خوبیوں سے متنع نہیں ہوتے +

کثرت شمارى اور غیر خالص دونوں پر ہیں انسان کے مشن میں

کپتان پارسی نے دیکھا کہ قطب شمالی کے قریب کی سو دسی ہی غیر مہذب
جیسا کہ وہ کمبخت انسان جو ہمارے بڑے شہروں کے تنگ تاریک مکانوں میں
رہتے ہیں۔ البتہ وہ ناقص اندیش تھے۔ کیونکہ جیسا کہ وحشیوں کا قاعدہ ہے۔
وہ پس انداز ابھی نہیں کرتے۔ اُن کی حالت یہ کہ یہ قول صادق آتا ہے
مل گئی تو روزی نہیں تو روزہ

۔۔ ابھی ٹھونس ٹھونس کر بیٹھ بیٹھتے ہیں۔ کبھی فاقوں کے ماتھے سے لاچار
ہوتے ہیں جب اُن کو دھیل کی چربی کی بہت سی مقدار مل جاتی ہے وہ جتنی
کھا سکتے ہیں کھا جاتے ہیں اور باقی کو چھپا دیتے ہیں۔ تاہم بوجہ ناقص
اندیشی کے وہ بالکل لاپرواہ ہوتے ہیں۔ بلکہ جب انہوں نے کئی دن تک خاک
یا آگ نہ دیکھی ہو وہ حسب معمول ہشاش بشاش اور خوش رہتے ہیں۔ اُن کو
یہ خیال نہیں آتا کہ کل کے واسطے کس طرح تھک کر رہا ہے۔ آئندہ کے واسطے
پس انداز نہ کرنا وحشیوں کی سرشت میں مادہ ہی نہیں ہے

کھا جاتا ہے کہ شائستہ لوگوں میں سردی کفایت شکاری کی آب و ہوا
کی سختی ہے۔ سردی اُن کو مجبور کرتی ہے کہ موسم گرما میں موسم سرد کے واسطے
خود اک کو لیا اور کپڑے جمع کریں۔ اس سے مکانات کے تعمیر کرنے اور گھر میں
انتظام اور سلیقہ رکھنے کو حوصلہ ہوتا ہے۔ بدنیو جب جرمنی سسلی کی نسبت زیادہ
محنتی ہے۔ اور بلجیم اُندس کی نسبت شمالی امریکہ اور کنڈامیکسیکو کی نسبت
جب متونی اور بریتانی سن ممبر پارلیمنٹ براہ نیوار نے عدلیہ مثال
خود انتہائی سے اپنی دولت کا بہت سا حصہ امیٹن لٹڈن کی غیر
مہذب آبادی کو شائستہ بنانے کے واسطے وقف کر دیا ہے تو اس نے پہلے
پہل دو منزلہ آگے تعمیر کیا جس کا زیریں حصہ بطور سکول اور کچھ روم اور

۱۰۱ چنانچہ یورپ کی شکاری قوم کے اقبال کی ایک وجہ

نیز بطور کھبکے استعمال کیا جانا تھا۔ وہاں لڑکے اور آدمی پڑھتے اور کھیلتے اور کوئی ایسا کام کرتے تھے۔ جو ان کو شراب خانہ میں جانے سے روک سکے مسٹر ڈینی سن نے کہا۔ اس حصہ میں بڑی خرابی یہ ہے کہ بنی نوع انسان کے اس گروہ کی معمولی حالت حالت بہت پست ہے اور ایک بے سُرے بابے کے سوا کوئی ایسی چیز موجود نہیں۔ جو لوگوں میں تہذیب پھیلا سکے اور لوگوں کے دنیا لات کو روزانہ خورد و نوش سے اعلیٰ کر سکے تعلیم بالکل نادر وہ ہے ہند کی طرف سے بالکل غفلت اور ان کے لازمی نتائج یعنی نا عاقبت اندیشی غلات اور ان کے ملزوم جرم اور مرض پائے جاتے ہیں۔ کوئی شخص ایسا نہیں جو کوشش کرنے والے کو تحریک فیہدہ اور انوالعزم شخص کی راہبر ہی کرے یا اٹل مصیبت کو روک سکے مشن کا پادری سمجھدار اور سرگرم آدمی ہے جو لوگوں کو شاکستہ کرنے میں حسب توقع ترقی کر رہے ہیں۔ لیکن اس کی زیادہ تر طاقت کھانے کھلانے میں صرف ہوتی ہے اور زیادہ ترقی کی امیدیں ہو سکتی۔ جب تک لوگوں کو فاقہ مستی سے بچانے کی سرنور کو شش نہ کی جائے اور ہر ایک موسم سرما میں ایسا بھی دیکھنے میں آتا ہے کیا یہ ہیرت خیز معاملہ نہیں ہے کہ دنیا کے نہایت مالدار ملک میں باشندوں کا گروہ کثیر ہر سال قدرت کے طبعی عمل سے فاقہ اور موت کا شکار ہو جاتا ہے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کا کوئی علاج نہیں۔ مگر ہمارے باپ دادا کے وقت میں یہ حالت کیوں نہ تھی وہ بہت سی باتوں میں ہمارے پیچھے تھے مگر ہر ایک جاڑے کے موسم میں ہزار ہا فاقہ کش نظر آتے تھے۔ بات یہ ہے کہ ہم نے اس عجیب و غریب اقبال کو جو گذشتہ ۲۰ سال سے ہم کو دیا گیا ہے قبول کر لیا ہے اور یہ خیال نہیں کیا کہ ان کے ساتھ کیا پنج لگاوی گئی ہے اور ہم نے اس کو شش اور ہمارا کرنے

کے واسطے کہ بہت چست نہیں کہ جوان شہ لاطس کے پورا کرنے کے واسطے ضروری
ہوتا ہے۔

تاہم سٹریٹینی سن کو صاف صاف طور پر معلوم ہو گیا تھا کہ اگر لوگوں
کو کافی تعلیم دی جائے اور ان کو کفایت شعاری کا سبق سکھایا جائے تو
بہت سی مصیبت اور تکالیف کا تدارک ہو سکتا ہے وہ ایک اور مقام پر کہتا ہے
لوگ ناداری اور مرض خود پیدا کرتے ہیں۔ غالباً نہایت محتاط بھی ایسے نہیں
کہ اگر وہ سیانہ کنایت شعاری اور غافلت اندیشی کو مد نظر رکھتے تو اتنا سرمایہ
بچ نہ کر لیتے کہ تحافیہ بے روزگاری کے مہینوں یا مرض کی حالت میں جو
ہمیشہ ہوتی ہیں گننا۔ نہ کہ کہہ سکتے ہیں یہ نہیں کہتا کہ ہفتہ وار کمائی سے پس انداز
کرنا مشکل نہیں بلکہ بیکہ بیکہ ہوتا ہوں کہ پس انداز ہو سکتا ہے۔ کارخانہ جہاز سازی
میں کام کرنے والا مزدور نو جوانی طاقت اور ناکھدائی کے زمانہ میں اپنی ہفتہ
وار مزدوری سے نصف پس انداز کر سکتا تھا۔ اور اس قسم کے آدمیوں کو
عوماً کام مل جاتا ہے۔

یہ بیان کرنے کے بعد جن لوگوں کی شادی ہو گئی ہو۔ وہ بھی بچا
سکتے ہیں سٹریٹینی سن نے کہا۔ کہ پس انداز کرنے کی استطاعت تقریباً
ہر ایک شخص میں ہے خواہ وہ کتنا ہی مفلس کیوں نہ ہو لیکن اگر پس انداز
کرنے کی عادت زیادہ عام ہوتی تو اس شہر میں ناداری اور مرض قابل
تدارک حدود کے اندر رکھی جاسکتی اور ایسا ہی ہو گا ممکن ہے کہ میرے
بیچے جی نہ ہو مگر یہ دونوں سلسلوں کے بعد ہو جائیگا۔ کیونکہ اتنا تغیر لوگوں کی وطنی
حالت میں بالکل اصلاح کے بغیر ہو سکتا ہے۔ عمدہ قوانین کو اگر سرگرمی
سےروج کیا جائے اور تعلیم لازمی کر دی جائے۔ اور ساتھ ہی لوگ خیر اسکے

طور پر فرقی کو شش بھی کہیں جس کا اس زمانہ میں ضرور دائرہ ہو جائیگا۔ مگر امید
ابھی ہوگی۔ لوگوں کو اتنا روشن ضمیر بنانے میں ضرور کامیابی ہوگی کہ وہ اتنی
محنت اور اخلاق کی اتنی پابندی ضرور کریں۔ جس سے اُن کے جسم کو راحت
اور زندگی میں ترقی ہو۔

انگیزہ مزدوروں اور باشندگان گرسنی کے درمیان کفایت شعاری
کے متعلق جو فرق ہے۔ اس کا مسٹر ڈینی سن نے بالفاظ قلیل ذکر کیا ہے جو کچھ
میں یہاں دیکھ رہا ہوں اس سے افلاس اور پاپ رینم را وارگی اور گدگری
کے مابین صاف صاف طور پر فرق ظاہر ہو جاتا ہے۔ انگلستان میں ایسے
لوگ موجود ہیں کہ جب اُن کو عمدہ مزدور سی ملتی رہتی ہے وہ مرے کتے
ہیں اور جب ایسی اجرت نہیں ملتی وہ حلقہ کے غربا میں شامل ہو جاتے ہیں
یہاں لوگ اپنی ادا کے سوا کسی کے سہارے پر نہیں رہتے۔ بلکہ وہ اپنی
مرمنی سے ایسی کفایت شعاری سے رہتے ہیں کہ اگر زمین کا مالک اپنے
کاشتکاروں کو اسی طرز سے زندگی بسر کرنے کی صلاح دیتا تو وہ اسی
کا خوب خاکہ اڑاتے۔ ہم اس دہقان کی حالت پر افسوس کرتے ہیں جو کین
گوشت اور بقولات کھانے پر مجبور ہو اور سادہ گوشت ہفتہ میں صرف
ایک دفعہ ملے گرنے کے نہ منداروں کا کھانا گوہی اور مٹر کو خاص طور پر
ملاکر بنایا جاتا ہے یہ ان لوگوں کا روزانہ کھانا ہے۔ جس کے پاس شاید
تین یا چار گائیں ایک یا دو سور یا مرغیاں ہوتی ہیں۔ لیکن وہ ان حیوانات
کی آمدنی یا گوشت کو منڈی میں بیچ کر اپنے منفعت کو زمین خریدنے یا ٹاک
یعنے کہتیوں کے حصے یا معاملے پر زمین لینے پر صرف کرتے ہیں کیونکہ ان زمین
کی زمین کے پٹہ بازار میں جلدی نیچے اور خریدے جاسکتے ہیں۔

مسٹر ڈینی سن بہت سا کام کرنے سے بہت تر و ثفات پانگیا وہ صرف
آغاز ہی کر سکا تا عاقبت اندیشی سے جو مصیبت اور تکلیف ہوتی ہے اور جس
کو دیکھ کر اس کو افسوس آتا تھا۔ وہ اب بھی موجود ہے بلکہ پہلے سے
زیادہ ہے۔ صرف دستکار ہی اپنی تمام کمائی کو خرچ نہیں کر دیتے بلکہ اس
سے اعلیٰ جماعتیں بھی جو لاعلمی کا عذر پیش نہیں کر سکتیں۔ اعلیٰ جماعتوں
کا عذر ادا کرنے جماعتوں کی نسبت زیادہ قابلِ سماعت نہیں۔ وہ اپنے فرائض
کو غالی طعراق کے قایم رکھنے سماعت اندھا دھند اسراف اور بد کرداری
کو ثنوت دینے میں صرف کرتے ہیں +

انگریز مزدوروں پر عدم محنت کا الزام عاید نہیں ہو سکتا وہ کسی
دوسرے ملک کے مزدوروں کی نسبت دیا وہ جنگا کشی اور زیادہ ہوشیاری
سے کام کرتے ہیں۔ اور اگر وہ اتنا ہی دور اندیش ہو جتنا کہ محنتی ہے وہ نفع
الہاں اور آزاد زندگی بسر کرے۔ مگر بد قسمتی سے تا عاقبت اندیشی اس طبقہ
کا عیب ہے۔ گو معقول تنخواہ پانے انگریز مزدور متوسط طبقہ وروں کی نسبت زیادہ
روپیہ کماتے ہیں پھر بھی وہ مفلس رہتے ہیں کیونکہ وہ لا پرواہ ہوتے ہیں
اور مال کار نہیں سوچتے۔ اقبال کے دنوں میں وہ محبت کے دنوں کا ہتھیار کرنے
کے عادی نہیں ہوتے۔ اور جب روز بند ہو جاتا ہے تو وہ بالکل احتیاج اور باری
سے چند قدم آگے ہوتے ہیں۔ جتنے ان کے پاس چند ہفتوں کی خوراک ہوتی ہے
پس مدد کار گیر کو جب تک مدد آلات کی تربیت نہ دی گئی ہو وہ
محض حیران سے اپنی زندگی بسر نہیں کرنا۔ اور جب اس کو زیادہ مزدوری
ملتی ہے تو وہ اپنی روزی خواہشوں کے سیر کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے۔ مسٹر
ہڈوک کا قول ہے کہ روٹی کے قسط میں ہشیار خاندان امدادی کمروں میں رہتا

شرمناک حالت میں جمع ہو گئے تھے بھالیکہ اُن کی پہلی مجموعی اجرت کئی پادریوں
لی آمدنی سے زیادہ تھی اور بعض کاریگروں کی فردی اجرت بھی معمول تھی
اقبال کے زمانہ میں کام کرنے والے کچھ ترے اڑاتے ہیں اور روزگار بند ہو
جائے تو ناقہ کشی کرتے ہیں اُن کی کمائی جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں اُدھر آتی
ہے اُدھر لڑ جاتی ہے۔ جب اقبال کا زمانہ ختم ہو جاتا ہے اور وہ اپنی تمام
اجرت لے چکے ہیں وہ اتفاق اور التیہ پر توکل کرتے ہیں۔ مگر ناقہ بستی
اندیش کا توکل کس کام ہے ؟

گو تجارت کے اچھے اور بُرے سال ہمیشہ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ فرعون کو
قرب اور لاغر گایوں کا خواب آیا تھا۔ جب تجارت کو رونق ہوتی ہے تو لوگ
غوب فرسے کرتے ہیں۔ اور جب کسل و بزاری ہو جاتی ہے تو حیران و شام
اور مضطرب ہوتے ہیں۔ مگر یہ وہ اہل فضل و خیر تہذیب سے کچھ فائدہ
نہیں اٹھاتے۔ اور آئندہ کے واسطے اچھی طرح تنبیہ نہیں کرتے۔ معلوم ہو
ہے کہ اُن کی ناقہ بستی اندیشی ایسا عیب ہے۔ جس کا کوئی علاج نہیں
ہو سکتا۔ مسٹر بکیر نے گنگوشتی رپورٹ میں کہا تھا۔ صنعت و حرفت کے ضلوع
میں دو درجہ تک ایسے مقامات ہیں۔ جہاں کوئی معتدویہ رقم پس انداز
نہیں کی جاتی۔ بلکہ گروٹاں دو ہفتوں تک کام نہ لے خود کام کرنے والے
محض ضروریات کی عدم موجودگی سے ناقوں مرنے لگتے ہیں، اس صورت
میں ایک کر کے کام بند نہیں کر دیتے بلکہ وہ نہایت پس اور روٹی کو محتاج
ہو جاتے ہیں وہ اپنا اسباب اور بی گٹریاں گروی رکھ دیتے ہیں اور غیرت
دینے والوں سے سنت و سماجیت کرنے لگتے ہیں اور بے شمار بچے پڑھ لکھ
ٹیکس پر گزارہ کرتے ہیں۔

یہ عاقبت اندیشی جو ہنر ایک عادت کے ہے گو اس کی قابل تعریف
مستثنیات بھی ہیں۔ اصل حرفت کی تمدنی ذلت کا اصلی باعث ہے اسی سے ہم
تمدنی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن یہ خرابیاں اور مصیبتیں انسان کی جہت
اور نفسانی خواہشوں کے نامناسب طور پر سیر کر نیکانیتجہ ہیں۔ کیونکہ گونا گوں
نے انھیں خود پیدا کیا ہے مگر غفلت باطن اور نفس الامری میں مصیبت نہ
نہیں ہوتے۔ مصیبت اخلاقی پاداش کا اور بالعموم اخلاقی بدیوں اور نا
عاقبت اندیشی کا نتیجہ ہے۔

ریورٹسٹر فرس جنوبی مشاوریٹ شائر کے معقول تغذیہ دانے والے
کان کنوں اور بوسے کا کام کرنے والوں کی عادات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے
"اس عادت کو ظاہر کرنے کے واسطے نا عاقبت اندیشی ایک معمولی مثال ہے
کو غفلت باپ پر واہی گنا چاہیے۔ یہاں نوجوان اور بوڑھے کتھ اور نا کتھ
بالعموم اور سرٹیا گلچرے اڑا کر تمام کمائی غارت کر دیتے ہیں۔ ان کی اس غفلت
ان کی سرشت کی اسطو اوصاف ناقص ہو جاتے ہیں۔ خطرے کے وقت ان کا
جو امرومی حقوہر کے مشابہ ہوتی ہے۔ سخت محنت کی وہ شاد و ناور کو مشش
ذکر کرتے ہیں اور وہ بھی اس صورت میں جب بیکاری اور منجھوری میں ذلت
ضائع کر کے اس کی کسر نانا چاہیں ان کا خیال ہے کہ ہم کو اپنے مردہوں
اور کتھزار فقیوں کے واسطے جلسہ کرنے کے باعث پیشتر اندوختہ کرنے کی کوئی
حاجت نہیں ان کا مذہب کیونکہ اپنے طور پر وہ بھی عبادت کرتے اور کتھوں
و عامانگے کے جلسہ کرتے ہیں اکثر جو نہانہ وار تقدیر پر شاگردی کی حد تک اپنے
عیا ہے۔ لیکن ان کی حالت زیادہ تر اس وجہ سے قابل رحم اور افسوس انگ
ہے کہ کبھی تو وہ مزدوری مل جانے پر چین اڑاتے ہیں اور کبھی ان کے

ایک کوڑی نہیں ہوتی۔ اور تمام باشندے سال کے شروع سے اخیر تک اسی حالت میں مبتلا رہتے ہیں۔ حساب ملنے کی رات کو وہ سیجوری پر رو بہ اترتے ہیں تو ان کو شراب کے نشہ میں چور پیر اور شاہین گل کو کام کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ اور پھر آئندہ تنخواہ پانے سے پیشتر جو دو یا تین ہفتہ آتے ہیں۔ ان میں ان کے گھروں کی ناگفتہ بہ حالت ہوتی ہے۔ ان کے بچے سکول میں جانے نہیں پاتے ان کی بیویاں اور بیٹیاں کام پر کام کرتی ہیں۔ ان کا اسباب اور فریج گر وی ہوتا ہے۔ ان کے مکانات میں جابجا درزیں پڑی ہوتی ہیں۔ غلیظ اور تنگ گلیوں میں رہتے ہیں۔ پانی کے ٹھاس مکانات میں ہوا یا روٹی یا پانی کا مناسب انتھیم پہنچانے کا کوئی ذریعہ نہیں ہوتا۔ جب باوجود ایسی اجرت کے جس سے انسان کو آسائش بلکہ اقبال اور ترقی قیسی طور پر حاصل ہو سکتی ہے ان کی یہ حالت ہے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی طرح کے قانون بنانے سے اس خرابی کا علاج نہیں ہو سکتا۔

یقیناً ہم بشیار اصلاحیں کر چکے ہیں۔ ہم نے لوگوں کو رائے اور ووٹ دینے کی اجازت دی ہے ہم نے مزدور جماعتوں سے غلہ مویشی قہوہ چینی اور بالعموم خورد و نوش کی چیزوں پر ٹیکس مینا بند کر دیا ہے اور ان ٹیکسوں کا بہت سا حصہ جن سے وہ سبکدوش کئے گئے ہیں۔ میانہ اور اعلیٰ طبقہ لوگوں کے لوگوں پر لگایا جاتا ہے۔ تاہم ان تجاویز سے کام کرنے والوں کی حالت میں بہت کم اصلاح ہوئی ہے۔ کیونکہ وہ خود اصلاحی کے اصول کو مد نظر نہیں رکھتے۔ انہوں نے اپنے گھر سے اصلاح شروع نہیں کی تاہم ہر طرح کی اصلاح کا نتیجہ فردی اصلاح ہے سو سائی میں جو عیب ہے فردی عیب کا نتیجہ ہے چھ افراد خراب ہوں سو سائی بھی خراب ہوتی ہے۔

فرنیکن جس کی تیز عام عقل میں کلام نہیں کہتا ہے۔ بیشک ٹیکس بہت بھاری ہیں اور اگر ہم کو وہی ٹیکس ادا کرنا چھوڑ دے تو ہم میں سے بعض پر بہت شاق گذرتے ہیں ہم کو اپنی کاہلی کی وجہ سے گورنمنٹ ٹیکس کے برابر ٹیکس کی وجہ سے اس سے تین گنا اور طاقت کی وجہ سے چار گنا ٹیکس دینا پڑتا ہے اور کسٹمر ان ٹیکس ان ٹیکسوں سے تخفیف کر کے ہم کو آرام یا بالکل خلاصی نہیں دلا سکتے۔

لارڈ جان رسل نے ایک متبصرہ دوروں کی جماعت کو جو اس کے پاس ٹیکس کی تخفیف کی درخواست کرنے لگی تھی ایسا ہی کہا تھا۔ قولہ "تم ٹیکسوں کی شکایت کرتے ہو۔ مگر خیال کرو کہ تم اپنے آپ پر کتنے ٹیکس لگاتے ہو۔ تمہارے گھر پر پونڈ سالانہ شراب پر خرچ کرتے ہو۔ کیا گورنمنٹ تمہارے پر اتنا لگانے کی کبھی جرأت کر سکتی ہے یہ خود تمہارے اپنے اختیار میں ہے کہ ٹیکس تخفیف کرو۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ ہمارے سے بھی درخواست نہ کرنی پڑے اس شکایت سے کہ قوانین خراب ہیں اور ٹیکس بھاری معاملات کی حالت میں سلجھ سکتی۔ مطلق العنان حکومت اور مالکوں کا جبر ہوتا ہے قاعدے کی بات ہے کہ انسان اپنی مصیبتوں کا اظہار کرتا ہے جیسا کہ وہ زیادہ تر اپنی مرضی اور گرفتوں کا نتیجہ ہوتی ہے۔ یعنی کاہلی ناکفایت شعاری منہاجی اور بد کرداری کے نتائج۔ ہم بوجہ ذاتی غم کے اپنی مصیبتوں کا الزام دوسروں کے نہ کہ اپنے سر پہنچا کر بہت خوش ہوتے ہیں مگر یہ بالکل غلط ہے کہ وہ لوگ جو روز بروز کسی تجویز کسی قاعدے کسی قسم کی دوراندیشی کے بغیر زندگی بسر کریں۔ اور اپنی تمام کامائی خرچ کر دیں۔ اور گناہ کے واسطے کچھ نہ بچائیں وہ اٹل مصیبت کے واسطے تیار ہو رہے ہیں صرف موجودہ وقت کا غصہ کرنا

آئندہ سے یقینی طور پر غفلت کرنا ہے۔

ان لوگوں کی اصلاح کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ جن کا صرف یہی مقولہ ہو: "آؤ کھائیں اور پیئیں کیونکہ کل ہم مر جائیں گے۔"

مزدوروں کی حالت سے شاید مایوسی نہیں ہوتی چاہے کام کرنے والوں کی بہت سی آمدنی ایک عمدہ بات ہے اور شروع شروع میں ایک عمدہ بات ہے اگر ان میں تدریج تعلیم پھیلانی جائے تو وہ آسائش سے زندگی بسر کرتے کے ذرائع کو جائز نہ کرنا۔ جائز طور پر استعمال کرینگے کئی چیزیں شعاری سہیلے اور انتظام کا علم حاصل کر کے وہ اپنی زندگی زیادہ اتھانیکو کاری سے بسر اور شراب سے پرہیز کرینگے۔ مسٹر ڈینی سن کی رائے تھی کہ ان میں اکثر باتیں دونوں کے اندر ہو سکتی ہیں۔ تشویل اصلاح بہت سست ہوتی ہے۔ تہذیب کی ترقی بہت سست رہی ہے۔ نئی نوع انسان کے جم غفیر کی اصلاح کرنے میں اُس کے مفید اثر بہت آہستگی سے کام کرتے رہے ہیں تو ان کے گزر جانے کے بعد اُس کے اثر محسوس ہو سکتے ہیں کیونکہ ایک قرن یا ایک نسل تہذیب کی تاریخ میں صرف ایک دن ہے۔ بعض اقوام کو کئی زمانوں تک اپنی قومی ہریت کا حق قائم کرنے کے واسطے جنگ و جدل کرنا پڑا ہے۔ عیسویت کو قائم کرنے کے واسطے چار صدیوں تک جو رستم اور عیسائی شہید ہوتے رہے اور یقیناً یعنی عیسوی مذہب کی اصلاح کرنے کے واسطے دو صدیوں تک غارتگی ہوتی رہی۔ غلاموں کو اپنے جاگیرداروں کی حلقہ بگوشی سے کئی زمانوں کی مصیبت کے بعد آزادی حاصل ہوئی۔ اگر ہم اس زمانہ کا خیال کریں جب ہمارے برٹش اباؤ اجداد جنگی غارتہ مل کر لڑائی میں گھس جاتے تھے یا اس کے بعد کے زمانہ کا جب تمام غنیمتی لوگ کا شہکار عیسوی غلام تھے یعنی جن میں

کی وہ کاشت کرتے تھے اب اس کے ساتھ ہی اُن کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔
اور نیز ہم اپنے زمانہ پر غور کریں تو کیسا عظیم الشان فرق معلوم ہوگا۔ اور فی
زمانہ ان امور میں اصلاح دیکھ کر کیسا اطمینان ہوتا ہوگا۔ بیشک کفایت شعاری
میواری اور ناقبت اندیشی کے شیطانی اردن کا خاتمہ بہت شکل نہیں +

چوتھا باب

پس انداز کرینک و فرائع

خود اعتمادی اور خود اہتاری ان کو یہ سبق دیتی ہیں کہ اپنے جام سے
پانی پیئے۔ اور اپنی میٹھی روٹی کھائے اور اپنی روٹی پیدا کرنے کے واسطے
وہ مسلم عامل اور محنت کرے اور جو عذرہ چیزیں اس کے سپرد کجائیں
اُن کو احتیاط سے بچائے اور خرچ کرے (لارڈ وکین)
پس محنت کرو اگر تم کو خوراک کے واسطے اس کی ضرورت نہ ہوگی۔ ممکن
ہے کہ وہ وافی کے واسطے ہو یہ جسم کے واسطے مفید اور روماع کو واسطے
معدہ ہیں۔ یہ کاپی کو پاس ٹھکنے نہیں دیتی (ولیم ہن)
جو باپ اپنے بچے کو کوئی کام نہیں سکھاتا۔ اُس کو چوری سکھاتا ہر
برہمنوں کی کتب مقدسہ +

بر لوگ یہ کہتے ہیں کہ کچھ پس انداز نہیں ہو سکتا غالباً اُن کو یہ امر معلوم نہیں
کہ بہت سے کام کرنے والے لوگوں کی آمدنی پیشہ وروں سے بھی بہت زیادہ
ہوتی ہے +

یہ امر کہ فی الواقعہ ایسی حالت ہے کوئی راز نہیں۔ یہ بدوکیوں میں شائع ہوتا ہے یہ پارلیمنٹ کی کمیٹیوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ اُس کی اخبارات رپورٹ شائع ہوتی ہے۔ ہر ایک کو ملے یا لو ہے کے کارخانہ کا مالک یا روٹی کا کارخانہ دار تم کو یہ بتا سکتا ہے کہ وہ مزدوروں کو معقول اجرت دیتا ہے جو لوگ صنعت روٹی میں کام کرتے ہیں وہ اپنے بچوں کی غذا اس کے محافے تین پونڈ سے زیادہ کما لیتے ہیں۔

اس واسطے اُن کی سالانہ آمدنی ایک سو پچاس پونڈ کے قریب ہو گئی اور یہ بہت سے پیشہ روں کی آمدنی سے بدرجہا زیادہ ہے۔ مثلاً یہ وہی باقی جرابوں کی اوسط آمدنی اور غالباً برطانیہ کھلان کے مہاتہ جماعت کی اوسط آمدنی سے زیادہ ہے۔

بلیک برن کا ایک کارخانہ دار اطلاع دیتا ہے کہ بہت سے لوگ ہ پونڈ ہفتہ وار سے زیادہ کما تے ہیں۔ یعنی اُن کی اوسط سالانہ آمدنی دوسو ساٹھ پونڈ ہے وہ کہتا ہے کہ اس قسم کے کمینوں کو سو پونڈ ہفتہ وار سے زیادہ خرچ کرنا چاہیئے۔ باقی بچا لینی چاہیئے۔ مگر ان میں سے اکثر اپنے واسطے خوراک اور کپڑے مہیا کرنے کے بعد باقی ماندہ رقم سیخواری اور لغویات میں اڑا دیتے ہیں۔

طلح برن نے میں بھی ویسی ہی ضروری ہوتی ہے جہاں مزدوروں کی

لے ہیزی ایسٹور ہڈ لکشا ئیر کے کارخانہ یو سیلے نے سات کمینوں کی فہرست دی دی ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ ان سات کمینوں میں فی کمینہ کم از کم ہفتہ وار آمدنی دو پونڈ ۸ شلنگ چھ پنس اور زیادہ سے زیادہ سو پونڈ ۱۱ شلنگ تھی۔

کماٹی کا بہت سا حصہ خوراک شراب اور پوشاک میں صرف ہوتا ہے۔ دیگر اخلاص کی طرح جہاں کار غلے بنے ہوئے ہیں۔ یہاں بھی نوجوان کارخانوں میں مزدوری کرنے والوں کی یہ عادت ہے کہ اپنے والدین کے گھر خور و نوش کی لاگت دیکر رہتے ہیں جس سے والدین کو اپنے بیٹوں پر کچھ اختیار نہیں رہتا۔ ایک شخص کہتا ہے مزدوری بڑھتی جاتی ہے چونکہ روپیہ اور اس کے خرچ کرنے کے واسطے وقت بہت ہے لہذا اسے میں ترقی نہیں ہوتی۔ بالخصوص مستورات میں ۱۰

اُن کی صنعت میں کام کرنے والے مزدوروں کو ہفتہ وار ملکہ بعض اوقات ساٹھ شنگ ہفتہ وار ملتے ہیں اور اُن کے بچوں کی کماٹی اس سے علیحدہ ہی ہے۔

آئین کے ساخت میں عہدہ دستکار ۲۴ سے ۲۵ شنگ ہفتہ وار تک کما تا ہے اور بعض دستکار اس سے بھی زیادہ مزدوری کما تے ہیں۔ ان اعداد کو ضرب دو تو معلوم ہو گا کہ سو سے ایک سو ۲۰ پونڈ سالانہ کی آمدنی ہوتی ہے۔ مذکورہ کان کنوں اور لوہے کا کام کرنے والوں کو اس سے بھی زیادہ مزدوری ملتی ہے ایک سو سے کے کارخانہ دار نے تقریباً عرصہ پیشتر اپنے بعض کان کنوں کے ملازموں کے نام اخبارات میں مچھوڑے جن کو ہم سے ۵ پونڈ تک ہفتہ وار ملتے تھے۔ گویا ان کی سالانہ آمدنی دو سو سے دو سو پچاس پونڈ سالانہ تک تھی ۱۱

لہ ریگرڈ نوڈر گل ممبر پارلیمنٹ کی ایک چٹی سے ذیل کا اقتباس کیا جاتا ہے۔ بیشک اس قسم کی کماٹی ان کلرکوں اور تعلیم یافتہ لوگوں کو جنہوں نے صرف کثیر تعلیم پائی ہے اور پھر پیٹ کی خاطر سوت کشش کرنی پڑتی ہے بہت معلوم ہو گی۔ لیکن پھر بھی یہ کہنا پڑتا ہے کہ شخص ثابت قدمی سے کتنی محنت کرتا ہے اس کی کماٹی میں رشوت وغیرہ بالکل نہیں ہوتی اس سے کم نہیں ہوتی اور میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ مستحق مزاج اور تندرست کان کن چلیا

لوہے کا کام کرنے والوں کو اس سے بھی زیادہ شرح سے اجرت ملتی تھی۔
 ۱۰۔ چوبیس سالانہ کمالات ہے۔ بعض کارکنوں
 ریل کی پٹریاں بنانے والے اس سے بھی زیادہ پیدا کیلتے ہیں۔ جب زیادہ مزدور
 ہوں تو اس قسم کے لوگ سات سے آٹھ مہینے وار یا ۳ سو سے ۵ سو سالانہ کمالات
 ہیں۔ لیکن روٹی کے کارخانوں کی طرح لوہے کا کام کرنے والوں کو ان کے بیٹے
 مزدور دیتے ہیں اور ان کو بھی معقول اجرت ملتی ہے۔ اس طرح ماتحت کام کرنے
 والے ۱۰ یا ۱۲ سال کے لڑکے ہوتے ہیں یا شاید جو مہینے میں
 ۵ شلنگ کماتے ہیں اور دو کرنے والے لڑکے جنگی عمر ۱۸ سال سے کم ہوتی
 ہیں۔ مہینہ میں ۵ شلنگ کے قریب کماتے ہیں +

(تیسرا مضمون صفحہ ۶۵) ہی معقول اجرت کماتے ہیں۔ اور جنوبی ولیمز میں بھی سیکڑوں ویسوی
 یا اس سے بھی زیادہ کماتے ہیں۔ میریوں ایک کان کن ملازم ہے۔ جس کے دو بیٹے مگر رہتے ہیں
 اس کی ماہوار تنخواہ گذشتہ بارہ ماہ سے ۳۰ پونڈ نکلتی رہی ہے۔
 ایک مستقل مزاج کان کن جب کارڈ کار اس کا بیٹا ہے گذشتہ ۵ ماہ سو پونڈ اور ۲۰ پونڈ ماہوار کماتا
 ہے اور اس کو اپنی کمائی سوا اچھے مکانات بناتے ہیں۔ وہ مستقل منت کرتا ہے اور اس کو امید ہے کہ
 اپنے کنبہ کے واسطے معقول رشم جمع کر لینگا +

۱۱۔ ٹیسرے واقعہ بارک شایر میں اجرت کی شرح یہی ہے۔ جنوبی ولیمز میں لوہے کی صنعت
 میں مختلف کام کرنے والوں کی اجرت مختلف ہے مثلاً جو لوگ ریل کی پٹریوں کو پیچھا
 گرم کرتے ہیں ان کو آٹھ شلنگ + نہیں اور دوسری دفعہ گرم کرنے والوں کو ۱۱ شلنگ +
 نہیں ملتے ہیں +

۱۲۔ موجودہ وقت میں بھی جب کام بہت سست ہو گیا ہے۔ بعض مزدوروں کی
 اجرت ۵ پونڈ دس شلنگ ہے +

ریکمانی پیشہ ور جماعتوں کی اوسط جماعتوں سے بہت زیادہ ہے۔ ریل کی پٹریاں بنانے والے حضور قیصرہ کی پیادہ کارٹ کے ٹھنڈے کرکٹوں کے برابر تنخواہ پاتے ہیں۔ اسی طرح بعض مزدور میجرز انٹسٹوں وغیرہ کے برابر کماتے ہیں۔ گوڈسمتھ نے بیان کیا تھا کہ لوگ دیہاتی پادری کو ہم پونڈ سالانہ کی آمدنی پر بے حد مالدار سمجھتے تھے۔ بیشک گوڈسمتھ کے زمانہ سے پادریوں کی آمدنیاں بڑھ گئی ہیں۔ لیکن کاریگر بلکہ معمولی مزدوروں کی آمدنیاں اس سے بھی زیادہ نسبت سے بڑھی ہیں۔ اگر کیوریٹ (پادری) محض روپیہ کی خاطر کام کرتے وہ اپنا پیشہ تبدیل کر کے کان کن یا لوہے کا کام شروع کر دیتے۔

جب معصفت چند سال پیشتر ان فریو شایر میں گیا تو کان کن دس سالہ اٹلانٹک ٹاک پوسٹ کماتے تھے۔ اور وہاں کہ عام ضرب المثل ہے کہ بیان کے گھر ٹھیک سال لگی ہوئی تھی۔ مثلاً ایک پاپا اور اس کے تین بیٹے ساٹھ پونڈ ماہوار یا ساٹھ سو پونڈ سالانہ سے تنخواہ کماتے تھے۔ باپ صوفی مشرب اور متعلیٰ خاں خاں صاحب زیادہ مزدوری مہتری رہی۔ وہ صبح کو کان میں سب سے پہلے داخل ہوتا تھا۔ اور شام کے وقت سب سے پیچھے نکلتا تھا۔ ایک سال بیٹے سترہ سو پونڈ ماہوار یعنی عرصہ میں اس کے صرف ۵ روز منقطع ہوئے۔ اور وہ بھی تعطیلات کی وجہ سے یہ خیال کر کے کہ زیادہ مزدوری بہت عرصہ تک نہیں رہے گی وہ اور اس کا بیٹا سخت کام کرتے رہے اور بہت سارے پیہ بچا کر کئی مکان خرید لئے۔ علاوہ بریں خود تنہائی سے اعلیٰ منصب بھی حاصل کر لیا۔

اسی قرب و جوار میں ایک اور کان کن بعد اپنے چار بیٹوں کے قریب اتنا ہی ماہوار کماتا تھا۔ بیٹے اس کی ماہوار آمدنی ۵۰ یا ۶۰ سو پونڈ سالانہ ہوتی تھی اس خاندان نے ایک سال کے اندر ۱۰ مکان خریدے اور علاوہ بریں بہت سا

روپیہ پس انداز کر لیا۔ آخر باپ ٹھیکہ دار ہو گیا۔ اور وہ خود ہکان کنوں اور بیت سے اور مزدوروں سے کام لینے لگا۔ اور اس کو کوہک کے ہر ایک ٹن پر جو کان کے باہر لایا جاتا تھا۔ ایک معین مقدار بطور حق ملتی تھی۔ بیٹے بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ وہ سب صوفی مشرب محنتی اور سمجھدار آدمی تھے۔ وہ اپنے گرد و نواح کے لوگوں کی تعلیم اور اصلاح میں بہت دلچسپی لیتے تھے۔ جب کان کنوں کے یہ دونوں کہنے ایسے فارغ البال تھے ان کے ہمیں کام کرنے والوں کی تعداد کثیر کی بالکل مختلف تھی۔ وہ ہفتہ میں صرف ۳۰ روٹک کام کرتے تھے۔ بعض اپنی کمائی کو کلال خانہ میں اڑا دیتے تھے۔ بعض سندر کے کنارے پر بیٹھ کر و سکی اڑاتے تھے۔ اور سیر و تماشا کی غرض سے وہ دو ہفتہ پیشتر وہ بہت سی گاڑیاں اور ٹمٹمیں وغیرہ کرایہ پر لے رکھتے تھے۔ پیر کے روز صبح کے وقت اس کا نتیجہ معلوم ہوتا تھا۔ پڑوس کے قعبہ میں ایک مجسٹریٹ کے سامنے بہت سے مزدورین حاضر ہوتے تھے کسی کی آنکھ پر صدمہ لگا تھا کسی کا سر ٹوٹ گیا تھا۔ زیادہ اجرت کے زمانہ سے پیشتر عدالت کا کام ایک گھنٹہ میں ہو جاتا تھا۔ اور بعض اوقات کچھ بھی نہ ہوتا تھا۔ لیکن جب مزدوری دگنی ہو گئی ہے مجسٹریٹ تمام دن محنت کرنے کے بعد بھی کام نہ کر سکتا تھا معلوم ہوتا تھا۔ کہ زیادہ اجرت کے لئے زیادہ بیکاری زیادہ کاہلی نہ پادہ و سکی اور سر ٹوٹل اور دھنکا مستی ہے ۔

بیشک یہ کان کنوں کی خوش قسمتی کا زمانہ تھا۔ اور اگر ان میں خود ایشیاء ہوتی تو وہ تھوڑی سی پونجی جمع کر سکتے۔ بہت سے لوگ جو کوئٹہ نکالتے تھے۔ ہفتہ میں تین یا چار روز تک کاہل رہتے اور جو کوئٹہ نکالتے تھے۔ اس کی عدم موجودگی کی وجہ سے بھوک یا سردی سے کڑکڑ کر جاتے تھے۔ جو مزدور کان کن نہیں ان کو

یہ بات بہت دیر تک یاد رہے گی کہ یہ کونلہ کے قحط کا زمانہ تھا۔ اس وقت لارڈ ہیکلر ٹرانسٹے واقعہ مشرقی اورہین میں گیا۔ اور کان کنوں کو ایک پیچ و بیکر اُن کی کفایت شعاری اور فضلہ تحریر پر کاغذی اور ایکاسے کونلہ کی قیمت بڑھانے کی لغویت پر متنبہ کیا۔

اُس نے اخلاقی ہمارے کہہ کر جو نصف کے فی زمانہ مشاہد ہے اپنے منتخب کونلہ کو صاف صاف بات بیان کر دی وہ ان کے ساتھ قحط کونلہ کے متعلق بحث کرتا رہا اور اُس کو طویل کرنے میں اُن کی خواہش پر استراض کرتا رہا اس نے کہا تم میں سے بعض ایسے ہیں جو ہفتہ میں ۳۰ دن کام کرتے ہیں اور باقی ۲۰ دن کا ہی ہیں کڈا دیتے ہیں۔ بعض ہفتہ بیکہ ۱۰ دن تک ذرا کام نہیں کرتے۔ بعض سال بھر میں سو پٹیاں مناتے ہیں، لیکن تم اپنی کمائی کو کس طرح خرچ کرتے ہو کیا کچھ روپیہ پس انداز بھی کرتے ہو کہ مشکل کے زمانہ میں کام آئے۔ یا تمہاری مرضی یہ ہے کہ جب یہ خوش قسمتی کے دن چلے جائیں تو خیرات پر کڈا کر دو۔

جب اُس کو یہ معلوم ہوا کہ ایک شخص اور دو اُس کے بیٹے ۴۰ روز میں سات پنڈ کماتے ہیں وہ کہنے لگا۔ ہیں خوش ہوں کہ بعض سکاٹ جوکانوں میں کام کرتے ہیں۔ اس خوش قسمتی سے فائدہ اٹھا کر محنت و کوشش سے اپنی موجودہ حالت سے ترقی کر جائیگے۔ وہ خود مددی کے زور سے جایداد پیدا کر لینگے۔ اور شاید وہ خود کو لیکہ کام کرانے لگیں۔

کبھی اخبار میں بیان کیا گیا تھا کہ ایک کان کن کپتان کی تنخواہ کے برابر مزدوری کماتا تھا۔ اور ایک کان کن لڑکا حضور قیصرہ کے نصیب کی تنخواہ کے برابر جرت پاتا تھا۔ لارڈ الکو نے کہا کہ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ میرے پاس ایک لڑکا ہے۔ جب وہ پہلی دفعہ سپاہ میں ملازم ہوا تو این ساین لینے مانع تھا

اور اس کی اجرت جسکی پہلے سو پونڈ تھانے دینی پڑی تھی۔ وہ ہتھاری مو جوہ
اجرت کے برابر نہ تھی۔ بلکہ ہتھارے کام کی کساد بازاری کی اجرت یعنی ہشتنگ
یو سیسہ تھی۔ شاید کوئی شخص یہ کہے کہ کان کن اپنی جان جو کھوں میں ڈالکر
اجرت کما تا ہے لیکن کیا سپاہی سرفروشی نہیں کرتا۔ اور وہ بہادر رٹ کا جس کا
لارڈ اہلکونے ذکر کیا تھا۔ بعد ازاں حاربہ اشانی میں کام آیا۔

زیادہ اجرت کے زمانہ کا عوام کے دل پر بہت اچھا اثر نہ ہوا قیمت بڑھ گئی
اخلاق بگڑ گئے۔ اور کام خراب ہونے لگا۔ انگریزوں کی دستکاری میں بہت
کچھ کمی ہو گئی۔ ہم اجنبیوں پر حد سے زیادہ بھروسہ کرنے لگے۔ تجارت کی بہت
کچھ کساد بازاری ہو گئی۔ اور کام کرنے والوں اور مالوں کا بیشتر سرمایہ تلف
ہو گیا۔ لارڈ اپرڈیر کی رائے تھی۔ کہ جنوبی ویلز میں مقننہ عامہ پیشتر کام بند
کرنے کے موقع پر صرف ۳۰ لاکھ پونڈ نقد کا نقصان ہوا۔ ایک لاکھ بیس ہزار کام
کرنے والے مجبوراً بیکار رہتے تھے۔ اور جب تک وہ بیکار رہے ایک لاکھ ۵۰
ہزار پونڈ ہفتہ وار ضائع ہوتے رہے۔

مالک بیٹے جو لوگ مزدوروں سے کام لیتے ہیں وہ اس گرم بازاری کی
نسبت جو خیال کرتے ہوئے۔ اس کے بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ مگر پھر بھی
بعض نامہ نگاروں کے بیان اقتباس کرنے غیر ضروری نہ ہونے۔ جنوبی انگلینڈ
شائر میں ایک شخص بہت سے مزدوروں کو کام پر لگاتا تھا۔ اس کا قول ہے۔ سوچو
بڑھ جاتی ہے اور دھنیگا مشتی بہت زوروں پر ہوتی ہے وہ زیادہ مزدوری تو
کمانے لگے۔ مگر ٹیم سے اُن کو یہ سلیقہ نہ ہوا تھا کہ وہ اُس کو اچھی طرح استعمال
کر سکیں۔

نیوکاسل کے قریب بوسے کے ایک بڑے کارخانہ میں بوسے کی پٹیوں

وغیرہ بنانے والے مزدوروں کو سب سے زیادہ مزدوری ملتی تھی۔ اور وہ ۳ یا ۴ سو پونڈ سالانہ کماتے تھے اس کارخانہ کے مالکوں کا قول ہے۔ سوائے مستثنیٰ حالتوں کے ہمارا خیال ہے مزدوران کے کئے اپنی زیادہ تر کمائی خرچ کر دیتے ہیں۔
جنوبی سٹامفورڈ شائر کا ایک اور کارخانہ وار کتا ہے۔ ”کثیر التعداد جانوروں میں جو لوگ سوپے کا کام کرتے ہیں وہ آئندہ مہنت کے اختتام سے پیشتر اپنی تمام کمائی خرچ کر دیتے ہیں“ بعضی مستثنیات یہی ہیں مگر بد قسمتی سے وہ بہت نادر ہیں۔“ +

ساتھ وہ بلائے کا ایک اور کارخانہ وار کتا ہے۔ ”معدودے چند لوگ ہی کفایت شعار ہوتے ہیں وہ اکثر اپنے روپیہ مکانات خریدنے میں صرف کرتے ہیں۔ مگر کثیر التعداد لوگ کمانے سے پیشتر روپیہ صرف کر دیتے ہیں اور وہ بھی نہایت بے پروا ہی سے بہت سا روپیہ شراب میں خرچ ہو جاتا ہے اس سے کاہلی ہو جاتی ہے اور شراب خوری اور کاہلی کی وجہ سے وہ بدہ کے روز تک کام نہیں کرتے کیونکہ اس روز تک نہایت میخوار بھی صوفی مشرب ہو جاتے ہیں۔ البتہ جب مزدوری کم ہوتی ہے آدمی زیادہ باقاعدہ طور پر کام کرتے ہیں شراب کم پی جاتی ہے اور برہنیت مجموعی اس مقام میں اخلاقی اور جسمانی لحاظ سے زیادہ صحت ہو جاتی ہے۔“

ایک اور شخص کا قول ہے کہ بلش کے کان کنوں کی تعداد ۶۰ ہزار کے قریب ہے اور وہ ہر سال ایل اور دیگر مینشیاں کی خرید میں ۵۰ ہزار پونڈ صرف کر دیتے ہیں۔ ان کی نامعقبت اندیشی کا حال بلش مارکٹ میں معلوم ہو سکتا ہے کوئی اور مارکٹ ایسی نہیں جہاں آبادی کی نسبت کے لحاظ سے عمدہ مرغیاں اس سے زیادہ افزائش میں موجود ہوں۔ اور ان کو زیادہ تر مزدور لوگ ہی کھاتے ہیں۔ کیونکہ جو لوگ

مستقل طور پر سکونت پذیر ہیں اور خباثتوں سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔
ہنٹ کم ہیں۔ مگر وہ اور پیل آدمی بھی اتوار کے روز چوزے بطنیں اور مرغیاں خرید
ہوئے نظر آئیں گے۔ یہ چیزیں وہ صبح کی حاضری کے ساتھ کھاتے ہیں اور اجنبی
حالتوں میں شراب تاہم ان کے پاس اتنا قبیل سر پایا ہوتا ہے کہ اگر کام بند ہو جائے
تو وہ دو ہفتوں کے اندر اپنی جھونپڑیوں کا اسباب اور پیل اپنے گزراہ اور تڑا
کے واسطے گروی کر دینگے۔

مستر جیمز میں سکونت ٹیڈ ہنٹرا سٹڈر لینڈ کی ضرور پیشہ آبادی کا پیشہ بیان کرتے
ہوئے کہتا ہے: مجھے کمال افسوس ہے، جہاں کرنا پڑتا ہے کہ ہر جگہ ایک ہی داستان
سننے میں آئی میخواری کی کثرت ہے۔ انسانی اجرت، لغو بات میں اڑا دی جاتی ہے
کل صبح کی کچھ پرواہ انہیں کی جاتی اور ان لوگوں کی آخری مہم وادارک ماؤس
یعنی وہ کارخانہ ہے جہاں مفلسوں کو کام دیا جاتا ہے ایک شخص کسی کو بھی کارخانہ
اسطے درجہ کی صنعت کر سکتا تھا۔ وہ ساٹھ سال تک ایک گنی بومیا جرت یا ہفتہ
میں ہگنی اجرت لیتا رہا۔ رگنی میں ۱۲ شائنگ ہوتے ہیں، وہ زیادہ ترکمانی سیر
میں خرچ کر چکا تھا۔ اور اب تفریل ہو کر ہفتہ وار ایک پونڈ اجرت پر کام کرتا تھا
ایک اور نظیر پیش کی جاتی ہے۔ بلیک برن میں ایک کلرک نے ۲۰ پونڈ
سالانہ پر ایک کان کرایہ پر لیا اور اس نے نیچے کی کوئٹریاں کسی کارخانہ کے ایک
مزدور کو ۱۰ پونڈ سالانہ پر دیدیں کلرک کی ایک بیوی چار بچے اور ایک نوکر تھا۔ مزدور کی
ایک بیوی اور ۵ بچے تھے۔ کلرک اور اس کے کنبہ کی پوشاک عمدہ تھی اس کے بچے
سکول میں تعلیم پاتے تھے۔ اور اتوار کے روز وہ سب مکر سیر کیا کرتے تھے۔ مزدور کے
کنبہ کے آدمی بعض کسی کارخانہ میں اور بعض کہیں اور کام کرنے جاتے تھے۔ مگر سکول
میں کوئی نہ جاتا تھا۔ ان کے کپڑے بھی خراب رہتے تھے۔ سوائے اتوار کے اس کو

وہ اپنے کپڑے مرتن سے پھڑکاتے ہیں۔ بہت سچ آتا تھا۔ تو زیر زمین کو ٹھریوں میں
پیر کی رات تک رام کڑا ہی پڑھی رہتی تھی۔ اور ویسی ہی باتا عدگی سے پھر ایتنا
کو کپڑوں کا کٹھ مرتن کے پاس بھیج دیا جتنا تھا بالدی۔ مکان کے کنبہ کی سالانہ
آمدنی ایک سو پونڈ تھی۔ اور زیریں جینہ میں رہنے والے کنبہ کی آمدنی ان سے ۵۰
پونڈ زیادہ تھی۔ یعنی ایک سو ۵۰ پونڈ سالانہ تھی۔

اسی قرب و جوار میں ایک کارخانہ دار کہا کرتا تھا۔ میں بھیڑ کے پتے میں
چھل بطنوں کا گوشت اور مٹرنانے آوا اور دیگر بقولات اپنے ملازموں سے ۱۶
یا ۱۷ مہینہ بعد مگکانے شروع کرتا ہوں۔ یعنی وہ ہر ایک موسم میں یہ چیزیں اس
وقت خریدتے ہیں۔ جب گر اں جوتی ہیں۔

زیادہ اجرت پانے والے مزدوروں کی خود غرضی فضول خرچی اور
حماقت اس درجہ تک پہنچی ہے کہ سننے والے کو یقین نہیں آتا۔ کام کرنے والی
جماعتوں کو اسے لطیفات میں ہی سمجھے جائینگے۔ ایسے لوگوں کا نام عاقبت اندیشی
کرنا صرف گناہ کبیرہ ہی نہیں بلکہ سخت ظلم بھی ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص بیابا کرے
و دنیا میں چند بیکس ہستیوں کو لانے کا وعدہ دے۔ تو اس کا ذاتی عیش مثلاً میواری
پر جس سے اُس کو فائدہ نہیں رہتا۔ صرف کرنا سخت سنگدلی اور خود غرضی ہے۔
اور اس سے ماں اور بچوں پر باپ کی بُری مثال کی وجہ سے نہایت مسرور و متاثر
علاج اثر پڑتا ہے۔ باپ شراب پی پی کر ہمارا ہو جاتا ہے۔ اور اُس کے بچے کی زندگی
بھوکے مرنے لگتی ہے۔ عاقبت اندیش باپ نے کسی رفاہ نام کی انجن میں بھی
اپنا نام درج نہیں کروایا۔ بیماری کی حالت میں اُس کی بیوی اور بچوں کی حالت
دیکھ کر ہوتی ہے۔ ماہر مہر مہر مہر اور بیکس بچوں کو انہیوں کی خیرات یا امدادی
ٹیکس گزار دے کہ کچھ نہ ہو۔

ان لوگوں کو مزید حق دینے کا وعظ کرنا جو اپنی بہبودی سے لاپرواہ اور غافل ہیں اور جو اپنے علم و مہارت سے کچھ سرکار نہیں رکھتے۔ بالکل بے فائدہ ہے۔ محنتیوں کے دوستوں کو صاف صاف طور پر کہدینا چاہیے۔ کہ اگر تم قومِ مذلت اور محبت سے نکل کر انسان کا اسطرح مرتبہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو تم کو عاقبت اندیشی کفایت شعاری اور خود اشیاری کرنی چاہیے۔ اگر تم اپنے آپ پر بھروسہ کر لو گے۔ اور خود انحصاری کے اصول کو مد نظر رکھو گے تو تم کو سوسائٹی میں وتر و قعت اور ثبات حاصل ہو جائیگا۔ اور نیز ایسا اثر اور طاقت کہ وہ تمدنی لحاظ سے ترقی کر جائیگے۔ براون آکفورد کا کفش دوز کتاب ہے کہ عمدہ دستکار دنیا بھر میں نہایت آزاد آدمی ہے تاکہ کم از کم اُس کو سب زیادہ آزاد ہونا چاہیے۔ اُس کی مہارت اور کاریگری کی ہر وقت مانگ رہتی ہے اور اگر وہ معمولی طور پر محنت اقبال سے اور سمجھ سے کام لے وہ میز تندرست اور خوش رہ سکتا ہے اپنی آمدنی کا باکفایت استعمال کرنے سے بشرطیکہ وہ ۳۰ سے ۴۰ شینگ ہفتہ وار کما تا ہو وہ عمدہ کپڑے پہن سکتا اور بخوبی زندگی بسر کر سکتا ہے اور اپنے بچوں کو عمدہ تعلیم دلا سکتا ہے۔ ہر ملکہ کو جب وہ ماتحت معاشنگ کا کام کرتا تھا۔ ۴۰ شینگ ہفتہ وار سے زیادہ دیتے تھے۔ اور اُس کے پانزدہ سالہ تجربہ بدیں الفاظ بیان کیا جا سکتا ہے۔ چونکہ محنتی معاشوں کی حالت کو حسرت تاک رنگوں میں انارنے کا بہت کچھ فیشن معلوم ہوتا ہے۔ مجھے یہ بیان کرنے کی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ ماتحت معاشیت میں کام کرنے کے پہلے سال کے خاتمہ پر اس زمانہ تک جب میں نے تیشہ اور بھینسی سے آخری رخصت لی۔ میرے پاس ایک مذکیک شینگ ضرور موجود رہتا تھا۔ میرے دو بچوں میرے دادا اور اس معاش کا میں کی میں شاگردی کرتا تھا۔ یہ سب کام کرنے والے آدمی تھے۔ ویسا ہی تجربہ تھا۔

نیز میرے باپ نے بھی یہی تجربہ کیا۔ بیشک بعض لائق کارگیر بھی مستثنیٰ حالتوں میں تدارک ہو جاتے ہیں۔ لیکن مجھے اس امر میں بھی شک نہیں کہ ایسی حالتیں مستثنیٰ ہوتی ہیں۔ اور اس جماعت کے لوگوں کی بہت سی تکلیف کا باعث یا تو عمدہ کاری گروں کی نا عاقبت اندیشی یا شاگردی کے زمانہ میں اپنے وقت کو مایہ گان کرنا ہے۔ مہیا کہ لڑکے سکول میں ضائع کر دیتے ہیں اور اس طرح جو کارگیر وقت کو مناسب طور پر استعمال نہیں کرتے وہ ماتحت حیثیت میں کام کرتے رہتے ہیں۔

یہ دیکھ کر نہایت مایوس ہوتی ہے کہ اس ملک کے نہایت معقول تھوڑے پائے والے کارگیر اپنی کمائی کا اس قدر حصہ ذاتی یا بہیمہ خواہشوں کے سیر کرنے میں صرف کرتے ہیں بعض اپنی کمائی کا ثلث اور بعض نصف شراب خوری میں خرچ کر دیتے ہیں جو شخص تعلیم یافتہ ہونے کا دعویٰ کرے اور ہندو لوگوں کی صحبت میں رہتا ہو وہ ایسی حماقت کا ہرگز مرتکب نہیں ہو سکتا وہ کمال خود غرض اور نفس پروری کے خیال سے اتنا روپیہ مایہ گان نہ کرے گا۔ اور جن چیزوں میں اس کی بیوی یا بچے شریک نہیں ہو سکتے۔ ان میں اپنی کمائی کی ایک چوتھائی بھی خرچ نہ کرے۔

ایک عام جلسہ میں سٹریو کب نے پوچھا: وہ شخص جو اپنی دستی محنت سے دو سو یا تین سو پونڈ سالانہ کماتا ہے۔ وہ اکثر وحشی اور کج خلق کیوں ہو کیونکہ ایسا ہونے کی کوئی وجہ نہیں وہ غفلت مند کیوں نہ بنے اس کا ٹکڑا میرے گھر کی طرف کیوں نہ ہو۔ جب میں محنت کے بعد بے گھر واپس جاتا ہوں تو میں کیا دیکھتا ہوں میں ملک ہشاش بشاش بیوی بیٹے ایک شالیتہ نفیس اور تعلیم یافتہ عورت دیکھتا ہوں۔ میری ایک بیٹی ہے اور اس میں بھی یہی وصف ہے تم کو اپنے گھر

ہیں ویسے ہی اثر کیوں نظر نہیں آتے۔ میں اس بات کی وجہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ جب کام کرنے والا اپنی روزانہ محنت سے واپس آتا ہے تو میری میز کی طح اس کی میز کیوں کچھی ہو جی نہ ہو۔ کیوں اس کی بیوی عمدہ لباس پہنے صاف ستھری اس کے ساتھ محبت اور پیار کرتی ہے اور مہربان اور اس کی بیٹیوں میں بھی کیوں ویسے ہی اوصاف موجود نہ ہوں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ بہت سے کلرگر اور مزدور جو معقول اجرت کدے ہیں۔ اپنا روپیہ کھال خانے اور میخاری میں صرف کر دیتے ہیں اور اپنی بیویوں اور بچوں کو کپڑے خرید کر نہیں لے دیتے یہ لوگ اپنی مزدوری کو میری طرح کیوں صرف نہ کریں کیونکہ باوجودیکہ میرا بہت کم وظیفہ ہے میں مجھے اپنے کنبہ کے دماغی مشاغل اور دماغی خوشیوں میں مشغول رہتا ہوں۔ کیوں مزدور کھانا اور قہا کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے بعد دماغی خوشیوں کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ اب وہ کھانے سے فراغت پاتے ہی پاس کے میکہ میں پریتوں کی میز پر بیٹھ جاتے ہیں۔ یاد رکھو کہ ان باتوں پر مزدوروں اور کارگیروں کو نہایت توجہ دینی چاہیے۔ اور جو شخص مزدوروں کو یہ کہے کہ وہ ملک اور سلطنت میں بڑے بڑے آدمی ہیں اور یہ نہ بتائے کہ اس کی حیثیت کے فرائض کیا ہیں وہ اُن کا دوست نہیں ہے۔

مزدوروں اور کارگیروں کے اسراف اور فضول خرچی کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ شاید یہ ابتدائی و شبانہ پن کی میراث کا باقی ماندہ حصہ ہے جبکہ یہ ضرور بقیہ حصہ ہے وحشی کھانا پیتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ سب خرچ ہو جائے اور پھر وہ شکار یا لٹائی کرنے چلا جاتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ غلامی کا بقیہ ہے انسانی انطیغیشتوں کے ساتھ سب سے پہلے مروج ہوئی۔ زبردست آدمی کمزور کام لیتا تھا۔ جنگجو نسل کم لڑا کی نسل کو مطیع کر لیتی اور اس کو اپنا غلام

جائیتی۔ پس غلامی نہایت ابتدائی زمانہ سے چلی آتی تھی۔ یونان اور روم میں
 رطائی تو آزاد لوگ کرتے تھے۔ اور منت ہیلاط اور بائبل من لینے غلام کرنے تو
 مگر کنبہ میں غلامی بھی پانی باقی تھی۔ بیوری اپنے غلاموں کی ویسی ہی غلام تھی
 جیسا کہ وہ غلام جو غلام یا منڈی سے خرید لیا ہو۔

بہاوت مان بھی غلامی بہت دیر تک مروج رہی یہ اس وقت موجود تھی جب
 سبزر ساحل برطانیہ پر اترا۔ سیکسنوں کے وقت میں بھی جب خانگی کار و بار غلام
 کرتے تھے۔ موجودہ سیکسن لوگ غلامی کی خرید و فروخت میں مشغول تھے۔ انڈین
 آریٹڈ ان کے ہتھیں لگا رکھے۔ برٹل میں بڑی بھاری منڈی تھی۔ وہاں سے
 سیکسن بہت سے غلام آریٹڈ میں بھیجتے تھے۔ چنانچہ آریٹڈ کے مورخوں کا ذکر
 ہے کہ آریٹڈ میں بھیجتے تھے چنانچہ آریٹڈ کے مورخوں کا ذکر ہے کہ آریٹڈ میں
 کوئی گھر ایسا نہ تھا۔ جس میں ایک برطانوی غلام موجود نہ ہو۔

جبل بل نامہ من نے انگلستان پر قبضہ کر لیا ان کے مان غلامی مروج
 رہی انہوں نے خود سیکسنوں کو خود غلام بنالیا۔ کیونکہ وہ حکماً ولینیں اور
 بائبل من قرار دیئے گئے۔ اول الذکر نہایت اونے درجہ کے منیڈل کاشتکار
 ہوتے تھے۔ وہ جس جاگیر کام کرتے تھے۔ وہاں سے آقا کی مرضی کے بغیر کام نہ
 کر سکتے تھے۔ اور بائبل من بھی بلا اجرت کام کرتا تھا۔ اور وہ بلا شرط آزاد کی
 اپنے آقا کے گھر رہتا تھا۔ ڈوسڈے بک لینے ولیم منصور کی رجسٹراراضی اور
 آبادی وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یوسس واقعہ سنک کی منڈی میں لگا
 کا حصول ایک پنی اور غلام کام ہم پنس تھا۔ اس زمانہ سے غلامی مختلف شکلوں
 میں جاری رہی۔ اس زمانہ کی نسبت جس کو بعض شاعر عمدہ قدیم زمانہ بیان
 کرتے ہیں تحریر کیا گیا ہے کہ نہیری چارم ۱۳۲۰ سے ۱۳۴۰ (ک) کے عمد

حکومت تک ملین دہقان اور دستکاروں کو اپنے بچوں کو سکول میں بھیجے کی مانگ تھی اور اس وقت قانوناً اجازت ہو گئی۔ بلکہ اس سے بعد بھی بہت زمانہ تک وہ اپنے بیٹوں جاگیردار کی اجازت کے بغیر گرجا کی ملازمت میں داخل ہونے کے واسطے قسیم دینے کی جرأت نہ کر سکتے تھے۔ شاہان انگلستان نے جاگیرداروں کے ساتھ دارو گیکے انٹامیں بدلتی قوانین عوامی کو نرم کر دیا۔ انہوں نے شاہی قصبات کے تئیر کے واسطے سبزیں عطا کیں۔ اور جب غلام و ماں بھاگ جاتے تھے۔ اور ایک سال تک چھپے رہتے تھے۔ وہ برہے یعنی قصبے کے آزاد آدمی ہو جاتے تھے۔ اور از روئے قانون آزاد تصور کئے جاتے تھے۔

انگلستان میں صرف بیسے دہاتی کاشتکار غلام مکہ انز تھ کے عہد میں آزاد کئے گئے۔ لیکن سکاٹ لینڈ میں ہارج سوم عہد میں ۱۷۰۵ء میں مدی کے عہد تک آزاد نہ ہوئے۔ اُس سے پیشتر کان کن اور فلک نکالنے والے زمین کے مالک غریب سے لینے چاہتے تھے۔ ہون کو یہ حق نہ تھا۔ کہ اپنی اجرت مکر کر مالکین امریکہ کی جیونی ریاستوں کے غلاموں کی طرح وہ صرف اتنی خوراک پر کفایت کرتے تھے۔ جو ان کے اعضا اور جسم کو کام کرنے کے لائق بناوے۔

وہ کسی غرض کے واسطے نہ بچا سکتے تھے۔ کیونکہ وہ اپنے پس انداز کو پر کسی طرح کا حق نہ رکھتے تھے۔ اون کو آئندہ کے واسطے تھیرہ کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ ان کے مالک ان کے واسطے تھیرہ کرتے تھے۔ اس طرح عاقبت لڑھی کی عادت پیدا ہو گئی۔ اور اب تک باقی ہے۔ سکاٹ لینڈ کے کان کن جو تھوڑا عرصہ پیشتر سے ہاٹنگ بومیں کھاتے تھے۔ ان لوگوں کی اولاد اب بھڑا لڑھی صدی کے آخر تک غلام تھے۔ جسے سوم کے عہد میں لڑھی میں لیک لیکٹ پاس ہوا۔ اُس کی تھیرا اس طرح شروع ہوتی ہے۔ چونکہ معنور مردوں کے ۱۵

پندرہویں ایکٹ کے نفاذ پزیر ہونے سے پیشتر بہت سے کان کن کوئٹہ اٹھانے والے اور ٹک بنانے والے سرسبز کے واسطے ان کانوں اور ٹک کے کارخانوں کے ساتھ جہاں وہ کام کرتے تھے۔ ہمیشہ کے واسطے ملحق اور منتقل ہوتے تھے مگر ایکٹ مذکور سے ان کو غلامی سے سبکدوش کیا گیا۔ اور ان کو آزاد مشہر کر دیا گیا۔ مگر باوجود اس کے بہت سے کان کن کوئٹہ اٹھانے والے اور ٹک بنانے والے ابھی تک غلامی کی حالت میں رہتے ہیں۔ کیونکہ یا تو اس ایکٹ کی ہدایات کی تعمیل نہیں کی گئی یا وہ اس کی خلاف ورزی کی وجہ سے اس کی پیٹ میں آ گئے ہیں۔ اس کے بعد نئے ایکٹ میں ان کو غلامی سے آزاد قرار دیا گیا ہے۔ پہلے غلام اپنا پیٹ بھرنے کے واسطے ہی نکلتے تھے۔ اور آئندہ کے واسطے کچھ تہیہ نہ کرتے تھے۔ پس ہم کہتے ہیں کہ کان کنوں اور آہن کا کلم کرنے والوں کی ناقص اندیشی اس طریقہ سے غلامی کا باقی ماندہ حصہ ہے جو ہمارے پولیٹیکل آفیس میں ابھی موجود تھا۔ اب معاملات کی حالت بالکل دگرگوں ہو گئی ہے۔ کام کرنے والا خواہ وہ کوئی سا پیشہ کرتا ہو پہلے سے زیادہ آزاد ہیں وہ صرف اپنی خواہشوں کا غلام ہے جسے کثرت سے شراب پیتا ہے۔ اس میں وہ اس کی مواد امریکہ کے شمالی باشندوں سے مشابہ ہے۔ کہلا وہ فی الواقعہ آزاد ہو گا مگر وہ آزاد چونا چاہتا ہے تو اس کو ایک آزاد اور ذمہ دار آدمی کی طرح ہضم و احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ اس کو جو غصہ ملی اور اپنے آپ پر قابو حاصل کرنے چاہیے اور موجودہ خرابیوں سے منہ موڑ کر آئندہ کی اس سے اعلیٰ خوشیوں کی امید رکھنی چاہیے خود غلطی اور خود غلطی سے ہی مزدوروں کی حیثیت واقعی طور پر اعلیٰ ہو سکتی ہے۔

مزدور اب پہلے سے زیادہ مشہریت کا حق رکھتا ہے وہ ایک سلسلہ طاقت اور اس کو قانون کے علاقہ میں داخل کر لیا گیا ہے۔ اس کے واسطے دستکاروں

کے مدرسہ اخبارات ہمدانی نامہ کی سوسائٹیاں اور تہذیب کے موجودہ اسباب
کثرت موجود ہیں وہ دماغی حلقہ میں بھی داخل کیا گیا ہے اور وقتاً فوقتاً بڑے بڑے
مصنف اہل راسخہ حضور انجمنہ فلاسفر اور شاعر اس کی جماعت سے پیدا ہوتے ہیں
اور دنیا میں ترقی اور عزت حاصل کر کے پر ثبات کر دیتے ہیں کہ دماغ کسی حیثیت اور
شرافت کیسی خاص جماعت سے محض نہیں۔ تہذیب و شائستگی کے اثر سوسائٹی کو
کو بہت ادا رہتے ہیں اور محنتی جماعتوں کے سوشل اقتدار حاصل کرنے کی روزانہ
شہادتیں ہوتی ہیں۔ ممکن ہے کہ بیزار می پائی جائے مگر بیزار می ترقی و اصلاح
کی ضروری شرط ہے کیونکہ جب تک انسان اپنی اونے حالت سے ناخوش اور
بیزار نہ ہو۔ اُس کو اعلیٰ حالت پر پونچنے کی تحریک نہیں ہوتی۔ کفایت تکمیل
کا نام ہے بجا لیکہ معقول طور پر بیزار ہونا کام اور مستند ہونا ہے جس سے آئندہ
ترقی ہوگی +

کام کرنے والی جماعتیں اپنی وقت کا اندازہ بہت کم لگاتی ہیں گو ان کو
پیشہ ور آدمیوں کی اوسط آمدنی سے زیادہ تنخواہ یا اجرت ملتی ہے بلکہ ہمہ ان میں
سے اکثر اپنا زیادہ وقت اور روپیہ بیزار می میں صرف کر دیتے ہیں اور خراب خستہ مکان
میں رہتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اپنی اور اپنی جماعت کی عزت ملحوظ نہیں وہ
اس خیال کو تقویت دیتے ہیں کہ محنت ایک حد تک دولت اور رسوائی ہے حالانکہ
بالکل غلط خیال ہے۔ ہر طرح کی محنت و قرار عزت کی اخرونی کاباحت ہیں۔ بیکار آدمی
ہی بے وقار اور بے عزت ہوتا ہے +

سرسر ٹنگ کا قول ہے "مزدور کو لازم ہے کہ اپنے روزانہ کام کو نہایت
اسطو خیالات کی طرف منسوب کرے اور اس طرح اُس کو اپنی قیمت پر خوش ہونے اور
اپنی اصلاح کرنے کی تحریک ہوگی۔ محنتی شخصوں کو ذلیل اور حقیر اس وجہ سے

خیاں کیا جاتا ہے۔ کہ ان میں اسلئے ان خیالات پیدا نہیں ہو سکتے اور وہ سرے لوگ کہہ سکتے
اسلئے ان خیال پیدا کرنے میں ناکام ہوئے ہیں +

جہاں تک مزدوری اور اجرت کا تعلق ہے ہم پیشتر بیان کر چکے ہیں کہ سوسدا
ہو شیا را و عمدہ کاریگر اور صنایع متوسطہ پادریوں سے زیادہ کماتے ہیں کام کرنے والا
انجینیر جیٹ کے ماتحت عمدہ دار سے زیادہ تنخواہ پاتا ہے۔ ہمارے ہنر مند کاریگر
کے فورمین سپاہ کے سرجن سے زیادہ تنخواہ پاتے ہیں۔ ریل کی پٹریاں بنانے والے
کو ایک گنتی یومیہ سے زیادہ اجرت ملتی ہے سماجک اسسٹنٹ نیوی سرجن کو ہمارے
شلنگ اور سال کی ملازمت کے بعد ام شلنگ بمبواشن کے ملے میں پادریوں
کی تنخواہ عمدہ صنایع اور کاریگروں سے بہت کم ہے اور معمولی کلرک جو حساب
کتاب کے دفتر میں اور گدام خانوں میں ملازم ہیں بہت قلیل تنخواہ پاتے ہیں۔
وہ کاریگر اگر چاہیں تو وہ تسلیم یافتہ جماعتوں کے برابر سوشل حیثیت حاصل
کر سکتے ہیں ان کو ترقی کرنے میں کون امر مانع ہے۔ اگر کوئی وجہ ہے تو یہ فرصت
کے اوقات میں اپنے دماغ کو ترقی دینا نہیں چاہیے۔ ان کے پاس کافی روپیہ ہے
ان کو صرف سلیقہ درکار ہے ان کو یہ جاننا چاہیے کہ سوسائٹی میں انسان کی حیثیت
اپنی کمائی پر نہیں بلکہ ہاپلن اور فراست پر منحصر ہے اور چونکہ وہ اپنے پیشاں طبع
سے غفلت کرتے فطرتی اور ہیمیوشیوں میں اپنی کمائی کو اڑا دیتے اور
اپنی فطرت کے نہایت اسلئے اچھے کی نشوونما نہیں کہتے نہ کہ وہ سوشل اور دیگر
محقق سے جن میں کہ وہ جتنی لینے کے مستحق ہیں خارج ہیں یا ہوں کہ وہ ان کو
نے اپنے آپ کو خارج کر رکھا ہے +

ابو حمد مقبول مزدوری کے وہ اکثر اپنی جماعت کا لباس گنگو اور
اختیار کرتے ہیں۔ فرصت کے اوقات میں وہ غلیظ لباس اور میچے کچلے ہاتھ لکیر

نکلتے ہیں۔ خواہ کیسا ہی عمدہ کارگیر ہو وہ دماغ اور کبیر کیڈ کے لحاظ سے اپنے ہمیں
مزدوروں کے برابر ہو جاتا ہے۔ لکھہ اگر وہ اپنی زیادہ مہارت کی وجہ سے ڈاؤن روپیہ
بھی کمائے تو اس کی حالت پہلے سے بھی ذلیل اور پست ہو جاتی ہے۔ تاہم اگر وہ کچھ
تو پیشہ وروں کی طرح عیش اور آسائش اور دماغی خوشیوں سے بہرہ اندوز ہو سکتا
ہے۔ مگر نہیں وہ ہمیشہ اپنی کمائی کو ادا دیتا ہے وہ ایک کوڑی نہیں بچاتا۔ وہ دختر از
دہر تھا ہے اور جب کام کی کساد بازاری ہو جاتی ہے اور اس کا جسم مریض ہو جاتا ہے
اس کی پناہ خیرات کھانا ہے۔

ان مجید خرابیوں کا تذکرہ کس طرح کیا جائے۔ بعض کہتے ہیں عمدہ تعلیم سے
بعض اخلاقی اور مذہبی تعلیم سے بعض بہتر عادات اور بائیسویوں اور ماؤں سے
بیشکسان اثرات سے لوگوں کی بہت کچھ اصلاح ہو جائیگی۔ مگر ایک بات تو مانت
فطر آتی ہے۔ یعنی کہ مجید جہالت پھیلی ہوئی ہے۔ اور ان کے جماعتوں کی حالت
سنوانے سے پیشتر اس جہالت کو دور کر دینا چاہیے۔ جب تک ان کی فہمیت میں
بالکل تغیر نہ ہو اور ابتدائی زندگی میں ان کو پیش بند ہی عاقبت اندیشی اور خود
غرضی کی عادت نہ ہوگی وہ ترقی نہ کر سکیں گے۔

اکثر سنا جاتا ہے کہ علم طاقت ہے مگر یہ کبھی نہیں سنا کہ جہالت طاقت ہے
تاہم دنیا میں علم کی نسبت جہالت ہمیشہ زیادہ طاقت ور رہی ہے۔ جہالت
کا بول بالا ہے۔ انسان کی بگرداری کی وجہ سے ہی موجودہ سلطنتوں میں
حالات عدالتیں اور قید خانے اور بچوں کے اسباب بے انصافی کو روکنے کے
واسطے بڑی بڑی ملاکات سے تیار کئے گئے ہیں۔

جہالت انسان کو ایک دوسرے کے برخلاف مسلح کر دیتی ہے اس
وجہ سے ہی قید خانے پھنسے ہوئے انسانوں کے لئے میں سلطنت کی مادی

طاقت جمالت یعنی جاہلوں سے لی جاتی ہے اور جاہلوں کی سرکوبی کرنے کے واسطے ہی اس کی سرکوبی کرنی پڑتی ہے اور اکثر جمالت ہی اس طاقت کو مستحکم کرتی ہے۔ پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ جمالت طاقت ہے۔

جمالت بد مزاج طاقت ہے کہ اب تک علم محدود ہے چند آدمیوں کو حاصل ہوا ہے۔ جب علم عام طور پر شائع ہو جائیگا۔ جب عوام تعلیم یافتہ غور و خوض کے لائق اور دانشمند ہو جائیں گے تو اس وقت علم کو جمالت پر تفوق حاصل ہو سکیگا۔ مگر ابھی وہ وقت نہیں آیا۔

ہر ایم کی فرستیں اور رویداؤں کو دیکھو معلوم ہو گا کہ جہاں ایک دانا اور تعلیم یافتہ آدمی جرم کرتا ہے وہاں سو جاہل اس کے مرتکب ہوتے ہیں۔ بخوار اور ہر طرح کی نامعزت لذیثی کے شمار و اعداد کو دیکھو اس حالت میں بھی جمالت کا یوں بالا ہے اور گداگروں کی سالانہ خرشتیں دیکھو تو وہاں بھی جتا کی بن آئی ہے۔

اس ملک میں سخیل تقلید اور مرض کی وجہ سے جو جمالت سے پیدا ہوتی ہیں ہر وقت کھٹکا رہتا ہے اس کے تدارک کے واسطے ہم انجمن اور سوسائٹیاں بناتے رہیں اور محنت خرچ کرتے ہیں۔ لیکن جمالت کی طاقت نہایت زبردست ہے۔ وہ ہمارا کام بننے نہیں دیتی۔ اور تشویشناک ہو جاتی ہے۔ ہم کو دم ہوتا ہے کہ ہماری بہت سی کوششیں رائیجیاں جاتی ہیں۔ اکثر ہم مایوس ہو کر بدکردار بھی کامیاب کرنے سے منہ پھیر بیٹھتے ہیں۔

ایک بار دہر بندہ کہنے لگا۔ صبح الفاظ کیسے پڑھو رہے ہیں۔ میں کہیں آ رہا ہوں۔ کتنا غلط الفاظ کیسے نہ پڑھ رہے ہیں؟ تو بھی اس کا قول بالکل درست ہوتا تھا۔ الفاظ کو جاہلوں کے دل پر چھم الفاظ کو جاہلوں کے دل پر چھم الفاظ کی نسبت نیچر

کو غلبہ حاصل ہوتا ہے وہ مستعبود تنگ خیالوں اور کوڑمغزوں کے دماغ میں سرسبز کر جاتے ہیں۔ اور ان پر خوب غلبہ حاصل کر لیتے ہیں۔ بعض اوقات صمیم الفاظ ان کو ایسے بڑا ہے معنی معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے کہ کسی مردہ زبان کے الفاظ دانشمند آدمی کے خیالات عوام تک نہیں پہنچتے بلکہ وہ ان کے سر پرست پر واد کرتے ہوئے گنہگار ہیں۔ یعنی ان کو خال خال لوگ سمجھتے ہیں۔

ڈاکٹر تو انین صحت پر بحث کرتے رہیں اور محکمہ صحت لوگوں میں ایسی مضمون کے متعلق رسالہ شائع کیا کرے۔ لیکن نصف باشندے اس کو پڑھ بھی نہیں سکتے اور باقی نصف لوگوں کو غور و غوض کرنے کی بہت کم عادت ہے۔ بنا برہین قوانین صحت سے غفلت کی جاتی ہے اور جب بیمار آتا ہے تو اس کو کھلا میدان مل جاتا ہے خلیفہ اور گندے صحنوں مکروہ متعفن اضلاع خلیفہ اور میڈیکل مکانات میں بیمار آبادی جس کو صحت پاتی اور پاک ہوا نہیں ملتی۔ اس کا شکار ہوتی ہے۔ ان کی تو سے سخت بربادی ہوتی ہے۔ بہت سے پودوں اور بچوں کو خیرات کے فمٹ سے روز بیز ملتا۔ اور پھر ہم بیداری سے اعتراف کرتے ہیں کہ جہالت طاقت ہے۔

جہالت کی اس طاقت کو کم کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ علم کی طاقت کو زیادہ کیا جائے۔ جب آفتاب تخت ٹھک پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ تو تاریکی غائب ہو جاتی ہے اور آواز اور چمکا ڈر اور شکاری جانور روم دبا کر نظروں سے غائب ہو جاتے ہیں۔ لوگوں کو علم سکھادو۔ ان کو بہتر تعلیم دلاؤ۔ اور جرم میں تخفیف ہو جائیگی۔ سنجاری نا عاقبت انہی قانون کی خلاف ورزی اور ہر طرح کی خرابیاں اور بدیاں ایک مددگار علم سے ہو جائیگی۔

سہ سہ زمین سیر وزیر ہوم ڈیپارٹمنٹ کی تازہ رپورٹوں سے کوسہ کوپے کے اضلاع کے باشندوں کی حالت کے متعلق پایا جاتا ہے۔ کہ تعلیم کا بہت عمدہ اثر ہو گا۔ کس کے تمام

مگر تعلیم کرنا پڑتا ہے کہ تعلیم کافی نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ ہوشیار آدمی ایک ہوشیار بدعاش اور جتنا وہ ہوشیار اور شاطر ہوگا۔ اتنا ہی وہ ہوشیار اور شاطر بدعاش ہوگا پس تعلیم کی بنا مذہب اور اخلاق پر ہونی چاہیے۔ کیونکہ وہ بذات خود تعلیم سے میلانوں کی بجائے کئی نہ کریگی۔

و اما ترقی کا اخلاق چال چلن پر بہت اثر ہوتا ہے۔ ہوشیار تعلیم یافتہ بلکہ ادیب شخص بھی ایسے ہوتے ہیں۔ جنکا کوئی چال چلن نہیں ہوتا۔ یعنی وہ فضول خرچ نا عاقبت اندیش میخوار اور بدکردار ہوتے ہیں۔ پس اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ تعلیم مذہب اور اخلاق کے اصولوں پر مبنی ہونی چاہیے۔

لوگوں کا اخلاس اُن کی سوشل سٹی و ذلت کا باعث نہیں جتنا کہ عموماً فرض کیا گیا ہے یہ مسلح بالکل اخلاقی مسلح ہے اگر ان محنتی لوگوں کی آمدنی اُن کی خوشی کا ایک دگنی نہ ہو جائیگی۔ کیونکہ خوشی روپیہ پر مشتمل نہیں الغرض زیادہ مزدوری ممکن ہے کہ بجائے برکت کے لعنت ثابت ہو۔ بہت سے لوگ زیادہ شراب پینے لگیں گے۔ اور اس کے حسب معمول نتائج پیدا ہونگے۔ یعنی دہنگا

بقیہ ماشیہ ۹۹۔ جسوں سے اُس نے جو مشاوت جمع کی اس کو پایا جاتا ہے کہ اگر شکے زیادہ ہونے پر بد اخلاقی کی زیادتی کا باعث لوگوں کا امنے مذاق اور جواہشیں ہیں لوگ اس سود و تمانی بھی کام نہیں کرتے جتنا کہ ان میں کہنے کی طاقت ہو۔ اس طرح پیداوار کی لاگت بہت بڑھ جاتی ہے سرمایہ بے اثر رہتا ہے اور وہ اپنی ناقصیت اندیشی کی وجہ سے ایسا کرنے والوں اور تعلیم پھیلانے والوں کے شکار ہو جاتے ہیں۔ بہت سو قاصات جو ہر ہفتہ میں پیش آتے ہیں اُن کی حماقت اور جہالت کو سرزد ہوتے ہیں جہاں کہیں اُن کی سمجھ میں ترقی زیادہ کاریگر زیادہ میطع اور زیادہ محنتی ہو گئے ہیں ان امور کو زیادہ غور و خوض کرنا چاہیے اور زیادہ دور بین آقاؤں کو یقین ہو گیا ہے کہ مالک غیر کے روز افزوں مقابلہ کے قائم رہنے اور مزدوروں کے تدارک صرف یہی ہے کہ مزدوروں کی نو خیز نسل کی تعلیم کو حوصلہ دیا جائے

مشتی اور غالباً مجرم زیادہ ہونے لگیں گے۔

سٹرکے جو کرسٹن کے اصلاحی سکول کا چیمپین تھا۔ مینواری کو گناہ کبیرہ قرار دینے کے بعد کہتا ہے مینواری اب تک بھی نظام ترتیب اور مذہب کی سخت ہے۔ یعنی جب شراب کے نشہ سے وحشت آتی ہے تو مذہب وغیرہ کو بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے یہ ایسی نامراد چیز ہے کہ جب آدمی اس کو پی لے تو اس کے گھر میں امن اور دل میں صداقت نہیں رہ سکتی۔ جرم کا بھاری باعث خواہ کچھ ہی ہو یہ عمل ہے کہ مذہبی جہالت مجرم کی حوصلت کا جزو اعظم ہوتی ہے۔ اس طرح انسان کو مینواری کاچمک پڑ جاتا ہے۔ اور دونوں کو انتحار سے پیشتر جرایم سرزد ہوتے ہیں۔

مستوفی مسٹر ارٹھر ہلپ اپنی کتاب اصحاب شوریٰ میں زیادہ اور کم اثر اور روپیہ کمانے اور خرچ کرنے کے۔ اسباب ذکر کرتے ہوئے اس مضمون پر جب ذیل ریکارڈ کرتا ہے ”میرا خیال یہ ہے کہ انگلستان کے ایک سرے سمورے سرے تک موجود کم شرع اجرت بھی غریب مزدوروں کی حالت سدھارنے کے واسطے کافی ہے۔ مگر اس اجرت کو اچھی طرح سے صرف کرنا چاہیے۔ اس سے میری ملاحظہ نہیں کہ غریبا خود یہ تغیر کر سکتے ہیں۔ اگر ان کو اعلیٰ طبقہ کے لوگ مشورہ نصیحت اور مدد دیں مگر صرف امداد دے رہی نہیں اور نہ ہی سودی روپیہ تو باقی ماندہ مزدور خود بخود کر سکتے ہیں۔ بلٹیک یہ کہا جاسکتا ہے کہ دولتمند خواہ غریبا کی حالت سدھارنے کی خواہ کتنی ہی کوشش کریں وہ اتنا غایب نہیں ہو سکتے جو غریبا انچاپ کو پہنچا سکتے ہیں۔ مگر ایسا کرنے کے واسطے ان کو مینواری سے بالکل پرہیز کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ تمام ہدایتوں سے مبرا ہے۔

”غریبا بلکہ ہم سب کے ذمہ معاش میں موزنیوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ پینے روپیہ کس طرح کمانا چاہیے۔ اور کس طرح خرچ کرنا چاہیے۔ میرا خیال

اور کارخانوں کے مالک اپنے ذاتی تجربے سے میرے قول کی تائید کریں گے۔ مگر شخص ۲۰ شلنگ ہفتہ وار کماتا ہے وہ اس شخص کی نسبت جو چودہ شلنگ ہفتہ وار کماتا ہے زیادہ آسائش کو نہیں رہتا۔ اور اس سے زیادہ روپیہ بھی پس انداز نہیں کرتا۔ درآخرا لیکہ ان دونوں کے کہنے بلحاظ نقد اور علم حالات کے فریاد یکساں ہوتے ہیں۔ یا غلب ہو کہ شخص انہی جماعت کے متوسط لوگوں سے زیادہ روپیہ کماتا ہے جب تک دورانہدیش اور عاقبت بین نہ ہوگا۔ اُس کو اپنا کمایا ہوا روپیہ مناسب طور پر خرچ کرنیکا سلیقہ نہ آئیگا۔ بلکہ وہ اس خیال سے کہ میں بہت کچھ کمایا ہوں اپنے ہچیسوں سے شراب پینے لگ جائیگا مگر باوجودیکہ بعض حالات جو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ مکرہت کو توڑ دیتے۔ ہمارا خیال ہے کہ فرد روزانہ سے جس انسان کی سرشت میں دنیاوی اخلاقی اور مذہبی تعلیم سے اصلاح ہو جائیگی۔ وہ اپنے ذرائع کو عملگی دورانہدیشی انتظام اور پیرانہ ذمہ داری کے خیال سے استعمال کریں گے۔ جرمنی کا ایک مورخ بیچ کی تعلیم کو اس الماں خیا کرتا ہے یعنی یہ روپیہ کا ایک ایسا خزانہ ہے جو باپ نے بچے کو دیدیا ہو بچہ جوان ہو کر تعلیم کو بُری بھی استعمال کر سکتا ہے۔ جیسا کہ اگر اس کے پاس اگر روپیہ ہوتا تو اُس کو بھی بری طرح استعمال کرتا۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالنا چاہیے کہ دونوں چیزیں یعنی روپیہ اور تعلیم انسان کو نہ دی جائیں۔ بیشک ہم کہہ سکتے ہیں کہ روپیہ کی طرح تعلیم کی قیمت بھی زیادہ تر اُس کے مشعل استعمال پر مبنی ہے۔ علم کا ایک قایدہ یہ ہے کہ اُس کی تاثیر سے اُس کو ٹھیک ٹھیک طور پر استعمال کرنے کی طاقت ٹھیک ہو جاتی ہے۔ علم اور روپیہ میں ہی بڑا فرق ہے کیونکہ اگر بہت سا روپیہ جمع کر لیا جائے تو اُس کا مناسب

استعمال آنا ضروری ہے۔

تعلیم خواہ کسی طرح حاصل کی جائے انسان کے واسطے ہمیشہ مفید ہوتی ہے۔ یہ مالی ترقی کا بھی ایک ذریعہ ہے۔ پس اگر کسی اور خیال سے تعلیم حاصل نہ کی جائے تو اسی خیال سے ہی گوارس اخلاقی فوائد ہی ہیں۔ یعنی یہ جہاں چین یا سمجھ کو ترقی دیتی ہے اور اگر ڈاکٹر لیون پلے فیئر کے قول کو درست ملن لیا جائے یعنی صنعت و حرفت کرنے والی قوموں میں قصور سے عرصہ تک زیادہ تر سمجھ کا مقابلہ رہ جائیگا یہ ظاہر ہے کہ انگلستان کو اپنی محنتی جماعتوں کی تعلیم کے واسطے عرصہ اسباب بنانے چاہئیں۔ ورنہ اس کو قوموں کی محنتی اور صنعتی ترقی میں تنزل اور پستی کے واسطے تیار رہنا چاہیے۔

اڈوینرا کے ڈاکٹر بریو سٹر نے کہا۔ اگر مادی دنیا کی بڑی بڑی صدائیں تعلیم یافتہ اور دانشمندوں تک محدود کر دی جائیں تو سوسائٹی کے امن اور خوشی میں ترقی نہیں ہو سکتی۔ سائنس کا انضباط کو اس محدود کرنے سے انسان فیض یاب نہیں ہو سکتا۔ دینی اور دنیاوی علم جو انسان کے خواہ مخواہی کے واسطے اشد ضروری ہیں بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ وہ بنیاد روح روان کے ہیں سوسائٹی کے دو متمند آدمیوں کو ہی حاصل نہیں ہو فو چاہئیں بلکہ ادا کرنے سے امن آدمی کو بھی کیونکہ اگر اعلیٰ طبقات کے لوگ سوسائٹی کے واسطے ضروری ہیں تو انہیں اجماعوں کے بغیر بھی سوسائٹی کا گزارہ نہیں چلتا۔ علم ہمارا ہی ہستی کے واسطے بنیاد ہے و سکوا اور دوا کے ہے۔ اگر جرم کا نہ ہو جو دھو تو علم بنیاد تریاق کے ہے۔ ممکن ہے کہ سوسائٹی دبا اور قحط سے بچ جائے۔ مگر ہمارے کاجن جس کی بری صورت سے شمرات اور بدی اور عیاشی ہو یہ اسے سائٹی کے امن میں نخل ہو گا وہ ہمارے دستنگاہوں اور طرح طرح کے کارخانوں کو تباہ

کر دیگا۔ اور مجلس اور فائغی زندگی کے ہشت کو بیابان بنا دیگا۔ پس سلطنت کو ایک بڑا فرغی انجام دینا ہے۔ جیسا کہ یہ جرم کی سزا دیتی ہے۔ اس پر قائم ہے کہ اُس کو روکنے کی بھی کوشش کرے چونکہ یہ پتہ بعض قوانین کی اٹھانے کرنے کا حکم دیتی ہے اُس کو چاہیے کہ ہم کو اُن کا پڑھنا سکھائے اور ہم کو وہ اعلیٰ صداقتیں بھی سکھائے جو مقنن اعظم کی طاقت اور حکمت کو ظاہر کرتی ہیں۔ اس طرح توسیع تعلیم کے ساتھ ساتھ علم پھیلے۔ اور انسان کو قانع خوش اور منکسہ بنائے اور ساتھ ہی اُن کو صلح پسند اور مطیع رعایا بننے کو تعلیم دے۔ چنانچہ تعلیم کا آغاز ہو چکا ہے عام تعلیم کے واسطے ہر سہ قایم کرنا ہے۔ ابھی تک ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہماری اس کارروائی سے کیا اثر ہوا۔ لیکن اگر عام تعلیم سے انگلستان کو جرمنی کے برابر فائدہ پہنچے تو آئندہ ۲۰ سال میں ملک کا کیریکٹر بہت کچھ ترقی پذیر ہو جائیگا۔ تعلیم کی وجہ سے سو سو چار گویا جرمنی سے تقریباً جلا وطن ہو گئی ہے۔ اور اگر انگلستان میں سو سو چار اور فضول خرچ نہ ہو اور بے امتیاطی سے زیادہ بچے پیدا نہ کئے جائیں تو ہماری تمدنی مصیبتیں بہت کم ہو جائیں گی۔

پس ہم کو یقین کرنا چاہیے۔ کہ جوں جوں سمجھ کا دائرہ وسیع ہوتا جائیگا۔ اور تمدنی جماعتیں فراست اور اخلاق میں ترقی کرتی جائیں گی وہ اجتناب سے کفایت شعاری اور دوراندیشی کی عادات میں جلد ترقی کرتے جائیں گے۔ کیونکہ یہ تمدنی ترقی کی نہایت پائیدار اور استوار بنائیں ہیں سو سائٹی کے کام کرتے ہیں یعنی جو زیادہ سمجدار اور دانا اور آدمیوں کی راہبری سے قوم کی دولت پیدا کرتے ہیں اُن کو اس سے زیادہ مرتبہ دیا جانا چاہیے۔ جو اب تک اُن کو ملا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ مزدور مردوں اور عورتوں

کے واسطے ایک ریاضات آئیوا لاہے۔ جب ان کی سمجھ تیز ہو جائیگی۔ جب وہ سوائی کی دیگر جماعتوں کی طرح رشتہ خیمہ شالیستہ اور آزاد ہو جائیگی۔ اور اس کمال کے حاصل کرنے کے واسطے پہلی نہایت ضروری تجویز یہ ہے کہ ان کو تنبیہ یعنی موجدہ اور آئندہ وقت کی صلاح دینی چاہیے۔ تاکہ وہ نوجوانی اور اصرار کے زمانہ میں منہبت بدقسمتی اور پیری کا ہتھیار کرے۔

سنونی ولیم فلکن ناگٹھم کے سینے جو ابتدا میں خود بھی محنت و مشقت کیا کرتا تھا۔ اگر کوئی شخص اپنی حالت کی اصلاح کرنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ کم از کم خرچ کرے اور جو خرچ کرے اس سلیقہ سے خرچ کرے کہ اس کو اور اس کے کنبہ کو واقعی فائدہ حاصل ہو۔ محنتی شخص جب اپنی دفعہ اپنی کمائی سے کچھ روپیہ بچاتا ہے تو یہ اس کی اصلی آزادی کی محنت کا پہلا قدم ہے اور اسی واسطے یہ نہایت ضروری ہے۔ آزادی کو ایک غریب مزدور اگر کفایت شعار آدمی کسی تاجر یا سوداگر کی طرح حاصل کر سکتا ہے اور یہ اس کے واسطے بھی نہایت غلیظ اور قابل قدر نعمت ہے مگر اس کو بھی انہیں باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ تمام متعلقہ حقوق سے امتیاطت خیال اور تنبیہ کرنا چاہیے۔ اور جو بچ رہے ان کو ایسے متقاعد میں استعمال کرنا چاہیے۔ جتنی فرس یا ضمیر نہایت ضروری یا مستحسن قرار دے اس طریقہ پر کار بند ہونے کے لئے محنت اور کمال کفایت شعاری کسی قدر دور اندیشی اور تخلیق گوئی ضروری ہے۔ مگر یہ تمام عمدہ چیزوں کے حاصل کرنے کے واسطے ضروری ہے۔ چونکہ میں خود اپنے ماقول سے غلطی اجرت لیکر بہت دیر تک محنت کرتا رہا۔ بیاد کہ وہ مزدور ہیں کے سامنے میں تقریر کرتا ہوں مگر میں نے خود ایثار ہی بھی کی ہے۔ میں ذاتی تجربہ سے جرات کے ساتھ کہہ

سکتا ہوں کہ آزادی یا خود انحصاری کا حاصل کرنا جس کی میں حمایت کرتا ہوں بمقابلہ ان تکالیف کے جو اس کے حاصل کرنے میں پیش آتی ہیں۔ لے لے اوقیتی ہے۔ اور مزید برآں نظر بر حالات ہمارے ہمارے قانون کے ہمارے اور معنی اس کو کم و بیش حاصل کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں۔

پانچواں باب

کفایت شعاری کی شالیں

مثالوں سے کامیابی کا امکان صاف صاف طور پر پایا جاتا ہے (کوئٹہ) وہ اپنی قابلیت سواپن دستہ صاف کرتا ہے (شیکسپیر) ناظرین تو بڑے سوز و غم آپ کے خیالات اور تضرع طلبین سے پر ہوا کر جائیں۔ یا اس تیرہ مارو نیا کے اسے مشاغل کی فکریں ہوں جان لو کہ محتاط دور اندیش۔ ذوق بلی۔ دانائی کی چوہ ہے رینس۔ سلطنت نیز کنبہ کے کار و بار میں و دست کا ہنریں ذریعہ کفایت شعاری ہے (سرسو)

محرم کام جہم ایمان کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ مگر جب تک عہدہ کام نہ سکتا جائے۔ مع ایمان قائم نہیں رہ سکتا۔ یہ جانیکہ زیادہ ہو۔ کفایت شعاری کو جب فاعلی انتظام اور انضباط میں استعمال کیا جائے تو اس کو سلیقہ کہتے ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کنبہ کے ذرائع کا کفایت سے انتظام کیا جائے یعنی دو پیسے خائیدہ منافع نہ کیا جائے۔ اور بے فائدہ خرچ

نہ کیا جائے۔ کفایت شعاری محض اور دو رائی میں ملتی ہے اور اتفاق یا
تفوق کا نتیجہ نہیں ہوتی یہ ہر ایک چیز سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی
کوشش کرتی ہے یہ نہ وہ چیز محض پس انداز کرنے کی خاطر نہیں بچاتی۔ یہ دوسرے
کے موجودہ فائدہ کے واسطے بخوشی اپنا کر دیتی ہے اور آئندہ بہتری کے خیال
سے خود بخود تکلیف گوارا کرتی ہے۔

مسٹر ایچ بالڈن جس نے پہلے سٹوری تصنیف کی ہے۔ محض کفایت شعاری
کے زور سے اپنی مریض ہمیشہ کے فائدہ کے واسطے اپنی آمدنی کا نصف حصہ
پس انداز کرتی۔ اس طرح دونوں کے بسا وقت کے واسطے دو پونڈ ہفتہ
فار ہوتا جاتے تھے۔ اس کا قول ہے موسم سرما میں جب میں سردی کے مارے
موتی تھی تو اپنے دل میں اکثر یہ کہتی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ میری پیاری
ہن کو کمرہ سے باہر نکلنے کی ضرورت نہیں۔ اس کو ہر روز صبح کے وقت آگ
ملیگی۔ کیونکہ وہ اس وقت میری نسبت کے برداشت کر تیلی کم طاقت رکھتی
ہے۔ مسٹر ایچ بالڈن کا کہنا بہت عزیز تھا۔ اور وہ ہمید تکلیف کے درمیان اُن
کی امداد وہی کو ضروری خیال کرتی تھی۔ فیاضی کی نسبت یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس
سے کوئی تباہ نہیں ہوگا۔ فضول خرچی اور خود غرضی سے ہزار بار زیادہ ہونگو
ہیں۔

مسٹر ایچ بالڈن کے مطلع واقعہ ایٹس فیوڈ کی انگلیشی کے اوپر
ایک پتھر پر یہ الفاظ کندہ تھے۔ رائیگاں نہ کرو۔ اور نا داری کا منہ دیکھنا
نصیب نہ ہوگا۔ جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ مسٹر بالڈن کا وجود مالدار ہونے
کے انتظام اور حلیقہ کو کہاں تک پسند کرتا تھا۔ سلیقہ ہر ایک چیز کے
انتظام میں ضروری ہے۔ خواہ گھر کا کاروبار۔ کارخانے یا سپاہ کا انتظام۔

اس کا مقولہ یہ ہے ہر ایک چیز کے واسطے ایک معین جگہ اور ہر ایک جگہ کے واسطے ایک معین چیز ہونی چاہیے۔ سلیقہ یا ترتیب دولت ہے۔ کیونکہ جو شخص اپنی آمدنی کو باقاعدہ طور پر استعمال کرتا ہے وہ اپنے ذرائع سے تقریباً دو گنا فائدہ اٹھاتا ہے۔ جن لوگوں کو سلیقہ نہیں۔ وہ شاید نوادرمالدار ہوتے ہیں اور باسلیقہ آدمی شاید نوادرمغلس ہوتے ہیں۔

ترتیب یا سلیقہ وقت کا بہترین منتظم ہے کیونکہ جب تک کام مناسب انتظام نہ ہو وقت ضائع ہوتا ہے اور گریہ ہو وقت بھرتا تھا نہیں آتا۔ ترتیب یا سلیقہ میں بہت سے ضروری مضامین ضروری ہیں۔ مثلاً اخلاقی افطری قانون کی اطاعت ترتیب یا نظام ہے اپنی یا اپنے مہمایوں کی ترتیب یا نظام ہے دوسروں کے حقوق اور ذمہ داریوں کا لحاظ نظام ہے۔ نیکی نظام ہے دنیا کی ابتدا ہی نظام سے ہوئی ہے نظام پیدا ہونے سے پیشتر بے انتظامی اور تمام چیزیں بیوی کی شکل میں سے ہیں۔

کفایت شعاری انسانی زندگی کی روح و رواں ہے یہی نظام اور ترتیب ہے۔ سچ کی کفایت شعاری میں یہی بڑا اسباب ہے اس سے بیشمار کمبوں کی خوشی قائم رہتی ہے اور چونکہ عورت گھٹانے کے انتظام کو باقاعدہ رکھتی ہے۔ سوسائٹی کی بہبود و صلاح کا دار و مدار یہی پر ہے۔ پس یہ نہایت ضروری ہے کہ اس کو ابتدا سے ہی نظام اور سلیقہ کی عادت اور خصلت کی تعلیم دی جائے۔ رئیس تاجر منشی صناع اور مزدور سب کی فطرت یکساں واقعہ ہوئی ہے ان میں ایک ہی طرح کے میلان اور وہ ایک ہی طرح کے اثرات سے متاثر ہوتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ وہ مختلف حیثیتوں میں پیدا ہوئے ہیں۔ مگر یہ خود ان کے اپنے اختیار میں ہے۔ کہ وہ اپنی زندگی کو شریفانہ یا رذائلہ طور پر بسر کریں لیکن

ہے کہ وہ اپنی مرضی سے دولت مند یا مفلس نہ ہو سکیں مگر اب وہ چاہیں تو نیک یا بد بن سکتے ہیں۔ لائق یا نالائق ہو سکتے ہیں۔

نہایت اعلیٰ حیثیت کے لوگ جو نہایت شائستہ اور تعلیم یافتہ ہوتے ہیں۔ اکثر معمولی آدمیوں کی طرح بڑی بڑی تکلیفیں اٹھاتے ہیں بعض اوقات اُن کی آمدنی کفایت نہیں کرتی۔ اور اُن کو مجلس میں اپنا وقار قائم رکھنا ہوتا ہے۔ اُن کو عمدہ لباس پہننا پڑتا ہے اور صحبت قائم رکھنے کے واسطے بھی نفاست سوزندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔ گوان کی آمدنی کان کنوں اور لوہے کا کام کرنے والوں سے کم ہو اُن کو یہ اجتماعی ضرورت ہوتی ہے کہ اپنے بچوں کو تعلیم دیں۔ اس خیال سے کہ وہ دنیا کے کام میں معقول حصہ لے سکیں۔ بطور سچے شریفوں کے اُن کی پرورش اور تربیت کریں۔ اس طرح یوچن کے دسویں ازل نے اپنے کثیر التعداد بچوں کی پرورش کی بالیکہ اُس کی سالانہ آمدنی دو سو پونڈ سالانہ سے کم تھی۔ اس کا ایک بیٹا انگلستان کا لارڈ چانسلر (اعلیٰ انزراپچی) ہو گیا۔ اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ غالب شخص واقعی دانا ہے تو یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ اس کی آمدنی کس قدر ہے بلکہ یہ دیکھو کہ وہ اُس کو اچھی طرح خرچ کرتا ہے یا نہیں۔ اس لحاظ سے عمدہ سمجھ عمدہ مذاق۔ عمدہ دماغی تعلیم بہترین کتابت شعاری ہیں۔

متونی ڈاکٹر اربن کا قول ہے۔ میرے باپ نے ارل پورجن سونفٹ آمدنی پر اُس کی نسبت بہت بڑے کنہ کی پرورش اور تعلیم کی۔ اُس نے اپنی ایک کتاب کو اپنے والد کے نام سے معنون کیا ہے وہ ڈیٹی کمیشن میں کتا ہے کہ میں اس کتاب کو نہایت ادب سے اپنے محترم باپ کے نام سے معنون کرتا ہوں۔ میں کی عمر اس وقت ۳۰ سال ہے اُس کی آمدنی سو پونڈ سالانہ

سے کبھی متجاوز نہیں ہوئی۔ مگر باوصف اس کے اس نے ۱۲ بچوں میں سے
 ہم لڑکوں کو اعلیٰ تعلیم دلائی۔ اور ڈاکٹری اور وکالت وغیرہ کا پیشہ سکھا
 دیا۔ جب وہ کالج میں گئے۔ تو وہ ان میں سے ہر ایک کو باری باری اپنی
 تمام پونجی بھیجتا تھا۔ اور اپنے پاس ایک کوڑی نہ رکھتا تھا۔

مصنف کفایت شعاری کے نوaid کی تشریح اور توضیح کے واسطے
 خود اپنی مثال کو پیش کر سکتا ہے۔ میری والدہ بیوہ رہ گئی۔ جب میرے باپ نے
 وفات پائی۔ تو میرے سب سے چھوٹے بھائی کی عمر صرف تین چھتے تھی۔ ہم
 گیارہ بہن بھائی تھے۔ ضمانت وغیرہ کی وجہ سے میری ماں نے بہت سارے
 قرض ادا کرنا تھا۔ اس نے اپنی مشکلات کا جو اندازہ میرے مقابلہ کیا اور
 وہ اُن کو مغلوب کرتی رہی۔ گواس کی آمدنی بہت سے زیادہ اجرت پکڑا
 مزدوروں کی نسبت کم تھی۔ اس نے اپنے بچوں کو عمدہ تعلیم دلائی اور اُن کو
 مذہب اور نیکی کا راستہ سکھایا اس نے اپنے بیٹوں کو کارنیک پر لگا دیا اور
 اگر انہوں نے ایسا نہیں کیا تو اس میں میری ماں کا کچھ قصور نہیں۔

ہیوم انگلستان کا ایک مورخ ایک شریف خاندان میں پیدا ہوا مگر چونکہ
 وہ اس کا ایک بڑا بھائی بھی تھا۔ اُس کی آمدنی بڑی قلیل تھی۔ وہ معصوم
 ہی تھا کہ اُس کے باپ نے وفات پائی۔ اس کی ماں نے اُس کی پرورش
 کی۔ میں نے اپنے بچوں کی پرورش اور تعلیم میں اپنی سعی کا کوئی دقیقہ فرو
 گذاشت نہیں کیا۔ ۳۵ سال کی عمر میں مجھ کو ہیوم فرانس میں تعلیم پانے
 کے واسطے گیا۔ وہ اپنے مصروفیات میں کہتا ہے۔ اس ملک میں میں نے اپنی
 زندگی کے مشغول کی تجویز کر لی جس کو میں کامیابی سے نباہتا رہا ہوں میں نے
 نہایت کفایت شعاری سے اپنے اخلاص کا تدارک کرنے کی کوشش کی تاکہ میں

اپنی آزادی کو محفوظ و مصون رکھ سکوں اور ہر ایک چیز کو باستثنا لٹا بیچ رہیں
اپنی توانی کو ترقی دینے کو حقیقہ خیال کروں یہ اُس نے پہلی کتاب شائع کی
تو بالکل نامکافی ہوئی۔ مگر وہ پھر کام کرنے لگا۔ اُس نے ایک اور کتاب تصنیف اور
شائع کی۔ جس میں کامیابی ہوئی۔ مگر اس سے کچھ آمدنی نہ ہوئی۔ وہ واپس
اور پٹورن کی فوجی سفارت کا سکرٹری ہو گیا۔ اور ۶۳ سال کی عمر میں وہ
اپنے آپ کو مالدار خیال کرنے لگا۔ خود اُس کے الفاظ یہ ہیں :

بوجہ کفایت شعاری کے میں نے مختلف تقرر یوں سے کافی دولت پیدا
کر لی اور میں کسی کا دست نثر نہ رہا۔ گو مجب میں کہنا تھا کہ میں آزاد ہوں تو
میرے اکثر دوست ہنستے تھے۔ الغرض اب میں تقریباً ایک ہزار پونڈ کا مالک
تھا کہ ایک شخص کو معلوم ہے کہ وہ فیصدی پر ہزار پونڈ سے ۵۰ پونڈ سالانہ
کی آمدنی ہوتی ہے۔ اور ہجوم اتنی آمدنی پر اپنے آپ کو آزاد خیال کرتا تھا
اُس کے دوست آدم سٹھ نے اس کی نسبت کہا ہے : "وہ نہایت غربت کی
حالت میں بھی بوجہ اپنی ہیجہ کفایت شعاری کے مناسب موقعہ پر خیرات
اور فیاضی کر سکتا تھا۔ مگر وہ دولت کے لالچ سے نہیں بلکہ آزادی کی
محبت کے باعث کفایت شعار تھا۔"

کفایت شعاری کی ایک قابل ذکر مثال رپورنڈر ابرٹ واکر کی
تاریخ سے ملتی ہے وہ ضلع ملکہ لینڈ میں سکونت پذیر تھا۔ اور وہاں اُس
کو عجیب و غریب رابرٹ واکر کہتے تھے۔ وہ گزشتہ صدی کے زیادہ تر
حصہ میں لیپ ریٹ کا کیورٹیر تھا۔ تقرر کے وقت اُس کے عہدہ کی آمدنی
صرف ۵۰ پونڈ سالانہ تھی۔ اُس کی بیوی کے پاس اپنے جیبز کے ۵۰ پونڈ
تھے۔ کیا یہ ممکن تھا کہ وہ اپنی ۵۰ پونڈ سالانہ آمدنی اور اپنی بیوی کے ڈیوٹی

سودا اور دیگر آمدنی پر جو اُس کو بحیثیت ایک پادری کے ملتی تھی۔ گذارہ کرتا تھا۔ وہ سبزی گذارہ کرتا رہا۔ وہ سادگی کو مد نظر رکھتا تھا۔ اور اس نے اپنی مختصر آمدنی سے کچھ اند وختہ بھی کر لیا۔ جو وہ اپنے کنیہ کے فائدہ کے واسطے بھڑک گیا۔ یہ سب باتیں اُس نے محنت کفایت شکاری اور شراب سے پرہیز کی وجہ سے کیں۔

پہلے ہم اُس کی محنت کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ کیوریٹ کے عہدہ کے متعلق اپنے تمام کام کو بخوبی کرتا تھا۔ وہ اتوار کو تمام باتوں میں ایک مقدس دن خیال کرتا تھا۔ صبح شام کی عبادت کے بعد وصنام کا تمام وقت کتاب مقدس کے پڑھنے اور اپنے اہل و عیال میں نماز ادا کرنے میں صرف کرتا تھا۔ ہفتہ کے دن وہ حلقہ کے بچوں کو تعلیم دیا کرتا تھا۔ تعلیم کی فیس نہ لیتا تھا۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے دینا چاہے تو وہ قبول کرتا تھا۔ حلقہ کاگ با اُس کا سکول تھا۔ جب بچے اُس کے پاس بیٹھ کر سبق یاد کرتے تھے تو وہ اُن کا انت تھا۔

کوہستان پر اُس کو چند بیٹریں اور دو گامیں جو انیکاغنی حاصل تھا اور اُن کی نگرانی بھی ضروری تھی۔ چرواہے کے پیشے کے ساتھ ہی وہ کاشتکاری میں محنت بھی کیا کرتا تھا۔ کیونکہ اپنی ایک لیکچرین کے علاوہ ایک زمین لگان پر لکھی تھی۔ اُس کے پاس ایک باغ بھی تھا۔ جس کا تردد وہ لپیٹے اہمتر سے کرتا تھا۔ وہ قریب و چور سے کافی لاکر گھر کا انتہی سے خود ہی بناتا تھا۔ وہ اپنے حلقہ کے لوگوں کو گھاس کاٹنے اور جیروں کی اونٹنیاں بھی مروتا تھا۔ مروتا لاکر پیشہ میں وہ طاق تھا۔ اُس کے علاوہ وہ مروتا تھا۔ اُس کے علاوہ وہ مروتا تھا۔ اُس کے علاوہ وہ مروتا تھا۔

چلو رخصتہ دیتے تھے *

وہ بیس سال تک بیٹھوٹ کا قابم مقام کیوریٹ رہا۔ اس عہدہ کی سالانہ آمدنی ترقی کرتے کرتے ۱۰ پونڈ ۱۰ شلنگ ہو گئی۔ کاربل کے بشپ کے دل میں اس کی وقعت بیچہ گئی تھی اور وہ اس کی خدمات کی بہت قدر کرتا تھا۔ اس نے مسٹر واکر کو الفہ کے کیوریٹ کا عہدہ پیش کیا۔ مگر اس نے کہا کہ دیا تہ اری سے یہ کہہ کر نامنظور کیا کہ ”دونوں گرجوں کے الحاق سے دونوں مضافات کے باشندوں میں بیزاری پیدا ہو جائیگی۔ جب میں ہر ایک مقام میں دوسرے ہفتہ کے بعد نماز پڑھاؤں گا۔ تو وہ اس کو اپنی ہتکخت حیاں کرینگے۔ یا مجھ کو اپنے فرض کے ادا کرنے میں قاصر یا لاپبی نیاں کرینگے اور میں کسی طرح شکایت کر سکا ہوں نہ دینا چاہتا“ لطف یہ ہے کہ اس وقت مسٹر واکر کے آٹھ بچے تھے۔ بعد ازاں وہ اپنے ایک بیٹے کو ٹرنبری کاچ بڈلین میں تسلیم دلاتا رہا۔ حتیٰ کہ اس نے پادری کا عہدہ حاصل کرنے کے واسطے کافی تسلیم پائی *

یہ پادری بیشک ایک نہایت کنایت شعار آدمی تھا۔ مگر اس کی زندگی کے کسی کام سے کمینہ پن یا لالچ نہ پایا جاتا تھا۔ برنلٹ اس کے وہ نہایت بنیزن اور قیاسی آدمی تھا۔ وہ عیش و عشرت کے اسباب کا نام تک نہ جانتا تھا۔ اس کے گھر میں صرف ملاقاتیوں کو ہی چائے پلائی جاتی تھی۔ گھر کے لوگ دودھ استعمال کرتے تھے۔ جو فی الواقعہ عمدہ چیز ہے۔ سوائے دودھ کے گھر میں کوہستانی پشتر کا دانی ہی استعمال ہوتا تھا۔ گھر کے آدمیوں کا لباس سفید اور ہلکا ہوتا تھا۔ وہ گھر میں ہی کپڑے بندتے تھے۔ مگر کھانے کی طرح کپڑے بھی سارے ہی ہوتے تھے۔ اکثر کوہستانی بھیڑ کھانے کے واسطے دنگ کی

کی جاتی تھی۔ اور سال کے اختتام کے قریب سہ ماہ کے واسطے ایک گامِ توفیق کر کے نمک لگا کر رکھی جاتی تھیں۔ اُس کے چمڑے کو رنگ کر کے تمام گھر والوں کی جوتیاں تیار ہونی تھیں۔ اس ڈھب اور دیگر ذرائع سے مغز پادری اپنے کنبہ کو پالتا تھا۔ اور وہ نہ صرف ان کے واسطے ضروریات زندگی بہم پہنچاتا تھا۔ بلکہ وہ اُن کو سوسائٹی میں ترقی کرنے اور اعلیٰ تعلیم پانے کے ذرائع مہیا کرتا تھا۔

بعض لوگوں نے دنیا میں ترقی کرنے اور سوسائٹی میں جاہ و منصب حاصل کرنے کے لئے خوشیوں کی کچھ حقیقت نہیں سمجھی اور محنت سے زندگی بسر کرتے رہے ہیں انہوں نے اعلیٰ مقاصد کی تکمیل کے لئے تواضع اور کثافت شعاری اختیار کی ہے۔ جب تک اُن کے واسطے دماغی محنت سے ذریعہ معاش کی صورت نہ بنی وہ دستی محنت سے گزارہ کرتے رہے۔ ممکن ہے کہ بعض یہ کہیں کہ دنیا میں ترقی کرنا ذات کی پابندی کے برخلاف ہے کہ جو ہمیشہ ایک وقفہ اختیار کر لیا۔ ہمیشہ وہی کرنا چاہیے۔ جو جوتیاں گانٹتا ہو وہ تمام عمر جوتیاں ہی گانٹتا رہے اور دنیا میں کنبہ اور زرِ نیل آدمی ہی ترقی کرتے ہیں مگر اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک عمدہ انتظام قائم نہ ہو افراد کی ذاتی سعی اور کوشش سے ہی علمِ سخن اور دنیا میں ترقی ہو سکتی ہے۔ گئی کا قول ہے: ہمیں اس بات سے کچھ سروکار نہیں کہ دیانتہ از آدمی کون سے حلقہ میں کام کرتا ہے بشرطیکہ وہ یہ جانتا ہو کہ میری ذمہ داری کیا ہے۔ اور مجھے فرض کس طرح ادا کرنا چاہیے؟ اور پھر ایک سو قدم پر کھڑے ہے ایک باورiat اور استعداد والا آدمی اپنے واسطے راستہ صاف کر سکتا ہے اور ہر طرح کی سوسائٹی میں اپنی مستندی سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

وہ سوال کرتا ہے: "ہمارے واسطے بہترین گورنمنٹ کون ہے؟" اور پھر خود ہی اُس کا جواب دیتا ہے: "جو ہم کو خود حکومتی کرنا سکھائے اور اُس کی رائے میں ہمارے واسطے فردی آزادی اور خود تربیتی ضروری ہے۔ اس کا قول ہے: کہ ہر ایک شخص کو اپنی جگہ پر مناسب کام کرنا چاہیے اور دنیا کے دوسرے حصوں کا کچھ فکر نہ کرنا چاہیے۔"

برکینہ دنیا میں علمی یا تمدنی ترقی ہوئی ہے وہ اس خیال سے نہیں ہوئی کہ سب انسان بل کر زندگی بسر کریں اور مل کر ہی کھائیں پئیں بلکہ فردی کوششوں سے ہوئی ہے افراد کے قوت ارادہ اور فیصلہ سے ہی دنیا میں صنعتی - علمی اور تمدن و تہذیب کی ترقی ہوئی ہے۔

افراد جو وحشی اشیاء کرتے ہیں مگر جو سوسائٹیاں مشترکہ اصول پر مبنی سمجھتی ہیں وہ اپنی ضروریات میں خود اشیاء کی نہیں کر سکتیں۔ عوام بہت خود غرض ہوتے ہیں اور ان کو ہر وقت یہ اندیشہ رہتا ہے کہ اگر ہم خود اشیاء کریں تو لوگ آئندہ کو فائدہ اٹھانے کے واسطے تیار رہیں گے۔ پس اس دنیا کے بعض شہرین اور صاحب غم افراد سمجھ ہی دنیا کی ترقی اور خود ان کی رفعت کی توقع ہو سکتی ہے ان کے قول و فعل کی یا د سے دوسروں کو تحریک ہوتی ہے۔ اس سے آدمی کی مکرہمت چیت ہو جاتی ہے۔ اس کے ارادہ کو تقویت اور آئندہ کوشش کر نیکا حوصلہ ہو جاتا ہے۔

جب لارڈ ایل کو ایٹ لوڈین کے کان کنوں کے سامنے تقریر کرنا تھا۔ اُس نے بعض ایسے آدمیوں کے نام بتائے جنہوں نے کوئلہ کی کان میں اوسنے محنت کر کے ترقی کی رہتی رہے انہوں نے اُس نے مسٹر میکڈونلڈ شافٹ کے مہر کا حوالہ دیا اُس نے کہا: "مسٹر میکڈونلڈ کے ساتھ تیری واقفیت کا آغاز

ہوں ہوا کسی شخص نے مجھ کو کہا کہ: تاؤس آف لا منفرے برآمدے میں ایک کان کن
 آپکا مشغلہ ہے میں یاہ گیا اور مشٹر میکڈونلڈ سے ملاقات ہوئی۔ اُس نے مجھے اس
 ضلع کے باشندوں کی دعوتی دیکر کہا کہ آپ اسے پیش کر دیجئے۔ میں اُس سے
 گفتگو کرنے لگا۔ اور اُس کے نام و ذراست کا میرے دل پر بہت سا اثر ہوا اُس نے
 بیان کیا کہ وہ اہل زندگی میں نیا رنگ شکار کی کان میں کوئلہ کھودتا تھا جو پانی
 میں موسم گرما میں کچھ روپیہ پس ازاں کر لیتا تھا۔ اور موسم سرما میں گلاس کو
 یونیورسٹی میں وہی روپیہ صرف کرتا تھا۔ اور میرے میں بوکتا بی علم یا تحریر
 کی قوت ہر دوں سے حاصل ہوئی ہے میں کتا ہوں کہ پیشل کائلنڈ کے
 کان کنوں کے واسطے موجب فروغ عزت ہے اسی قسم کی ایک درختال ڈاکٹر
 ہلک کی ہے جو اسی کاوٹی میں کوئلہ نکالا کرتا تھا۔ وہ صبح کو کھلم کرتا تھا اور
 سر پر کوئلہ دھس جاتا تھا۔ پھر وہ چار سال تک یونیورسٹی میں بارہ سال تک
 دنیا سے بڑے مدرس میں حاضر ہوتا رہا۔ بعد ازاں جب اُس کی صحت میں
 فرق آگیا تو وہ میر و سیاحت کے واسطے چلا گیا۔ اور اب ملائی مصر میں
 مشنری ہے یا بمسٹراپٹ جس کو اب سر جارج کا خطاب مل گیا ہے۔ کی
 مثال روہ شمالی ڈرہم کی طرف سے پارلیمنٹ کا ممبر ہے اور وہ کان
 کنوں کے متوق سنجہ بی پیش کر سکتا ہے کیونکہ اُس کو ان کے کام کا عملی
 علم پر تجربہ ہے وہ کان میں کوئلہ کھودا کرتا تھا۔ اور و ترقی کرتے کرتے
 ایسا صاحب اقبال ہو گیا کہ اُس نے ہزار ہا آدمی انفر کھسے اُس نے
 نہایت اونے قیمت سے بمشمار دولت اور جاہ و منصب حاصل کر لئے ہیں
 اور صاحبیل سے ہر ایک شخص کم و بیش کر سکتا ہے بشرطہ کہ وہ کفایت شکاری
 اور عزت کرے گا

لاڑوا لیکو ڈاکٹر ہیں عالم طبقات الارض کی مثال بھی کر سکتا تھا۔ جو اسے
 ہنسی اور ایک کونڈہ دیکھنے والے کا بیٹا تھا۔ ڈاکٹر کب لکڑی پر کندہ کاری کرنے والا
 بھی ایک کونڈہ نکاسنہ واسیہ کا بیٹا تھا۔ ڈاکٹر کیمپ بل بھی ایک کان کن کا
 بیٹا تھا۔ وہ سفاٹے اور لوئسٹو کا پیش خمیہ تھا۔ اس نے اول ہی اول جنوبی افریقہ
 میں قوم نیچر واما میں سیروس اجت کی اور بعد ازاں ویلر سیج گئے۔ ایلین رم سے
 شاعر بھی ایک کان کن کا بیٹا تھا۔

جارج سٹینسن کوئلبہ کی کان کے زمانہ پر کام کرتے کرتے اسے درجہ کا
 انجینیر ہو گیا۔ پانچ سالہ اپنے زندگی کی ابتداء محنت سے کی تھی۔ اور جب اس
 نے تھوڑا سا مارو پیرس انداز کر لیا۔ اس نے اس کو تھوڑا سا باہل کرنے پر
 صرف کیا۔ جب اس کی ہفتہ وار اجرت ہاشاٹنگ تک بڑھا دی گئی تو اس کو
 نہایت خوشی حاصل ہوئی۔ اس نے اس موقع پر صاف صاف طور پر کہہ دیا میں عمر
 بھر کے واسطے آدمی بن گیا ہوں۔ وہ نہ صرف اپنی کمائی پر گزارہ کرتا تھا۔ بلکہ وہ
 اپنے غریب والدین کی مدد کرتا تھا۔ اور اپنی تعلیم کا خرچہ ادا کرتا تھا۔ جب اس
 کو دھارت حاصل ہو گئی۔ اور اس کی اجرت ایک پونڈ ہفتہ وار ہو گئی۔ تو وہ
 فداً اور اندیشہ آلودہ محنت کی طے رو بہ پیرس انداز کرنے لگا۔ اور جب اس نے
 ایک گنی بچا لی۔ اس نے اپنے ایک بھراہی کو غریب کہا یہ اب میں ماں دار ہو
 گیا ہوں۔

اور اس کا یہ قول بالکل درست ہے کیونکہ جس شخص کے پاس ضرورت
 پورا کرنے کے بعد کچھ بچیز رہے انداز ہو جائے۔ وہ غریب نہیں ہے، اس روز سے
 شیفٹن نے پیچھے قدم نہ ہٹا۔ بلکہ وہ اس طے ترقی کرتا گیا۔ جس طرح آفتاب
 طلوع ہو نیکی بولتے ہیں۔ بڑھتا ہے ایک بہت بڑے کاروبار کی نے

کیا ہے مجھے کام کرنے والے آدمیوں میں کوئی نظیر ایسی محال نہیں جس نے اپنی
فقیل آمدنی میں سے ایک ہونڈ جمع کر لیا ہو۔ اور پھر آخر کار وہ اخلاص کے ہاتھوں
لاچار ہو کر گداگری کرنے پر مجبور ہوا ہو۔

بیسٹیفین نے اپنا پہلا رمانی انجن بنانے کی تجویز کی اس کے پاس اتنا
روپیہ نہ تھا کہ اس کی لاگت ادا کر سکتا۔ مگر محنتی زندگی کے دوران میں اس
کی سلامت رومی کا سکہ بیٹھ گیا تھا۔ اس پر بھروسہ کیا گیا۔ اور اس نے قمار
کو وفاداری سے بنانا وہ ایسا شخص تھا۔ جو اپنی بات کا پاس کرتا تھا۔ بنا
جب ارل ریونس ور تھ کو معلوم ہوا کہ بیسٹیفین، دفانی انجن کو بنانا چاہتا ہے اس نے
فی الفور اس کو اس قدر روپیہ دیا کہ وہ اپنی خواہش کو معرض عمل میں
لا سکے۔

اسی طرح واٹ نے جن دنوں اپنا کٹن سنگ دفانی انجن ایجاد کیا
ریاضی کے آلات بناتا اور فروخت کرتا تھا۔ اور ان کی آمدنی پر گزارہ کرتا تھا وہ
بنسریاں۔ باجے۔ پرکار۔ غرض ہر ایک چیز جسے اس کی ذریعہ معاش کی صورت
نکل آئے بتاتا رہا۔ تا وقتیکہ اس کی ایجاد مکمل ہو جائے۔ ساتھ ہی وہ اپنی
تئیم کو مکمل کرتا رہا۔ وہ فرانسیسی جرمن ریاضی اور علم طبیعی کے سیکتا تھا۔ وہ
اسی طرح کئی سالوں تک محنت کرتا رہا۔ اور اپنے دفانی انجن کو ترقی دینے اور
اپنے مربی میچمر بولٹن کو در یافت کرنے کے زمانہ تک اس نے اپنی کوشش سے
علم طبیعی اور دستکاری میں کمال پیدا کر لیا تھا۔

یہ بڑے بڑے کام کرنے والے روفی کی خاطر اپنے ہاتھ سے کام کرنے
کو حار نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ وہ دماغی اور بدستی دونوں طرح کے کام کرنے کی
طاقت رکھتے تھے۔ وہ اپنے ہاتھوں سے محنت کرتے رہے اور اپنی ایجادات

میں مصروف رہے۔ اپنی تکمیل سے دنیا کو اس قدر ناپید ہوا ہے ہر ملکہ کی زندگی سے پایا جاتا ہے کہ اس میں عملی کام کچھ موجود نہ رہتی۔ جو زندگی کے کاروبار میں بہت مفید ہوتی اور جس کی وہ دوسروں کو دربردست سفارش کیا کرتا تھا۔ جب اس نے تقسم کھنی شروع کی اور اس کو اپنی شریعی طاقتوں کا احساس ہو گیا وہ پتھر کاٹنے والے کا کام بھی محنت سے کرتا رہا۔

ہو رہی مل پول نے کہا ہے کہ ملکہ کیر وین نے جب شیخین جو کہ شاعری سر پہتی اختیار کی تو اس کی وجہ سے ہیں آدمیوں کی زندگی تھرت ہو گئی۔ یہ بزرگ وہ سب کا سب شاعر بننا چاہتے تھے۔ مگر ہر ملکہ کی ابتدائی کامیابی پر یہ قول صادق نہیں آتا۔ میں کا قول ہے کہ جو شخص محنت و مشقت بھی کرتا ہو اور اس میں تحریر و تصنیف کا بھی میلان ہو اگر وہ یہ خیال کرے کہ مجھے اپنا موجودہ اسٹے پیشہ نہ کرنا چاہیے تو یہ اس کی سخت غلطی ہے جو اس کے واسطے نہایت مضر ہوگی۔ مگر یہ غلطی جتنی مضر ہے۔ ویسی ہی عام بھی ہے۔ میں نے چند خستہ حال غریب صناعت دیکھے ہیں جو شاعری کا دعوے کرتے ہیں اور کشتی مشغلہ کو جس کی کمائی سے وہ آسائش زندگی بسر کرتے تھے۔ حقیر سمجھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کی حالت گداگروں سے کچھ بھی بہتر نہ تھی۔ وہ کام کرنے سے تو شرم کرتے تھے۔ مگر ان کو روٹی ملنے سے شرم نہ آتی تھی۔ میں نے ان کی حالت سے عبرت حاصل کی اور مصمم فیصلہ کر لیا۔ کہ میں ان کی غلطی سے اجتناب کروں گا۔ اور باوجود اپنا پیشہ کو کبھی نہیں خیال نہ کروں گا۔ اور نہ ہی اسے مقرب و افتخار دہر کر بیٹھنے بہنے کو غرور سمجھتا ہوں۔

ساتھ ہی میں شخص کو یہ خیال دے رہا ہوں کہ کام کر سکتا ہوں اور سلطان اور محنت سے میری عمدہ صفات ظاہر ہو جائیں گی۔ وہ کسی خاص کام کے چمڑے پہنے میں اور اپنے قوائے کو اپنی دماغی ترقی میں صرف کرنے میں غرض بجانب ہیں اور

امیریت انگیر ہے کہ احتیاط کفایت شعاری کتب بیٹی اور مستقل محنت سے اس شخص کو کس تقدیر اور ادا دہتی ہے ؟

مصنف کے نزدیک تین تین شخص ایک زراعتی آلات بنائیوں کی دکان میں کام کرتے تھے۔ وہ چوبی اور آہنی کام بناتے تھے۔ نیز گاڑیاں ہل اور طرح طرح کی کھلیں بناتے تھے۔ اُن کے دل میں یہ خیال آیا۔ ہم گاڑیوں اور ایسی طرح سے دوسری چیزیں بنانے کی نسبت بہتر کام کر سکتے ہیں وہ دستی محنت کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھتے تھے۔ گمان کی یہ خواہش تھی۔ کہ اُس کو بہتر مشغلہ کا ذریعہ گردانا جائے۔ اس وقت اُن کی آمدنی ۱۱ سے ۱۲ شلنگ ہفتہ وار سے زیادہ نہ تھی ۔

دونوں جوان ایک ہی نجی پر کام کرتے تھے۔ انہوں نے اس قدر زور پس انداز کر لیا۔ جو موسم سرما میں کالج میں تسلیم پانے کے واسطے کافی تھا۔ ایک سیکشن کے انگریز وہ پھر کبھی محنت کرنے لگتے تھے اور موسم گرما میں اتنی ہوش کما لیتے تھے کہ موسم سرما میں اپنی جماعتوں میں حاضر ہو سکتے۔ تیسرے نے پڑتہ اختیار نہ کیا۔ وہ دستکاری کے ملازم میں ہوشہر میں ابھی ابھی کھلا تھا۔ اُن کا ہو گیا۔ وہ کمپرسٹا اور کتب خانہ کی کتابیں پڑھتا رہا۔ اُس نے میکینسٹری سرجنری اور نیچرل فلسفہ پینے علم موجودات کے اصول سمجھ لئے وہ سرگرمی سے محنت اور عرق ریزی سے مطالعہ کرتا رہا۔ اور صاحب کمال ہو گیا ۔

یہ ضروری نہیں ہے کہ اُن کی تاریخ بیان کی جائے۔ مگر آخر یہ ہوا کہ پہلے درمیان سے ایک کسی بڑے پبلک سکول کا مدرس اور مالک ہو گیا۔ دوسرا چودہ ہوا کہ داغہ کہنے لگا۔ اور تیسرے نے اس قدر عرق ریزی اور جوانمردی سے محنت کی کہ وہ دنیا میں سب سے بڑے دھانی جہازوں کے کامخانہ کا بڑا انجینئر

اور بیخبر ہو گیا *

گوشتکار ہی کے مدرتہ ایم الا یام سے چلے آتے ہیں۔ مگر محنتی لوگوں نے ان کی امداد کبھی نہیں کی۔ وہ اکثر بکلا خانہ پر مفتوں ہوتے ہیں۔ اور وہیں کے ہو رہتے ہیں تاہم صنعتی کارخانے گویا رک شائر اور یز کا شائر کے جنوب کی طرف اُن کا کوئی نام تک بھی نہیں جانتا۔ بہت کچھ مفید ہیں۔ جن لوگوں نے ان سے فائدہ اٹھانا چاہا ہے انہوں نے وہاں سے عمدہ صنعتی تعلیم پائی ہے اور بہت سے لوگوں کو سوسائٹی میں اُن کے طریق ہی رسوخ دائرہ حاصل ہو گیا ہے۔ ایک ممتاز آدمی کہ بتاتا ہے کہ ایک صنعتی مکتب نے منجھوٹ دیا۔ اگر میں وہاں جا کر مہرٹ کا حکم حاصل نہ کرتا۔ تو میری بالکل مختلف حالت ہوتی۔ الغرض میں پہلے لائسنس لیک خور و نوش کی چیزیں بیچا کرتا تھا۔ اور صنعتی مکتب کی طفیل میں دنیاوی عز و جاہ حاصل کر لیا۔

ہم نے اسے لوگوں کی عمدہ مثالیں پیش کی ہیں۔ جو مومن پشہ کوٹنے کے بعد اسلئے کام کرنے لگے۔ چنانچہ ہر شل علم ہیئت کی دریا فتوں کے زمانہ میں سرو سے ذریعہ معاش پیدا کرتا تھا۔ جب وہ ہاتھ میں ایک باجہ بھاپا کرتا تھا اور رقص کرنے والے کمرے کے گرد آوارہ پھرا کرتے تھے۔ وہ یا ہر جا کر اپنی دوڑنا کے ذریعہ آسانوں کو دیکھنے لگتا تھا۔ اور چپ چاپ پھر باجہ بھاپنے چلا آتا تھا۔ میں زمانہ میں وہ سرو کی کمائی پر گزارہ کرتا تھا۔ اُس نے جو رسم سائٹس دنیا کیا جب رائل سوسائٹی نے اُس کی دریافت کو معلوم کر لیا۔ تو باجہ بھاپا کا ایک مشہور ہو گیا *

فولک من مدت تک پھیلے کا کام کرتا رہا وہ سخت محنتی کفایت شعار باسلیقہ اور بہت وقت بھالنے والا تھا۔ وہ دو گوش میں اپنی نیک نامی قائم رکھتا اور اہمیت کھانے کے واسطے بھی کام کرتا تھا۔ جب یہ معلوم ہوا کہ وہ معتبر

پیشہ جو کفایت کرتا کرتا اسلئے اسلئے ایک پیشہ ہے جس کے اندر ہر شے میں ایک اصول

اُدی ہے تو اُس کو بہت سی آمدنی ہوئے گی۔ اور وہ صاحب اقبال بن گیا۔ آخر اُس کو ایک بڑا مدبرا لٹھ زمانہ کا نہایت عالم تسلیم کیا گیا۔

فرہوسن منجم تصویروں پر نقش بھرتا تھا۔ تاوقتیکہ بطور عالم کے اس کو بہت تسلیم ہو گئی۔ جان ڈولنڈ نیشنل فیلڈس میں ریشم بنا کرتا تھا۔ مطالعہ کے زمانہ میں اُس لکچر خاص قسم کی دوربین میں کئی اصلاحیں کیں۔ جس کو ایفرک ٹانگ ووبین کہتا ہے اور ایکرو میسکدر دوربین ایجاد کی جس سے اپنے زمانہ کے فلاسفروں میں اُس کو اعلیٰ درجہ حاصل ہو گیا۔ مگر اپنی زندگی کے زیادہ تر حصہ میں وہ تحقیقات بھی کرتا رہا۔ مگر تقریباً ۷۵ سال تک اپنا اصلی پیشہ کرتا رہا۔ آخرش وہ بالکل موربین سازی کا کام ہی کرنے لگ گیا۔ اور پھر اس نے ریشم بات کا پیشہ بھیڑ دیا۔

ڈنکل مین جس کو قدیم یادگاروں اور فنونِ نفیسہ میں کامل دستگاہ تھی۔ ایک کفش دوز کا بیٹا تھا۔ اس کا باپ اس کو عالمانہ تعلیم دلانے کی کوشش کرتا رہا۔ مگر آخر وہ بیمار اور فرسودہ ہو کر ایک ہسپتال میں چلا گیا۔ ڈنکل مین اور اُس کا باپ رات کے وقت بازاروں میں گایا کرتے تھے۔ تاکہ رات کے کچھ بکے ہوئے کھانے کی فیس ادا کرنے کے واسطے کچھ روپیہ بن جائے۔ نوجوان ڈنکل مین سخت محنت کر کے اپنے باپ کی ادا کے واسطے کچھ روپیہ کماتا تھا۔ اور بعد ازاں وہ لڑکوں کو تعلیم دیکر کالج میں پڑھتا رہا۔ اور بعد ازاں جو اُس نے امتحان پید کیا۔ وہ ہر ایک کو معلوم ہے۔

سیموئل ربرڈسن ناول بھی لکھتا تھا۔ اور کلب فروش بھی تھا۔ دوکان کے متاع میں تو وہ کتابیں فروخت کرتا تھا۔ اور عقبی حصہ میں بیچ کر تصنیف کرتا تھا۔ وہ تصنیف و تالیف کو بطور پیشہ کے اس واسطے اختیار نہ

کہتا تھا۔ کہ اُس کو اپنی آزادی سے محبت تھی۔ اُس نے اپنے دوست ڈی وال
 کو کہا: تم جانتے ہو کہ میں اپنے کاروبار میں سنبھک رہتا ہوں اور میں فرصت
 کے وقت میں تعصیف کے سلسلہ کو شروع رکھتا ہوں مگر اپنے کام سے غفلت نہیں
 کرتا تاکہ میں اپنی آزادی کو قائم رکھ سکوں جو میری زندگی کی آسائش ہے۔
 میں نے کسی شخص کو اپنا مربی بنانا نہیں چاہا۔ میں اپنی محنت اور مشیتِ ایزدی
 پر توکل کرتا ہوں۔ بڑے لوگ جب تک نیک نہ ہوں وہیں اُن کو بڑا خیال
 نہیں کرتا۔ اور میاں زور جہ کے آدمی اگر اپنی آزادی کو قائم رکھیں۔ تو اُن کو
 وہ حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ جو اعلیٰ درجہ کے لوگوں کو بھی نہیں مل سکتے
 اور وہ کبھی کبھی دنیا کے سامنے اپنی آرا ظاہر کرتے ہیں اور اس کے اصلاح
 کی تجاویز بتا دیتے ہیں۔ *

شوخی ڈاکٹر اونٹھ گریڈ می ڈپٹ فور ڈسٹریکٹ مینسٹر میں اُس کی
 پہلی سالگرہ کے موقع پر ایک فاضلانہ تقریر کر رہا تھا۔ اس نے بیان کیا کہ بہت
 سے لوگ جو غفلت اور ناوارفتگی سے بعض کو میں نے بھی امداد دی ہے (مستحق
 محنت اور خود ایشیاری کے ذریعہ انہوں نے تفصیلِ علم میں بڑی بڑی باتیں
 حاصل کیں چنانچہ ایک مزدور نے یونانی زبان میں کامل دستگاہ پیدا کی
 ایک سائنس دان اور ایک معمولی سپاہی جو انگلستان کی ایک سے قادمہ رجمٹ
 میں تھے اپنی سسی سے ریاضی دان ہو گئے۔ ان میں سے ایک کا سبب اس قدر
 ہو گیا۔ اور وہ سراسر علم موجودات پر لکچر دینے لگا۔ ایک ٹین کے کام کرنے
 والے نے کعب مساواتوں سے عمل قوامدا پیدا کئے۔ ایک گورکن سرود
 کی تعلیم دینے لگا۔ اور اُس کو علم سرود کا یہاں تک شوق ہو گیا۔ کہ اس نے
 میخواری کی عادت ترک کر دی۔ اور اس طرح زندگی بسر کرنے لگا کہ بطور خانہ

اور باپ کے اس کی زندگی قابل تقلید ہے ڈاکٹر گرگری کا ایک نامہ نگار کوئٹہ کا کان کن تھا۔ وہ اعلیٰ مویاضی پر عمدہ مضمون لکھ سکتا تھا۔ اس کا ایک اور نامہ نگار مزبور اور محنتی تھا۔ اُس خاص ریاضی کے اس نصاب میں جو کمبریج عظیم اور خوبی کا بون میں پڑنایا جاتا ہے کامل دستگاہ ایک ورزی کو علم ہندسہ اور فیکس میں عمدہ مہارت تھی۔ اُس نے وہ مہنتی خط معلوم کئے۔ چکا نیوٹن کو بھی حیاں نہ آیا تھا۔ اور اودہ سات سال کی عمر تک محنت اور کفایت سے اپنا ہی پیشہ کرتا رہا۔ جب اپنے علمی دوستوں کی سفارش سے وہ ٹرینی ماؤس ٹائیکل انجینیر (کفایت ہوا۔ لشکان شائربین ایک لڑکا ہل چلا یا کرتا تھا اس

نے کسی آدمی یا کتاب کی مدد کے بغیر زمین کی گردش کر دی ہیت کے اصول اور سیاروں کی وہ تقویم دریافت کی جو ٹائیگولک کے مشابہ ہے ایک دیہاتی نقشہ نے برطانیہ کلاں میں بیٹے خرک میں (منہایت امتیاز پیدا کیا

اور اپنی لیاقت اور قابلیت کے زور سے وہ کم لڑکوں میں چلا آیا۔ اور وہاں بعض نہایت مفید معانی میں لکھنے اور علم اشاعت کرنے لگا۔ اور بنی نوع انسان کو بہت فائدہ پہنچا مارا ۴

علوم و فنون کے طلباء کو کوئی طرح سے خود اختیار کرنی پڑی ہے کوئٹہ میں بیٹ سلس ایک مصد کی بیٹی پر عاشق ہو گیا۔ اور اُس کے ساتھ شادی کر چکا تھا مگر فیصلہ کر لیا کہ وہ آہن گر اور نعل بند ہی تھا۔ اس نے مصوری کا اس قدر مستعدی سے مطالع شروع کیا۔ کہ اُس نے کمال شہرت پیدا کر لی اور اُس کی معشوقہ شیریں ادا نے بھالیکہ آہن گری کی حالت میں اُس کی درخواست کو مٹا کر دیا تھا۔ یہ حیثیت ایک مصور کے قبول کیا۔ فاکس میں نے مصوری میں امتیاز کرنے سے پیشتر شادی کی وہ محض ایک ہوشیار اور جوانسار شاگرد تھا

جب سرچوٹ اینڈس نے اُس کی شادی کا حال سُننا تو وہ ہچکار کر کہنے لگا۔
 وہ مصوری میں نام وری پیدا نہ کریگا۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ جب فلاکس مین کی
 بیوی نے یہ قول سُننا وہ کہنے لگی۔ تم کو چاہیے کہ کام اور کفایت شعاری
 کریں۔ میں لوگوں کی زبان سے یہ سُننا نہیں چاہتی کہ این ڈین ہم نے جان
 فلاکس مین کو مصوری میں نامور نہ ہونے دیا ہے چنانچہ وہ کفایت شعاری
 کرنے لگے۔ روپیہ کمانے کی خاطر فلاکس مین مقامی ٹیکس جمع کرنے لگا اور
 مصوری محنت اور طرح طرح کے کام کر کے میاں بیوی ہر سال کے بعد کچھ روپیہ
 جمع کر کے رومال کی سپر کرنے لگے۔ وہاں فلاکس مین مطالع اور کام کرتا رہا
 اور فن مصوری اور سنگ تراشی میں اتنی دستگاہ پیدا کر لی کہ وہ اعلیٰ درجہ
 کا انگریز سنگ تراش مشہور ہو گیا۔

کثیر تعداد مصوری نفس تھے۔ اگر وہ کسی دو تہد کے گھر میں پیدا ہوتے تو
 غالباً وہ مصور نہ ہوتے انہوں نے کام کرتے کرتے بدریج جاہ و منصب حاصل
 کیا۔ اور شکلات کو مغلوب کر کے انہوں نے توت پیدا کر لی۔ ہر گارختہ اوایل
 زندگی میں دوکانداروں کے بل کندہ کیا کرتا تھا۔ ولیم شارک دروازوں
 کے تختوں پر کندہ کاری کرتا تھا۔ ہر سی سنگ تراش اور قلعہ ساز اوایل عمر میں
 پتھر کاٹتا تھا۔ اُس کو اتنا قناعت ویر کا ایک مجموعہ نظر آیا۔ اور اُس کے دل
 میں مصوری کا اشتیاق پیدا ہوا۔ اور وہ ایک اکیڈمی میں ڈرائنگ کے
 اصول سیکھنے کے واسطے داخل ہو گیا۔ وہ اپنا پہلا پیشہ ہی کرتا رہا۔ تاوقتیکہ
 وہ اپنے نئے پیشہ سے ذریعہ معاش پیدا کرنے لگا۔ اس نے اپنی محنت کو
 اپنے زیادہ نفیس اور اعلیٰ پیشہ میں مارت پیدا کرنے کا ذریعہ بنا یا۔
 جانوری مسکنہ تنفیذ وقت اور روپیہ دونوں میں کفایت شعاری

بد نظر رکھتا تھا۔ اُس نے کندہ کاری اور طبع سازی کی آمدنی سے ۵۰ پونڈس انداز کئے۔ اپنے اُسٹا وکاکر جس اداکار کے تمسکوں کو بھاڑ دیا۔ پھر وہ لندن میں چلا آیا۔ اور وہاں ایک کندہ کاری ملازمت اختیار کی۔ اُس نے تصاویر اور نمونوں کی پشتوں پر دبا دہائی تھیم کا بھرتہ رنگ پھیرنا شروع کیا۔ اور آخر محنت کرتے کرتے وہ اول درجہ کا سنگ تراش ہو گیا۔

کانوا اپنے باپ اور دادا کی طرح پتھر کاٹا کرتے تھے۔ اور پتھر کاٹتے کاٹتے اُس نے سنگ تراشی میں کمال پیدا کر لیا۔ معدن سنگ کو چھوڑ کر وہ وینک چلا گیا۔ اور ایک مصور کی ملازمت اختیار کی جس سے اُس کو بہت کم معاوضہ ملا۔ اس کا قول یہ ہے کہ میں محض روٹی کی خاطر محنت کرتا تھا لیکن یہی میرے واسطے کافی رہی۔ کیونکہ یہ میرے غم کا شریقی۔ اور جیسا کہ اس وقت میں یہ تخریب خیاں کرتا تھا۔ یہ زیادہ مسخرہ پیش خیمہ تھی۔ کیونکہ جھکو دولت کا نشان و گمان نہ تھا۔ اس نے ڈرائنگ اور نمونے بنانے میں اپنے مستطاع کو جاری رکھا اور ساتھ ساتھ وہ لٹریچر، نظم، تاریخ قدیم اشیاء کے علم امدیو قافی اور رومی استاد کی کتابیں پڑھتا رہا۔ اُنکی قابلیت بہت دیر کے تسلیم ہوئی۔ اور جب وہ یکایک شہور ہو گیا۔

انگریز سنگ تراش بلحاظ خود ایشامی اور سخت محنت کی ایک مثال ہے۔ لڑکپن میں اُس کو ڈرائنگ کا شوق تھا۔ سکول کے زمانہ میں وہ گھوڑوں کتوں۔ گایوں اور آدمیوں کے خاکے بنا با کرتا تھا۔ اور اُن کے معاوضہ میں پنشن لیتا تھا۔ جب وہ بڑھ جاتا تھا۔ تو اُس کے کوٹ کی آستین پر بہت سی پین ٹانگی ہوئی ہوتی تھیں وہ اور اُس کا بھائی مٹی کی تصویروں بنانے لگے۔ پوپ کا ہومر اُس کے باپ کی کھڑکی پر پڑا ہوا تھا۔ اُس کے اُس کتاب کو دیکھ کر

بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے ہزار نامٹی کی تصویریں بنائیں۔ ایک بھائی نے یونانیوں کی اور دوسرے نے قوم ٹراچن کے بت بنائے۔ کپن کی تاریخ رو مایس کالیسیم کا ذکر جب گھر کے لوگ سونگئے تو دونوں بھائیوں نے کالیسیم کا منور بنایا اور اُس میں جنگجوؤں کی تصویریں بھر دیں کیونکہ رومیوں کے مذکورہ بالا نشانہ گاہ میں اسیران جنگ لڑا کرتے تھے۔ جب لڑاکوؤں کی عمر کچھ زیادہ ہوئی۔ اُن کو اپنے معمولی کام پر یا ہر بھید یا جانا تھا۔ وہ صل چلاتے اور کاشتکاروں کی معمولی محنت کرتے تھے۔ مگر فرصت کے اوقات میں وہ نمونے بناتے بہتے بڑے دھول میں بفس کے نمونوں کی مانگ بہت بڑھ گئی۔ ہر شخص بالخصوص پڑوس کے دہقان اس سے بڑے دھول کے واسطے سٹھاٹیوں اور گوشت کے بت بنواتے تھے۔ بعد ازاں اُس نے کہا اس زمانہ میں میں نے بہت مشق کی +

آخر پنیوکاسل سے لنڈن میں مصوروں میں شریک ہونے کے واسطے چلا گیا۔ وہ ایک جہاز پر سوار ہو کر لنڈن پہنچ گیا۔ جب تک یہ جہاز دریائے ٹیز میں کھڑا رہا وہ اس میں سوتا تھا۔ جہاز والے اس سے یہاں تک پیار کہنے لگے کہ اُس کو واپس جانے کی ترغیب دی۔ اس کا کوئی دوست کوئی مرتبی اور نہ ہی اُس کے پاس روپیہ تھا۔ جب تمام زمانہ اس کا مخالف ہو تو وہ کیا کر سکتا مگر چونکہ وہ کچھ سفر کر چکا تھا۔ اُس نے اُسے جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اُس نے ارادہ کیا کہ میں ابھی واپس نہ جاؤں گا۔ جب وہ جہاز والوں سے رخصت ہوا تو وہ رازدار روئے تھے۔ وہ لنڈن میں اکیلا تھا۔ اور سینٹ ہال کے گرجا کے پاس کھڑا تھا +

پھر اُس نے یہ ارادہ کیا کہ بازار برے میں کبھی سبزی خزانہ کی دکان

پر ایک رومی سامکن گہرایہ پیدیا۔ اور وہاں اُس نے مائی نوکارت بنانا شروع کیا
 جو اس کی سنگ تراشی کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے مائی نوکارت سر باہر نکالنے کے واسطے
 اُس نے چھت اکھیر دی۔ ہیڈن بھی اُس کو اسی مکان میں ملنے گیا۔ اور اس کی
 ذہانت کو دیکھ کر خوشی ہوا۔ اس کا قول ہے۔ میں نو جوان ہف۔ نگہ تراش کے
 پاس گیا۔ جس نے ابھی ابھی امتیاز پیدا کیا ہے۔ اگر موجودہ زمانہ کی سنگ تراشی
 کے تمام حالات کو مد نظر رکھا جائے اس کا مایلو فی الحقیقت نہایت غیر معمولی چیز
 ہے یہ طبعی ذہانت کے کارگر ہونے کا ایک اور ثبوت ہے، "مندر جہ بالا سطور
 ہیڈن کے موقوفات سے لی گئی ہیں اس وقت ابھی بہت مفلس ہو گا کیونکہ
 بیان کیا گیا ہے کہ مایلو کا بت بنانے کے زمانہ میں اس نے تین ماہ تک
 گوشت نہ کھایا اور جب پٹیر کو مینس نے اُس کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالا وہ اپنے
 بت کی مٹی کو مرطوب رکھنے کے واسطے کینر بھاڑ کر وہجیاں بھگور رہا تھا کس
 سرمایہ اس کے پاس کو لیلوں کا صرف ڈیڑھ لشل تھا۔ اور وہ اس بت
 کے پاس گو وہ مرطوب تھا۔ ریٹ جاتا تھا۔ اور گھنٹوں تک کانپتا ہوا سو
 جاتا۔ مگر اس بت سے اُس کو مشہرت و نام حاصل ہو گئی۔
 چانٹری نے ایک دفعہ ہیڈن کو کھا۔ جب میں کافی روپیہ کما لوں گا
 تو میں اعلیٰ مصوری میں مشغول ہو جاؤں گا، مگر چانٹری ہمیشہ سے سرسٹ
 بنانے میں مشغول رہتا تھا۔ اُن کی اس کو مستقل اجرت ملتی تھی۔ مگر وہ تھو
 کما سے ہی میں مصروف رہتا تھا۔ جب ہرائی ٹن میں ہیڈن کی چانٹری سے
 دوبارہ ملاقات ہوئی تو اُس نے کہا کہ دیہات کا ایک نو جوان جو لندن میں
 آیا ہوا ہے اور وہ ان باتوں کو عجیب طور پر کرتا ہے۔ جن کے تم کو خواب
 آتے تھے۔

مائلو کا بت نمائش نگاہ میں رکھا گیا۔ تو اُس کو سب نے پسند کیا ڈیوک آف ولنگٹن بھی اُس کو دیکھے گیا اور ایک بت کی فرمائش کی سرسختی و راپٹ روٹے کو نوجوان پھف کی ذمات سے بہت حیرت ہوئی۔ اور اُس کو اپنی سرسختی میں لے لیا۔ اس کا خیال تھا۔ کہ یونانیوں نے طح طح کے دیوتاؤں کی تصویریں بنائی ہیں مجھکو کوئی اور راستہ نکالنا چاہیے۔ بہتر ہے کہ بڑے بڑے انگریز شاہی فن نگاروں میں جن لوگوں کے نقشے ہیں اُن کی تصویریں بنائی جائیں۔ مگر اس میں یہ عرصہ کچھ کل درمیش تھی۔ کہ ایک تصویر کی داستان اس کے صرف ایک طرز میں دکھائی پڑتی ہے یہ خیال بجلی کی طح اس کے دل میں سا گیا۔ اس نے کہا ستیا منصور وہ جس کے پاؤں زمین پر مضبوط ہے ہوئے ہوں اور اپنی موقوف کے ساتھ آسمان کا مرقع اُتار دے گا اس سے میری مراد یہ ہے جسم کے ساتھ روح کو خیال واقعی سے آسمان کو زمین سے ملا دیا جائے۔

مشرع کو بطور شاگ تراشی کے جو کامیابی ہوئی اُس کا بیان کرنا ضروری نہیں۔ اس کا بت نہ نوحہ کرنے والے کو دنیا بھر میں مشہور ہے۔ اُس نے شکسپیر اور ملٹن کی فنموں میں جن لوگوں کی داستانیں ہیں۔ اُن کی تصویریں بنائیں اس کا بت نکال ٹیٹینان اور بڑے بڑے بت جابجا مشہور ہیں اور بت ساز کی ذمات کی ہر شخص تعریف کر سکتا ہے۔ مائی لوکا بت ۳۲ء میں برنج ڈال کر بنایا گیا۔ اور اسی سال کے مابین الاقوام نمائش میں رکھا گیا۔

ارل ڈرب نے بیورپول کالج کے کامیاب طلباء کو انعام تقسیم کرتے ہوئے سب ذیل تقریر کی۔

تمام زمانوں اور ملکوں میں کثیر تعداد لوگوں کو کھانے سے پیشتر کما کرنا پڑتا ہے۔ انگلستان میں وہ لوگ بھی جن کو کسی طح کی ضرورت نہیں عموماً

مثال رواج شامل اپنے مناسب کوئی کام کرنے کے خیال سے کہیں نہ کسی طرح کا
مشغل اختیار کر لیتے۔ جس میں مستعد اور حسرت رہنا پڑے بہر کیف یہ ایک یقینی
امر ہے کہ سوسائٹی کے ہر ایک ممبر کو اس چیز کے معاوضہ میں جو اس کو سوسائٹی
سے ملتی ہے۔ کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے یہ ایک ایسا صریح اور ذاتی فرض ہے کہ اس سے
کوئی انسان سبکدوش نہیں ہو سکتا خواہ وہ دماغی ترقی میں مشغول ہو۔ خواہ
مالدار ہو۔ جو جسمانی اور دماغی لحاظ سے جس میں ناقابلیت پیدا ہو گئی ہو وہ اس
محزول ہے گو بعض لوگ میری اس رائے سے اختلاف کریں گے مگر پھر بھی میں
اس کا اظہار مناسب سمجھتا ہوں۔ نئی زمانہ عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ہم محض
کمانے کی کلیں ہیں۔ یعنی جس طرح کل ہمیشہ چلتی رہتی ہے اس طرح ہم کو کمانے
رہنا چاہیے۔ اُن کو یہ خیال نہیں رہتا کہ ہر ایک آدمی میں بعض گوائف ہیں جنکو
صرف کسی کام پر نہیں لگا سکتے۔ اور بعض ایسی ضروریات ہیں جو محض کمانے
سے پوری نہیں ہو سکتیں۔ جب تم ہم تن کام میں مصروف ہو میں اُس کے
خلاف کوئی اعتراض نہ کروں گا۔ مگر میرے دوستوں میں سے ایک نہایت
دانا اور ایک نہایت شائستہ آدمی سچاس سال کی عمر سے پیشتر ایک ایسا و پیشہ
سے کنارہ کش ہو گیا۔ جس سے اُس کو بچہ بدنی ہوئی۔ اُس نے کہا میری و پاس
اب اتنا روپیہ ہو گیا ہے کہ میری یا میرے متعلقین کی ضروریات کے واسطے
کافی ہے اور میں اب روپیہ کمانے پر باقی نہ زندگی صرف کرنا نہیں چاہتا۔ بعض
لوگ اس کو بہت احمق خیال کرتے تھے۔ مگر میرا یہ خیال نہ تھا۔ اور میرا خیال ہے
کہ جس جنٹلمین کا میں ذکر کر رہا ہوں اُس کو اپنے فیصلہ سے کبھی ندامت نہ ہوئی۔
جس جنٹلمین کا لاڈلہ ورے کا ذکر کیا وہ دماغی مہتور سی کامیاب
نمٹھا اور چونکہ اس نے اپنی زندگی کی داستان کو شائع کر لے کی اجازت

دید ہی ہے اس کا نام چھپانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ علاوہ یہیں اس کی زندگی سے ہمارے مضمون کی بہترین مثال مل سکتی ہے لڑکپن میں اس کی طبیعت ہشاش و بشاش اور بدن چست و چالاک تھا۔ ایک حد تک اس کو صنعتی توانے اپنے باپ سے بطور میراث سے تھے۔ اس کا باپ عمدہ مسور اور کامل صناع تھا۔ اُس کی دکان میں ہی اس لڑکے نے ہزاروں کے ساتھ واقفیت حاصل کی۔ بڑے کا ایک کارخانہ وار کا بیٹا اس کا دوست تھا۔ اور وہ اس کے ساتھ بڑے کو گھمٹتے پھرتے ڈھلتے ہوئے اور آہن سازی کے متعلق دیگر کاروبار کو دیکھتا تھا۔

مستر نیستھ کا قول ہے ”جب میں اپنی گذشتہ زندگی پر نظر ڈالتا ہوں اور خیال کرتا ہوں کہ سینچر کے سہ پہر کو اس چھوٹے سے کارخانہ میں گھنٹوں تک کہاں سرگرمی سے دستی کام کرتا تھا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ زمانہ میری زندگی کی ٹھیک نوآموزی تھی۔ میں ایسی باتوں کے متعلق صرف کتابی علم پر اکتفا نہ کرتا چاہتا تھا۔ جہاں تک ہو سکتا تھا۔ میں چیزوں کو دیکھتا تھا میں لیتا اور سستے الامکان بدو کرتا تھا۔ اور ان کے متعلق تمام جزئیات کے خیالات میرے دل پر نقش و نگار کی طرح قائم ہو گئے۔ بلکہ ساتھ ہی میں نے کام کرنے والوں کی مصلحت اور مزاج سے بھی بہت کچھ واقفیت پیدا کر لی۔“

مردور زمانہ سے تو جوان نیستھ اپنے باپ کے اوزاروں کے ساتھ جو چھوٹے چھوٹے کام کر سنے لگا۔ وہ چٹاق کے واسطے فولاد بناتا تھا۔ اور اُس کو اپنے ہم کتبہ طلب علموں کے پاس فروخت کرتا تھا۔ وہ دغانی انجنوں اور دیگر آلات کے نمونے بناتا تھا۔ جو عام لکچروں اور سکولوں میں استعمال ہوتے تھے۔ اور اس قسم کے نمونے فروخت کر کے اُس نے کافی روپیہ پیدا کر لیا۔ اور وہ

ایڈنبرا کی یونیورسٹی میں علمِ طبی اور کیمسٹری کے لکچر سنسے لگا۔ منجملہ اس کے
 فنون کی عام سٹرکوں پر چلتے والی ایک دغانی گاڑی کا ایک نمونہ بھی تھا۔
 یہ ایسا عمدہ کام کرتی تھی۔ کہ اُس کو بڑے پیمانہ پر ایکسا در گاڑی کے بنانے کی
 تحریک ہوئی۔ اُس کو کامیابی سے استعمال کرنے کے بعد اُس نے اس انجن کو
 ایک چھوٹا سا کارخانہ چلانے کے واسطے فروخت کر دیا۔ اپنی سمجھ کی عمر یہ سال
 کی تھی۔ اور وہ اپنے عملی قوائے سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ اُس کا مدعا
 یہ تھا۔ کہ اپنے زمانہ کے کسی بڑے کارخانہ میں ملازمت کرے اُس کی رائے میں
 ہینری مارسلے کا کارخانہ سب سے بڑا تھا۔ اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے
 اُس نے ایک چھوٹا سا دغانی انجن بنایا۔ جس کا ہر ایک پرزہ اُس نے خود تیار
 کیا تھا۔ بلکہ اُس نے انجن کے مختلف پرزوں کو خود ہی ڈھالا اور خود ہی اُن
 کو گھڑا تھا۔ وہ لندن چلا گیا۔ اور اس کارخانہ کے مالک انجنیر سے تعارف پیدا
 کر لیا۔ اپنے ڈرائیگ رٹاکے اور نقشے دکھائے اور نمونے پیش کئے اور آفرمسٹر
 ماڈسلے نے اس کو اپنا بیج کے کام کرنے والے کے ملازم رکھ لیا۔

پھر جرت کا سوال پیش ہوا جب نیسٹھ اپنے وطن سے آخری دفعہ اپنے
 بطور خود و نیامیں کاروبار شروع کرنے کے واسطے روانہ ہوا تھا۔ تو اُس نے فیصلہ
 کر لیا تھا کہ اب میں اپنے باپ سے ایک کوڑی بھی اور نہ لونگا۔ چونکہ وہ گیارہ
 بچوں میں سے سب سے چھوٹا تھا۔ اُس نے خیال کیا کہ میں اپنے والد کی آمدنی
 سے ادا دینے کے بغیر گزارہ کر سکتا ہوں اور اُس نے اپنے عزم کو شرافت سے
 بنایا۔ وہ جانتا تھا۔ کہ جوا جرت دوسروں کے گزارہ کے واسطے کافی ہے یقیناً
 میرے گزارہ کے واسطے بھی کافی ہوگی۔ ممکن ہے کہ مجھ کو ضبطی اور خود ایشیا
 استعمال کرنی پڑے۔ مگر میں ایسا کر سکتا ہوں۔ وہ ابھی نو جوان ہی تھا۔

مگر بوجہ دانائی اور خود غرقی کے خیال کے وہ خود ایسی چیزیں استعمال نہ کرتا تھا۔ جو اس عمدہ عمدے پر قابم رہنے کے واسطے غیر ضروری ہوں۔
 ضروری کی سسٹم مارسلے نے اپنے نوجوان کارگر کو اپنے خرابی کے پاس بھیج دیا۔ جو نقدی تقسیم کیا کرتا تھا۔ یہ فیصلہ ہوا کہ میسٹھ کو اسٹلنگ ہفتہ وار ملاکیں۔ وہ جانتا تھا کہ میں سخت کفایت شعاری سے اتنے روپیہیں گزارہ کر سکتا ہوں۔ اُس نے کھانا پکانے کا ایک چھوٹا سا آلہ بہم پہنچایا جس کی تصویر اب تک ہمارے پاس موجود ہے۔ اس کے کھانے پکانے اور سنبھالنے کا طرز بیان کہ نا ضروری نہیں۔ صرف یہ کہ دنیا کافی ہے کہ اُس کے چھوٹے سے کھانے کے آلہ سے جسپر وہ بہت نمازاں تھا۔ اُس کا کام بخوبی چل جاتا تھا۔ وہ اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ نہ کرتا تھا۔ اور اپنے باپ سے ایک کوڑی اور نہ لی۔

دوسرے سال اُس کی اجرت ۵ اسٹلنگ ہفتہ وار ہو گئی۔ پھر وہ ترقی پس اندازہ کرنے لگا۔ اس نے اپنا روپیہ بینک میں جمع نہ کرایا۔ بلکہ وہ بچت سے آلات بناتا تھا۔ اور بعد ازاں وہ ان کے ساتھ کام کرنے لگا۔ ملازمت کے تیسرے سال میں اُس کی اجرت پھر زیادہ ہو گئی۔ کیونکہ وہ واقعی قابلِ قدر خدمت کرتا تھا۔ بعد ازاں اُس نے کہا میں نہیں جانتا کہ میں نے اپنی زندگی کے کسی مابعد حصہ میں اتنی خوشی حاصل کی۔ جو واسطے میں تین سال رہا ہوں ہی تھی۔ یہ میرے ایسے لومی کے واسطے نہایت عمدہ جگہ تھی۔ کیونکہ میں کل سازی کو نہایت سرگرمی اور اشتیاق سے دیکھتا تھا۔ اور ان اوکل دونوں کو خوب غور سے دیکھتا تھا۔ کاش بہت سے نوجوان ویسا ہی کرنا چاہتے ہیں کہ میں نے اس وقت کیا۔ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کو اپنی کو

کا یہ معاوضہ ملے گا۔ کہ متواتر اصلاح و حوافزوں ترقی اور سچی آزادی حاصل کرتے رہیں گے۔ کیونکہ جو لوگ زندگی میں واقعی ترقی اور تمام نیک آدمیوں کی نظروں میں وقت حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو آزادی بہت دلفریب معلوم ہوگی۔

ماڈیسٹ کے پاس ۳۳ سال رہ کر میسٹریسٹھ ایڈمنسٹریٹو ایس چلا آیا کیونکہ وہ بطور خود کار بار شروع کرنا چاہتا تھا۔ اور اس کے واسطے انجینئرنگ کے اوزاروں کا ایک چھوٹا سا ذخیرہ ضروری تھا۔ اُس نے ایک دوکان کرایہ پر لی اور بہت سے انجینئری کے متعلق کام کرتا رہا۔ کیونکہ اُس کے پاس روپیہ بہت کم تھا۔ اور وہ ضروری آلات بنانا چاہتا تھا۔ اس طرح اُس نے دو سال بسر کئے۔ اور لگاتار وہ اپنے تمام اوزار اور کلینچنگ مشینیں لے گیا۔ وہاں وہ معمولی طور سے ایک کام کرنے لگا مگر اس کو جلد ہی ہی اس کثرت سے کام آنے لگا کہ اُس نے نہر برج واٹر واقعہ پٹری کرافٹ کے کناروں پر زمین کا ایک عمدہ ٹکڑہ لیکر کارخانہ بنایا پہلے پہل صرف چوبی مکان بنائے۔ اور بعد ازاں اسی جگہ کارخانہ برج واٹر قائم کیا گیا جواب اس قدر مشہور ہو گیا ہے۔

اس کا قول ہے کہ وہاں میں ۲۱ دسمبر ۱۹۳۷ء تک جان و دل سے محنت کرتا رہا۔ اور فن مذکور میں کاروبار سے فراغت حاصل کر کے اطمینان سے زندگی بسر کرنے لگا۔ گو میں نے نہایت جدوجہد اور فکر و تشویش کے بعد فراغت حاصل کی تھی۔ میں نے خدا کے فضل سے اپنی زندگی کے بہتر ۳ سال ایک ایسے کام میں صرف کئے تھے۔ جس پر میں نازاں تھا۔ اور میرا خیال ہے کہ میں بیاخیز کے بنیاد کہہ سکتا ہوں کہ چند مفید ایجادوں پر

میرا نشان باقی رہے گا۔ جنہوں نے زمانہ کے صنعتی کام میں بہت حصہ لیا ہے۔ کوئی دعائی جہاز یا متحرک انجن ایسا نہیں جو میرے دعائی پتھروں سے تیار نہ کیا گیا ہو اور اُس کے بغیر آرن سٹہ انک اور ہسٹہ ورنگ کی بند و قیدیں ہیں اور اہن پوش جنگی جہاز تیار نہ ہو سکتے۔

گوئیستھ ۸۴ سال کی عمر میں کاروبار سے علیحدہ ہو گیا وہ کاپلی سے آرام اور نن آسانی میں محو نہ ہوا۔ وہ نہایت کاروباری آدمیوں کے برابر کام میں مشغول رہتا۔ مگر اس کا کام دوسرے لوگوں سے بالکل مختلف بجائے اُس کے کہ وہ زمین کا کیرہہ ہو رہے وہ سناروں کی سپر کرتا اُس نے خود دو ٹینس بنائیں اور اُن کی وساطت سے آفتاب کی تحقیقات کر کے اس میں ایک ایسی چیز دیکھی جو بید مجنون کے پتوں سے مشابہ ہے۔ اس نے دور بین کی مدد سے کتاب کا معائنہ کیا اور اُس کا فوٹو اتارا اور اُس نے چاند کی ایک تصویر شائع کی ہے جس میں اس کا پورا پورا اجزافہ بھی بیان کیا ہے وہ ایک کامل مصور بھی ہے اور اپنا بہت سا وقت مصری اور نقاشی میں صرف کرتا ہے گو وہ بوجہ شرم و حیا کے اپنی تصویریں دکھانا نہیں چاہتا۔ جب ہم آخری دفعہ ہیریڈ میں ملاقات کرنے گئے۔ تو وہ اپنی ایک نئی دور بین کے شیشے صاف کر رہا تھا۔ حرکت دینے کے واسطے اس نے ایک بیرونی مکان پر ہوا چکی بنائی ہوئی تھی۔

خاتمہ سے پیشتر ہم چند اور لفظ کہنا چاہتے ہیں۔ نیستھ نے کہا کہ اگر میں اپنی استعداد اور کامیاب زندگی کے تمام تجربہ کو ایک جملے میں بیان کرنا اور نوجوانوں کو کبھی غمہ کام میں کامیابی حاصل کرنے کے واسطے بطور ایک اصول اور یقینی نسخہ کے پیش کرنا چاہوں تو اُس کے الفاظ یہ ہونگے۔

اول فرض - دوم خوشی - جہاننگ مجھکو نوجوانوں اور اُن کی مابعد ترقی سے
تجربہ ہوا ہے۔ میں اطمینان سے کہہ سکتا ہوں کہ بدقسمتی شومی قسمت
طالع بد - عموماً مذکورہ بالا سادہ مقولے کو محفوظ کرنے کا نتیجہ ہوتا ہے۔
میں اپنے تجربہ سے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ کثیر التعداد حاصلوں کی
ناکامی عدم خود ایشا ری اور عدم عقل عامہ سے پیدا ہوتی ہے نہایت
مضموم مقولہ یہ ہے اول خوشی - دوم کام اور فرض ۛ

کھٹاب کفایت شعاری کی طرف

رومیوں کی حید دانشندی کا یہ ثبوت ہے کہ انہوں نے جرأت اور نیکی
کا آپ ہی نام تجویز کیا ہوا تھا۔ فی الحقیقت وہ نیکی ہی نہیں کسی جاسکتی جس
کے کرنے میں اپنے نام پر فتح نہ پائی جائے۔ اور میں چیز کے کرنے میں
ہمکو کوئی نقصان یا خرچ گوارا کرنا نہیں پڑتا وہ چیز کبھی ہوتی ہے (مستشرقین)
تقریباً تمام نوید جوانان کو ادنیٰ حیوانات پر حاصل ہیں۔ ان کا باطن
یہ ہے کہ وہ اپنے ہمجنسوں کے ساتھ مل کر کام کر سکتا ہے اور بہت سوا دی
متفقہ کوششوں سے وہ کام کر سکتے ہیں جو افراد کی مدد گاہ گمشدوں
سے نہیں ہو سکتے (جے۔ ایس۔ بل)

آئندہ ہمارے بچپن کی صورت یہ ہوگی کہ بائداد اکثر لوگوں کے پاس
ہوگی۔ اور بائداد پیدا کرنے کی سہولتیں حاصل ہو جائیں گی اور زمین گوں

کے پاس جا یاد ہوگی۔ وہ فضول خرچی نہ کرینگے۔ اور بے اعتدالی اور
لا پرواہی سے جا یاد نہ اڑائینگے۔ پس ہم کو بت کچھ بھروسہ ہے کہ دیہاتی
باشندے ماں ارمی جا یاد کے مالک اور شہر والوں کے باشندے سرمایہ
ہو جائینگے یا روٹیوں۔ آر۔ کرنگ۔

کفایت شعاری کے نیچے طریقے بہت سادہ ہیں۔ پہلا اصول یہ ہے کہ قسٹ
کو ٹو اس سے کم خرچ کرو۔ آئندہ کے واسطے ایک حصہ ہمیشہ پس انداز کرنا
چاہیے۔ نیز اپنی قانون میں فضول خرچ کو بند کرنا ایک سوداچی کے قرار دیا
گیا ہے اور بارہا اس کے کاروبار کا انتظام اس کے ماتحت لیا جاتا ہے۔
دوسرا اصول یہ ہے کہ نقد روپیہ ادا کرنا اور خواہ کچھ ہی قرض نہ ہو۔ جو
شخص قرض لیتا ہے وہ عموماً دھوکا میں آ جاتا ہے۔ اور اگر وہ کسی قدر قرض
لےتا ہے تو اس کو بددیانتی کی ترغیب ہوگی۔

جو شخص اپنی گروہ سے روپیہ ادا کرتا ہے وہ مالدار ہوتا ہے۔
تیسرا اصول یہ ہے کہ غیر متوقع قابلہ منفعت کے خیال سے قرض حاصل
ہونے سے پیشتر روپیہ خرچ نہ کرو ممکن ہے کہ بالکل نفع نہ ہو اور اس
صورت میں متدار سے پر اتنی قرض ہو جائیگا۔ کہ اس سے بھیچا پھڑنا مشکل
ہو جائیگا۔ یہ تمہارے کند ہوں پر اسی طرح ناگوار گزرے گا کہ سند باد جہاز مان
کی داستان میں ایک پڑھا اس کے کند ہوں پر بیٹھ گیا تھا۔

کفایت شماری کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ اپنی تمام آمدنی اور خرچ
کا باقاعدہ حساب لکھو ایک باقاعدہ آدمی کو اپنی ضروریات کی پہلے سے
بی خبر ہوگی۔ اور وہ ان کے حاصل کرنے کے ضروری اسباب ہم پہنچا لے گا
اس طرح وہ اسے ناگہانی بچت کا اندازہ کرے گا اور اپنے خرچ کو آمدنی کے اندر رکھ لے گا

جو شخص اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرتا ہے وہ غریب ہے

جان و بزرے باقاعدہ حساب و کتاب رکھتا تھا۔ گو اس کی آمدنی بہت کم تھی۔ وہ ہمیشہ اپنے معاملات کی حالت کو مد نظر رکھتا تھا۔ اپنی وفات سے پیشتر اس نے اپنے اخراجات سے روزنامچہ میں کانپتے ہوئے ماہ سے لکھا۔ ۸۶ سال سے زیادہ عرصہ تک میں اپنا حساب کتاب باقاعدہ طویڑ کرتا رہا ہوں۔ اب میں حساب کتاب کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے جو کچھ کمایا اس کو کفایت شعاری سے استعمال کرتا رہا اور جو کچھ میرے پاس ہے وہ سب دینا ہوں۔

کفایت شعاری کے ان طریقوں کے علاوہ آنا یا مالک کو ہر وقت یہ دیکھنا چاہیے۔ کہ کوئی چیز کم نہیں ہوئی۔ یہ کہ ہر ایک چیز کا باقاعدہ استعمال کیا جاتا ہے اور مناسب مقام پر رکھی جاتی ہے یہ کہ تمام چیزیں عمدگی اور ترتیب سے ہوتی ہے۔ نہایت اعلیٰ رتبہ کے آدمی بھی اگر اپنے کاروبار میں ذاتی دلچسپی لیں۔ ان کی بھرتی نہیں۔ اور متوسط ذرائع کے آدمیوں کو اپنا کاروبار مناسب طور سے چلانے کے لئے نہایت ضروری ہے کہ مالک ہر ایک چیز کی نگرانی کرے۔

کفایت شعاری کی حدود و معین آنا مشکل ہے۔ لیکن نواقس ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی آمدنی سے عمدگی کے ساتھ زندگی بسر کرنا ہے اس کو نصف سے زیادہ خرچ نہ کرنا چاہیے۔ اور باقی ماندہ آمدنی پس انداز کرنی چاہیے شاید یہ اصول اعتدال سے زیادہ سخت ہے اور خود ممکن بھی اس نصیحت پر عمل نہ کرتا تھا۔ ہر شخص کو اپنی آمدنی کا کتنا حصہ مکان کا کرایہ ادا کرنے پر خرچ آنا چاہیے؟ اس سوال کا جواب مختلف حالات کے لحاظ سے مختلف ہوگا۔ انگلستان کے دیہات میں آمدنی کا دسواں اور لندن میں چھٹا حصہ

خرچ کرنا پڑتا ہے۔ ہر کیف حد اعتدال سے زیادہ پس انداز کرنا حد اعتدال سے زیادہ خرچ کرنا یعنی نسبت بہتر ہے۔ اول الذکر نفقش کا تدارک آسانی سے ہو سکتا ہے۔ مگر موخر الذکر کا قذیب کوئی علاج نہیں۔ بالخصوص جب کسی شخص کا کنبہ بڑا ہو۔ وہ جتنا زیادہ روپیہ پس انداز کرے اتنا ہی بہتر ہے۔ کفایت شعاری اوسط درجہ کے دو متمذ اور تیز نسبتاً مفاس آدمی کے واسطے ضروری ہے کفایت شعاری کے بغیر انسان نیا جنس نہیں ہو سکتا۔ وہ دنیا کے خیراتی اور امدادی کاموں میں شریک نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ جتنا کمائے خرچ کر دے وہ کسی شخص کی امداد نہیں کر سکتا۔ وہ اپنے بچوں کو سنا سب تعلیم نہیں دے سکتا اور نہ ہی اون کو واسطے دنیا کے کاروبار میں المال دیا کر سکتا ہے بلکہ کی نظیر سے بھی صاف ثابت ہوتا ہے کہ نہایت دماغ آدمی کو بھی کفایت شعاری سے غفلت کرنے میں بڑا خطرہ ہوتا ہے۔ مگر ہزار مار و زمرہ کی شہادتوں سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ معمولی سمجھ کے آدمی بھی اس عمدہ وصف کی شوق کرنے اور اس کو معرض عمل میں لانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں *

گو انگریز پر حیثیت ایک قوم کے مستعد محنتی اور جفاکش اور وہ دنیاوی ترقی حاصل کرنے اور ذریعہ اعاش کے واسطے اپنے آپ اور اپنی ذاتی کوشش پر پیرو کس کرتے ہیں۔ پھر بھی وہ انویاد جاہ و منصب اور تمدنی بہبودی و فلاح کی اصلاح کرنے کے بعض عملی طریقوں سے غفلت اور سہل انگاری کرتے ہیں۔ انہوں نے اس قدر کافی تسلیم نہیں پائی کہ میواری سے احتیاب کریں اور عاقبت اندیشی اور دور بینی کو مد نظر رکھیں وہ موجودہ وقت کو اوسط زندہ رہتے ہیں۔ بیچنا جو آیا کھا گئے۔ اور آئندہ زمانے سے لاپرواہ ہونے

ہیں۔ مرد بختیت خاوند اور والد کے عمو کا خیال کرتے ہیں۔ کہ اگر ہم موجودہ مسئلہ کے واسطے تھک کر دیں۔ تو ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ آئندہ ساعت کی کچھ پرواہ نہیں۔ گو وہ محنتی لگنا عاقبت اندیش ہیں۔ گو وہ کماؤ مگر مسرت میں وہ کافی دور ہیں اور عاقبت اندیش ہیں اور عاشقانہ اور عاقبت اندیش کفایت شکاری میں ناقص ہیں *

اب تک تمام طبقوں اور درجوں کے اشخاص ایسے خیالات کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ وہ عموماً اپنی آمدنی سے زیادہ یا کم از کم اس کے برابر خرچ کرتے ہیں۔ اسلئے حیثیت کے لوگ زیادہ تر نائش سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کا خیال ہے کہ ہم کو اپنی حیثیت قائم رکھنی چاہیے۔ ہمارے پاس گھوڑے، مکانات۔ اور گاڑیاں ہونی چاہئیں۔ ہر کلفت ضیافتیں دینی اور قیمتی شراب پینی ہماری لیڈیوں کو قیمتی اور نفیس و خوش رنگ پوشاک زیب تن کرنی چاہیے۔ اس طرح باوجودیکہ بعض آدمیوں کا عشق و محبت میں مایوسی ہو کر دل کرے جاتا ہے ان کی امیدیں خاک میں مل جاتی ہیں اور ہوسوں پر پانی پھر جاتا ہے مگر بایں ہمہ ان کی ناعاقبت اندیشی میں سرور و فرق نہیں آتا *

یہ عیب سوسائٹی کے تمام درجوں میں بتدریج حلول کر جاتا ہے میان طبقہ کے لوگ سوسائٹی کی نقل کرتے ہیں وہ بے ترتیب بنے رہتے ہیں اور قادم اور ذکر ہا کر سکتے ہیں۔ ان کی بیٹیوں کو کمالات سیکھنے دینے عہدہ کپڑے اور نفیس کھانے سوسائٹی میں میل جول گنجی یا گھوڑے کی سواری ضروری ہے تماشہ گا ہوں اور رقص خانوں میں بھی چاہیے۔ شخص کی گردن پر نائش اور وضع ارجی کا جنون سوار ہے۔ اور اس طرح مذہب و

حکومت دریا کی لہر کی طرح بہتی چلی جاتی ہے۔ بولوگ تختی اور مزدور ہیں وہ بھی اپنی آمدنی کے برابر خرچ کر دیتے ہیں۔ گوان کی آمدنی بہت کم ہوتی ہے لیکن اگر وہ پس انداز بھی کر سکیں تو وہ روزید کی پیش بندی نہیں کرتے اور جب تک تکلیف اور مصیبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں تو ان کو خیرات خانہ سے مدد کے واسطے بری بھلی روٹی مل جاتی ہے۔

محض بخل یا لالچ کے خیال سے روپیہ پس انداز کرنا کفایت شعاری کے واسطے اندوختہ کرنے سے بالکل مختلف ہو۔ ممکن ہے کہ روپیہ بچاؤ ایک ہی طریقہ ہو۔ یعنی کوئی چیز یا لگاں اور ضائع نہ کی جائے۔ اور حتی الوسع روپیہ پس انداز کیا جائے۔ لیکن دونوں میں صرف اتنی ہی مشابہت ہے۔ بخیل کو صرف بچانے سے ہی خوشی ہوتی ہے دور اندیش اور کفایت شعاری اپنی آسائش اور تفریح کے واسطے تابا استطاعت خرچ آتا ہے اور باقی ماندہ روپیہ آئندہ کے واسطے جمع کر رکھتا ہے۔ لالچی اور بخیل کس کم و زور کی پرستش کرتا ہے وہ اس کے سامنے سجدہ کرتا ہے۔ جس طرح بنی اسرائیل نے گوسالہ کی پرستش شروع کی تھی۔ بسا اوقات کفایت شعاری آدمی اس کو ایک مفید ذریعہ اور اپنی اور اپنے متعلقین کی خوشی کا ایک سبب تصور کرتا ہے۔ بخیل کبھی سیر نہیں ہوتا۔ وہ اتنی دولت جمع کرتا ہے۔ جس کو وہ کبھی خرچ نہیں کرتا۔ اور غالباً اس کی جمع کی ہوئی دولت دوسرے لوگ ادا کرتے ہیں مگر کفایت شعاری دنیا میں آسائش اور دولت کا معقول حصہ لیتا رہتا اور دولت جمع کر بیگا خیال تک نہیں کرتا۔

تمام شخصوں کا فرض ہے کہ کفایت شعاری کریں۔ خواہ وہ نوجوان یا بوڑھے ہوں۔ ڈپوک آٹ سے اپنے ملفوظات میں بیان کرتا ہے۔ میں نے

صرف کفایت شعاری کے طفیل دولت جمع کی ہے۔ ہیں اپنی نوجوانی کے زمانہ میں بھی اشد ضروریات کے واسطے کچھ نقد روپیہ ہر وقت اپنے پاس رکھنا تھا مگر کسی شخص کی شادی ہو گئی ہے تو کفایت شعاری کا فرض اور بھی واجب اور لازم ہے۔ اُس کی بیوی اور بچوں کی ضروریات ہم پہنچائی ضروری ہیں اگر وہ قبل از وقت مر جائے تو وہ سبکیں رہ جاتے ہیں پس دوراندیش شخص وہ ہے جو ایسے حادثہ کی پیشیندہی کرے ورنہ وہ دنیا میں سو سو کھٹو کریں کھا بیٹے خیالات بڑھی بیدلی سے دیکھاتی ہے اور بقا بل محنت اور کفایت شعارانہ مزدوری کے اندوختہ کے خیرات کے عطیے بالکل بے قدر ہیں کیونکہ اول الذکر مبارک اور مسرت بخش ہیں اور جس شخص کا کوئی عزیز فوت ہو گیا ہو وہ اُس کے اندوختہ کو استعمال کرے تو اُس کو شرمساری اور تاملت نہیں ہوتی۔ اور خیرات پر گزارہ کرنے والوں کی جو حالت ہوتی ہے وہ ہر ایک کو معلوم ہے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ پس ہر ایک شخص کو چاہیے کہ کفایت شعاری کر کے روپیہ پس انداز کرے۔ یہ نہیں کہ روپیہ کو دبا رکھے بلکہ اپنے اندوختہ کو ترقی دینا رہے تاکہ بربت تک زندہ رہے وہ خود چین سے زندگی بسر کرے اور جب وہ رحلت کر جائے تو دوسرے اطمینان سے گزارہ کریں۔ اور دوسروں کے دست نگر نہ ہوں +

پس اندازہ کرنیکی سعی میں بھی ایک طرح کا وقر ہے خواہ اس کوشش میں انجام کار کامیابی نہ بھی ہو اس سے ومارغ اور خیالات میں گو نہ باقاعدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سے دوراندیشی کو فاضل خرچی پر خستہ حاصل ہوتی ہے۔ اس سے نیکی کو بدی پہ غلبہ ہوتا ہے۔ اس سے جذبات کچھ مضبوط حاصل ہوتا ہے اس سے تفکرات دور ہو جاتے ہیں۔ اس سے آسائش ہوتی ہے۔

اپس انداز کر دے روپیہ خواہ کتنا ہی کم ہو۔ بہت کچھ اشک ٹوٹی کر سکتا ہے بہت سی تکالیف اور قلق کو دور کر سکتا ہے۔ جو مصیبت دیگر ہماری جان کما جاتی جس شخص کے پاس تھوڑا سا سرمایہ ہو۔ وہ تمام تکلیفات سے سبکدوش ہوتا ہے اُس کی رفتار سے بغیر ہی عیاں اور اُس کے دل میں مسرت گھر کر جاتی ہے جب روزگار بند ہو جائے یا کوئی مصیبت نازاں ہو تو وہ انکا مقابلہ کر سکتا ہے وہ اپنے سرمایہ پر بسر و سم کر سکتا ہے۔ جس سے اُس کا تنزل چند روز بھر خود بخود رفع ہو جائیگا۔ یا اُس کو اُس کا منہ و کچینا نصیب نہ ہوگا۔ عاقبت اندیش کفایت شعاری ہم انسان کے وقرا و قدروں کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ زندگی نعمت اور بڑھاپا با عزت بسر ہوگا۔ ہم کو اپنی وفات کے وقت اتنا اطمینان ضرور ہوتا ہے کہ گو شیت ایزدی سے چارہ نہیں۔ مگر ہم سوائی پر اپنا کوئی بوجہ نہ چھوڑ مرینگے۔ بلکہ ہم نے اُس کے واسطے کچھ اندوختہ کیا ہے اور اُس کو ہم پر نازاں ہونا چاہیے۔ ہمارا ایک اور وہبہ سے اطمینان ہوگا۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم نے آزادانہ زندگی بسر کی ہے اور کسی کے فلام ہو کر نہیں رہے اور چونکہ ہم کچھ اندوختہ چھوڑ چکے ہیں۔ ہمارے بیٹے ہماری تقلید کر کے دنیا میں ویسی ہی آزادی اور خوشی سے زندگی بسر کریں گے۔ ہر شخص کا پیلہ فرض ہے کہ اپنی تسلیم ترقی اور اصلاح حال میں سامی ہو۔ اپنی مرضی اور آراوے سے کام کر نیکی آزادی حاصل ہے اور اس امر کا ثبوت یہ ہے کہ بہت سے لوگوں نے باوجود مخالف حالات میں شکست کو مغلوب کیا ہے اور وہ نہایت افلاس اور فزیت کی حالت سے ترقی کر گئے ہیں گویا انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ جس شخص کا مصمم ارادہ ہو وہ دنیا میں اپنی رفعت و جاہ ترقی اور اصلاح کے واسطے کیا کر سکتا ہے کیا یہ واقعی ہے

نہیں کہ جی نہ انسان کی عظمت، اقوام کی شان و شوکت و مقوت و طاقت
 ان شکلات اور آزمائشوں کا نتیجہ ہے جن کو مقابلہ کے مغلوب کیا جاتا ہے۔
 بسبب کوئی شخص ترقی کر نیکا ایا و ماور غم کرتا ہے تو وہ ترقی کا پہلا مرحلہ
 طے کر چکا ہے پہلا قدم اٹھ گیا تو گویا نصف لڑائی تسخ ہو چکی۔ اور جو شخص خود
 ترقی کر رہا ہے۔ وہ دوسرے کی ترقی میں نہایت کارگر اور موثر ادا دوسے
 رہا ہے۔ جب وہ کوئی کام کرتا ہے تو دوسرے لوگ اس کی تقلید سے ولینا
 ہی کہنے لگتے ہیں چونکہ وہ خود مستعد ہو کر شروع کر دیتا ہے وہ خود اصلاحی
 اور خود ترقی کے فرض کا نہایت پُر توجہ طریقہ سے سبق دے رہا ہے اور اگر
 بنی نوع انسان کی تعداد کو کثیر اس کی طرح کام کرنے لگے۔ تو سوسائٹی
 پہلے سے بہت دانفعند بہت خوش اور بہت خوش اقبال ہو جائے کیونکہ
 سوسائٹی انہی سے بنی ہے اور جس نسبت سے اس کے افراد خوش اور صاب
 اقبال یا بالکس ہونگے۔ اسی نسبت سے یہ بھی خوش صاحب اقبال اور
 مطمئن ہوگی۔

بہت دین کا آغاز ہوا۔ لوگ یہی شکایت کرتے آئے ہیں کہ تمام انسانوں
 کی حالت یکساں نہیں زمین و فن کی کتاب بکفایت شکاری میں سقراط سوال کرتا
 ہے۔ کہا وجہ ہے کہ بعض آدمی با فراغت رہتے۔ اور کچھ نہ کچھ پس انداز کرتے ہیں
 بالیکہ بعض اور آدمیوں کو زندگی کی ضروریات ہر شکل میں۔ سکتی ہیں اور وہ
 قرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں؟ اسو اس نے جواب دیا وجہ یہ ہے کہ اوّل ہر
 لوگ اپنے کاروبار میں مشغول اور موزونہ انداز میں سے غفلت کرتے ہیں۔

نفقت انسانوں میں زیادہ تر سمجھ شیوہ اور ہندی کا فرق ہوتا ہے
 میں شخص کی فضا کے لئے درجہ کی ہوتی ہے۔ وہ بعض اتفاق پر کسی کام نہیں کرتا۔

بلکہ وہ شکی - دوراندیشی اور عاقبت بینی کو ہر وقت مد نظر رکھتا ہے +

بے شک دنیا میں بہت سے لوگوں کو ناکامی ہوتی ہے جو لوگ اپنے آپ پر بروسہ کرنے کی بجائے دوسروں کا درست نگر - ہتا ہے وہ ناکام رہیں گے۔
بخیل - طامع - فضول خرچ - ناکفایت شعار - مسرف ضرور ناکام رہیں گے۔ بیشک بہت سے آدمی اس واسطے ناکام رہتے ہیں کہ وہ کامیابی کے مستحق نہیں ہوتے وہ اپنا کام بسم اللہ ہی غلط کرتے ہیں اور خواہ ان کو کتنا ہی تجربہ ہو جائے ان میں اصلاح نہیں ہوتی۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ خوش قسمتی بھی کوئی چیز ہے۔ مگر ہماری رائے میں یہ محض غائبانہ ہے۔ خوش قسمتی سے مراد یہ ہے کہ عملی معاملات میں خوش انتظامی کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ ایشیو کہا کرتا تھا میں کسی بد قسمت آدمی کو ملازم نہ رکھوں گا۔ یعنی کسی ایسے شخص کو جس میں عملی خوبیاں موجود نہ ہوں اور جو تجربہ سے فائدہ اٹھانے کی قابلیت نہ رکھتا ہو کیونکہ جس کو پہلے ناکامیاں ہو چکی ہوں وہ اکثر آئندہ ناکامیوں کا پیش منیہ ہوتے ہیں +

بعض منایت عمدہ آؤد لائق شخصوں کو حکمت عملی نہیں آتی وہ نہ تو علما کو مد نظر رکھ کر رعایت کرنے اور نہ ہی خود معاملات کی موافقت اختیار کر کے عملی ہست رکھتے ہیں دگویا وہ اس مشرقی ضرب المثل پر عمل نہیں کرتے۔ زمانہ باتوں نہ ساز تو باز مانہ ساز۔ وہ اپنا غائبانہ چوڑی جانب سے اندر دیکھتے چلتے ہیں یہ ہمیشہ ایسی بات کرتے ہیں جس کا ہونا ناممکن ہو وہ دیوار بناتے ہیں تو خود ہی اس سے ٹکراتے ہیں۔ وہ اتنی تیاریاں اور پیش بندیاں کرتے ہیں کہ دعا فوت ہو جاتا ہے +

ان اس ڈپ سے جکا ذکر اسٹنگلن آرڈنگ نے کیا ہے تشبیہ دیکھو

ہیں۔ ٹالینڈ کے ایک باشندے کو ایک خندق سے پھانسا پڑا۔ وہ خوب
 دوڑنے کے لئے اتنے فاصلے پر چلا گیا کہ جب دوڑ کر نزدیک آیا تو اس کو
 سانس چڑھ گیا۔ اور ستانے کے لئے اسی طرف بیٹھنا پڑا۔ جس طرف سے وہ
 ہوا آیا تھا۔

واقعی زندگی میں ہم کو کام کے کرنے نہ کہ اُن کے کرنے کے واسطے
 تیاریوں کی ضرورت ہے یعنی تیاریوں میں ہی مصروف نہ رہنا چاہیے بلکہ
 کچھ کر کے بھی دکھانا چاہیے۔ ہم طبعاً اس شخص کو پسند کرتے ہیں جس کو ارادے
 اور مقاصد صمیم ہوتے ہیں۔ اور اپنے مدعا کی تکمیل کے واسطے وہ نہایت
 قریب اور سیدھا راستہ اختیار کرتا ہے اور جو شخص اپنے ارادوں کو عمدہ
 پیرایہ میں بیان کرتا ہے اور محض زبانی جمع غریب پر کفایت کرتا ہے ریلوے
 اس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں عملی کارروائی کے بغیر محض افسانہ
 لا حاصل ہیں۔

دنیا میں کامیابی بلکہ روپیہ جمع کرینگی خواہش بھی فائدہ سے خالی
 نہیں۔ بیشک یہ انسان کے دل میں اس واسطے ولایت کی گئی ہے کہ اس سے
 یکنگ نہ کہ بدی کی طرف میلان ہو بلکہ شک کہہ سکتے ہیں کہ روپیہ جمع کرنے
 کی خواہش سوسائٹی کو زندہ کرنے کے واسطے ایک نہایت زبردست آلت ہے
 یہ فردی مستعدی اور قوت کے انبار کی بنیاد ہے یہ بھری اور بخاری جہانم کا
 کا آغاز ہے یہ محنت نیز آزادی کی بنیاد ہے۔ یہ آدمی کو محنت ایجاد اور سبقت
 پہنچانے پر مجبور کرتی ہے۔

کوئی کامل اور مستند شخص کبھی صاحبِ عظمت نہیں ہوا صرف ایسے
 لوگوں میں جو ایک نئے صنایع نہیں کرتے۔ دنیا میں تحریک اور ترقی کرنے والے

پائے جائیگے۔ وہ اپنے علم و فضیلت سے کہیں بڑا بہادر ہوں۔ سہ ایک عالم میں
 ہل چل ڈال دیتے ہیں۔ کسی نہ کسی قسم کی فحش زندگی شراط میں سے ایک ہے
 قدیم کافروں کا یہ خیال بالکل درست ہے یہ محنت و جدت سے جوڑ پڑتا ہوا
 نے ہر ایک عمدہ اور نفیس چیز کے واسطے مقدمہ کہتی ہے۔ اس خیال پر بیسائی
 بھی عمل کر سکتے ہیں۔

جیسا کہ بعد میں بیان کیا جائیگا۔ ہر ایک چیز کا عمدہ مدار اس امر پر ہے کہ
 جمع کئے ہوئے روپے کو کس طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ نیا آمدین کے باشندے
 جان و دن کی قبر کے غویز پر نو جوانوں کو تاجرانہ زندگی میں راہنما کرنے
 کے واسطے ذیل کے اقوال کنندہ ہیں۔

”ہمیشہ یاد رکھو کہ محنت ہماری زندگی کی ایک شرط ہے“

”وقت زبرد ہے۔ ایک منٹ بھی رائیگاں نہ کرو۔ بلکہ ہر ایک سے کچھ فائدہ اٹھاؤ“
 ”تمام آدمیوں سے ویسا ہی سلوک کرو۔ جیسا کہ تم چاہتے ہو وہ تمہارے ساتھ
 سلوک کریں“

”جو چیز آج ہو سکے اُس کو کل پر ملتوی نہ کرو“

”جو چیز خود کر سکتے ہو کسی دوسرے سے نہ کرواؤ“

”جو چیز تمہاری اپنی نہ ہو۔ اُس کو لاپ کی جگہ نہ دیکھو“

”کہ کسی چیز کو ایسی شیر خوار نہ کرو کہ گویا تمہاری توجہ کے لائق ہی نہیں“

”جرات نے الحقیقت درست نہ ہو۔ اُس کی جھوٹ موٹ افواہ نہ پھیلاؤ“

”خرچ نہ کرتے جاؤ بلکہ کچھ کھاؤ بھی“

”اپنی زندگی کے اقوال کو نایب بناؤ“

”اپنی زندگی میں زیادہ سے نیکی کرو“

”کسی ایسی چیز سے محروم نہ رہو جو شعاری آسائش کے واسطے ضروری ہے بلکہ معززانہ ساوگی اور کفایت شعاری سے زندگی بسر کرو“

”ہم اپنی زندگی کے اعیرام تک محتاج نہ ہوں“

بعض لوگوں میں ایسی آسانی محنت ہوتی ہے کہ اگر وہ دیرانداز ہوں تو انتظام کریں تو وہ سعادت سے غلط اور نا شعاری سے مصائب پہنچ سکتے ہیں وہ فردی کوشش اور اشتراک کے اصول سے جہیں تقریباً بے حد توسیع ہو سکتی ہے بیکار کر سکتے ہیں۔ نہایت اونے اچیت کے آدمی بھی اگر اپنی آمدنی کو مشکم کردیں اور مل جل کر رہیں تو وہ کسی طرح سے افلاس کے وباؤ سے بچ سکتے ہیں۔ اپنی جسمانی بہبودی کو ترقی بلکہ قومی فلاح اور ترقی میں ادا کر سکتے ہیں۔

مکن ہے کہ محض فرد واحد سوسائٹی کی ترقی اور اصلاح کے لئے بہت کم کارروائی کر سکے۔ لیکن جب وہ اس مقصد کے واسطے اپنے ہمجنسوں سے شریک ہو جائیگا۔ تو بہت کچھ کر سکتا ہے۔ خود تہذیب بھی اشتراک اور شمولیت کا شہ ہے مثلاً نے کہا ہے کہ ”انسان کو اونے پھانٹ پر جو فوائد حاصل ہیں۔ اُن کا باعث یہ ہے کہ اُس کو اپنے ہمجنسوں سے شامل ہو کر کام کرنے کی قوت اور طاقت عطا ہو گئی ہے اور جو چیز افراد کی جداگانہ کوششوں سے نہیں ہو سکتی وہ کثیر التعداد آدمیوں کی متحد کوششوں سے ہو سکتی ہے۔“

محسوس ترقی کا لازماً ملکہ کام کرنا ہے۔ اور اگر جس یا قندنی زندگی میں ترقی کرتی ہو تو اشتراک سے ہی ہو سکتی ہے۔ بڑے چلنے پر عمدہ کارروائی یا بہبودی کرنے کے واسطے انسان کو اپنی کوششیں طاقی چاہئیں اور بہترین ہوشییل طریقہ وہ ہے جس میں مشترکہ بہبودی کا مضابطہ تمام امور میں

نہایت مکمل ہو۔

متوسط جماعتوں نے انجمنیں قائم کرنے اور مشترکہ کارروائی کے اصول پر سب سے زیادہ عمل کیا ہے۔ انگلستان میں کوئی جماعت ایسی نہیں جو پورے اپنی سرگرمی اور محنت کے انگلستان کی طاقت اور ترقی کی ازویاد میں لوگوں سے زیادہ مدد بخوشی ہو یا جس نے خود اس سے زیادہ ترقی کی ہو۔ مگر کیوں؟ کیونکہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جو لوگ نہایت مستعد ہوتے ہیں وہ باہم مل جل کر رہتے اور مشترکہ کارروائی کرنے کے واسطے نہایت آمادہ ہوتے ہیں۔ جب ان پر کوئی حملہ ہوتا ہے تو وہ ایک کر بیٹھتے ہیں وہ سب رتی اشیا اور کام بنانے، ریل کی سڑکیں تعمیر کرنے، گیس کی کمپنیاں بنانے اور بیمہ اور روپیہ جمع کرانے کی کمپنیاں شروع کرنے اور بے حد دولتی و حرفتی کام کرنے کے واسطے ملکر کام کرتے ہیں اپنا حق و اس سرمایہ جمع کر کے وہ جمعیہ مجموعی سرمایہ اٹھا لیتے ہیں اور وہ نہایت عظیم الشان کام کرتے ہیں۔

اكثر اكر كسے اصول و متوسط جماعتوں نے ان جماعتوں کی نسبت جن کو اس اصول کی نہایت ضرورت ہے بہت زیادہ کام کر دکھایا ہے۔ تمام مشترکہ سرمایہ کی کمپنیاں، تنقید کامد والی کرینیکا، نوبل، سٹیل، تارنگ، معدنیات کانیا، کارخانے، اكثر متوسط جماعتوں کے اندر منجھتے سے قائم کیے اور اسی سے جاری رہتے ہیں۔

مزمع میں اور انے امیثیت کے لوگوں نے ابھی اس اصول کو شروع کیا ہے۔ مگر وہ اس کے ذریعے بہت کچھ کر سکتے ہیں ممکن ہے کہ وہ اپنے پس انداز روپیہ سے اشتراک کی بدولت اپنے آپ آقا اور دوسروں کی غلامی سے آزاد ہو جائیں۔ گذشتہ چند سال کے اندر امرت زیادہ کرنے کے واسطے

جو پورے کی خرابی کا اندازہ کرنا چاہتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ جب وہ کوئی آہم کام کرنا چاہتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ

ہڑتال د کام نہ کرنے کا ایک، پر کئی لاکھ پونڈ نقد خرچ ہو چکے ہیں۔ جس کوڑ سالانہ شراب اور دیگر غیر ضروری اشیاء پر رائیگاں کئے جاتے ہیں یہ پیشہ سرمایہ ہے۔ جو لوگ اس قدر روپیہ خرچ یا رائیگاں کر سکتے ہیں وہ آسانی سے سرمایہ دار بن سکتے ہیں۔ صرف ارادہ مستعدی رہمت اور خود انیاری کی ضرورت ہے۔ اگر اتنا ہی روپیہ مکانات آلات اور دفانی اجنوں پر صرف کیا جائے تو وہ بجا و مفرد سرمایہ داروں کی منفعت کے اپنے واسطے صنعتی چیزیں تیار کر سکتے ہیں۔ دفانی اجن بلارور عایت کام کرتا ہے یہ کسی خاص آدمی کی تفسیم نہیں کرتا یہ مزدور اور کوڑ پٹی دونوں کے فائدے کے واسطے کام کرے گا۔ یہ ان لوگوں کے لئے کام کرے گا۔ جو اس سے نہایت عمدہ طور پر فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور جن کو اس کی طاقتوں کا سب سے زیادہ علم ہے۔

بہت سے مزدوروں کے پاس اپنی محنت کے سوا اور کوئی سرمایہ نہیں ہوتا اور جیسا کہ ہم پیشتر بیان کر چکے ہیں ان میں سے اکثر اپنی کمائی کو بے فائدہ اور فضول خرچی میں اڑا دیتے ہیں۔ اور سرمایہ دار بننے کے خیال سے پس انداز کچھ نہیں کرتے۔ اگر کفایت شعاری کے اصول کو مد نظر رکھ کر ان کی تعداد کثیر ملے گا تو وہ آسانی سے صاحب سرمایہ ہو سکتے ہیں اور بڑے پیمانہ پر کارروائی کر سکتے ہیں۔ سوسائٹی کی موجودہ ترتیب میں ہر ایک شخص کو تمام جائیداد اور شریعتانہ طریقوں سے پس انداز کرنا حق ہی حاصل نہیں۔ بلکہ بطور ایک شہری کے اس کا یہ ضروری فرض ہے کہ وہ تنگ انجام کار خالص البالی اور آزادی اس طرح حاصل ہوتی ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ لوگ اپنی کمائی محض پس انداز اور زمین میں دفن کر رکھنے کی خاطر پس انداز اور جمع کریں بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ تمام لوگوں کو اس قدر روپیہ جمع کر رکھنا چاہیے کہ وہ ہر کسی اور ناداری کے سالوں میں بلوغت

اور گزارہ کے واسطے کافی ہو گا کہ وہ مرض اور رنج کے زمانہ اور سپانہ سالی میں اپنے سرمایہ پر گزارہ کر سکیں اور دوسروں کی خسارت کے جتنی نہ ہوں +

اکثر مزدوروں میں انجمنیں قائم کرنے اور کار کام کرنے کا میلان پایا جاتا ہے مگر انجمن قائم کرنا ہمیشہ معینہ نہیں ہوتا۔ بعض اوقات وہ اپنے آقاؤں کے خلاف ایسا کرنے کی غرض سے انجمن قائم کرتے ہیں اور ہڑتال لینے کا کام بند کر دیتے ہیں اس سے نہایت نقصان ہوتا ہے۔ اور آدمی اپنی جماعت کے لوگوں کے برخلاف ہی ہڑتال کرتے ہیں تاکہ ان کو اپنے خاص پیشہ سے بھٹا کر دیں ٹریڈ یونین لینے مزدوروں کے اپنے کا ایک بڑا مدعا یہی ہوتا ہے کہ قسروں کی اجرت پانے والے اور ایسے مزدوروں کے نقصان کے واسطے جن کی کوئی انجمن نہیں ہے اجرت کو زیادہ رکھیں۔ وہ اپنے مفلس آدمیوں کو اچھا پیشہ سیکھنے سے روکتے ہیں اور اس طرح وہ اتنے صنایع نہیں ہونے دیتے جتنے کے کام چلانے کے واسطے کافی ہیں یا جو قدر کہ مانگ ہے ممکن ہے کہ وہ طریقہ ایک وقت تک قائم رہے۔ مگر انجام کار یہ ملک ہوتا ہے +

روپیہ کی عدم موجودگی عمدہ کاریگروں کے مسادب سرمایہ ہونے اور اپنے سے کم کاریگروں کو ملازم رکھنے میں مانع نہیں ہوتی۔ اگر وہ اپنی آمدنی کو باغی طور پر استعمال کریں تو وہ بہت سرمایہ جمع اور اپنے سے غریب لوگوں

کو بے روزگاری سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ مگر غارت خانہ شیلڈ کے ملک کا ایک ملازم جس کا شکریہ نہ کی جاتی۔ ایک کتبہ تندرہ پہلے پر لگا دیا گیا۔ یہ مزدوروں کی انجمن کے قاعدہ کے خلاف تھا۔ کارخانہ کے مزدور ہڑتال کر دیں۔ انجمنوں کا یہ قاعدہ ہو کہ وہ اپنے ایسے آدمیوں کے خلاف ہڑتال نہ کر سکیں۔ یہ مسئلہ کرتے ہیں جو تانہ پانے غفلت کے مزدور نہیں بلکہ ان کا کارخانہ کشی کا رادہ ہو جائے۔

کی یاد رکھ سکتے ہیں اس کا ثبوت یہ ہے کہ پریٹن کی ہڑتال میں مزدوروں نے
چار لاکھ پونڈ نقد ضائع کر دیا۔ اور اس کے بعد وہ پھر پہلی اجرت پر بخوشی کام
کرنے لگے۔ لندن کے مکان بنانے والوں کی جماعت نے ہڑتال کر کے تین
لاکھ پونڈ کا سرمایہ تلف کر دیا۔ اور اگر ان کو وہ اجرت جس کے حاصل کرنے کے
واسطے انہوں نے ہڑتال کی تھی۔ مل بھی جاتی تو ان کا نقصان ۶ سال بعد پورا تھا
وہیں کے جنگل میں کام کرنے والے کان کنوں نے بھی ہڑتال کر دی اور جب وہ بیکار
ہیں پکاس ہزار پونڈ خرچ کر چکے تو گیارہ ہفتے کھیل کو دس وقت بسر کر کے وہ پہلی
اجرت پر کام کرنے لگے۔ نوادسمبر لندن اور ڈرہم کے لوہے کا کام کرنے والے چار ہزار
بیکار رہ کر اور دو لاکھ پونڈ اجرت ضائع کرنے کے بعد دس فیصدی تخفیف پر پھر کام
کرنے لگے۔ جنوبی ویلز کے کان کن اور لوہے کا کام کرنے والے گزشتہ ہڑتال میں
چار ہزار تک بیکار رہے اور لارڈ اپرڈیئر کا قول ہے کہ مزارعت کے لحاظ سے ہی
اُن کے تیس لاکھ پونڈ نقد ضائع ہوئے۔

پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کام کرنے والے آدمیوں کے ہاتھ میں بچہ
روپیہ ہے اس روپیہ سے وہ مستفید ہو سکتے ہیں۔ مگر وہ نہیں ہوتے۔ خیال کرو کہ
انہوں نے ہڑتال کے موقع پر تیس لاکھ پونڈ نقد ضائع کر دیے۔ اگر وہ اس سے
صرف کہتے تو اُن کو کس قدر فائدہ پہونچتا۔ بلکہ اُن کی مشترکہ کوششوں سے جو
سرمایہ جمع ہوتا اس سے ہزار ہا مزدگان مضافا فائدہ اٹھاتے۔ مگر گرگ کا قول ہے۔

کہ جو شخص کفایت شکاری کا عادی ہو۔ وہ دس سال میں ایک میں
چار پانچ سو پونڈ جمع کر سکتا ہے۔ اور اگر وہ ایسی ہی طبیعت کے
آدمی اس کے ساتھ شریک ہو جائیں۔ تو وہ دس ہزار پونڈ جمع کر کے
کوئی ایسا کام جس میں اُن کو خوب مہارت ہو شروع کر سکتے ہیں۔

میٹر اور ایڈرمین کی خدمت میں پیش کی۔ یہ عرضی جہیں الفاظ شہر ہوتی ہے۔ ہم کو اور ہمارے کنبوں کو کٹے کی بچہ قیمت کی وجہ سے سخت تکلیف اٹھانی پڑتی ہے اور گو نے احوال قیمت بہت گھٹ گئی ہے۔ تاہم ہم اپنے آپ کو آمدہ میں لالچوں اور بے رحم لوگوں کے عملوں سے محفوظ رہنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ پس وہ آٹا پیسنے کے واسطے کارخانہ قائم کرنے کے لئے چند جمع کرنا گئے۔ شہر کی کمیٹی نے ان کی درخواست منظور کر لی اور ان کو دیارلی سے امدادی کارخانہ تعمیر ہو گیا۔ جو آج تک باقی ہے۔ اب اس میں چار نمبر اسے زائد نمبر شامل ہیں۔ ہر ایک نمبر کے حصہ کی قیمت پچیس سنگ ہے۔ نمبر زیادہ تر صنعتی لوگ ہیں کارخانہ والوں نے اس سوسائٹی کو قائم کرنا بند کر نیکی کوشش کی مگر ان کی سعی میں کامیابی نہ ہوئی۔ یہ سوسائٹی آٹا پسوا کر میروں کے پاس بازاری نرخ پر فروخت اور سالانہ منفعت حصہ داروں میں تقسیم کرتی ہے۔ اس سوسائٹی کو بہت منفعت ہوتی ہے۔

صل کے مفلس باشندوں کی مثال کی تقلید بہت سے سالوں بعد ہوئی۔ شہر لیڈس کے باشندوں نے سنگٹا میں اور اوٹنڈیل والوں نے سنگٹا میں آٹا پیسنے کی ایک کل خریدی لیڈس کے غلے کے کارخانہ والوں نے لیڈس کی انجمن غریبے کم قیمت پر آٹا فروخت کر نیکی کوشش کی مگر ان کو بہت جلد ناکامی ہوئی۔ اور آٹے کی قیمت مستقل طور پر کم ہو گئی۔ لیڈس کے اس کارخانہ میں جو مزدوروں نے قائم کیا تھا۔ ہر سال ایک لاکھ پونڈ سے زیادہ کام ہوتا ہے۔ اس کا سرمایہ بائیس لاکھ پونڈ ہے۔ اور شہر میں اس نے اپنے مہنہ دار چھ سو میروں کو بہترین قسم کا آٹا مہیا کرنے کے علاوہ آٹھ ہزار پونڈ منفعت اور سود وغیرہ تقسیم کیا اور اوٹنڈیل کی مشترکہ انجمن غلے کو بھی غایار

کامیابی حاصل ہوئی ہے یہ ۲۴ مشترکہ انجمنوں کو جن کے ممبروں کی تعداد بارہ ہزار ہے آنا دیتی ہے۔ اسے ۱۸۰۰ روپے میں جو بیس ہزار دو سو پونڈ نقد کا کام اور اٹھارہ ہزار پونڈ سے زیادہ نفع تقسیم کیا *

روشن ڈیل کارن مل اس شہر کے ایک اور انجمن کی سعی سے قائم ہوئی اور یہ محنتی لوگوں کی مشترکہ کارخانوں میں نہایت با وقعت ہے انجمن مذکورہ ۱۸۰۰ روپے میں قائم ہوئی تھی اس وقت تجارت کی حالت بہتر تھی۔ اور محنتی لوگوں کو عموماً اپنی آئندہ حالت سے بید لی اور مایوسی ہو رہی تھی۔ قریباً اٹھائیس یا تیس شخص جو زیادہ تر فلائین بنتے تھے۔ جمع ہوئے اور اپنی نہایت دقتوں سے پیدا کی ہوئی کمائی سے مستفید ہونے کے لئے ایک انجمن قائم کی *

ہر کس کو معلوم ہے کہ محنتی اور مزدور لوگ اپنی ضروریات خریدنے کے وقت کم از کم دس فیصدی معمول سے دیا وہ قیمت ادا کرتے ہیں۔ اگر دکاندار وغیرہ ان سے کام لیں تو ان کو اتنی ہی کم قیمت دینی پڑے بلکہ پروفیسر ایسٹ جس نے علم سیاست میں بہت عمدہ کتابیں لکھی ہیں کہتا ہے کہ ان کو بیس فیصدی خسارہ اٹھانا پڑتا ہے ہر کیف یہ مزدور اس منفعت کو بھانا چاہتے تھے یا یوں کہو کہ دکانداروں کو دینے کی بجائے اپنے کیس میں ڈالنا چاہتے تھے۔

انہوں نے دو پنیں ہفتہ وار چند جمع کرنا شروع کیا۔ اور جب دو دو پنیں کی بادلن قسطیں ادا ہو گئیں۔ انہوں نے جو کے آٹے کی ایک بوری خرید کر اصل لاگت پر انجمن کے ممبروں میں تقسیم کی۔ ممبروں کی تعداد بڑھتی گئی۔ چنانچہ کہ سو ساٹھ میں چائے پینی اور دیگر اشیاء کے خریدنے اور اصل لاگت پر ممبروں میں تقسیم کرنے کی استطاعت ہو گئی۔ وہ دکانداروں کے دست

نکرنہ رہے بلکہ وہ خود تجارت کرنے لگے۔ وہ شروع سے ہی نقد روپیہ لیتے اور
کبھی کو ادھارتہ دیتے تھے +

سوسائٹی کو ترقی ہوتی گئی۔ اُس نے خوراک، ایندھن، کپڑے اور دیگر ضروریات
کا ایک گدام خانہ قائم کیا۔ چند سالوں میں ممبروں نے مشترکہ کارن بل قائم کی متعدد
سالوں میں ممبروں نے مشترکہ کارن بل رانا پیسے کا کارخانہ قائم کیا۔ انہوں
نے ایک ایک پونڈ کے بجٹے شتر کر کے سرمایہ کو زیادہ کیا۔ اور کپڑے اور چوتیاں
بنانے اور فروخت کرنے لگے۔ مگر زیادہ تر اشیاء خوردنی، مثلاً گوشت، کٹے
کاغذ، قلم، دوات کی تجارت ہوتی تھی۔ یا جو دیکھتے دیکھتے کے اشیاء میں بہت
تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ سوسائٹی فارغ البال ہوتی رہی۔ یہ بنیادی بھی بھتی
رہی۔ شروع سے ہی اوس نے اپنے فنڈ کا ایک حصہ تعلیمی کاموں کے واسطے
میلہ کر دیا۔ اور اخبارات کا ایک کمرہ اور کتب خانہ قائم کیا۔ جس میں ابھی
ہزار سے زیادہ کتب ہیں۔

سوسائٹی ترقی کرتی گئی۔ حتیٰ کہ روشنی کے قریب اشیاء اور ذخائر
کی فروخت کے واسطے ٹوڈلین کے اصلی دفتر کے علاوہ اُس کی گیارہ شاخیں
ہو گئیں۔ ۱۹۳۵ء کے اخیر پر اس کے ۶۲۴۶ ممبر اور ۹۹۹۰۸ پونڈ کا سرمایہ تھا
اشیاء کی فروخت وغیرہ سے اُس کو ۲۴۹۱۲۲ پونڈ آمدنی ہوئی۔ اور کل فنڈ
۳۱۹۳۱ پونڈ ہوا۔

مگر صرف یہاں تک ہی کفایت نہ تھی اخبارات اور کتب خانہ کی امداد
کے واسطے ۲۰ فیصدی خالص شغف سے مختص کر دیا گیا۔ اور اس شہر کے قریب
چار کے مختلف مقامات میں گیارہ اخبارات اور کتب بینی کے کمرے ہیں جہاں
سوسائٹی اپنا کام کر رہی ہے۔ اس مقصد کے واسطے ۷ سو پونڈ سالانہ کی رقم صرف

کی جاتی ہے۔ مہر شطرنج اور چو پٹرو وغیرہ کھیل سکتے ہیں اور علم طبعی وغیرہ کے آلات مثلاً سیسیر سکوپ۔ خورد بین اور دوربین وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔ اجتناب سے خوراک کو ترقی دینے کے لئے کوئی خاص انتظام نہیں کیا گیا۔ مگر کمرہ اجازت اور کتب خانہ صوفی مشرب بننے میں ایک بے بردست اور مفید اثر ڈالتا ہے بیان کیا گیا ہے کہ اس سوسائٹی نے روشڈیل سے سے خوراک دور کرنے میں ٹیمپرنس اجتناب سے کے تمام کامیوں سے زیادہ امداد دی ہے *

انگلستان کی شمالی کونٹیلوں میں روشڈیل پائونیئرس درامہیران روشڈیل، کی مذکورہ بالا سوسائٹی نے کام کرنے والے آدمیوں پر ایک بے بردست اثر ڈالا ہے۔ ہر شکل کوئی شہر یا قصبہ ایسا ہے جس میں کسی نہ کسی قسم کا مشترکہ کارخانہ نہ ہو۔ اس قسم کی سوسائٹیوں نے پس انداز کرنے کفایت شناری اور اجتناب سے کی عادت کو ترقی دی ہے۔ انہوں نے لوگوں کو مالی معاملات میں دلچسپی دلائی ہے اور ان کو اپنے سر ملے سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے مواقع پیدا کر دیئے ہیں۔ انہوں نے مزدوروں کو کاروبار کا کچھ علم بھی سکھا دیا ہے کیونکہ وہ اپنے سب کام دیسی کمیشیاں کرتی ہیں۔ جو مبوروں کے عام اہلکار میں منتخب کی جاسکتی ہیں *

ایک نایت سرہنر سوسائٹی بمقام اوڈاروں قائم ہوئی ہے اس سوسائٹی نے شہر کے وسط میں عمدہ دفینس مکانات کی ایک قطار تعمیر کی ہے۔ ذخیروں پیناری کے سود سے سلف کا خذ قلم دوات۔ کپڑے اور دیگر ضروریات فروخت کرنے کی دوکانیں زیریں حصہ میں ہیں۔ دکانوں کے بالا خانوں پر کتب بینی کے کمرے ہیں۔ جہاں ممبر اور ان کے بچے جاسکتے ہیں تیسری منسرن ایک بے بردست پڑھنے والے لیکچر سرود رقص کے جلسے ہوتے ہیں ان میں عام لوگ شرکت کرتے

ہیں۔ اس سوسائٹی کی چھ شاخیں شہر کے مختلف حصوں میں قائم ہوئی ہیں۔ بہت سا کام ہوتا ہے۔ اور بہت منفعت ہوتی ہے۔ نفع ایک خاص مناسب سے تقسیم ہوتا ہے۔ یہ نفع اکثر داروں کے قریب جو ان کے مشترکہ کاغذ رونی کے کارخانوں اور کانوں کے کام پر صرف کیا جاتا ہے اس سوسائٹی کی ایک قابل تعریف بات یہ ہے کہ اس نے اپنے ممبروں اور ان کے کنبوں کی آزادانہ تقسیم کے واسطے بندوبست کر رکھا ہے۔ اس غرض کے لیے $\frac{1}{2}$ فیصدی منفعت مختص کر دی گئی ہے۔ چند ماہ ہوئے کہ ہم اس مدرسہ کا معائنہ کرنے گئے اور معلوم ہوا کہ سائنس کی جماعتیں ایسے موثر طریقے سے جلائی جاتی ہیں کہ ایک طالب علم نے پچاس پونڈ سالانہ کا ایک سرکاری وظیفہ حاصل کیا۔ جس کے ساتھ یہ شرط تھی کہ طالب علم کو تین سال تک ملنا ہوگا۔ اور اس کے علاوہ اُس کو معدنیات، بازاری جرمی اور لندن کے مدرسوں میں بلا ادائے فیس تسلیم ملیگی اور اس اشار میں وہ ان مدرسوں کے کتب خانوں کو کسی قسم کی فیس دینے کے بغیر استعمال کر سکیگا۔ اس مقام میں مشترکہ سرمایہ کی دو اور درسیگا ہیں اور ہم کو معلوم ہوا کہ داروں کے مزدور اکثر سخت محنتی مصروفی مشرب اور کفایت شعاریت ہیں۔ اس مثال کا ساٹھ لینڈ اور انگلستان کے جنوب میں بھی اثر ہوا۔

تاریخچہ میں ایک مشترکہ سرمایہ کی کمپنی چرم فروخت کرنے اور خریدنے کے واسطے بنی ہوئی ہے۔ اُس میں بوٹ اور جوتیاں بھی تیار ہوتی ہیں۔ پادشہ اور دیگر شائے کے دیگر مقامات میں رونی کے مشترکہ کارخانے قائم ہوئے ہیں۔ باغیچہ اور لافٹ کی انصاف پسند مشترکہ سرمایہ نے ایسی سولتیں مہیا کی ہیں کہ ہنگ کی طرح روپیہ بھی جمع ہو سکے اور تجارت کی سی منفعت بھی ہو۔ مگر اُس کو مزاد کہ ذخائر کاغذ قلم و دوات ہزارہی اور دیگر قسم دیگر اسٹیا کی خرید و فروخت سے بہت نفع ہوتا ہو

مگر وہ منشیات کی تجارت نہیں کرتی +

اُن کی کامیابی کا اصلی راز نقد روپیہ ہے وہ کسی کو ترس یا ادھار نہیں دیتے۔ ہر ایک چیز نقد روپیہ کے واسطے کی جاتی ہے تجارت کو منفعت ممبروں میں تقسیم کی جاتی ہے ہر ایک کا رو باری آدمی کو معلوم ہے کہ نقد قیمت لینا کاروبار کے چلانے کا نہایت عمدہ طریقہ ہے۔ روشڈیل پاپونیرس نے یہ راز معلوم کر لیا ہے اور اُس کو اپنی جماعت میں اشاعت دی ہے وہ اس سوسائٹی اور دیگر سوسائٹی کے ممبروں کو نصیحت دینے کے وقت کہتے ہیں۔ نقدی کے معاملات میں خوب احتیاط رکھو۔ جہاں تک ہو اشیا، پہلی منڈیوں سے خرید و بیع چھوٹے چھوٹے سوداگروں سے نہ خریدو اور اگر اپنی محنت کی پیداوار فروخت کرنا چاہتے ہیں ان لوگوں کے پاس جو اپنے استمال کے واسطے خریدنا چاہیں کبھی نقد قیمت لینے کے حصول کو ترک نہ کرو خبردار کہ حساب کتاب کرتے ہیں ویر نہ ہو۔ المختصر بہتر کہ سوسائٹیاں بڑے پیمانہ پر تاجر ہو گئیں۔ اور خوراک فروخت کرنے کے مقاصد کے واسطے اُن کو یہ نفع رہتا تھا کہ نقد قیمت ہے روپیہ کی کٹوتی نہ دینی پڑتی تھی۔ اور یہ نفع ممبروں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا +

بلکہ جانتے ہو اگر ممکن ہو تو آخری منڈی پر

اشتراک کی ایک اور صورت ارضی یا عمارتی انجمنیں ہیں اُن کی امداد کرنے والے ادا کرنے والے درجہ کے متوسط حال لوگ ہیں مگر اسلئے کارگیر اور کھایت شعار آدمی بھی بہت کچھ ادا دیتے ہیں اُن کے ذریعے زمین کے قلعے خریدے اور مکانات تعمیر کئے جاتے ہیں مکانات تعمیر کرنے کی سوسائٹی کے ذریعے جو شخص مکان کا مالک بننا چاہتا ہے وہ اس کا ممبر ہوتا ہے اور پہلے مالک مکان کو کرایہ ادا کرنے کی بجائے وہ اپنے دوستوں کی ایک کمیٹی کو چندہ اور سود دیتا رہتا ہے اس طرح مکان تعمیر کرنے کی سوسائٹی ایک سیونگ بن گئی ہے جہاں ایک خاص

مقصد کے واسطے روپیہ جمع ہوتا ہے مگر وہ لوگ بھی جو کوئی مکان نہیں خریدتے اپنے حصوں پر سود اور منافع لیتے ہیں اور بعض اوقات اُس کی مقدار بہت ہوتی ہے اجتماع مایہ اور زر کا وہی اثر ہوتا ہے جو اکثر کفایت شعار آدمیوں کی حالت میں دیکھا جاتا ہے۔ یہ اُن کو مستقبل مزاج۔ صوفی مشرب۔ اور غسینی بنا دیتا ہے یہ اُن کو خوشیاں بیٹھے انقلاب کے خیالات سے محنت زکر کے محتاط بنا دیتا ہے۔ جب مزدور اپنی محنت اور کفایت شعاری سے اپنی آزادی حاصل کر لیتے ہیں تو وہ دو مسدوں کی بہبودی اور فلاح کو اپنے حق میں مضمر خیال نہیں کرتے اور اس حالت میں وہ اپنی خیالی تکالیف کی بنا شروع و فساد پر آمادہ نہیں ہوتے کہتے ہیں کہ اراضی خریدنے کی انجمنوں کے اثر سے جو پوٹیکل مقاصد کے واسطے قائم کی گئی تھیں لوگ ملکی اصلاح میں شریک ہونے سے اجتناب کرنے لگے۔ اس قسم کی انجمنیں پہلے پہل برٹنگھم میں قائم کی گئیں اس کا مقصد یہ تھا کہ لوگ زمین خرید سکیں اور اُس کے چارپس شنگ سالانہ مالکداری میں کرنے والے محروم میں تقسیم کریں تاکہ مالک انتخاب کنندے اور قوانین غلہ کے خلاف رائے دے سکیں تو ان میں غلہ مندوخ ہو گئے ہیں۔ مگر ایسی زمینیں کے مالک جو اس وقت خریدی گئی تھیں اب بھی موجود ہیں اور اب وہ مدبریں سے یا یوں کہو کہ ملکی اصلاح کی تجاویز میں حصہ نہیں لیتے۔ مسٹر ہولیک نے مکانات تعمیر کرنے کی سوسائٹیوں کے ایک جلسہ میں کہا۔ مسٹر آر تھراپین نے جھگو اطلاع دی ہے کہ برٹنگھم میں ان سوسائٹیوں کے اثر سے بہت سے لوگوں نے ہمدردی قوم و ملک کو منفعت کی خاطر چھوڑ دیا ہے اور یہ جاننا چاہیے کہ مشترکہ انجمنوں کے اراکین اور حقوق کی سند طلب کرنے والے جو خوشحال اور پوٹیکل اصلاح کے زور سے درخواست کرتے تھے۔ اب وہ اُس ونگ کو فرستے

سے زیادہ وقعت نہیں کرتے۔ اور وہ رات کو جب مطلع صاف ہو اس محبت سے کسی چمک بلب میں شریک نہیں ہوتے۔ کہ جب اتفاقاً طوفان آ جاتا ہے تو تمام فرہ کر کر رہ جاتا ہے اور شہر کی گلیوں اور کوچوں کی ٹالیوں میں گرنے کا اندیشہ ہوتا ہے انہوں نے زمین کا مزہ چکھ لیا ہے اور اب اونے خیالات اُن کے روح و روان پر ستولی ہو گئے ہیں۔

وہ ہنر و کارنا ہے تاہم بعض لوگ ایسے ہیں جو ان سوسائٹیوں کی مفیل ایسی کفایت شعاری سیکھ گئے ہیں جو اُن کو بصورت دیگر معلوم نہ ہو سکتی اُن کی طفل بہت سے ہونہار اور لائق فرزند ایسے ہیں جو اپنے پڑھے باپ کو اپنے گھر بجاتے ہیں۔ بجائیکہ اس کے خیالات غارت میں مہجانیکا اندیشہ تھا۔ اب وہ آرام سے اپنے بیٹے کے باغ میں چٹ پٹیا ہے۔ کیونکہ فرزند ارجمند نے کفایت شعاری سے زمین اور مکان خرید کر ایک چمن بھی لگا دیا ہے۔

ریڈس کے متقبل۔ مکانات تعمیر کرنے کی سوسائٹی نے دو سو کمبوں کے واسطے عمدہ مکانات مہیا کر دیئے ہیں اُس میں اُس نے اپنے اثر کو بالفاظ ذیل بیان کیا ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ خود ممبر اتفاقاً ملبوں میں بیان کرتے ہیں کہ انہیں سوسائٹی میں نہایت قلیل سرمایہ جمع کرنا شروع کیا۔ بجائیکہ پہلے اتنی قلیل پونجی کا کسی عمدہ مصروف دکانا ممکن خیال کیا جاتا تھا۔ ہم مکانا بنائے اور خریدنے لگے۔ پر ہم اس طرح اپنی پس انداز روپیہ کو بڑھاتے برساتے زندگی میں ترقی، مستقل گزارہ پیدا کرنے لگے۔

اس طرح کھلیت شعاری کی عادات اور علم ہو گیا ہے اور یہ دونوں باتیں ہر دن کے واسطے نہایت مفید ہیں اور نتیجہ یہ ہے کہ بے احتیاط دور اندیش اور روپیہ پس انداز کرنے پر باقاعدہ مغرور صاحب باپ داد اور ہر طرح سے عمدہ شہری

ہم سائے ہر طرح سے قابل اور فارغ البال ہو جاتے ہیں +

لیکا شائر میں بعض مستثنیٰ شہر اور وہیات بھی ہیں۔ جہاں مافیہوں نے
باسائیت مکانات خریدنے یا تعمیر کرنے کے لئے معقول رقیں پس انداز کر لی ہیں
گذشتہ سال میں شہر پادھیام میں اس مقصد کے واسطے پندرہ ہزار پونڈ
اندوختہ کیا گیا۔ گو اس شہر کی آبادی صرف ۸ ہزار تنفس ہے +

برٹے کے باشندوں کو بھی بہت کامیابی ہوئی ہے۔ یہاں مکانات تعمیر
کرنے کی انجمن میں ۶ ہزار ۶ سو چندہ دینے والے ہیں جنہوں نے گذشتہ
سال میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار پونڈ پس انداز کئے یا یوں کہو کہ ہر ایک چندہ
دینے والے نے سال بہ سال ۱۰۰ روپیہ پونڈ بچائے اس انجمن کے زیادہ تر
محنتی مزدور۔ کان کن۔ صنایع انجینئر۔ بڑھی اور سنگی محار ہیں۔ ان میں کتھا
اور ناکتھا عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ انہوں نے روپیہ جمع کرنے کے واسطے
مکانات بھی خریدے ہیں۔ مکانات تعمیر کرنے کی انجمن نے اس قسم کی سینکڑوں
عالتوں میں مدد دی ہے۔ اس نے رہن پر روپیہ دیا ہے۔ اور راہن قسطنطین
ادا کر کے زر رہن ادا کر سکتا ہے +

بہت مجموعی مکانات تعمیر کرنے کی انجمنیں کفایت شعاری کے فوائد
کی تشریح کرنے کے لئے نہایت عمدہ ہیں وہ لوگوں کو اپنے واسطے مکان خریدنے
کی ترغیب دیتے ہیں اور جب تک وہ زندہ رہتے ہیں مکان ان کے نہایت
کار آمد ہوتے ہیں +



ساتواں باب

ایک نیا دے اس مقصد کو جس کی تکمیل کھٹنے ارادہ کیا تھا۔ ترک نہ
کر دوںش یکسپیر +

زندگی جھکو اس بے نہیں دی گئی۔ کہ اس کو ایک ایسی چیز کے حاصل
کرنے میں جو ہم اپنی وفات پر بھیچے پھوڑ جائیے۔ بسر کر ڈالیں خبر
پیرا سانی کی آسائیں یا معیبت اکثر ہماری گزشتہ زندگی کا ست
نتیجہ، ہوتی ہے۔ روٹی میٹر +

اشتراک سو ہیں انداز کرنے کے دو طریقوں کا ذکر باقی ہے پہلا زندگی کے
بیمہ کا اصول ہے اس سے بیمہ کرنے والے کی وفات پر اس کی بیوہ اور بچوں
کے لئے تہیہ کیا جاتا ہے دوسرا طریقہ دوستانہ انجمنیں ہیں ان کے ذریعے
مزدور اور محنتی لوگ عزالت اور مرضی کے زمانہ کی پیشبذنی اور اپنی بیواؤں اور
یتیموں کے لئے کچھ سرمایہ پس انداز کرتے ہیں پہلے طریقہ پر میانہ اور اسطے
درجہ کے اور دوسرے پر محنتی لوگ عمل درآمد کرتے ہیں +

نکس ہے کہ ان لوگوں کے لئے تہیہ کرنے کے واسطے جو ہمارے دست
نہیں ایک عرصہ دراز ضروری ہو۔ عموماً یہ خیال ہوتا ہے کہ ایسی قوم سے
جو موت کی پیشبذنی کے واسطے ملحدہ دکھی گئی ہیں صرف کریں کیونکہ اکثر لوگ
دوست کو بہت دیر بعد آنے والا حادثہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ہر مہفتہ تھوڑی تھوڑی

اس معاملہ کا زیادہ ذکر کرنا فضول ہے۔ یہ امر میری مرض کا کسی قدر باعث ہے۔
 ہمیر زندگی کی تعریف یہ ہے کہ یہ بیواؤں اور بچوں کو افلاس سے محفوظ رکھنے کے
 لئے مشترکہ سرمایہ کی ایک تجویز ہے یہ ایک ایسی تجویز ہے جس کے ذریعے بہت سے
 آدمی قلیل سالانہ رتسم میں کو پرسیم کہتے ہیں۔ پس انداز کر نیکا عہد کرتے ہیں
 جیسا کہ سیونگس بنک میں تاکہ ہمیر کرانے والے کی وفات پر اس کے پس ماندوں
 کے کام آئے۔ وفات پر چندہ کی رتسم ان کے سپرد کی جاتی ہے اس ذریعے سے
 وہ شخص جن کے پاس کچھ سرمایہ نہیں ہوتا۔ باوجودیکہ وہ باقاعدہ اجرت یا
 پائے ہیں۔ خواہ ان کی مقدار کتنی ہی کم ہو اپنے وفات پر اپنے کنبہ کے واسطے
 فائدہ میا کر سکتے ہیں۔

ہم اکثر سنتے ہیں کہ جو شخص سوسائٹی کے مسند منشی اور مینڈ ممبر تھے اپنی
 بیویوں اور کنبوں کو شخص افلاس کی حالت میں چھوڑ کر رہے ہیں وہ مغزاتہ طرز سے
 رہتے تھے۔ اپنے مکانات کا معقول کرایہ دیتے تھے۔ نفیس کپڑے زیب تن کرتے
 تھے۔ اچھے اچھے لوگوں سے ملاقاتیں کرتے تھے۔ وہ اکثر تفریح مقامات میں
 دیکھے جاتے تھے۔ اور اپنے بچوں کو سوشل پوزیشن اعزاز کے اعلیٰ خیالات
 پر تعلیم دلاتے تھے۔ لیکن ان کو موت نے فنا کر دیا اور اب ان کے کنبوں
 کی کیا حالت ہے؟ کیا باپ نے آئندہ کے لئے ان کے واسطے تنبیہ کیا ہے؟
 اگر وہ میں سے پچیس پونڈ سالانہ تنگ کبھی ہمیر کمپنی میں ادا کرتا رہتا تو اس
 کی ہمیر ہوا اور بچے ناداری سے محفوظ ہو جاتے۔ کیا اس نے یہ فرض ادا کیا ہے؟
 نہیں اس نے کوئی ایسی پیشیندی نہیں کی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہو گا۔ کہ کنبہ
 کے آدمی جو کھاتے تھے۔ کھاہیتے تھے۔ بلکہ اپنی کمائی سے زیادہ خرچ کرتے تھے۔
 اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ایک فرد اسی معیشت میں پہنچے پر محتاج ہو جاتے ہیں۔

اس قسم کا شیوہ نہ صرف بے احتیاطی ہے۔ بلکہ حدودِ رہ کی ناعاقبت اندیشی اور ظلم ہے پہلے نیچے پیدا کرنا۔ پھر اُن کو عذافی ڈالنا۔ اور اُن کو ایسی اساکشنوں کا عادی کرنا جنکو وہ ترک نہیں کر سکتے۔ پھر ان کو خیرات مانے۔ جیل یا بازاروں کی نذر کر دینا۔ رشتہ داروں یا عوام سے خیرات لینے پر مجبور کرنا سوسائٹی میں ان بد قسمت آدمیوں پر جو ایسی مصیبتوں کا شکار ہوتے ہیں۔ ظلم بلکہ جرم کرنا ہے +

یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ان لوگوں کی تعداد جو اپنے کنبوں کے واسطے سرمایہ پس انداز کرتے ہیں۔ محدود ہے۔ کیونکہ فی زمانہ از حد متبادل ہو رہا ہے شاید اُن کی تمام آمدنی روز افزوں کنبہ کی ضروریات میں صرف ہو جاتی ہے۔ اُن کے پاس بنک میں جمع کرائے گئے اس قدر قسلیں رقم ہوتی ہے کہ وہ بالکل جمع نہیں کرتے وہ اپنی وفات پر اپنے بچوں کے فائدہ کے لئے جیتے جی روپیہ جمع کرانے سے باز ہو جاتے ہیں +

فرض کرو کہ ایک شخص کی شادی ہو گئی ہے۔ اُس نے کاروبار شروع کر دیا ہے اور اس کا خیال ہے کہ اگر میں زندہ رہوں تو متعدد سالوں میں اتنا روپیہ پس انداز کر سکتا ہوں جو میری وفات پر میری بیوی بچوں کے کام آسکے مگر زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں اور وہ جانتے ہے کہ مجھے کسی وقت دارِ ناپائدار سے کوچ کر نیک حکم مل سکتا ہے اور اس صورت میں میرے نہایت عزیز بہت مالدار اور مفلس رہ جائیگے۔ تیس سال کی عمر میں وہ کسی متبرک کمپنی میں بیمہ کرنا ہے وہ پانچ سو پونڈ کے واسطے بیمہ کرتا ہے اور بارہ سے تیرہ پونڈ تک سالانہ چندہ ادا کرتا ہے اور بیمہ کی کل رقم اس کے پس ماندوں کو دیئے جائیگا وعدہ ہوتا ہے جس وقت سے وہ چندہ ادا کرتا ہے اُس کے کنبہ مالوں کے لئے پانچ سو پونڈ تک

ہو جاتے ہیں۔ یعنی خواہ وہ بیمہ کرانے کے دوسرے روز ہی مر جائے اس کے لواحقین کو یہ رستم مل جائے گی۔

اب اگر وہ بارہ تیرہ پونڈ کسی بنک میں جمع کرانا۔ یا سو روپے دیتا تو اس کی پس انداز رستم میں سال بعد پانچ سو پونڈ ہوتی۔ مگر زندگی کے بیمہ کے ساڑھے مگر معقول سمجھو یہ وہ اپنی زندگی کے چھبیس بہترین سالوں فکر و تشویش سے محض رہتا ہے آئندہ کی بد قسمتی کے خیال سے وہ موجودہ خوشیوں سے متنفذ نہیں ہوتا۔ سالانہ معین رستم ادا کرنے سے جو سوسائٹی کے منافع کی نسبت سے کم ہوتی جاتی ہے وہ اپنی وفات پر اپنے کنبہ کے استمال اور فائدہ کے لئے ایک معین رستم چھوڑ جائیگا۔

اس طرح زندگی کے بیمہ کو ایک قسم کا معاہدہ خیال کر سکتے ہیں اس کے ذریعے زندگی کے اختلافات ایک حد تک کم اور ان کی کسی قدر تلافی ہو جاتی ہے۔ اس مضمون کو یوں بھی ادا کر سکتے ہیں کہ ان کے کنبہ ان لوگوں کی خوش آغوشی میں شریک اور حصہ دار ہو جاتے ہیں جو معمولی سے زیادہ عمر تک زندہ رہتے ہیں اگر خود بیمہ کرانے والا اتنے عرصہ تک زندہ رہے کہ چندہ کی رقم بیمہ کی رستم بڑھ جائے۔ تو بھی اس کو کچھ پتہ نہ پڑیگا۔ کیونکہ بیمہ کرانے سے اطمینان اور چین سے زندگی بسر ہوتی ہے یہ کھنے کا موقع نہیں ملتا کہ

اچھ خور و باداد فرزندم

بعض معقول اور مدلل وجوہات کی بنا پر انسان اپنے مکان اور اشیاء کے وفار کا آتشزدگی کے حادثہ کے خلاف بیمہ کر لیتا ہے۔ اپنی جہات پر اس کو مرض اور ناگہانی موت سے بے خوف و خطر رہنے کے لئے زندگی کا بیمہ کرنے کی اشد حاجت ہے۔ پہلی حالت میں بیمہ کرانا دنیاوی و دوزخہ دہی ہے۔ دوسری حالت میں

صورت میں اس سے بھی زیادہ کہیو کہ اس حالت میں بیوی کے بیوہ اور بچوں کے
 بیکس و یتیم رہنے کا نتیجہ کہ نیکاً فرض بھی شامل ہے اور جو شخص ایسے ضروری فرض
 سے غفلت کرے اُس کا کوئی عذر مسموع نہیں ہو سکتا۔ کیا غاوند اور بابا پرست
 ہے کہ وہ اپنے بچوں اور بیوی کے واسطے روزمرہ نان و نفقہ جتھا کرے؟ اسی طرح
 یہ بھی اُس کا فرض ہے کہ اپنی وفات کی صورت میں ان کے گزارے کا مناسب
 انتظام کرے یہ ایک صریح فرض ہے اُس کے انجام دینے کے اسباب بالکل
 سادہ ہیں اور ہر شخص کو حاصل ہو سکتے ہیں۔ بیمہ کرانے کی تجویز عملاً بہت سہل
 معقول فیاضانہ اور منصفانہ ہے مزید براں اس سے ہر ایک دانا اور موربین
 شخص کو خود غرتی کا احساس ہوتا ہے جب یہ سب باتیں بدیہی ہیں تو ہمارے
 خیال میں اس پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ہمیں یہ دیکھ کر افسوس
 ہوتا ہے کہ کیوں تمام لوگ بیمہ زندگی نہیں کراتے۔ اگر بیمہ کرانے کا رواج بہت
 عام ہو جائے تو لوگوں کو بہت زیادہ فائدہ ہوگا۔

محنتی اور مزدور لوگوں کی دوستانہ سوسائٹیاں بھی مشترکہ انجمنیں
 ہیں گو ان کی شکل بالکل مختلف ہے ان سے لوگوں میں دوستانہ اور خود اعتمادی
 کی عادت ہوتی ہے پس ان کو ہر طرح سے حوصلہ دلانا چاہیے۔

بٹیک یہ ایک حیرت انگیز امر ہے کہ کم از کم چالیس لاکھ مزدور مرنے اور
 معیبت کے زمانہ میں باہمی امداد کے لئے خود بخود انجمنوں میں شریک ہو گئے
 ہیں یہ انجمن زیادہ تر اس وجہ سے رقی پکڑ گئی ہیں کہ انگریزوں کو خود حکومتی

سے یہ سلیں کرنا دلچسپی سے غالی نہ ہو گا کہ انجمنستان کے دفتر کم کے بیمہ میں متوسط درجے کے لوگوں
 ۲۰ سالین یعنی ۵۰ روپے نقد جمع کیا ہو ہے اور اس کے علاوہ سو لاکھ کو ورس لاکھ پڑنے لگے
 اسی تک ہیں تو وہیں میں سے ایک نے بیمہ کر لیا ہے (مضمناً)

اور آزادی سے محبت ہے اس امر کی صداقت کا ثبوت یہ ہے کہ فرانس میں ۶۰ لاکھ روپے میں سے ایک بلجیم میں ۴۴۴۴ میں سے ایک اور انگلستان میں سے ایک شخص دوستانہ انجمنوں میں شریک ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ انگریزوں کی اس قسم کی سوسائٹیز کے پاس ایک کروڑ دس لاکھ پونڈ نقد سے زیادہ روپیہ ہے وہ اپنے ممبروں کو اس فنڈ سے امداد دیتے ہیں جو لوگوں نے اپنی آمدنی سے ہنشا و خور چندہ دیکر جمع کی ہے ہر سال میں لاکھ پونڈ نقد کی امداد دی جاتی ہے +

گو فرانس اور بلجیم کے معنی لوگ انگریزوں کی طرح دوستانہ انجمنوں میں کثرت سے شریک نہیں ہوتے۔ مگر انصاف کی بات یہ ہے کہ وہ دنیا بھر کے لوگوں سے زیادہ کفایت شعار اور رعایت اندیش ہیں وہ اپنے پس انداز روپیہ یا تو زمین خرید لیتے ہیں یا پبلک فنڈوں میں جمع کر دیتے ہیں اصل فرانس اور بلجیم کو زمین خریدنے کا ہنایت اشتیاق ہے وہ زیادہ دولت پیدا کرنے کے خیال سے قریباً تمام آمدنی پس انداز کرتے ہیں پبلک فنڈوں میں ان کے روپیہ جمع کرانیکہ یہ فائدہ ہوا۔ کہ انہوں نے جرمنی کو تھین سے اپنی زمین چھڑائی۔ اس غرض کے لئے نیشنل ڈیفینس لون (قومی حفاظتی قرضہ) میں روپیہ جمع کرایا تھا +

مگر انجمنوں میں باوجود کثیر التعداد فوائد اور منفعت کے بہت نقص ہیں۔ ان کے انضباط اور انتظام کی جزئیات میں خرابیاں ہیں۔ اور اکثر مالی پہلو سے لے کر فی الحال ہر ایک انجمنوں میں سے ایک قومی قرضہ میں شریک ہے جس کی متوسط مقدار ہفتہ لاکھ ہے۔ اس قرضہ میں جو لوگ شریک ہیں بشمار قطعات اراضی کے مالک ہیں لیکن قطعات کی تعداد ۵۵ لاکھ ہے۔ ہر ایک فرانس پر بعض دوسرے یورپین ممالک کی طرح توں صادق نہیں بلکہ دو تہہ زیادہ قرضہ اور بڑے بڑے غلط ہو جاتا ہے۔ بلکہ فرانس میں دولت آبادی کو جم غفیر میں تقسیم ہوتی جاتی ہے (معصفت)

ناقص اور بے ثبات ہیں۔ جیسا کہ شروع شروع میں تمام کاروبار میں دیکھا جاتا ہے عموماً ان کا کوئی مسبین اصول نہیں۔ مثلاً چھڑہ کی شرت اور مرلیوں کو امدادی رعایتیں دینے کا کوئی خاص قاعدہ نہیں۔ بعض حالتوں سے لوگ نالیہ قنوت اٹھاتے ہیں اور چھڑہ بہت کم دیتے ہیں۔ پس جب چندے کا روپیہ ختم ہو جاتا ہے تو پھر چھڑہ بند کر دیا جاتا ہے۔ یعنی پھر کسی کو امداد نہیں دیا جاتی۔ ایسی حالت میں انجمن کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور پہلے ممبروں کو تمام عمر کوئی امداد نہیں ملتی۔ مگر زندگی کے جیہ کی سوسائٹیوں کو بھی اس قسم کی ناکامیاں ہوئیں اور کئی کھنٹیوں کا دوا لہ لکل کہا۔ جس سے میانہ درجہ کے لوگوں کی انجمنوں کا اعتبار جاتا رہا۔

دوستانہ سوسائٹیوں کے رجسٹرار کی ایک تازہ رپورٹ میں حسب ذیل عبارت تھی: ”گو اب تک جو معلومات حاصل ہوئے ہیں۔ انتظام کے عام طریقہ کے لحاظ سے بہت حوصلہ بخش نہیں شاید بہت مجموعی غربا کے چندہ کے نتائج اس سے زیادہ خراب ہیں جو شہزادہ ممبران پارلیمنٹ تاجروں اور محکمہ مال کے افسروں نے ریلوے کے انتظام مشترکہ سرمایہ کے بنکوں اور ہر طرح کے کارخانے نمایاں میں حاصل کئے ہیں“

مزدوروں کی انجمنوں کا آواز یوں ہوا۔ کہ سب لوگوں کو جتنی آمدنی قلیل تھی۔ یہ عام ضرورت محسوس ہوئی۔ مرض یا کسی حادثہ سے جیسا کہ پہلے پر بہت مبالغہ سمجھا جاسکتا ہے۔ جب انسان کاروبار میں مصروف ہوتا ہے۔ تو اگر وہ روزانہ محنت سے روٹی کمائے وہ بہت مشکل سے روپیہ پس انداز کر سکتا ہے۔ ان کو ایسا اخراجات گوارا کرنے پڑتے ہیں جو بقا بلہ ان کی آمدنی کے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات ان کی تمام آمدنی خرچ ہو جاتی ہے اور

اگر ان کو اپنے اصل دمیایں کے اندر دیکھ کر نہ ہو تو ان کو ناواری افلاس کے
 ماعتوں سے مجبور ہو کر گداگری یا پھیلاؤ پر گزاریہ کرنا پڑتا ہے۔ ان دونوں کے
 اجتناب کرنے کے لئے انہوں نے دوستانہ انجمن کی تجویز کی اس سے میری
 مراد یہ ہے کہ بہت سے لوگ ملکر تھوڑا تھوڑا چندہ جمع کرتے ہیں اور اس طرح
 مرض کے دوران میں وہ اپنی معمولی ضروریات کے واسطے کافی روپیہ جمع
 کر لیتے ہیں +

اس طرح روپیہ جمع کرنے کے طریقے بہت سادہ ہیں دوستانہ انجمن کا
 ہر ایک ممبر ایک مشترکہ فنڈ میں ۴۴ پیسے سے ۶۶ پیسے تک جمع کرتا ہے اور اس فنڈ
 سے معین و شروط و وظیفہ ادا کیا جاتا ہے۔ بہت سی دوستانہ انجمنیں میں بے
 بیواؤں اور یتیموں کی فنڈ بھی ہوتی ہے۔ وہ بھی اسی طریقے سے جمع کی جاتی
 ہے۔ اس میں سے ممبروں کی وفات پر ان کے پس ماندوں کو ایک قسم دیجاتی
 ہے یہ ظاہر ہے کہ اس قسم کے انتظام خواہ ان کی جزوی باتوں تکٹے ہی نقص
 ہوں بہت مجموعی پر ایک عجیب مفید اثر ڈالتے ہیں۔ مانچسٹر کی انجمن احباب کے
 پانچ لاکھ ممبر ہیں اور اس کے پاس ۷۶۳۶۶ پونڈ سرمایہ ہے وہ ہر سال
 سوٹ کے موقوفوں پر ۳ لاکھ پونڈ تقسیم کرتی ہے اس سے صاف ظاہر ہے
 کہ اس قسم کی انجمنیں ان جماعتوں پر جس کے واسطے وہ قائم کی گئیں جیسے
 اثر ڈالتی ہیں یا جنہوں نے توہ خود قائم کی ہیں مفید اثر ڈالتی ہیں ان کے
 ذریعے مزدور آدمی کفایت شعاری کے نتائج سے مستفید ہو سکتے ہیں خواہ
 قلیل سرمایہ جمع کر دیں کیونکہ باہمی اعتماد و نہایت اعلیٰ درجہ کی کفایت شعاری
 ہے اور اس سے مشترکہ کارروائی کی قوت کی تشریح ہو جاتی ہے جس سے ہر آدمی
 کے تمام طبقوں میں ایسے عجیب و غریب نتائج پیدا ہو سکتے ہیں بلکہ کچھ گنتے

ہیں مشترک کارروائی تہذیب کا دوسرا نام ہے

بعض لوگ دوستانہ انجمنوں پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ لوگ کاروبار
کلاں خانوں میں انجام پاتا ہے یہ کہ ان میں سے اکثر مئے فروش شروع کرتے
ہیں تاکہ اپنے ممبروں سے چنگی وصول کر سکیں اس وجہ سے جب وہ دونہتوں
کے بعد چندہ جمع کرنے کے واسطے جمع ہوتے ہیں تو ان کو مئے خواری کی مضر
عادت پڑ جاتی ہے۔ اس طرح وہ جتنا جمع کرتے ہیں اتنا ہی اڑا دیتے ہیں۔
بیشک دوستانہ انجمنیں بہت کچھ تمدنی اصول پر مبرور کرتی ہیں، یعنی وہ
ایک ایسا مقام منتخب کرتی ہیں جہاں ہر ایک شخص آئے کلاں خانہ ہر ایک
شخص کا خانہ ہے وہاں نمبر جمع ہو کر گفتگو اور مئے نوشی کر سکتے ہیں غالباً
اگر وہ اس کام کو فرض سمجھ کر کہتے ہیں مرض کی پیش بندی کو فرض سمجھتے
اور ممبروں سے ہفتہ وار چندہ لے تو اس قسم کی متحدہ سوسائٹیاں چل سکتی
اکثر حالتوں میں ایسی سوسائٹی جو کلاں خانے میں جمع ہو بہتر ہوتی۔ کیونکہ
معبورت دیگر سوسائٹی بن ہی نہیں سکتی ۵

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ دنیا کے کاروبار نہایت عمدہ اصولوں پر چل
نہیں سکتے اکثر آدمیوں کو اور بالخصوص جنکا کہ ہم ذکر کر رہے ہیں ان کو یہ دنیا کا
دنیا معلوم ہوتی ہے اور یہ ایسے عام اصولوں پر چلائی جاتی ہے جن پر بخوبی عمل
درآمد ہو سکے۔ اور بعض لوگ مئے نوشی تنہا کو پینے یا ضیافتوں میں صرف
اس مرض سے شریک ہونے کو معیوب خیال کر بیٹھے۔ کہ مرض کی پیش بندی کے
واسطے روپیہ جمع کیا جاوے مگر دنیا کے کاروبار میں اکھڑ ہیں اور ہر ایک اس سے
اور ہم کو اس سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تسلیم کرنا
پڑتا ہے کہ شاید آدمی نیکی کو ہمیشہ نظر رکھتے ہیں بلکہ یہ خیال ہی بہت کمزور ہے

اور اس کی بہت کچھ مدد کرنی پڑتی ہے مگر یہ تجربہ کر کے لوگوں کو گرفت اور سہ خوار کی چاٹ دیکر اپنے اور اپنے مہمسایہ کا فرض ادا کرنے کے لئے جلا یا جاوے مزدوروں کی سوسائٹیز تک بھی محدود نہیں۔ لندن میں کوئی خیریت خانہ یا کوئی اور انجمن ایسی نکل جس میں ہر سال ممبروں کو متوجہ کرنے کے لئے دنیا فینس نہ دیجاوے پھر کیا وجہ ہے کہ ہم غربا کی آٹھ پنس فی سالانہ ضیافت کو تو برا کہیں اور امیروں کی ایک پونڈ کی ضیافت کو اچھا سمجھیں ؟

مسٹر ایکسبروڈسکنہل خاکس نے ۱۸۷۵ء میں نہایت سہی کی کہ وینساریٹ واقعہ بارک شہر میں مزدوروں کے واسطے مرض کی پیش بندی کی انجمن اور پنس سینگ بنگ قائم کر کے ان مقاصد کے ساتھ ایک انجمن قائم کی گئی۔ اور گوپنی بنک میں پوری کامیابی ہوئی۔ اور مرض کی پیش بندی میں بالکل ناکامیابی ہی مسٹر ایکسبروڈسکنہل نے اس ناکامی کی یہ وجوہات بتائی ہیں۔ پہلے دیکھا کہ بعض کی سبوتاہ انجمن مثلاً انجمن احباب قائم ہو چکی تھیں۔ اور ان میں خود حکومتی و غایا فریسیہ بچنے کی باہمی تدبیریں اور عام برادری کے اصول مروج تھے۔ پس ان کے ساتھ کوئی نئی اور آزادانہ انجمن مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یہ ضرورت ان انجمنوں کی نسبت چندہ کی شرح بھی زیادہ رکھنی پڑی اور شاید ہماری ناکامی کا سب سے بڑا باعث یہ تھا۔

چندہ کی کم شرح دوستانہ انجمنوں کی ناکامی کا بڑا باعث ہے۔ البتہ یہ ایک طبعی بات تھی۔ جن کی آمدنی محدود دہتی ہے نہایت قلیل لاگت سے اپنی انجمن کے مقاصد حاصل کریں پس انہوں نے نہایت کم شرح مقرر کی بلکہ بعض حالتوں میں اعتدال سے کم شرح مقرر کی۔ جب تک انجمنوں میں نوجوان اور تندرست آدمی شامل تھے۔ اور مرض کی اوسط کم رہی چندہ کافی

معلوم ہوتا ہے کہ جمع ہوتا گیا۔ بلکہ بعض انجنوں کے ممبر مارے گئے۔ کہ ہماری انجنیں نہایت عمدہ حالت میں ہیں۔ بھائی کے ان میں ٹرنل کے یقینی عنصر موجود تھے۔ کیونکہ جوں جوں ممبروں کی عمر زیادہ ہوتی گئی۔ اُن میں مرض کی اوسط بڑھتی گئی لوگوں کو معلوم ہو گیا۔ کہ دوسرے تمام انجنوں پر پختہ خیالی کا ضرور اثر ہوتا ہے۔ ہمیشہ تیسری بار پوچھتے ہیں کہ انجنوں کا دوا لہ لکل جاتا ہے۔ پس نو جوانوں پورانی انجنوں سے پہلو تھی۔ اعتبار کی اور اپنی انجنیں قائم کرنے لگے۔ اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ باقاعدہ چند گھنٹہ گیا۔ اور پورے ممبروں نے خاص فنڈ کے پورے لینا شروع کیا۔ اور چونکہ وایچی ممبر انجن پر بہت دباؤ ڈالتے تھے۔ آخر فنڈ سب ختم ہو گئے۔ فقہاری کا استدلال بند کر دیا گیا۔ اور سوسائٹی ٹوٹ گئی اصل میں نقصان ان نو جوانوں کو اٹھانا پڑا۔ جو سوسائٹی میں تھا۔ کیونکہ بت سے سالوں تک چندہ ادا کرنے کے بعد جب وہ خود بیمار ہو تو فنڈ ختم ہوئے بہترین دوستانہ انجن بھی یہ بات نہیں جانتی کہ چندہ کی مناسب شرح نہایت ضروری ہے تاکہ انجن اپنی ذمہ داریوں کو پورا کر سکے اور اس کا اعتبار قائم رہے اور دوسروں کو فائدہ پہنچا سکے۔ بعض انجنوں میں یہ نقص ہوتا۔ کہ وہ نہایت کم آمدنی کے ساتھ مد سے زیادہ کارروائی کرنا چاہتی ہیں۔ بھائی کے چندہ کی شرح بہت کم ہوتی ہے۔ ممبروں کو اس کی نسبت سے بہت زیادہ فائدہ پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے جو لوگ پہلے آتے ہیں اُن کو تو ادراول

سے دوسرے انجنوں کے چارٹس کے ساتھ میں بیان کیا کہ اس کا سبب کیا ہے۔ ۲۵۵ سوسائٹیاں ہیں۔ ۲۵۵ ٹوٹ گئیں بہت سی حاصل ہیں کامی کا باعث یہ بیان کیا گیا کہ چندہ کی شرح اور پیش وضع کو بہت کم غراہ ملتی اور نو جوانوں کی تعداد نہیں بڑھتی۔ بعض اوقات انجن اس واسطے توڑ دی جاتی ہیں کہ بہتر فائدہ پاز سرٹوچلنی جاوے اور چندہ کی شرح بڑھا دی جاوے۔

جاتی۔ جو لوگ بیخدا میں آئے بھی۔ ان کو نقدی کا صندوق نظر آتا ہے عموماً چندہ کی شرح بھی نہایت قلیل مقرر کی جاتی ہے اور پھر لطف یہ ہے کہ ممبروں کے انتخاب میں بالکل احتیاط نہیں کیا جاتا۔ جن لوگوں کی محنت سپرانہ سالی سے بہت خراب ہو جاتی ہے ان کو بھی اکثر نوجوان اور تندرست آدمیوں کی شرائط پر داخل کر لیا جاتا ہے کہ صرف شرح و اخلاقی فرق ہوتا ہے نوجوان ممبر بھی جو کم شرح ادا کرتے ہیں زیادہ تو نہاں ہونے کی بجائے بتدریج زیادہ کمزور ہو جاتے اور چند دایم المریض ممبر فائدہ کھاتے رہتے ہیں۔ روپیہ جلدی خرچ ہو جاتا ہے اور انجنین کا دوا دل نقل کر ٹوٹ جاتی ہے کہ ہزار ہا دوستانہ سوسائٹیسوں کی تاریخ ہے جو اپنے وقت میں بہبودی اور فائدہ رسائی میں سعی کرتی ہے مگر محوڑے عرصہ تک قائم رکھ کر ٹوٹ جاتی ہیں اور اکثر ممبروں کو مایوسی ہوتی ہے +

اپنی دونوں اس قسم کی انجنیوں اور بالخصوص مانچسٹر کے اتحادیوں نے اپنی سوسائٹی کی مالی حالت کی اصلاح کی کوشش کی ہے اس اتحاد کے پیارے معزز اراکین کو اپنی انجنین کی مالی پختگی حاصل کرنے کے واسطے اس کے انضباط میں اصلاح کرنی چاہتے ہیں۔ چنانچہ جماعت منتظمین آئندہ کی راہنمائی کے واسطے تمام بہترین سلووات و ریفرنٹ کسٹ کی اجازت دے دی ہے یعنی واقعی تجربے کے بعد کہتے ہی مریض ہو گئے چنانچہ بڑی محنت سے تیار کر کے شائع کیں اسکی اشاعت میں ۳۵۰۰ پونڈ خرچ ہوئے مسٹر ریکلکلب سکریٹری اس کی تمہید بھی بیان کرتے ہیں یہ رقم ان فنڈوں سے نہیں لی گئی۔ جو مرض کے دوران میں مریضوں کی امداد دینے موت کے موقع پر بیمہ کرانے یا بیواؤں اور یتیموں کے خورد و نوش کے واسطے ضروری تھے

بلکہ اشتلا می فنڈوں سے جو عموماً ممبروں سے وصول کی گئیں چونکہ اُن کو ابھی انجمن کی بہبودی اور فلاحیت سے نہایت دلچسپی ہے وہ اس روپیہ کو بے پڑہی سے خرچ نہ کریں گے ۥ

ہماری رائے میں دوستانہ انجمنوں کے میڈروں کو کچھ وقت گزرنے کے بعد تجربہ معلوم ہو جاوے گا کہ انجمنوں کا اصلاح کے لئے کون سے فوائد ضروری ہیں اور کون سے لوگ محتاج امداد ہیں بہترین سوسائٹیاں اور انجمنیں بھی آہستہ آہستہ ترقی کرتی ہیں اور تجربہ ہوتی ہیں جیسے کالمیلیاں اور ناکامیلیاں دونوں شامل مکمل ہوتی ہیں اور پچ پر ہے کہ ان کے استحکام اور تقویت کے واسطے وقت ضروری ہے اور مہنگ لوگوں کو اُن کی عادت نہو جاوے اُن کو تقویت نہیں ہوتی۔ مزدور آدمی مرض میں باہمی امداد کے لئے اگر کوئی بُری سے بُری بھی انجمن قائم کریں جس میں پرائیویٹ یا پبلک خیرات سے مدد لی جاوے وہ نہایت عمدہ اصول پر مبنی ہے اور اس کو ہر طرح سے حوصلہ دلانا چاہیے۔ اس بنا پر بہت عمارت قائم ہو سکتی ہے یہ غور و غما کی کا بہن دینی ہے اور نہایت غریب اور مفلس آدمیوں میں بھی دور بین کفایت شعاری کی عادت پیدا کرتی ہے ۥ

دوستانہ انجمنوں کی کارروائی ان وقت شروع ہوئی جب اُن کی راہنمائی کے لئے کوئی علی شارد عادات نہ تھے۔ اور اگر انہوں نے باہمی امداد کی وجہ سے غلطیاں کی ہیں تو وہ اکیلے نہیں چونکہ اُن کو بہت سی مشکلات پیش آئی ہیں اُن کے تعلق فیصلہ کرنے میں رعایت کرنی چاہیے۔ اگر اُن کو عوامی فیوض دی جائے۔ مگر نہ ہی اور ٹیکنیتی سے قواس کے عمدہ نتائج سرور ہو اُن میں جو تقاضاں صریح عارضی خیال کہنے چاہیے۔ جوں جوں وہ نچتہ چلتی

جائینگے۔ رفع ہوتے جلیقے جیسا بچوں شگفتہ اور سیوہ پختہ ہوتا ہے تو زائد
پتیاں جھڑتی ہیں +

اٹھوان باب

سو انگریز

کائنات کہیں آسمان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک صرف ایک
منظر ہے سو انگریز کچھ مکوں در پور نہ درشن،
غریبوں کی امداد کرنے کا سچا راز یہ ہے کہ اُن کو اپنی اصلاح حال کرنے
میں خود آمادہ کیا جائے (ارپیش پسمند)
"کاہل چوٹی کے پاس جا اس کے طریقوں پر غور کر اور اُن سے
ذہن باوجود کہ اُن کا کوئی راہنما گراں یا حاکم نہیں وہ گرمی
کے کھم میں اپنے واسطے گوشت مٹا کرتے اور غوراک کا ذخیرہ
جمع کرتے تیلو ضرب المثل، +

کہتے ہیں کہ ہر ایک گھر میں ایک نیچر ہوتا ہے یہ نیچر کسی الماری یا صندوق
میں مقفل رہتا اور شان و نامور دیکھائی دیتا صرف گھروالوں کو ہی اُس کی
موجودگی معلوم ہوتی ہے تاہم یہ نیچر بدلتا رہتا ہے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔
یکسی نہ کسی طرح سے ظاہر ہو جاتا ہے اگلے جیلڈ کا قول ہے۔ انکس وہ
بڑا راز ہے جس کو نصف دنیا باقی کی نصف دنیا سے چھپاتی ہے۔ جب کہ نئی
سویا پسند ازمنہ ہو۔ جب مرض کی ہشیدہ کے واسطے روپیہ جمع نہ ہو ورنہ

بڑھاپے کی ضروریات کے واسطے ایک کوڑی نہ ہوتی۔ بڑی دقت ہوتی ہے کہیں نیمہ بہت سی الماریوں میں پوشیدہ پڑا ہے +

کبھی شہم کے ملک میں جو انگلستان کے متضاد ہو جہاں کاروبار حد سے زیادہ تجارت اور بڑے بڑے کاموں کا بیڑا اٹھانے سے رک جاتے ہیں بہت سے کارخانوں کے مالک کمرک اور ضروریہ بیکار ہو جاتے ہیں ان کو اقبال کے زمانہ تک انتظار کرنا پڑتا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ اس اثنا میں وہ گزارہ کس طرح کریں اگر انہوں نے روپیہ جمع نہیں کیا اور کچھ روپیہ پس انداز نہیں کیا۔ تو وہ بالکل نادار اور بے کس رہتے ہیں +

بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ مشترکہ کارخانہ بات روٹی اور مشترکہ بنکوں کا بھی دیوانہ لکل سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ بڑے ہر ایہ داروں کے ساتھ روٹی کے خرید و یا سوت بنانے میں مقابلہ نہ کر سکیں جیسا کہ قحط روٹی کے زمانے میں ہوا تھا۔ صنعت و حرفت کے واسطے جو مشترکہ کمپنیاں قائم ہوئی ہیں۔ غالباً ان کی بنا عمدہ قائم نہیں پس غنتی جماعتوں کو انکو بہت دیر تک قلیہ حاصل نہیں ہو سکتا اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کے واسطے بہترین ترجمہ یہ ہے کہ روپیہ بچائیں مگر ہے کہ ان کو صنعت نہ ہو مگر نقصان کا بھی اندیشہ ہوتا ہے۔ جو کچھ جمع کیا گیا ہے اس کے ماتھے سے چلے جائیگا اندیشہ نہیں وہ تجارت میں صرف کئے گئے تھے کی طرح ہمیر بھیر میں نہیں رہتا بلکہ وہ ہر وقت جمع رہتا ہے اور ہر وقت بڑھتا رہتا ہے اور جب کبھی وقت یا مشکل پیش آئے تو استعمال کیا جاسکتا ہے۔

لے روٹی کے نئے کارخانے جو مشترکہ کارخانے کہتے ہیں فروہ روں کے روپیہ قائم ہوئی ہیں مشترکہ حصہ دار کسی اہم معاملہ میں کثرت ملے سو فیصد کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے پے حل پس کر دیا ہے کہ کام کرنے والوں کو معمولی طریقہ سے ہارت دیا جائے اور وہ صنعت کو تقسیم نہ کریں

مشریعت سوسائٹ میں ہوس اوف منش میں بیان کیا کہ محنتی جیسا محنت
کی آمدنی کا اس کو وٹ ۱۲ لاکھ تھینہ بہت کم ہے۔ اگر ۵ سال کے عرصہ میں اہرست کی
زیادتی کو مد نظر رکھتی جائے تو کہہ سکتے ہیں کہ اُن کی آمدنی کم از کم ہم کہ وٹ پونڈ
ہو گئی ۴

یقیناً اتنی زیادہ کمائی میں سے مزدور لوگ چاہیں لاکھ پونڈ بخوبی بچا
سکتے ہیں۔ بہر کیف وہ اس قدر روپیہ بچا سکتے ہیں کہ اگر اُن کو مناسب طور سے
استعمال کیا جائے اور کفایت شماری سے خرچ کیا جائے تو بہت سے مزدور
کی حالت درست ہو سکتی ہے بلکہ انجینسی سے بہت سے دولت مند بھی ہو سکتے ہیں
ہم پہلے کئی نظریوں سے چلے ہیں کہ بہت سے غریب آدمی روزانہ دستی
سے اپنے کنبوں کے فائدہ کے واسطے بہت سارے روپیہ جمع کرنے دیتے جو پیرائے
سال میں اُن کے کام آیا۔ اس قسم کی مثالیں غیر معمولی اور مستثنا نہیں جو بات
ایک باقاعدہ شخص کہہ سکتا ہے۔ اگر دوسرا بھی ویسی ہی خود اعتمادی اور خود
اعتمادی اور خود عزتی سے متاثر ہو تو وہ بھی کہہ سکتا ہے اُس کو بھی سے خداری
سے پرہیز اور کفایت شماری سے محبت کرنی چاہیے۔ میں شخص کے پاس معمولی
مزدوریات سے زیادہ روپیہ ہوتا ہے۔ وہ اُس کو خرچ کر دینے پر مایل ہوتا ہے
میں کہ ایک عام مزدور اشل ہے کہ روپیہ اُس کی جیب میں سوراخ کر دیتا ہے۔
وہ ہندویش پسند دوستوں کی صحبت میں شریک ہو جاتا ہے بالخصوص اُس کو گھر
رقیقہ خاشیہ (کیونکہ مزدوری علیحدہ علیحدہ کاموں کی ملتی ہے کہ قرار پایا کہ مزدوری۔ ہر ایک شخص کی
اُس کی قابلیت اور اُس کے کام کے لحاظ سے دیکھا و۔ عام آدمی کاتنے واسے سے زہری اور نظام
میں کوئی حصہ دار نہ ہی اُس نے سرمایہ دار کی طرح کفایت شماری اور روزانہ دستی کو مد نظر رکھا۔
پس اُس کو فہم کیوں سے مزدوروں نے ہمیشہ حصہ داروں کے تمام منفعات تقسیم کر لی ۵

میں آسائش نصیب نہیں۔ وہ سنے خانہ میں چلا جاتا ہے کیونکہ وہاں مہائی اور خشک
لوگ اس کو ہر وقت غیر مقدم کہنے کو تیار رہتے ہیں +

اکثر اتفاق ہوتا ہے کہ کام کرنے والے برے دلوں میں بھی حب کام کی
کے بازاری ہو جاتی ہے تو بے روزگار ہو جانے میں ناہروں کے کارخانوں کا دیوا
نکل جاتا ہے اور کارخانوں کے مالک کلرکوں کو خواہ دیکر رخصت کر دیتے ہیں اگر
لوگ باقاعدہ طور پر ابھی تمام تنخواہ اور اجرت کچھ پسینے کے عادی ہیں اور کوئی
چیز پس انداز نہیں کرتے تو ان کی حالت نہایت تراجم انگیز ہوتی ہے اگر انہوں نے
گھریا سوئگرنیک میں کچھ روپیہ پس انداز کر لیا ہے تو بیکاری کے زمانے میں بھوک
نہ مرنے لگی۔ ان کو دوسری دفعہ ملازمت کرنے کی نسبت سسکانے کی حالت
مل جائیگی۔ فرض کرو کہ انہوں نے دس پونڈ پس انداز کئے ہیں ممکن ہے کہ یہ
رستم معلوم ہوتا ہم مصیبت کے زمانہ میں بہت ادا کر سکتی ہے۔ ممکن ہے کہ
یہ آئندہ آزادی کا پروانہ راہداری ثابت ہو +

دس پونڈ میں ضرور ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں جہاں ملازمت
آسانی سے مل سکے۔ جہاں کام کثرت سے ہو نقل مکانی کر سکتا ہے دس پونڈ
وہ کنڈہ یا صوبہ جات متحدہ میں جہاں اس کی محنت کی مانگ ہو سکتا ہے اس
قلیل سرمایہ کے بغیر ممکن ہے کہ وہ اپنے وطن میں پڑا رہے۔ جس طرح کالے پتھر
جی رہتی ہے۔ اگر کسی شخص کی شادی ہو گئی ہے تو وہ دس پونڈ میں اپنے گھر
کو تباہی اور افلاس سے بچا سکتا ہے۔ دس پونڈ کی مدد سے وہ روزگار چلنے
تک بھوک کے بھڑکنے کو اپنے ور وارانہ سے پرے رکھ سکتا ہے۔ ممکن ہے
کہ دس پونڈ سے ماماؤں اور غلامہ عورت کو مصیبت دیکھنی منظور ہو اس قسم
سے وہ اپنی محنت کو سجال کر سکتی ہے اور کوئی مناسب نوکری تلاش کر سکتی

ہیں ورنہ دوسری صورت میں ان کو جو نوکری میگی اُن پر قناعت کر چکے ،
 ہم روپیہ کی اس واسطے قدر نہیں کرتے کہ یہ فی نفسہ قیمتی چیز ہے ۔
 ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ اُن کو بنگلیوں کی طرح زمین میں دفن کر رکھیں مگر ہم یہ بھی
 تسلیم کرنے سے بھی باز نہیں رہ سکتے کہ یہ زندگی میں آسائش نور و
 نوش کے حیا کرنے اور باذیانت آزادی کی کام رکھنے کا ایک ذریعہ ہے پس ہم
 ہر ایک نوجوان مرد اور عورت کو تنبیہ کرتے ہیں کہ اس کو زندگی کے ابتدا میں
 پہل نماز کرنے کا سیکھنا چاہیے۔ یعنی ہر مہفتہ کی کمائی کا ہر ایک حصہ خواہ وہ کتنا
 ہی کم اندوختہ کر رکھنا چاہیے۔ اور ہر ہفتہ یا ہر سال کی کمائی ٹھانڈا دے
 اور ہم یہ نصیحت اس واسطے کرتے ہیں کہ اُس کو مد نظر رکھتے کے لئے اُس کو
 دوسروں کی دست بگدی افلاس یا گدگری سے بچ سیکھے ہم چاہتے ہیں
 کہ ہر جماعت مرد اور عورت اپنی امداد خود کریں۔ یعنی اپنی آمدنی پر بھروسہ کر لیں
 اپنے پس انداز روپیہ سے گزارہ کریں۔ کیونکہ یہ بالکل صحیح قول ہے کہ سبب میں
 ایک پیسہ ہوتا وہ اس دوست سے جو کہ عدالت میں ہو بہتر ہوتا ہے اگر
 ایک پیسہ بھی پس انداز کیا جاوے تو اس وقت سے زندگی کا ایک نیا دور
 شروع ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے بچانے اور اُس کے جمع کر رکھنے سے خواہشاری
 اور دور اندیشی عاقبت مینی اور دانا ئی پائی جاتی ہے ممکن ہے کہ یہ لیندو
 خوشی کا بیج ہو یا آزادی کا آغاز ۔

کو بیٹ کی عادت تھی کہ وہ سوئنگ بینگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا
 تھا۔ کہ وہ کہتا تھا کہ لوگوں کو یہ کہنا کہ اس کے پاس کچھ پس انداز کرنے کے
 واسطے کوئی چیز ہے کہ اُن کی ہنگ کرنا مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ نہایت غریب
 لوگوں نے ہی سوئنگ بینگوں سے بہت غایدہ غایدہ اٹھایا ہے تو یہ نتیجہ نشان

پڑتا ہے کہ وہ غلطی پر تھا۔ جب کہ اس کی ہمت سی رائیں بھی غلط ہیں ہزاروں آدمی ایسے ہیں جن کو غالباً سوئنگر بنکوں کی سہولت کی عدم موجودگی میں ایک پیسہ بھی بچانے کا خیال نہ ہوگا بلکہ وہ پس انداز کرنے کی کوشش کو ہی وہ دنیاں کرتے اور وہ سمجھتے ہیں کہ بنک میں جمع کرانے کی نسبت یہی بہتر ہے کہ تھوڑا سا روپیہ اپنی الماری میں بند رہے مگر اس صورت میں بہت سا روپیہ جمع ہونے سے پیشتر ہی اڑا دینے کا احتمال ہے۔ مگر جب ایک ایسا ذریعہ جیتا ہو گیا جہاں ایک شلنگ کی رستم پر انداز ہو سکے تو درست اس سے بچاوت فائدہ اٹھانے لگے۔

پہلا سوئنگر بنک س پرس سیلابک فیلڈ ٹوٹن ہم کے حلقہ واقعہ ٹڈلی سکٹس میں انیسویں صدی کے انتقام کے قریب قائم کیا۔ اس کا مدعا یہ تھا کہ کہ غریب کو کفایت شعاری کی ترغیب دلائی جاوے اس تجربہ میں یہاں تک کامیابی ہوئی کہ ۱۸۹۹ء میں بینڈن کے پادری جوزف سمٹھ نے اپنے حلقہ کے لوگوں کے موسم گرما کے دوران میں قلیل رقم جمع کرنی شروع کیں جو ان کو بڑے دنوں میں بعد رستم کے ایک سلف کے برابر رقم اپنے پاس سے شامل کر کے واپس ہی گئیں۔ تاکہ ان کو دورانہشی اور عاقبت مینی کی تحریک ہو س لیاک فیلڈ نے سٹرمٹھ کی مثال کی تقریر کی سٹرمٹھ میں اس نے اپنے فیاضی بنک کی تجویز میں توسیع کی کہ بالغ مزدوروں زنانہ عادموں وغیرہ کو شامل کر لیا۔ بسا لیکہ اپنے غریب بچے بھی شامل کئے گئے تھے سٹرمٹھ میں شہر ہاتھ کی لیڈیوں نے بھی ایسا ہی بنک قائم کیا اور اسی زمانہ میں سٹروائٹ برڈ نے پارلیمنٹ کے سامنے ایک قومی ان سٹی ٹیوشن کے قائم کرنے کی تجویز پیش کی جو نیک کے مشابہ ہو اور مزدور لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں مگر اس کی تجویز کا کوئی

نتیجہ خواہ

آخر رچورٹنگ ہنری ڈنڈر شول کے پادری نے اس معجزانہ کی تحریر کی اس
کی تخریب تو سپرنگرنگوں کا طریقہ خاصے طور پر شروع ہو گیا۔ اس کے علاقہ کے
پاسٹہ سے نہایت مفلس تھے۔ ان کی اوسط اجرت آٹھ شینگ ہفتہ وار سے
زیادہ نہ تھی اس ضلع میں کوئی کارخانہ نہ تھا۔ اور باشندوں کے گذارہ کا کوئی
ذریعہ نہ تھا۔ لہذا زمین کی کاشت سے کچھ آمدنی ہوتی۔ اکثر مالکان اراستہ اس
موضع میں مستقل طور پر سکونت پذیر نہ تھے۔ پس یہ جگہ سونگرنگ تھیم کہہ
کے واسطے بہت ہی غیر موزون تھی کیونکہ یہاں کے لوگ ایسے مفلس تھے کہ
محض نان و نفقہ حاصل کرنے اور اپنے بچوں کو تعلیم دینے کے واسطے پسینہ
اور ہڈیاں کھدے دیتے تھے۔ سکاٹ لینڈ کے دہقانوں میں عموماً یہ خوبی ہے کہ ہمیشہ
وہ کچھ نہ کچھ روپیہ بچا کر اپنے بچوں کو تعلیم دلانے میں اور علاقہ کی دوستانہ
انجمن میں بھی قلیل چندہ دے دیتے تھے مگر باوجود اس شکل کے پادری نے
ابھی روحانی تعلیم کی مدد کے طور سے اس تجربہ کی آزمائش سے معصم ارادہ کر لیا
بہت سے آدمی ایسے ہیں جو دینی واعظوں کی عیسیت دلائل کو نہیں سمجھ سکتے
ہیں۔ مگر ایک عمومی بوجہ کا آدمی بھی اس عملی نصیحت کو جس کا اس کے گھرانہ بہو
اور ابھی روزمرہ آسائش اور خود تعلیمی پر اثر ہو بخوبی ذہن نشین کر سکتا ہے
ڈاکٹر ڈنگن جانتا تھا کہ نہایت مفلس گھرانے میں بھی آمدنی کا ایک تسلی معیہ
غیر ضروری اخراجات پر خرچ کر دیا جاتا ہے اُس نے دیکھا کہ بعض کفایت شعار
وہقان گائے موریا باغ کا ایک تسلی بطور سونگرنگ رکھتے ہیں جس سے انکو
کھتن دودھ سے بکے واسطے تھیں گوشت یا باغ کے پھل ملے ہیں اور اس کو
میاں آیا بعض اور دینی مجرم اور نوجوان عورتیں بھی ہیں جن کے واسطے

اسی طرح سے گرما کی کمائی سے جمع کر رکھنے کا کوئی انتظام ہو سکتا ہے۔ اور
 اُن کو قلیل بقاءت کے مواد میں خاصہ سوو مل سکتا ہے۔ اس سے رہبوں کے حلقہ
 میں سونگر بنک کا آغاز ہوا جو ملک انگلستان میں اپنی قسم کی خود بخود چلنے والی پہلی
 ان سٹی ڈپازیشن تھی یہ امر کہ پادری کی رلے غلط نہ تھی۔ پورے پورے طور پر
 ثابت ہو گیا۔ کیونکہ چار سال کے عرصہ میں اس کے سونگر بنک کی فنڈ ایک تہار
 کے قریب ہو گئی۔ اور اگر غریب و مہقان آٹھ شلنگ ہفتہ وار اور مزدور و عورتیں
 اور خادوم اس سے بھی کم کمائی سے کتنی رقم جمع کر سکتی تھیں۔ تو مینا کارگر کا
 کُن اور لوہے کا کام کرنے والے کیا کچھ نہ کر سکیں گے۔ جو سال بھر سچا شلنگ
 ہفتہ وار کماتے رہتے ہیں +

ڈاکٹر ڈنکن نے جو مثال تاجیم کی اُس کی انگلستان اور سکاٹلینڈ میں
 کے قبضوں اور ضلعوں میں تعلیم کی گئی۔ ہر حالت میں ریتوں کے حلقہ کے بنک
 کے نمونہ کو مد نظر رکھا گیا۔ اور یہ اصول اختیار کیا گیا۔ کہ بنک اپنی آمدنی سے
 پہلے اس طرح جو بنک شروع ہوئے وہ غیر اعلیٰ بنک نہ تھے۔ کیونکہ وہ کسی شخص
 کی خیرات اور مصرتی پر منحصر نہ تھے۔ بلکہ اُن کی کامیابی خود روپیہ جمع کرانے
 والوں پر منحصر تھی۔ انہوں نے محنتی جماعتوں کو اپنی زراعت پر بھروسہ کرنے
 اور زندگی کے کاروبار میں دور اندیشی اور کفایت شعاری کو مد نظر رکھنے خود
 تعلیمی اور خود اعتمادی پر فدا ہوتے پیرائے سالی میں اپنی آسائش اور گزارہ کرنے
 کا حوصلہ ملائے۔ یعنی اُن کو یہ ہدایت کی کہ وہ اپنی محنت کے ثمرہ کو اچھی طرح
 سے استعمال کریں اور غیر اعلیٰ ٹیکس کی ٹیل حصہ کی آرزو میں قیمتی وقت
 ضائع نہ کریں +

ان مقاصد سے سونگر بنکوں کا خیال آخرا یک تو می مہودی کا کام

تسیم کیا گیا۔ سٹیشن میں ایک ایکٹ پاس ہوا۔ جس کے ذریعہ بنکوں کی تعداد اور ان کے فائدہ میں وسعت کی گئی۔ بعد ازاں انکو معتبر اور مفید بنانے کے ارادے سے مفید سماج و تجارتیاری کی گئیں۔ مگر باوجودیکہ بنکوں کے قیام سے بہت بڑا فائدہ ہوا ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ معقول تنخواہ پانے والے کاریگر اس قدر بہت سود و فائدہ اٹھاتے ہیں مزدور لوگ ہر سال چالیس کروڑ روپیہ کماتے ہیں مگر جس کا بہت کم حصہ سونگ بنکوں میں جاتا ہے۔ بجا ایک ہر سال اس سے میں رقم ے فائدے میں پیرمتوں کی نظر ہوتی ہے۔

اسے تنخواہ پانے والے مزدور مرد اور عورتیں سونگ بنکوں میں رقم جمع نہیں کرتے۔ بلکہ جن کی آمدنی نسبتاً کم ہے مثلاً مانچسٹر اور سالفورڈ کے سونگ بنکوں میں بے شمار روپیہ جمع کرانے کے واسطے فاسٹی ملازم ہیں۔ دوسرے کلرکوں دوکان داروں دربانوں فلیوں جمائوں اور کان کنوں کا دوسرا نمبر ہے۔ آمدنی کا صرف تیسرا حصہ مزدوروں کاریگروں اور صنایع کو ملتا ہے عموماً تمام صنعتی اضلاع میں یہی حال ہے چند سال ہوئے کہ شہر وڈنڈی میں بے شمار مستورات میں سے جو روپیہ جمع کراتی ہیں کارخانہ میں کام کرنے والی صرف ایک تھی۔ باقی سب نوکرانیاں تھیں۔

ایک اور امر بھی قابل ذکر ہے۔ پس انداز کرنے کی عادت ان کا وڈنڈی میں جہاں زیادہ سے زیادہ اجرت ملتی ہے ایسی مروج نہیں جیسا کہ ان کا وڈنڈی میں ہے جہاں کم از کم اجرت ملتی ہے پوسٹ آفس سونگر بنکوں کے قیام کے زمانہ سے پیشتر وڈنڈی روڈ ٹورسٹ کے باشندوں نے جہاں تمام انگلستان کی نسبت نہایت کم اجرت ملتی ہے لکھا شاعر اور یارک شائر کی نسبت جہاں تمام انگلستان میں جہاں کہ سب سے زیادہ اجرت ملتی ہے آبادی کے لحاظ سے

فی کس زیادہ روپیہ جمع کرایا مثلاً خود بارک شاہ میں صنوت و حرقت کر نیوالے
باشندوں نے ۲۵ شلنگ فی کس سونگ بنک میں جمع کرایا اور کاشت کاروں
نے اس سے تین گنا روپیہ جمع کرایا

عام سپاہیوں کو نہایت کم اہمیت پانے والوں مزدوروں کی نسبت
بہت کم تنخواہ ملتی ہے تاہم وہ سونگ بنکوں میں مزدوروں کی نسبت جگہ شلنگ
سے ہم شلنگ ہفتہ وار تنگ ملتے ہیں زیادہ روپیہ جمع کرتے ہیں سپاہیوں
کی نسبت معمولاً یہ خیال کیا جاتا ہے کیونکہ یہ بالکل نا عاقبت اندیش آدمی ہیں
بلکہ بعض اوقات لاپرواہ اور عیاشی قرار دیا جاتا ہے مگر فوجی سونگ بنکوں کی
روئیدادوں سے اس الزام کی تردید ہوتی ہے کیونکہ اس سے ثابت ہوتا
ہے کہ انگریز سپاہی ویسا ہی صوفی مشرب عمدہ تہمتیت یافتہ قولہ دان
اور کفایت شعار ہیں۔ جیسا کہ وہ شجاع ہیں۔ اکثر آدمی اس امر کو نظر انداز
کر دیتے ہیں کہ سپاہی کو تا بعد از صوفی مشرب اور بادیا منت ہونا چاہیے اگر
وہ مئے خوار ہے تو اس کو سزا ملتی ہے اگر وہ بدویانت ہے تو اس کی تہمیر کر کے
رجمنٹ سے نکال دیا جاتا ہے اس طرح اطاعت کا فرض بڑے پیانے پر سکھایا
جاتا ہے۔ ایسے حکم کی اطاعت یا یوں کہو کہ ایک شتر کہ رہبر کے اشارہ پر منہ
لا روائی کی جاتی ہے یہی سپاہی جو توپوں کی تابلو توڑ باڑھوں کے سلسلے
استقلال سے کوچ کرتے ہوئے پہلے جاتے ہیں بندوقوں کی آتش بازی کی بار
سے بے خوف لڑتے ہیں قلموں کی فصیلوں پر چڑھ جاتے ہیں یا سنگینوں کی
نوک سے اپنا سر دینے مارتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے بڑے جوش میں کیا کسی
زمانہ میں درزی کیفش دوز۔ صنایع۔ قلیادان جگاہ ہے اور وہ حقان سے جو نیم
وہشیوں کی طرح گردن جھکا کر پاؤں کو گھسیٹ کر بڑے بڑے مہتیوں اور باروں

کو چھپی کے بازوؤں کی طرح ہلاتے ہوئے چلتے تھے۔ لیکن اب ان کے قدم مضبوط
جنگ جود کی طرح ہیں وہ مرد کی طرح ایستادہ یعنی وہ فوجی باجہ بستے ہوئے
اس طرح کوچ کرتے ہیں کہ زمین ہل جاتی ہے کہ تربیت اور قواعد کا ایک عجیب
غریب کرشمہ ہے۔ جب اقامت ہند اور شائستہ ہو جاتی ہیں تو وہ تربیت اور
قواعد کے اور طریقے اختیار کر سکتے ہیں۔ قواعد محنت ہو جاتی ہے فتح اور تخت
و تاج کی بجائے طرح طرح پیداوار ہونے لگتی ہے۔ اور پھر محنت نے کون کون
سی فتوحات حاصل کی ہیں۔ اُس نے کیا کیا ہنر دکھائے ہیں اور کیسے کیسے بڑے
بڑے ہنر دکھائے ہیں۔ ہر ایک محنت کار نگہوں کا ایک قواعد دان گر وہ کرتا ہے
یارک شائر اور لشکا شاخ میں جاؤ تم کو قواعد دان اور مشقت کرنے والوں کی
فوجیں کام کرتی ہوئی نظر آئیں گی اور تیار شدہ اشیاء کی مقدار کے لحاظ سے
نتائج حیرت انگیز ہوں گے۔

موثر تربیت اور قواعد پر انسان کی فردی اور تمدنی کامیابی کا حاردا
ہے۔ جو شخص نہایت خود اعتماد ہے وہ ہر وقت قواعد و تربیت کو مد نظر رکھتا ہے
اور قواعد اور تربیت جتنی ہی اسلئے ہو اُس کی حالت اتنی ہی کس ہوگی انسان
کو لازم ہے کہ اپنی فحشات کی تربیت کرے اور اُن کو مٹجے رکھے۔

اُس کو چاہیے کہ مکہ کی فرمانبرداری کسے ورنہ وہ جذبات اور تھریلوں
کا غلام ہو جائیگا۔ مذہبی آدمیوں کی زندگی تربیت اور خود ضبطی کی ایک
عدہ مثال ہے کاروباری آدمی قواعد اور طریقے کا بالکل پابند ہوتا ہے
نہایت مسرت اسے گھر میں ہو سکتی ہے جہاں تربیت نہایت کامل ہو مگر یہ
محسوس بالکل نہ ہو۔ آخر ہم قانون قدرت کی طرح اُس کی فرمانبرداری
کرنے لگتے ہیں۔ بجا ایک ہم کو مضبوطی سے بکڑ لیتی ہے۔ تاہم اُس کو محسوس

نہیں کر سکتے۔ عادت کی طاقت تو اعد کی طاقت کا میقہ ہے

آج کل اس بات کے تشریح کرنے کی ضرورت نہیں کہ سپاہ میں جبراً بھرتی کرنے کا طریقہ مفید ہے کیونکہ اگر لوگ سپاہ میں داخل ہونے پر مجبور کئے جائیں اور وہ فوجی تو اعد اور تربیت سیکھ لیں تو ہمارا ملک مضبوط اور شریک پرہیز کرنے لگیگا۔ اور کفایت شعاری کی زیادہ عادت ہو جائیگی۔

فوجی بینکوں کی صلاح پہلے پہلے ماسٹر و تنخواہ تقسیم کرنے والا رجسٹر فیرفاول نے ۱۹۰۷ء میں دی تھی۔ اور دس سال بعد کرنل اوگلانڈ نے پھر اس سوال کو چھیڑا لیڈوک آف وینگ ٹن کو بھی اس کی طرف توجہ دلائی مگر اُس نے نہ مانا۔ لیڈوک مدوح نے اس مضمون کا ذیل کی یادداشت کی ”مہاں تک میرا خیال ہے کہ کوئی ایسا امر نہیں جو سپاہی کو مضور قیصرہ کی دیگر عایا کی طرح سیونگ بینکوں میں روپیہ جمع کرانے سے مانع ہو اگر کوئی رکاوٹ ہے تو دور کر دینی چاہیے۔ مگر میرے خیال میں کسی اور تجویز اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“

معلوم ہوتا ہے کہ ڈیوک کو یہ خیال آیا کہ ہندوؤں کی تنخواہ میں تخفیف کر دی جائے۔ کیونکہ وہ روپیہ پس انداز کر سکتے ہیں اس کے الفاظ یہ ہیں ”کیا سپاہی کے پاس ضرورت سے زیادہ تنخواہ ہوتی ہے یہ بات ٹھیک ہو تو اُس کی تنخواہ کم کر دینی چاہیے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان کوگوں کی جو پہلے ملازم ہیں تنخواہ کم کی جاوے بلکہ جو بعد میں ملازم ہوں، مگر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ سپاہی کی تنخواہ زیادہ ہے اور تخفیف کی تجویز نا منظور ہوئی۔“

سپاہ کے واسطے سیونگ بینکوں کا مضمون کچھ دیر تک کھٹائی میں

پتہ گیا۔ اگر سرجم ایم گریب اور نارڈ ہوک کی مدد سے آخر ایک تجویز منظور ہوئی
 اور آخر کار ۱۸۴۲ء میں فوجی سینگ بنک قائم ہو گیا۔ نتیجہ بہت اطمینان بخش ثابت
 ہوا ہے۔ اور انگریز سپاہی کے چال چلن عمدگی پر دلالت کرتا ہے۔ چند سال
 ہوئے انگلستان کے دارالعوام میں ایک کانڈیشن کیا گیا۔ جس میں مختلف
 فوجی بنکوں کی جزیات دکھائی گئی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ شاہی توپخانہ
 کی فوج نے ۳۳ ہزار پونڈ سے زیادہ یا بحساب اوسط ۱۶ پونڈ پس انداز کئے
 یہ روپیہ ایک شینگ تین پنس روزانہ تنخواہ اور ایک پنی شراب کے بھرتوں
 سے بچایا گیا تھا۔ سپاہی کی تنخواہ ۹ شینگ ۶ پنس ہفتہ وار ہوتی تھی اور اس
 میں سے زائد کپڑوں کے واسطے کچھ علیحدہ کر لی جاتی تھی۔ شاہی انجینیروں
 نے جو زیادہ تر اعلیٰ درجہ کے کاریگر اور صنایع تھے قریباً ۱۳ ہزار پونڈ پس انداز
 کئے یا پوں کو کہ ہر ایک جمع کرانے والے نے بیس پونڈ جمع کرانے و جمعٹ
 نمبر ۲۶ کے سپاہیوں نے جن کو ایک شینگ روزانہ تنخواہ اور ایک پنی شراب
 کے لئے ملتی تھی۔ چار ہزار پونڈ سے زیادہ روپیہ بچایا۔ اس جمعٹ کے
 دوسو سپاہیوں نے سینگ بنک میں روپیہ جمع کرایا اور ان کی بھرت
 ۱۷ پونڈ فی کس تھی +

مگر ان لوگوں نے بنک میں روپیہ جمع کرنے پر ہی کفایت نہ کی سپاہی
 اپنی قبیل تنخواہ میں سے اپنے غریب رشتہ داروں کو بھی بھیج دیتے ریڈرسترو
 کے سپاہیوں نے ایک سال میں ۲۲ ہزار پونڈ بھیجے ہر ایک منی آرڈر کی اوسط
 ۲۱ شینگ ۴ پنس تھی۔ اور اگر وہ لوگ جن کی تنخواہ سات شینگ سات پنس
 ہفتہ وار ہے اتنا کر سکتے ہیں تو اپنی کاریگر کہ من کی آمدنی دو تین پونڈ ہفتہ وار
 ہے۔ کیا کچھ نہیں کر سکتے +

انگلستان کے سپاہی مالک غیر میں مشکل محاربات میں شریک ہوتے ہیں۔ انہوں نے بھی ویسی ہی عاقبت اندیشی کی۔ جزیرہ ناگرہ کے بند کے دوران میں سپاہیوں اور ملاحوں نے سنی آؤڑ کے ذریعے ۱۱ ہزار پونڈ گڑ اور فوج کے ضروری کاروبار انجام دینے والے شاگرد پیشہ لوگوں نے ۵۵ ہزار پونڈ بیجے۔ سقوطی میں سنی آؤڑ کا طریقہ مروج ہونے سے ایک سال پیشتر سن ٹاننگ نے سپاہیوں کا پس انداز روپیہ اپنی تحویل میں لے لیا۔ اور اُس کو معلوم ہوا کہ سپاہی اپنی آسائش یا تفریح سے روپیہ بچا کر اپنے عزیزوں یا اپنی آئندہ بہبودی کے واسطے پس انداز کرنے پر رضا مند ہیں۔ ہفتے میں وہ ایک روز سپاہیوں کا پس انداز روپیہ جمع کرتی تھی۔ اور انگلستان بھیج دیتی تھی۔ اس طرح اس نے کئی ہزار روپیہ بھیجا جن میں اس کا ایک دوست تھا جس نے اس روپیہ کو سکاٹ لینڈ اور آئر لینڈ کے نہایت بعید مقامات تک تقسیم کر دیا۔ یہ اس بات کی شہادت تھی کہ بیچ عمدہ زمین میں بویا گیا۔ پوسٹ آفس کی پابندی وقت بھی قابل تعریف ہے۔ کیونکہ سوائے ایک قم کے سب روپیہ مناسب وقت پر پہنچ گیا۔

ہندوستان میں کوئی رجمنٹ ایسی نہیں جو انگلستان کو واپس جانے کے وقت کچھ روپیہ پس انداز نہ لے جائے۔ ستمبر میں ہندوستان کے بعد ان مریضوں کے جو ہمارے ہو کر انگلستان چلے گئے تھے۔ میں ہزار بھیجے گئے تھے۔ اُس کے علاوہ آٹھ رجمنٹیں ایسی تھیں جنہوں نے اپنے بیکوں میں ۹۹ ۴۰۴ پونڈ جمع کرائے تھے۔ رجمنٹ نمبر ۸ نے سب زیادہ روپیہ جمع کرایا۔ اُس کی بکٹ ۹۷۱۸ پونڈ تھی رجمنٹ نمبر ۷ جو کھنور پر دھاوا کرنے میں ہیرو لکھ کے تحت تھیں۔ ۶۴۸۰ پونڈ بچائے اور نمبر ۴ کے بہادر سپاہی نے جو انگلش کے زیرِ

کھنڈ پر قابض رہے تھے ۵۲۴۳ پونڈ بچائے۔ نمبر ۸۶ رجسٹر ۱۰ کا پہلا شمارا
اور نمبر ۹ ڈریگن سبکے سب اپنے وطن میں انٹاروپہ لائے جس سے اُن
کی عاقبت اندیشی اور روزیہ کا ثبوت ملتا تھا۔ اور لوگ اُن کو عزت کی
نگاہ سے دیکھتے تھے۔

تاہم نام سپاہی اپنا سب روپیہ فوجی بنکوں میں جمع نہیں کراتے
بالخصوص جب اُن کی ایک معمولی بینک تک رسائی ہو سکتی معلوم ہوا ہے
کہ شاہی فوج کے بعد سپاہی جو لنڈن میں تعینات ہیں وہ اپنا زائد روپیہ
رجسٹری بینک کی بجائے سیننگ بینک میں جمع کراتے ہیں ایک سپاہی سے یہ
پوچھا گیا۔ اُس نے یہ جواب دیا۔ کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ میرا روپیہ پس انداز
کرنے کی غیر سرجمینٹ (دفعہ دار) کو ہو جائے۔ اس کے علاوہ یہ وجہ بھی ہے
کہ سپاہی اپنے رفیقوں کو یہ خبر نہیں کہنا چاہتے۔ کہ ہم روپیہ پس انداز کر رہے
ہیں۔ کیونکہ فضول خرچ سپاہی جب فضول خرچ کاریگر کی طرح اپنا سب
روپیہ خرچ کر سکتا ہے تو اپنے کفایت شعار رفیق سے قرض لینے کو حق
سمجھتا ہے۔

یہی بدگمانی کاریگروں کے معمولی سیونگ بینکوں میں مانع ہوتی
ہے۔ وہ یہ نہیں چاہتے کہ اُن کے ماکلوں کو اُن کے روپیہ بچانے کے
خبر معلوم ہو اُن کا یہ خیال ہوتا کہ اگر اُن کو خبر ہو گئی تو ہماری اجرت میں
تخفیف کر دیئے۔ یارک شاہ میں ایک فردور نے سیونگ بینک سے روپیہ
کمانے کا قصد کیا بینک کا ڈائریکٹر اس کا مالک تھا۔ وہ یہ معلوم کرنے کے
لیے کہ آیا اس کا آقا موجود ہے یا نہیں۔ بار بار بینک کے حوازی کی طرف
جاتا تھا۔ کئی ہفتوں کے انتظار کے بعد ایک دن مالک موجود نہ تھا۔ اور

مزدور نے روپیہ جمع کرادیا۔

بل سٹن کے کان کن کم از کم وہ جو سیونگ بنک میں روپیہ جمع کراتے تھے۔ کسی غیر کے نام جمع کراتے تھے۔ اور اُس کی ایک معقول وجہ ہے کیونکہ کان کنوں کے بعض مالک سونگ بنکوں کے اجراء کے واقعی مخالف تھے۔ اُن کو اندیشہ تھا کہ مزدور اپنے پس انداز روپیہ کو بے روزگاری کے زمانہ میں استعمال کرینگے۔

اُن کو یہ خیال نہ تھا کہ سونگ بنکوں میں روپیہ جمع کرنا مزدوروں کی بہترین استقلال کی ضمانت ہے سٹریک انڈسٹری کارخانہ جات ہتھے میں کی حمایت اس امر سے ظاہر ہوتی ہے کہ اُس کا سرخونہ کوئی مالدار کارگیر شاخہ بنانا ہوتا ہے یا بالکل نہیں ہوتا۔

سٹن کے ایک مجسٹریٹ نے جس کو مزدوروں سے کچھ نفہ نہ تھا۔ ذیل کا واقعہ بیان کیا: اُس کا قول ہے کہ میں نے ایک مزدور کو ترغیب دی کہ سونگ بنک میں روپیہ جمع کرائے وہ نہایت بے دلی سے روپیہ جمع کرانے لگا وہ بنک میں قلیل رقم جمع کرتا تھا۔ گو میں جانتا تھا کہ اس کی آمدنی بہت ہے میں نے اُس کو حوصلہ دلایا کہ روپیہ جمع کراتے رہو بند رتیج وہ زیادہ رقم جمع کرائے لگا اور ۵ سال کے اختتام پر اُس نے نہایت رقم اکٹرا کر زمین کا ایک قطع خرید لیا اور اس پر گھر تعمیر کیا میرے خیال میں اگر میں اُس کو ترغیب نہ دیتا۔ تو وہ اپنا تمام روپیہ ضیافتوں پاکلیوں یا نذر حروں کی انجنوں میں چیدہ دینے سے رائیگاں کر دیتا۔ اب اس شخص کی آنکھیں کھل گئیں اور اُس کی تمدنی حیثیت بڑھ گئی تھی۔ وہ ہماری طرح بیٹا اور عاقبت اندیش ہے اور وہ دوسروں کو اپنی مثال کی تقلید کرنے

پر آمادہ کر چکا ہے

مذہبہ بالا بیان سے ظاہر ہو گیا ہے کہ معقول تنخواہ پاسنے و مے مزدور
اور گارگریروں پر پس انداز کر سکتے ہیں۔ جب وہ کسی چیز کے حاصل کرنے کی
کوشش کریں تو ان کو ضروری روپیہ پالنے میں کوئی وقت پیش نہیں آتی
لہذا شاہر میں ایک شہر سے ۳۰ ہزار پونڈ چندہ ظاہر ہوا کیونکہ وہاں کسی پس
کے شہر کے باشندوں کی مدد کرنا پڑتا ہے۔ جتنوں سے ہڑتال کر دی گئی
جب ہڑتال نہ ہو تو وہ اپنے مستقل اور دائمی آسائش کی خاطر کہیں اتنا
ہی روپیہ پس انداز نہ کریں۔ بہت سے کاریگر پیشتر اس مقصد سے
روپیہ جمع کرانے لگے ہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں وہ سب کر سکتے ہیں
ایک زراعتی ضلع میں ضلعیوں کا ایک بڑا کارخانہ قائم ہوا چونکہ وہاں
بے فائدہ خرچ کی کوئی تحریک نہیں تمام مزدور عادتاً کثافت شعاری
اور انہوں نے دوسو سے پانچ سو پونڈ روپیہ فی کس بچایا +

کارخانوں میں بہت سے مزدور بھی یا وجود بڑے بڑے کنبوں
کے پانچ وں شینگ ہفتہ وار بچا سکتے ہیں اور اسی طرح چند سالوں میں
بہت سی رقم بچا سکتے ہیں تھوڑے عرصہ ہوا کہ ڈاروں کے ایک مزدور نے
بنک سے روپیہ نکلو اگر چندہ سے مکانات بنوائے بہت سے لوگ اس شہر
اور دوسرے شہروں میں بنوا رہے ہیں۔ بعض نے تعمیری انجنیوں
میں چندہ ویکر بنوائے ہیں اور بعض نے بنائے۔ گھر میں روپیہ جمع کر اگر جو
ہیں

ایک مفید پوش اور مغز مزدور تھوڑے سیونڈر میں بنک میں
روپیہ جمع کرتا ہے۔ جب اس کے ۵۰ پونڈ جمع ہو گئے تو اس نے بیان کیا

کہ میں پہلے شراب پیا کرتا تھا۔ اتفاقاً مجھے اپنی بیوی کی ڈیپارٹ بک نذر پڑی۔ مجھے معلوم ہوا کہ اس سٹے قریباً بیس پونڈ جمع کرائے میں ہیں اپنے دل میں سوچنے لگا کہ اس سٹے میں ففٹن روپے جمع کرنا ہوتا ہے تو میری بیوی روپیہ جمع کرا رہی ہے۔ اگر ہم دونوں بیس اندازہ کریں تو پھر کیوں بہت سارے روپیہ جمع نہ ہوں؟ میں سٹے سٹے خوار کی عادت بند کر دی اور اپنے ہمراہیوں میں میری عزت ہونے لگی۔
 ”اُس نے کہا کہ یہ سب کچھ میری بیوی اور سیونڈس بینک کی مفلسی ہے۔“

”جب معقول تنخواہ پانے والے مزدور کچھ روپیہ پس انداز کر لیں اُن کو بتدریج شاق محنت چھوڑ دینی چاہیے اور پھر انہ سالوں میں آرام کرنا چاہیے۔ اُن کو لازم ہے کہ خود اپنے درجہ کی اجرت اختیار نہ کریں۔ ۲۰ سال کے بعد انہ کی جسمانی طاقت جواب دینے لگتی ہے۔ اُس کو چاہیے کہ اس امر تک وہ دوسروں کا دست نگر نہ رہے اور آزادانہ زندگی بسر کرنے کا یہیہ کرے۔ اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں کہ مزدور نے کس مفہم سے روپیہ جمع کیا۔ اور انہوں نے یہ ثابت کرویا ہے کہ اُن کے طبقہ کے تمام لوگ بہت کچھ روپیہ پس انداز کر سکتے ہیں۔“

بینی بینکوں سے نہایت مفلس لوگوں نے بھی بہت کچھ فائدہ حاصل کیا یا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کفایت شعار ہی کے زیادہ واقعہ حیا کرنے سے بہت سارے روپیہ پس انداز ہو سکتا ہے تیس سال گذرے کہ پہلا بینی بینک بطور سیونڈس بینک کے معاون گراؤا گیا۔ جس کی وجہ سے پہلا بینی بینک اس کے متروک کرنے والے کام مقصد یہ تھا

کہ وہ بٹاس آدمی جو ایک شنگ سے کم روپیہ پس انداز کر سکتے ہیں روپیہ جمع کر سکیں۔ کیونکہ سیونگس بینک میں کم از کم ایک شنگ سے جمع کرنا چاہیئے۔ گرینک کے بینک میں ایک سال میں پانچ ہزار روپیہ جمع کرنا چاہیئے۔ پھر لندن مشرقی جانب ایک پادری سسی کو کیڈ نے ایک پینی بینک کھولا اس کے نتائج بھی قابل تعریف رہے ایک سال میں ۴۵۱۳ رقیں جمع کرائی گئیں۔ جمع کرانے والوں کی تعداد ۲۰۰۰ تک محدود کر دی گئی۔ اس بینک میں اس کثرت سے لوگ شامل ہونا چاہتے تھے کہ بہت سے لوگوں کو روپیہ جمع کرانے کے واسطے بہت دیر تک انتظار کرنا پڑتا تھا۔

بٹر کوکٹ نے کہا بعض لوگ کہ ایہ ادا کرنے کے واسطے نو جمع کرتے ہیں۔ بعض کپڑے بنانے کے واسطے بعض اپنے بچوں کو کوئی پیشہ سکھانے کے واسطے غرض بہت سے چھوٹے مقاصد کے واسطے روپیہ جمع کرایا جاتا ہے۔ جب روپیہ اکٹھا کیا جاتا ہے تو میں اپنے مختصر سے واپس دیتا ہوں۔ اس طرح مجھ کو معلوم ہو جاتا ہے کہ جو بہ ملائت یا کسی اور حادثہ کے قبل نہ مل سکتی جاتی ہے۔ مزید براں اور بہت لوگ اس بینک میں روپیہ جمع کراتے رہے۔ مثلاً جن لوگوں کی مزدوری دیا وہ ہے وہ کسی دوسرے بینک میں حسین رستم جمع کرا چکے ہیں تو ہمارے ہاں آتے ہیں جو لوگ پہلے ایک ہی ہفتہ وار سے زیادہ بچھا سکتے تھے اور کوئی نہ کوئی سینی سکے جمع کراتے ہیں۔

اس پادری کے علاقہ کی جتنی تعریف کی جاوے

اتنی ہی کم ہے۔ بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ کسی اور پوری نے اتنا اثر نہیں ڈالا۔ کیونکہ جس لوگوں کی خدمت مسٹر کوکٹ نے کی وہ گرجا سے کوسوں سے بھاگتے تھے۔ لیکن اُس نے ان کو کفایت شعار بننے میں مدد دیکر اور جسمانی حالت کی اصلاح کر کے اُن کے مشہور مذاق کو اعلیٰ کر دیا۔ اور اپنی ایسی مذہبی زندگی کی روح پھونک دی۔ جس سے اُن کی تعداد کثیف بالکل نابالہ تھی +

پھر اس تحریک کو مسٹر چارلس ڈبلیو سائلس پٹر فیڈٹ بینک کمپنی کے خزانچی نے از سر نو شروع کیا اُس نے یہ صلاح کی کہ بینک بنگ بڑے بڑے صنعتی کارخانوں کے ساتھ پیشی بنائے جائیں +

اس کی رائے تھی کہ اگر مزدوروں کو نوجوانی میں کفایت شعاری کی عادت سکھائی جائے۔ تو ان کو عملی طور پر بہت فائدہ ہو سکتا ہے اور سوسائٹی میں سے بہت بہت سانا فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ اگر وہ کتابی علم حاصل کر لیں تو وہ اتنا مفید نہ ہو گا۔ اُس نے جتنا یا کہ مزدور دوسرے کو بے ہمتی سے استعمال کرتے ہیں۔ اور ہمارے زمانہ کی بڑی بڑی عملی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس کا قول ہے کہ اکثر حالتوں میں مزدوروں کی بہت زیادہ اجرت ہوتی ہے اُن کے کہنے اُتنے ہی مفید ہوتے ہیں۔ اور یہی واقعی ناخوش اور دوسروں کو نقصان پہنچانے والے ہوتے ہیں۔ ایسے آدمی غایب اور ترقی کرنے والے علم میں کس طرح دیکھی جاسکتے ہیں۔

لوگوں کی فضول خرچی ظاہر کرنے کے واسطے ذیل کی مثال میان کی "ویسٹ راڈ ٹنگ کے ایک بڑے کارخانہ دار کے بن کے کارخانے ۲۵ سال سے ایک ہفتہ میں چند نہیں ہوئے تھوڑا عرصہ پیشتر اُس کی اجرت کو دیکھا جب اُس کی اجرت کی شرح کی پڑتال کی جو اُس کے مزدوروں کو اب دی جاتی ہے۔ اور اُس کا چند سال کی پیشتر کی اجرت کا مقابلہ کیا تو اُس کو معلوم ہوا کہ کلبوں کی اصلاح ہونے سے اجرت میں ترقی ہو گئی ہے۔ اس کے کاتنے واسے اور بننے والے ۴۸ شلنگ ہفتہ وار کماتے ہیں۔ بہت سی حالتوں میں اُن کے بچے بھی انہی کے خانوں میں جہاں وہ خود ہوتے ہیں کام کرتے ہیں۔ چند حالتوں میں اُن کی بیویاں بھی کام کرتی ہیں۔ اور اکثر کنبے کی آمدنی ایک سو سے ڈیڑھ سو پونڈ تک ہو جاتی ہے۔ اُن میں سے بعض لوگوں کے گھروں میں گیا۔ اور دیاں جا کر دیکھا تو چاروں طرف غلات پائی گئی۔ جس سے دیکھ کر میری طبیعت بہت پریشان ہو گئی۔ کیونکہ آمدنی کے زیادہ ہونے پر نا عاقبت اندیشی میں اضافہ ہو گیا۔ وہ سبزنگدس بنک اور تعمیرات کی کمپن میں شریک نہیں ہوتے۔ وہ اسی کارخانہ میں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی زیادہ اجرت نہیں ہوتی مگر ان کے گھر ہر طرح کی آ-مالیش متیا ہے۔ اور انہوں نے تھوڑی سی رقم پسند از کر لی۔ برانڈ فورڈ میں ایک فیاض کارخانہ

دارنے سیونگ بنک میں چار سو مزدوروں کا حساب
شروع کر دیا وہ ہر ایک کے واسطے حقوق اس روپیہ
جمع کر دیتا تھا۔ مگر نتیجہ حوصلہ دلانے والا ثابت نہ
ہوا۔ تبدیل رتسم بہت جلد نکلوالی جاتی تھی بلکہ بعض
کے حساب کی کتاب میں کوئی رتسم نہ رہ گئی تھی
مسٹر سائیکس نے صلاح دی کہ ہر ایک صنعتی کارخانہ
کے ساتھ سوئڈشس بنک کمپنی مقرر ہو وہ اپنے ممبروں اور
دوسرے لوگوں سے بنک میں جمع کرانے کے واسطے
ہفتہ وار اجلاس کیا کرے۔

اُس نے کہا اگر ہر ایک کارخانے میں ایک کمپنی
اس تجویز پر عمل کرے مزدوروں کی زردی حالت سے
و بچسپی سے اُن کے ساتھ سمجھداری کرے۔ اور خوش
خلقی سے ان کے تالیف و قلوب میں سعی ہو اُن کو نہ صرف
کفایت شعاری اور خود اعتمادی کا سبق دے۔ بلکہ
اُن میں یہ عادتیں پیدا کر دے تو نہایت مسرت بخش
نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ اگر اُن کو بہتر عادات سکھائی جائیں
اور وہ خود اعتمادی پر ثابت قدم ہو جائیں تو اُن کو یقین
ہو جاوے گا۔ کہ ہم اپنی سمجھ اور صفات حسنیٰ سے ہی تبدیلی
ہمسودہ حاصل کر سکتے ہیں۔

اس قابل تعریف نصیحت کا عمدہ اثر یہ ہے کہ یکے بعد
دیگر بہت سے کارخانے اس عمل کی تجویز پر عمل کرنے لگے۔

اور یارک شاہ کے تمام بڑے بڑے صنعتی کارخانوں کے ساتھ تھیمپسڈ می سوئنگ میں بنک قائم ہو گئے۔ بڑے بڑے فیلڈ ہے تاکس براڈ فورڈ میڈر اور یارک کے بنکوں کو بہت کامیابی ہوئی ہے۔ ہے تاکس میں جو نئی بنک قائم ہوا ایک مرکزی بنک اور ساٹھ ہاتھت بنکوں پر مختل تھا اور آٹے سال جمع شدہ رقم کی تعداد کی اوسط ہوتی گئی۔ براڈ فورڈ میڈر اپنی بنک قائم کئے گئے۔ اور جب جمع کرانے والوں کو چھوٹے بنکوں میں جمع کرانے کی عادت ہو گئی۔ تو وہ معمولی سیونگس بنکوں میں کل روپیہ لے گئے۔

گلاسکو اور قرب وجوار میں ۶۴۴ اپنی بنک قائم کئے گئے کمیٹی کی رپورٹ میں بیان کیا گیا کہ ان بنکوں کی مدد سے وہ اندھا دھند اسراف کیا جائیگا۔ جو لوگوں نے بنکرہ ایک عادت اور ناقابل اندیشی سے اور جس کی وجہ سے وہ چھوٹی رقمیں اڑا دیتے ہیں۔ اس کمیٹی نے یہ ترغیب دی کہ سیونگ بنکوں کو زیادہ مفید بنانے کے واسطے اپنی بنک بڑھا دیے جائیں۔ فارن صم میں ایک اپنی بنک قائم ہوا۔ کہتے ہیں کہ چند سال کے عرصہ میں اس کی مدد سے سیونگ بنک میں ایک سو پچاس لاکھ آدمی باقائے روپیہ جمع کرانے لگے۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ سال میں کل تعداد کا دو سلف نکلا دیا جاتا ہے۔ اس سے صاف صاف پایا جاتا ہے کہ

کہ لوگ اپنی بنکوں میں تسلیں رستم جمع کراتے ہیں اور
پھر کسی خاص جگہ میں ضرورت پڑنے پر مثلاً کرایہ کپڑے
گھر کا اسباب خریدنے یا ڈاکٹر کی فیس ادا کرنے کے لئے
نکلوا لیتے ہیں +

اس طرح اپنی بنک کی نسبت بڑے زور سے کہہ
سکتے ہیں کہ یہ غریب کے لئے بنا ہوا ہے۔ اکثر + منیس سے زیادہ
رستیں نہیں جمع کرائی جاتیں۔ اور تمام رقموں کی اوسط
ایک شنگ سے نہیں بڑھتی +

جمع کرائے والے نہایت مفلس مزدور آدمی ہوتے
ہیں اور ان میں سے اکثر ایسے معلوم ہوتے ہیں
جن کو اپنی کمائی کا تھوڑا سا حصہ بھی پس انداز کرنے
کی عادت نہیں ہوتی۔ ڈربے کا پارہی مسٹر کلارک بگولہ
کی توسیع میں سرگرمی سے حصہ لیتا تھا۔ اُس نے بیان
کیا ہے کہ اس مقدار کا حصہ جو ڈربے اپنی بنک میں جمع
ہوتی رہتی۔ تانے کے رکتے میں ہوتا تھا۔ اور باقی ماندہ مقدار
میں بشمار ۳۰ اپنی اور ہم اپنی کے رکتے ہوتے تھے +

پس اعلان ہے کہ اپنی بنک میں تسلیں آمدنی والے
شخص روپیہ جمع کراتے ہیں۔ جو زیادہ اجرت پانے والے
کارروائی گروں کی نسبت پس انداز کرنے کی کم استطاعت
رکتے ہیں اور اگر وہ اپنی جیبوں میں روپیہ رکھیں تو اکثر مالوں میں
وہ بے حواری میں اڑا دینگے۔ یہی وجہ ہے کہ جب روپیہ میں کمی

جاری کیا گیا۔ اور سال کے اختتام پر جمع شدہ رمتوں کی میٹران کی گئی۔ ایک اب کاری کے مہتمم نے کہا اچھی بھٹہ قسم بہر کے۔ ۳ ہزار پنٹ کو غلام کر رہے ہیں جو انہوں نے نہیں پی۔ یارک شائر کے پنی بنک میں ایک بوڑھا گرجا کی خیرات لے کر جمع کرادیا کرتا تھا۔ تھوڑے دنوں میں اس قدر رستم جمع کر لی جو کوٹ خریدنے کے واسطے کافی تھی۔ بعض لوگ گھڑی یا باب یاریل کے ذریعے سیر کرنے کے واسطے کافی روپیہ پس انداز کر سکتے ہیں۔

مگر پنی بنک کے بڑے معاون لڑکے ہوتے ہیں اور اُن کی ہونہاری کا یہ ایک عمدہ ثبوت ہے۔ کیونکہ آدمی لڑکوں میں سے ہی بنتے ہیں۔ پڑوسیوں میں جب لڑکے کارخانوں سے نکلتے ہیں۔ تو جوق در جوق پنی بنکوں میں جاتے تھے۔ وہ ایک دوسرے کی مثال اور ریس بیٹے روپیہ جمع کراتے تھے۔ بعض اوزاروں کا صندوق بعض گلیاں بعض گرامر یا ڈکشنری خریدنے کے واسطے روپیہ جمع کراتے ہیں۔

ایک روز شام کے وقت ایک لڑکا ایک پونڈ شنگ کی رستم نکوانے آیا۔ پنی بنک کے قواعد میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص بیس شنگ سے زیادہ رستم نکلو الے تو اس کو ایک ہفتہ پیشتر نوٹس دینا چاہیے۔ غراپنی نے رستم ادا کرنے میں تامل کیا اس پر لڑکا بولا اچھی وجہ یہ

ہے کہ میری والدہ مکان کا کرایہ ادا نہیں کر سکتی۔ اور چونکہ میرے پاس روپیہ موجود ہے۔ میں ادا کرنا چاہتا ہوں۔ ایک اور لڑکا بیس پونڈ دیکر اپنے بھائی کو فوج سے واپس لایا وہ کہنے لگا والدہ ایسی بے قرار ہو رہی ہے اگر اس کو آزاد نہ کراؤں تو اس کا شیشہ دل ٹوٹ جائیگا۔ اور میں کبھی گوارا نہیں کر سکتا۔ اس طرح یہ ان سٹی ٹیوشن میں کئی طرح سے مدد اور طاقت دیتی ہیں یہ نوجوانوں کو قرض سے بچاتی اور اپنے تمام اخراجات کی ایسنداری سے ادا کرنے کی تحریک دیتی ہیں۔ اس کے علاوہ وہ خاندانی تکلیف اور ضرورت کے موقف پر نفاذی اور مہربانی کرنے کے وسائل مہیا کر دیتی ہیں۔

یہ ایک قابل ذکر امر ہے کہ مدرت سے غربا کے ساتھ طالب علموں کو عمدہ عادات سے کھانے کے واسطے بن کی ان کو نہایت ضرور ہے۔ پینی بینک قائم کئے گئے ہیں مدرت سے غربا میں ایک سال طالب علموں نے ۸۸۸ پونڈ بچائے یہ میزان اعظم، ۲۵۶۳ رقموں پر مشتمل تھی۔ جب مدرت سے غربا کے مفلس لڑکے اترتا روپیہ جمع کرا سکتے ہیں تو انگلستان اعلیٰ اجرت پانے والے کاری گرا اور صنایع کیا کچھ نہ کر سکیں گے۔

مگر پینی بینکوں کے چلانے کے متعلق ایک اور نسیاں امر یہ ہے کہ لوگوں میں عاقبت اندیشی کی عادت کو فروغ ہوتا ہے۔ اور جب لڑکے اور

لڑکیاں روپیہ جمع کرائے لگتی ہیں۔ تو والدین بھی ان کی تقلید کرتے ہیں جب کوئی لڑکا ہفتوں تک اپنی قبیل رزم جمع کراتا رہتا ہے۔ اور اپنے پاس بک گھر لیمانا ہے تو گھر والے اس کو توجہ سے دیکھتے ہیں تو ان کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بنیاں باقاعدہ طور پر روج کی جاتی ہیں اور ساتھ ہی تاریخ دیجاتی ہے پس شدہ رزم بیکار نہیں پڑی رہتی بلکہ اس کا $\frac{1}{2}$ فیصدی فی سال پر سود ملتا ہے۔ ”نطفہ یہ کہ وہ روپیہ کسی وقت واپس لیا جاسکتا ہے۔ اگر بی شلنگ سو کم رقم ہو تو بغیر نوٹس کے اگر بی شلنگ سو زیادہ ہو تو ہفتہ کا نوٹس دیکر دیجاتی ہے یہ کتاب بذات خود ایک چھوٹی سی تاریخ ہوتی ہے اور لڑکے بھائی بہن اور والدین اس کو دلچسپی سے دیکھتے ہیں۔“

والدین اپنے لڑکے کو نیک اور شائستہ کہتے ہیں اگر والد بھدر آدمی ہے تو اس کو طبعی خیال ہوتا ہے کہ میرا لڑکا ایسی قابل تعریف باتیں کر سکتا ہے تو میں خود بھی کر سکتا ہوں۔ چنانچہ پیچھے کی شب کو جب لڑکا اپنی بنک دیتے ہیں جمع کرائے جاتا ہے تو باپ اکثر ایک شلنگ بھیج دیتا ہے۔“

اس طرح ایک عہدہ عادت کا آغاز ہو جاتا ہے اور اگر اس پر تابعدار رہیں تو قدرے عرصے کے بعد تمام کنبے کی حالت پر عہدہ اثر پڑ گیا ماں دیکھتی ہے کہ اس کے لڑکے کی عہدہ عادت کا گھر والوں کی خوشی پر مسرور ہو رہا ہے اور جب مناسب وقت جب چھوٹے لڑکے بڑے ہو جاتے ہیں اور روپیہ کمانا شروع کر دیتے ہیں تو وہ انکو بڑے لڑکے کی مثال کی تقلید کا حوصلہ دلاتی ہے وہ خود ان کو ہفتے سے پکڑ کر اپنی بنک میں لے جاتی ہے اور ان کو اپنا پس انداز روپیہ جمع کرائے کی عادت دلاتی ہے ایسے معاملات کی نسبت سروں کے مورتوں کا زیادہ اثر پڑتا ہے اور اگر وہ اثر ڈالنا چاہتے تو ان کے منہ نہایت نیا وہ دیر

پاہوتے ہیں ایک روز شام کے وقت ایک مزدور اور توانا کار گیر براڈ فورڈ سے
سیڈنگ بنک میں کام کرنے کے کپڑے پہنے ہوئے بعد اپنے تین بچوں کے آیا۔
ایک نیم اُس نے گود میں لیا ہوا تھا۔ اُس نے میز پر ڈیپارٹمبک رکھ دی اور
شنگ جوتیوں لڑکوں کے نام پر، ساوی مشین پر جمع کر لئے جانے لگے۔ پہلے
ان لڑکوں کی ماں جمع کر لئے آیا کرتی تھی۔ اُس نے اپنے گود سے بچے کو لگے
لگایا، فوس اُن کی والدہ فوت ہو گئی تھی۔ مگر اب جہاں تک ہوسکتا ہے
اُن کی بہتری کی کوشش کر رہا تھا اور وہ اپنے بچوں کو وہی عمدہ سبق دیتا
رہا۔ جو اُس کی بیوی نے دینا شروع کیا تھا۔ وہ اُن کو ہر دفعہ اپنے ساتھ لے آتا
ہے کہ انچوائیل رقم کو جمع ہوتا دیکھ لیں۔

ایک انگریزی ضربا مثل ہے کہ جو شخص سرسبز ہونا چاہتا ہے پہلے اُس کو اپنی
بیوی سے مشورہ لینا چاہیے۔ کیسکی عورت کو اپنے خاندان کی فادہ خالی دیکھ کر
خوشی نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ اس کی مدد کرنی چاہیے ورنہ وہ ہمدرد و مہربانی
اور باہمی مدد فائلی خوشی اور اطمینان کے واسطے مزدوروں کی حالت میں
اور غیر تمام دوسرے شخصوں کی حالت میں جو کمزوری و مہربانی اٹھاتے ہیں
عورتیں وہ اخلاقی کرہ ہیں جس میں ہم سمجارت، طفولیت، نشوونما پاتے ہیں اور
ہم بچہ سال ہو جاتے ہیں۔ تو پھر بھی وہ ہماری زندگی پر بہت کچھ اثر ڈال سکتی
ہیں۔ بہ نسبت ماما کہ مرنے والے ہیں۔ تاہم یہی بہت کم عورتیں ہی ہوں گی جو بتاتی ہیں
کہ کس طرف مانگنا چاہیے۔ شوکانوں بالکل درست ہو سکتے ہیں۔ وہ ہمیشہ وہی رہیں گے
جیسے اُن کو عورتیں بنا چکی ہیں۔

میرزا محمد ہوا مشر سانبہر ایک مشورہ کی گارنٹی میں بیٹھا ہوا ہے
سے نکال کر کہہ کر رہا تھا۔ اٹھاتا ایک مفید پوش کٹائی سے آلات ہو گی جو

تقطیلوں میں اپنی والدہ سے ملنے جا رہا تھا۔ مسٹر سائیکس نے کہا میں خوش ہوں کہ ایک مزدور اتنا حاصل ملے کہ اسے اپنی والدہ کو ملنے جا رہا ہے۔ اس آدمی نے جو بڑا سداں اور میں خوش ہوں کہ میرے پاس سفر خرچ موجود ہے۔ مسٹر سائیکس نے پوچھا کہ تمہارے کارخانہ میں اور بھی بہت سے آدمی روپیہ جمع کراتے ہیں۔ کاریگر نے کہا نہیں، شاید سوئیں آدمی روپیہ جمع کراتے ہیں باقی جو روپیہ کماتے ہیں وہ سیونگ بنک میں نہیں جمع کراتے۔ بلکہ برتنوں کی تجارت کرتے ہیں یا مسٹر سائیکس نے کہا تم کب سوئیں انداز کرنے لگے ہو؟ کاریگر نے ہاتھ اٹھا کر کہا کہ ابھی میں اتنا بڑا رہنے چھوٹا رہا تھا، یہی تھا، پہلے سے میں بنک میں روپیہ جمع کرایا اور اُس کے بعد ہمیشہ جمع کراتا رہا ہوں +

ابتدائی مشق اور مثال کے عمدہ اثر میں کوئی کلام نہیں، ہم کو یہ دیکھ کر ہی خوشی ہوئی ہے کہ کفایت شعاری اب پبلک سکولوں میں سکھائی جاتی ہے۔ جنٹل کونٹی کے غریب خانے ہیں ریڈنڈ مسٹر کرانڈے غریب لڑکوں اور لڑکیوں کو کفایت شعاری کی تعلیم دینے میں بہت کوشش کی رہا کہنا ہے کہ تمام ابتدائی سکولوں میں سیونگر بنکوں کی نسبت اپنی بنک تعلیم کے جائیں، اُس کی یہ رائے محض معلوم ہوتی ہے کہ اگر نوخیز نسل کو روپیہ اُس کی مالیت قیمت اور فوائد نیز روپیہ دینے اور خرچ کرنے اور بچانے کے فرض پر سادہ سبق دیئے جائیں تو اُن کا بہت مفید اور وسیع اثر ہو گا +

بلجم کے قومی سکولوں میں لڑکوں کو قریباً آٹھ سال کفایت شعاری کی مشق کرائی جاتی ہے۔ گھنٹے کے حکام اسکول کی رائے ہے کہ مزدوروں کی اخلاقی اور مادی بہبودی پر پس انداز کرنا عمدہ اور پورا اُن کا یقین ہے کہ کفایت شعاری اُن کے دل میں ذہن نشین کرنے کا عمدہ ذریعہ ہے کہ بچوں کو یہ عادت سکھائی

جاوے اور اس کی مشق کرائی جاوے۔

بڑی عمر کے آدمیوں کو کسی نئی چیز کا سکھانا مشکل ہوتا ہے بالخصوص
فصلوں خرچوں کو کفایت شعاری کا سبق دینا بہت دشوار ہے کیونکہ وہ سب
بود و باش کا طریقہ مقرر کر چکے ہوتے ہیں۔ اُن میں اسراف کی عادت ویر پا بلکہ
موروثی ہو جاتی ہے مرد تو کلال خلعے میں جاتے ہیں اور عورتیں عمدہ لباس پر
روپیہ اڑا دیتی ہیں وہ جتنا کماتے ہیں وہ سب خرچ کر دیتے ہیں اور جو بچا سب کھا
لیا۔ اور بربان کو کوئی مصیبت پیش آتی ہے تو اُن کو بھیک مانگنے میں کوئی عار نہیں
ہوتی۔ کیونکہ ان کو ذاتی عزت کا کچھ پاس نہیں ہوتا۔ مگر بچوں کی حالت اس سے بالکل
مختلف ہے۔ اُن کو اُس سے کوئی نیک یا بضر عادت نہیں ہوتی۔ اُس کو بیبا سکھایا
جائے گا و بیبا ہی کرینگے۔ جس طرح اُن کو حساب سکھا سکتے ہیں ویسا ہی کفایت
شعاری بھی سکھا سکتے ہیں بہر کیف ایک ہوشیار روستا داس کے دل میں کفایت
شعاری کی عادت پیدا کر سکتا ہے وقتاً فوقتاً ہر بچہ کے پاس چند نہیں ہوتے ہیں
ماسٹر ان کو یہ تربیت دے سکتا ہے کہ اپنے پس پس انداز کو تاکہ کسی عمدہ مقصد
میں کام آئیں۔ گھنٹ میں ہر ایک سکول میں ایک سیونگرس بنک جاری کیا گیا ہے
اور بچے اپنی پنیاں وہاں جمع کرتے ہیں اس قسم کے بنک خیراتی نیز دوسرے
سکول میں جہاں فیس لیجاتی ہے جاری کئے گئے ہیں کیونکہ غریب اور امیر مرد و
زن سب کو اُن کی کفایت شعاری کی عادت مفید ہوتی ہے۔ کفایت شعاری کی
تعلیم کے نتائج بہت قابل اطمینان ہوتے ہیں گھنٹے سے سکولوں کے بچوں نے ۸۸

لے گھنٹ میں ایک سارہ نتائج کیا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کنیت شعاری کی بہت
ترقی ہو گئی۔ نہ جوان لڑکیاں اپنی جیب خرچ سے روٹی یا کتان خریدتی ہیں اور فرصت کے وقت
میں وہ کپڑے بناتی ہیں۔ ہمدان خرائیتی سکولوں میں قمیص جرابیں کپڑے رومال اور کپڑے

کے مشرقی حصہ میں عزت چار سیونگرس بنک تھے برطانیہ کھان کی پندہ کلارنٹیوں میں ایک سیونگرس بنک بھی تھا تقریباً تیس لاکھ باشندوں کے واسطے صرف ۶ سو سیونگرس بنک تھے۔

ہفتہ میں دو یا تین گھنٹہ میں کھلے رہتے تھے بعض جہینے میں صرف چار گھنٹہ کھلے رہتے تھے۔ اگر کوئی مزدور روپیہ ہی پانا پاتا تھا۔ تو وہ اپنے خالتو شنائی کو کئی روز تک جیب میں لئے پھرتا تھا۔ اپنے روپیہ کو محفوظ رکھنے کے لئے اُس کو پس انداز کرنے کی عادت سیکھنی ضروری تھی۔ حالانکہ سیونگرس بنکوں کے قائم کر کے کلیہ مدعا نظر تھا کہ اس عادت کی تعلیم اور ترتیب دی جائے۔

ڈاکٹر گوٹھری نے مدارس غریبہ کے متعلق اپنی کتاب مطبوعہ ۱۹۱۷ء میں بیان کیا ہے۔ ”ہمارے صنعت اور حرفت کرنے والے نو جوان کی کیا حالت ہوگی جو ان کے چاروں طرف کھال خانے اور شراب کی دکانیں ہوتی ہیں اور ان کو سٹے خور کی خواہ مخواہ رغبت ہوتی ہے بعض ایسے ہیں جن کو سیونگرس بنکوں کا نام تک بھی نہیں آتا۔ ہر ایک بازار میں صرف روپیہ اڑاتے نظر آتے ہیں ہمارے بعض شہروں میں شراب خوری سے سب بچ کر سکتا ہے کیونکہ خورے سے فاصلہ میں شراب کی نصف درجن لگاتیں نظر آتی ہیں۔ یہ جن رات ہر وقت کھلی رہتی ہیں رات کے وقت خانہ جگمگاتے ہیں سینچا اور اتوار کو جگمگاتا لگا رہتا ہے لوگ شراب پیتے ہیں اور خوشی مناتے ہیں اگر کوئی کفایت شعاری کرنا چاہے تو اُس کو سیونگرس بنک پہنچنے تک ایک میل کا فاصلہ ملے کرنا پڑتا ہے اور طرہ یہ کہ سیونگرس بنک ہفتے میں ایک یا دو دفعہ کھلتا ہے۔“

غریب کے ہمدردوں نے طرح طرح کی تدبیریں تجویزیں کر کے صلاح دی کہ ملک پھر بھی سیونگرس بنکوں کے طریقہ کو وسعت دی جائے۔ مثلاً وہیں مسٹر وائیٹ

نے پارلیمنٹ نے اس عرض سے ایک سو دو ہزار روپے پیش کیا کہ لندن میں قریب ۱۲۵۰ روپے جمع کرانے کے واسطے ایک ہفتہ قیام کیا جائے۔ اگر ہر پنجات سے کوئی شخص جمع کرانا چاہے تو مختلف اصلاح کے پوسٹ ماسٹر روپیہ بھیجیں اس سو دو ہزار میں ایک قومی انجمن ہیمہ کے قیام کی تجویز بھی پیش کی گئی تاکہ ہر روز لوگ دو سو پونڈ تک ہیمہ کرا سکیں اور ۲۰ پونڈ تک سالانہ چندہ دیا کریں ماسٹر ویٹ بڑا کابل ستر کیا گیا۔ اور اس کی صلاحات پر عمل نہ ہوا سرروانڈ مہنہ کی کوششوں سے پوسٹ اونس کے طریقہ کو ترقی دی اور اطراف قطع میں اس کا مفید اثر محسوس ہونے لگا۔ پھر یہ صلاح دی گئی کہ ۱۸۵۲ میں جو مینی آرڈر قیام ہوئے ہیں۔ بیسہ روپیہ جمع کرانا اور دو سال کرنے کا انتظام کر دیا۔

پروفیسرین روک نے اسی مضمون پر ۱۸۵۲ میں ایک سالہ شائع کیا نومبر ۱۸۵۶ میں سٹر جان ویلکس مشہور دیکن نے جو پیٹ نے مینی بنک کے اجراء کے مضمون میں عجز کرتا رہا۔ پوسٹ اونس کے حکام کو صلاح دی کہیں اور ڈر کے دفاتروں سے سیونڈ ٹرنس بنکوں کا کام لیا جاوے مگر اس وقت اس کے مشورہ کی کسی نے تائید نہ کی اور اس کا کوئی نتیجہ مرتب نہ ہوا دیگر جٹلمینوں نے سٹر ہیوچ سٹرایم کو روٹیل کپتان سٹریٹ سٹریٹ سے بھی وغیرہ نے اسی قسم کے مشورے دیئے۔

مگر جب تک پڑس فیلڈ کے سٹر سائکس نے اس مصلح کی تائید نہ کی یہ مختلف صلاحیں، معرض عرض نہ آئیں صلاحیں ہمیشہ مفید ہوتیں وہ غرض عرض کی عادت ڈالتی ہیں۔ قیمتی صلاحیں ضائع نہیں ہوتی ہیں بلکہ وہ آخر کار خور بخور معرض عرض میں آ جاتی ہیں۔ اکثر ایسا دیں صلاح و مشورہ کا نتیجہ ہیں۔ کوئی شخص کسی صلاح کو معرض عمل میں لانے کی کوشش کرتا ہے۔ پہلے پہل ناکامیاں بھی ہوتی ہیں مگر زیادہ علم زیادہ تجربے اور زیادہ استقلال کے ساتھ آخر بخیر سے

کامیابی ہوتی ہے +

پرستہ آفس سینگلز بنکوں کو رول میں ٹاسٹ ہڈ اور دیگر مہیا رنڈر آفٹا
کے مشیاء شہر رول سے کامیابی ہوئی۔ بعد ازاں سو من رہنری ہوسے جس نے
وہ پیہ پیہ کے واسطے برانچ پوسٹ آفس قائم کرانیکے این مشورول اور تجویزول
کو قابل بنایا۔ پھر سٹر سائیکس نے اسی مضمون کو لیا۔ اس نے ۱۹۵۵ء میں عملی
طور پر اس میں سرگرمی دکھانی شروع کی وہ استقلال سے کام کرتا رہا۔ وانگلیٹ
کے کئی چانتدوں کو اس کی طرف توجہ دلاتا رہا +

آخر سٹر بلڈ سٹون نے ۱۹۵۸ء میں پوسٹ آفس سینگلز بنک قائم کیے
کا ایک مسودہ پیش کیا اور پارلیمنٹ سے منظور کر لیا +

سٹر سائیکس کو ڈاک خانے کے صیفہ منی آرڈر سے یہ خیال پیدا ہوا تھا۔ کہ پو
آفس میں سینگلز بنک قائم ہو سکتا ہے بہت سے اور مشاہدہ کہنے والوں کو بھی
یہی خیال ہوا تھا۔ جب کسی شہر کے لوکل انکپٹروں کو معلوم ہو جاتا تھا کہ ہفتہ میں
پانچ منی آرڈر روانہ ہوتے ہیں +

نواسر شہر کے پوسٹ آفس میں منی آرڈر وودقت میں بتا دیا جاتا تھا۔
تجینا کسی کو معلوم ہوا کہ انگلستان میں بحساب اوسط تین میل کے فاصلہ پر ایسے آفس
موجود ہوں یہ آفس ہر روز کھلے رہتے تھے۔ جو شخص آتا تھا وہ پیہ رواںہ کر دیتا تھا
اور اس کو ایک سال جمع کر وہ رقم کے واسطے بھی مل جاتا تھا۔ دفنروں میں روپیہ
جمع رہتا تھا۔ جب کوئی بوجی دکھاتا تھا۔ تو اس کو روپیہ مل جاتا تھا۔ غرض ہم
کہہ سکتے ہیں کہ پوسٹ آفس ترسیل زر کا ایک بنک تھا۔ یہاں چوبیس گھنٹوں
ہفتوں یا مہینوں تک روپیہ جمع رہتا تھا۔ جب پوسٹ آفس کو یہ اجازت مل گئی
کہ ہفت سے لوگوں کا روپیہ جمع کر سکے۔ تھوڑی میعاد میں وسعت کر دی گئی اور سولی

سود دینے کی اجازت ہو گئی تو یہ تمام مقامہ اور اغراض کے لئے قومی بینک ہو گیا۔
 پوسٹ آفس سینگرس بینک ایکٹ کے نتیجے بہت اطمینان بخش ثابت
 ہوئے ہیں۔ سٹی آرڈر کے دفتر کو بہت وسعت دی گئی ہے اب وہ چار ہزار
 کے قریب عیس بنکوں کے قیام کے زمانہ سے روپیہ پس انداز کرنے کی دگنی سہولت
 ہو گئی ہے۔ فلیغ لنڈن میں چار سو ساٹھ بینک ہیں چنانچہ پانہ تخت کے نہایت آباد
 حصوں میں بھی چند سو گز کے فاصلے پر کوئی نہ کوئی سینگرس بینک ملتا ہے۔
 میں جمع کرانے والوں کی تعداد ۱۵۰۰۰۰ سے زیادہ تھی۔ روپیہ جمع شدہ کی
 تعداد ۲۱۰۰۰۰۰ پونڈ نقد تھی۔ پھر لطف یہ ہے کہ اصلی سینگرس بنکوں میں بھی
 اتنا ہی روپیہ جمع ہوا۔ جتنا کہ پہلے ہوا۔

پورٹ آفس سینگرس بنکوں کے کئی قاعدے ہیں جو ہر ایک معلوم ہونے
 چاہئیں۔ یہ بینک باج بایں ہوتے ہیں اور جمع کے ۹ بجے سے شام کے ۶ بجے تک اور پھر
 کورات کے ۹ بجے تک کھلے رہتے ہیں لوگ ایک یا زیادہ شٹنگ جمع کر سکتے ہیں
 بشرطیکہ ایک سال میں ۳۳ پونڈ سے زیادہ جمع نہ کر کے جائیں۔ ڈاکانہ کے عہد
 وار وہ کتاب دے دیتے ہیں۔ میں میں عیدہ عیدہ اندراج ہوتے ہیں اس کتاب
 میں پوسٹ آفس کے سینگرس بنکوں کے قواعد بھی جمع ہوتے ہیں سود کی
 شرح فی صدی فی سال ۲ پونڈ ۱۰ شٹنگ ملتی ہے۔

اب نہایت ضروری بات حفاظت ہے گورنمنٹ تمام ادارہ و رقم کی
 ضمانت دہا ہوتی ہے۔ چنانچہ پوسٹ آفس سینگرس بینک میں جو روپیہ جمع کر لیا
 جاتا ہے وہ ویسا ہی محفوظ ہوتا ہے۔ جیسا بینک کاروپیہ پس انداز شدہ رقم
 کسی قسم کے خرچ کے بغیر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو سکتا ہے اور جب
 ضرورت جمع کرانے والے کو ادا کیا جاتا ہے۔ خواہ وہ کہیں جمع کر لیا گیا ہو جمع کر

والے اور پورٹ، اسٹر کے سوا جس کو جمع کرانے والوں کے نام ظاہر کرنے کی نعمت ہوتی ہے یہ سب باتیں اغراض کی طرح پوشیدہ رکھتی جاتی ہیں۔

ہم نے مسٹر چارلس ولیم سائیکس کا پینی بنکوں اور پورٹ آفس سپرنگر بنکوں کے متعلق بارہا ذکر کیا ہے اس بارے میں اس کو عزت سے یاد کیا جائیگا وہ ڈر فیلڈ کے ایک ساہوکار کا بیٹا تھا۔ جب وہ سکول میں پڑھتا تھا۔ تو اس کو ڈاکٹر فرینکلن کے مضامین اور خطوط کا نسخہ بطور انعام ملا اس نے اس کتاب کو نہایت شوق سے پڑھا۔

اس سے اس کے دل میں بہت سے مفید خیالات پیدا ہو گئے اور اس کا چال چلن بالکل عملی ہو گیا۔ ڈر فیلڈ میں صنعت و حرفت کے بہت سے کارخانے ہیں۔ گو مزدوروں کو عمدہ $x \times x \times x$ مزدوری ملتی تھی۔ ان کو کبھی کام ملتا اور کبھی نہیں ملتا تھا جب تجارت کی کساد بازاری ہو جاتی تھی۔ اور وہ اپنی تمام کمائی کو خرچ کر دیتے تھے۔ تو ان میں اکثر بازاروں یا سڑکیوں میں خیرات مانگتے ہوئے نظر آتے تھے۔ نو جوان سائیکس کو تعجب ہوتا تھا۔ کہ آیا ان لوگوں نے بھی ڈاکٹر فرینکلن نام سنا اور یہ کہ وہ گداگری سے بچتے اور نیز مصیبت سے اور اچھے وقتوں میں روپیہ پس انداز کرنے کے وقت کیا مشورہ دیتا ہے۔

۱۸۳۳ء کے شروع میں مسٹر سائیکس ڈر فیلڈ کی بینک انگ کمپنی کا ملازم ہو گیا۔ یہ بینک لندن میں مشترکہ سرمایہ کا دوسرا بینک تھا۔ سکاٹلینڈ بینک انگ کمپنیوں کو منجبروں کی دور اندیشی کے باعث اکثر کامیابی ہوتی رہی تھی۔ پس ڈاکٹر کو یہ خیال آیا کہ سکاٹلینڈ کا کوئی آدمی ہتھ بٹایا جاوے ڈاکٹر کو نے پہلا فیوریشن یہ اختیار کیا کہ مزدوروں کو کفایت شعاری اور عاقبت اندیشی کا حوصلہ دلانے کے لئے دس پونڈ یا زیادہ کی رسید بنا دی جائیگی۔ مسٹر سائیکس

بینچر کا منظور نظر تھا۔ جو اُس کو سکائینڈ و ہفتانوں کی کفایت شعاری کی عادات کے دلچسپ قصبے سنا تا تھا۔ اس نے بیان کیا کہ شہر پر پتہ کے ایک بنک میں مختلف جمع شدہ رقموں پر ۲۰ ہزار پونڈ سالانہ سود دیا جاتا ہے +

۱۸۳۷ء میں برٹس سائیکس کمپنی کا خزانچی ہو گیا۔ اس طرح اس کا ان لوگوں سے میل جول ہو گیا۔ جن کے احوال و عادات معلوم کرنے کا وہ نہایت خواہاں تھا۔ سنی کام کرنے والی جماعتوں کا کفایت شعاری حصہ کی عادات معلوم کرنا چاہتا تھا۔ ان میں سے اکثر کاروبار سود پر دیا ہوا تھا۔ جب کئی سال گزرنے کے بعد برٹس سائیکس کو معلوم ہوا کہ جمع کرنے والا دس یا ۲۰ پونڈ سے شروع کرتا ہے پھر اپنے قلیل ذخیرے میں آہستہ آہستہ اضافہ کرتا جاتا ہے۔ جتنی کہ کئی سو پونڈ جمع ہو جاتے ہیں۔ برٹس سائیکس اکثر غیال کرتا تھا۔ کہ اگر ہر ایک مزدور کفایت شعاری اور عادت اندیشی کو مدنظر رکھے تو اُس کی حالت میں عجیب و غریب اصلاح ہو جائیگی۔ کیونکہ بعض آدمی سیونگرس بنائیں روپیہ جمع کرا کے مالدار ہو گئے ہیں +

اس وقت تجارت کی بہت ردی حالت تھی۔ لاکھ سے کپڑا بننے والے جلہاے بالکل بکروڑ گارہتے۔ چاروں طرف مصیبت اور تکلیف اور افلاس کے آثار نظر آتے تھے۔ بعض لوگ ناداری کے لاکھوں مجبور رہے مگر ان کے لبوں پر نہر خاموشی لگی ہوئی تھی۔ افلاس و نکبت کو دور کرنے کے لئے مختلف تجویزیں سچی گئیں بعض کہتے تھے کہ اگر سوسائٹی کے تمام افراد اپنی کمائی کو تقسیم کر لیں تو افلاس دور ہو سکتا ہے۔ بعض کہتے تھے آزادانہ تجارت اُس کا علاج ہے۔ غرض طرح طرح کے خیالات تھے۔ تاہم اس اوجار و نکبت کے زمانہ میں بھی بعض آدمی ایسے ہی تھے۔ جنہوں نے آئندہ کی پیش بندی کی ہوئی تھی۔ یعنی انہوں نے مشترکہ طریقہ کی کمپنیاں یا سونگرس بنکوں میں روپیہ جمع کرایا ہوا تھا۔ اور وہ وہاں سے روپیہ

نکلوا اگر عمدہ گذران کرتے تھے۔

مسٹر سائیکس کو آزادانہ تجارت کے عمدہ نتائج پر پھر وسہ تھا۔ مگر اُس کو یہ بھی یقین تھا۔ کہ قومی اقبال اور قومی مصیبت دونوں کے ساتھ بڑی بڑی قربانیاں ہوتی ہیں تا وقتیکہ عوام کو عاقبت اندیشی اور کفایت شعاری کی عادات نہ سکھائی جائے اور اُن کو تعلیم دیکر اچھے وقتوں کے واسطے تیار نہ کیا جائے۔

مسٹر سائیکس شام کو جب گھر جاتا تھا۔ تو اُس کو اکثر مزدوروں سے گفتگو کرنے کا موقع ملتا تھا۔ اس طرح اُس کو معلوم ہو گیا کہ بعض ایسے تمدنی سوالات ہیں جن کے قانون بنا کر مل نہیں کیا جاسکتا۔ ازاں جیلہ عوام کی ناکفایت شعاری اور فضول خرچی سے نہیں روک سکنے ایک شخص نے جس کے پاس ۵۰۰ بلا ہے ملازم تھے مسٹر سائیکس نے کہا کہ جب کام کثرت سے تھا۔ اور مزدوری زیادہ ملتی تھی تو میں اپنے آدمیوں کو ایک مینی بلکہ ایک کوڑی پس انداز کرنے کی رغبت نہ دے سکتا تھا۔ کیونکہ اگر میں دوزانو ہو کر اتنا س کرتا۔ تو وہ میری بات نہ مانتے۔ مین کاری کی تجارت سے کبھی تو بہت فائدہ رہتا ہے اور کبھی نقصان ہو جاتا ہے۔ کسی وقت کارگیروں کو معقول اجرت ملتی ہے اور کسی وقت کام بھی نہیں ملتا۔ مگر باوجود تجربہ کے ناکفایت اندیشوں کو کچھ فائدہ نہ ہوا۔ مسٹر سائیکس کے زمانہ میں اس قصبہ اعظم سمر کی کتاب فتر مخلوقات کو پڑھ رہا تھا ماس میں یہ عبارت تھی۔ غریبوں کو مدد دینے کا سچا راز یہ ہے کہ اُن کو اپنی حالت کی بیہودی کرنے میں مدد دی جائے۔ یعنی وہ بھی مدد سے اپنی حالت کو سنواریں۔

یہ الفاظ بظاہر سادہ معلوم ہوتے ہیں۔ مگر انہوں نے مسٹر سائیکس کے دل پر جادو کا اثر کیا۔ ان کے ذریعہ اس نے پہلی آرا اور مشاغل کا امتحان شروع کیا۔ غیرات اور عطیہ نہایت عمدہ خیال سے دیا جاتا ہے۔ مگر لینے والے پر اُس کا

نہایت زبون اثر پڑتا ہے برخلاف اس کے خود اعتمادی اور خود مڈمی جو انسان کے دھر کے ستون ہیں۔ مزدوروں کی فحشیت میں مراہیت کر جائیں۔ تو ان کو کوئی چیز ترقی سے نہیں روک سکتی۔ مسٹر سائیکس نے دیکھا کہ جب تک مزدوروں کے مانتوں میں زیادہ روپیہ نہ ہو گا ان کو بہتہ تکلیف اور افلاس کے مانتوں مصیبت اٹھانی پڑے گی اُس کا خیال تھا اگر مزدور عاقبت اندیش ہو جائیں تو سوسائٹی کی حالت بہت سدھر جائیگی اور اُس نے ارادہ کر لیا کہ جہاں تک ہو سکے اس عمدہ کام کو مدد دے۔

۱۸۵۰ء میں سیونگرس بنک ہفتے میں صرف چند گھنٹے کھلتے تھے ہر س فیڈ میں جہاں چار کروڑ پونڈ سالانہ اجرت کے طور پر دیئے جاتے تھے سیونگرس بنک ۴۰ سال تک قائم رہے اور ان میں سے ۲۷۳۳۳ پونڈ جمع ہوئے۔ ۱۸۵۰ء میں مسٹر سائیکس اخبار لیڈر مری کے ایڈیٹروں کو ایک گنام مچی لکھی بعد ازاں ان کی درخواست سے اُس نے اپنا نام بھی ظاہر کر دیا اس خط میں اُس نے معاون کے کارخانوں کے ساتھ پینی سیونگرس بنک کھولنے کی سفارش کی اس نے سادہ مگر نشر الفاظ میں بیان کیا کہ مزدور نوجوانوں اور مردوں کو کفایت شعاری کی عادت سیکھنے اور سیونگرس بنکوں میں روپیہ جمع کرنے کا کوئی موقعہ نہیں ملتا۔

یہ خط عام طور پر پسند کیا گیا۔ بارشائر کے معاون کی ایک کمیٹی نے اُس کو پتے دل سے منظور کر لیا اور یارک شائر کے ہر ایک کارخانہ کے ساتھ پینی بنک قائم کئے گئے۔ ایک بنک کا انتظام جوڈر فیڈ میں بنایا گیا۔ خود مسٹر سائیکس کرنے لگا۔ اب تک اُس میں تین ہزار پونڈ جمع ہوئے اور اتنے ہی واپس دیئے گئے۔ الغرض جوڈر فیڈ نے مزدور سائیکس کی عملی مثال کے طفیل نہایت مانتوں

اور کفایت شعار ہو گئے۔ سترہ سترہ میں اُن کے سیونگرس بنکوں میں ۴۰۰۰۰۰ روپیہ جمع اور سترہ ۱۸ میں ۳ لاکھ ۳ ہزار ہو گیا +

سترہ ۲۰ میں سٹرسائیکس نے ایک رسالہ اچھے وقت یا سیونگرس بنک اور چوہلا کے نام سے شائع کیا۔ اس میں ایسی کامیابی ہوئی۔ کہ وہ سیونگرس بنکوں کے مضمون پر زیادہ غور کرنے لگا۔ اُس کو معلوم ہوا کہ یہ ملکی ضروریات پوری کرنے کے واسطے بالکل غیر کفایتی ہیں وہ سرکار نو اُس خزانہ عامہ کے چانس سر سے ملاقات کرنے گیا۔ اور اُس کو اس مضمون کی طرف توجہ دلائی چانس نے سٹرسائیکس سے درخواست کی کہ اپنی آرا کو خط میں قلم بند کرو۔ چند ماہ میں اُس نے سیونگرس بنکوں کی اصلاحات میں ایک سالہ شائع کیا سٹرسائیکس نے اصرار کیا کہ سیونگرس بنکوں میں جو روپیہ جمع کرایا جائے۔ گورنمنٹ اُس کی ضمانت دے مگر اس سے انکار کیا گیا +

پھر سٹرسائیکس نے پوسٹ آفس سیونگرس بنک کے مسئلہ پر بحث کیا جب اُس نے دیکھا کہ پارلیمنٹ نے سیونگرس بنکوں کی اصلاح کے واسطے کوئی تجویز اختیار نہیں کی تو اُس کو مایوسی ہوئی۔ وہ زمانہ بہت دور معلوم ہوتا تھا کہ اُس کی ملی آرزو پوری ہو۔ یعنی سیونگرس بنک اصل میں عام لوگوں کے بنک بن جائیں مگر صبح سے پہلے نہایت تاریکی ہو جایا کرتی ہے جب موجودہ سیونگرس بنکوں کی اصلاح سے مایوسی ہو گئی تو اُس کو یکایک خیال آیا۔ کہ سنی آرڈر آفس ٹریڈر سیونگرس بنک کی بنیاد کا کام دے سکتا ہے +

اُس نے اس تجویز کو ایک خط کے ذریعے اپنے دوست سٹرنس ممبر پارلیمنٹ کے گوش گزار کر دیا۔ یہ تجویز سر رولنڈ ہل کے پاس پیش کی جس نے اُس کی تائید کی۔ اور کہا کہ جہاں تک پوسٹ آفس کا تعلق ہے اس پر عمل

تو دوسٹر سائیکس نے ڈاکھانے کے سونگرس بنکوں کی کامیابی کی نسبت پیشینگوئی کی گئی تھی۔ اور اگر اس تجویز پر عمل درآمد ہو جائے تو یہ آنا فائدہ عمدہ کام کرنے لگیگی۔ جہاں بنک کھولا جاتا ہے اور روپیہ جمع ہونے لگتا ہے تو ایک حد تک لوگوں کے دل میں خود اعتمادی پیدا ہو جاتی ہے اور بعض اعلیٰ زندگی شروع کر دیتے ہیں ان کو بتدیج یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ عاقبت اندیشی مزدوروں کی ہانی دشمن ہے اور کفایت شعاری اور دور اندیشی ان کی سچی دوست ہے ان کے زیر ہدایت گھر کی چیزیں نہایت کستی مزیدی جا سکتی ہیں۔ یعنی نقد روپیہ دینے میں بہت نفع رہتا ہے اور اگر باقاعدہ طور پر کرایہ دیا جائے۔ تو نہایت ارزیاں کرایہ پر حسب خواہش مکان مل سکتا ہے کفایت شعاری سے گھر میں دولت ہی دولت ہو جاتی ہے۔ اور ب گھر والے عمدہ طرح سے زندگی بسر کرنے لگ جاتے ہیں۔ اس قسم کے گھروں میں عمدہ عاداتیں سیکھی جا سکتی ہیں یعنی بچوں کو محنت کفایت شعاری اور وطن سے محبت ہوتی ہے۔

وہ عمدہ مثال کی تقلید کرنا چاہتے ہیں اور بڑے ہو کر وہ اپنی زندگی کا حصہ پس انداز کرنے کی کوششیں کر چکے۔ اگر آدمی تھوڑا تھوڑا روپیہ جمع کرتا رہے تو سودی کے وقت بے روزگاری کے زمانہ میں وہی روپیہ نکال کر خاطر خواہ گزارہ ہو سکتا ہے۔ جب اچھے دن آئیں تو بھی جمع ہو سکتا ہے اور اگر یہ تجویز اختیار کر لی جائے۔ تو میرے خیال میں عام مزدور کفایت شعاری اور خود آثاری کی عادت سیکھ جائیگے۔ جس سے ہر ایک فرد و بشر کو خاطر خواہ معاوضہ مل جاتا ہے اور سلطنت میں امن و آمان قائم رہتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ سونگرس بنک ہر شخص کے مکان کے ایک گھنٹہ سفر کے

پر قائم ہو جائیگے۔

مزدوروں نے ڈاکخانہ کے سونگرس بنکوں سے پورا پورا غایہ نہیں اٹھایا۔ مثلاً پرنسنگھم کی مثال کو جہاں کالیکٹروں کو شہر کے تمام آدمیوں سے زیادہ اجرت ملتی ہے۔ ڈاکخانہ کے سونگرس بنکوں کے جمع کرانے کی فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ کاریگر خانگی ملازموں بلکہ کتھذا اور دوشیزہ عورتوں اور کان کنوں سے بھی پیسے ہیں وہ جمع کرانے والوں کا صرف دسواں حصہ ہے گو وہ اور اس کے بنکوں میں بھی روپیہ جمع کرا سکتے ہیں۔

اس کے بعد ہم تمام برطانیہ کلاں میں روپیہ جمع کرانے والوں کی فہرستوں پر نظر ڈالتے ہیں ڈاکخانہ کے سونگرس بنکوں میں ۱۰ ہزار جمع کرانے والوں میں سے خانگی ملازم اول درجہ پر ہیں دوسرے درجہ پر دوشیزہ اور بیابا ہوئی عورتیں پھر ایسے لوگ جن کا کچھ پیشہ نہیں یا جنہوں نے کچھ پیشہ نہیں کھویا۔ اس کے بعد کاریگر پھر مزدور کانکن تاجر سپاہی جہازران کلرک درزی۔ پیشہ ور۔ اور سرکاری عہدہ دار۔ اس ترتیب سے آتے ہیں جو بیان کی گئی مگر ہم اس طریقہ کی نسبت یہ نہیں کہہ سکتے۔ پورے پورے طریقے مروج ہو گیا۔ ہمارے یقین ہے کہ موجودہ نسل گزرنے کے بعد ہی ڈاکخانہ کے سونگرس بنکوں کا نتیجہ ظاہر ہو گا۔

چند سالوں سے فرسٹنڈ کے باشندے اپنی کمائی کا بہت سا حصہ بچا رکھتے ہیں بالخصوص گذشتہ ہفتا کے وقت سے ہڈر فیلڈ سٹو انچکس مانا میں کوئی ایسا شہر نہیں جس کے باشندے ویسی ہی کفایت شعار اور عاقبت اندیش ہوں۔ ۵۰ سال گذرے کہ فرسٹنڈ کی آبادی کے ۳۰ آدمیوں سے صرف ایک شخص روپیہ جمع کرنا تھا۔ ۱۵ سال ہوئے کہ ہر ایک گیارہ پیسے ایک شخص جمع کرانے لگا اور پچھتر سال میں ہر ایک چھ پیسے ایک شخص جمع کرانے لگا۔ ۱۹۰۰ء میں ۵۰ صحت کو سنبھالنے والوں نے

ایک لاکھ ۶۵ ہزار پونڈ جمع کرائے اور ۱۸۷۷ء میں ۱۱۴۷۹۳ جمع کرائے
والوں نے ۵۰۰۰ ہزار اس سال کل آبادی ۸۵۴۸۸۸ تھیں کیا کوئی اویسی
شہر ہے جہاں گذشتہ ۲۰ سالوں کے تجربہ مثال اور فارغ البالی کا اس سے
زیادہ اطمینان بخش نتیجہ پیدا ہوا ہو؟

نوان باب

چھوٹی چھوٹی باتیں اور چیزیں

آسائش اور مٹانیت چھوٹی چھوٹی چیزوں کے پٹے مجموعے سے پیدا
ہوتی ہے بی بی یو یو دوست کے اونٹے اور تفکرات پر گھر کی مقدس
سیرت کا انحصار ہے رہنا سود

یہ معلوم کرو کہ خرچ میں انداز اور خریدنا کب چاہیے۔ اور تم غالی مانتے
ہرگز نہ ہو گے سلا پیکٹر ٹیکس ۱۲

چھوٹی چھوٹی چیزوں کی قلت بمنزلہ ایک پہاڑ کی ہے جس پر نبی نوع
انسان میں سے اکثر کی کشتی زندگی ٹکرا کر پاش پاش ہو گئی ہے۔ انسانی زندگی
چھوٹے چھوٹے واقعات کے مجموعے کا نام ہے ان میں سے ہر ایک چنداں
ضروری نہیں ہوتا تاہم ہر ایک شخص کی خوشی اور کامیابی کا انحصار اس
امر پر ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے واقعات میں کیا روش اختیار کرتا ہے کیر کیڑا
چال ملین کی بنا چھوٹی چھوٹی چیزوں پر ہے۔ بیٹے اگر چھوٹی چھوٹی چیزوں
کو شرافت عزت اور عمدگی سے انجام دیا جائے تو کاروبار میں انسان کی کامیابی

کا انحصار اس امر پر ہے کہ وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں پر توجہ دے گھرانے کی
آسائش چھوٹی چھوٹی چیزوں کی مددگی سے ترتیب دینے اور مناسب وقت
پر دیکھا کر نیکانیتجہ ہے۔ عمدہ گورنمنٹ بھی اس طرح سے حاصل ہو سکتی ہے
یہی چھوٹی چھوٹی چیزوں کے کرنے کے واسطے باقاعدہ اسباب اور
ذخیرے ہوں۔

اجتماع علم اور نہایت قیمتی تجربہ علم کے ذرات خور داویر تجربہ کو
اعتیا ط کے ساتھ ذخیرہ کر نیکانیتجہ ہے زندگی میں جو لوگ کچھ سیکھتے ہیں۔
یا کچھ جمع نہیں کرنے اُن کو ناکام قرار دیا جاتا ہے کیونکہ وہ چھوٹی چھوٹی
سی غفلت کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ خیال کریں دنیا ہماری مخالفت کرتی
ہے مگر اصل یہ ہے کہ وہ خود اپنے دشمن تھے۔ مدت سے لوگ خوش قسمتی
پر یقین کرتے رہے ہیں مگر بہت سے عام اور غلط خیالات کی طرح معدوم ہوتا جاتا
ہے۔ اب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مستعدی و محنت خوش قسمتی کی ماں ہے۔ یا
بالفاظ دیگر دنیا میں انسان کی زندگی اس کی کوششوں کی اُس کی محنت اور
چھوٹی چھوٹی چیزوں پر توجہ دینے کے مناسب ہوگی۔ غافل۔ آوارہ بے
سمجھ شخصوں کو خوش قسمتی نصیب نہیں ہوتی کیونکہ محنت کا ثمرہ ان لوگوں
کو نہیں ملتا۔ جو اُس کے حاصل کرنے کے واسطے مناسب کوشش نہیں کرتے
آدمی خوش قسمتی سے نہیں بلکہ محنت سے بنتے ہیں امریکہ کے ایک
مصنف کا قول ہے کہ جو شخص خوش قسمتی کا معتقد ہوتا ہے وہ ہمیشہ اس بات
کا خواہش مند رہتا ہے کہ اُس کو غیب سے خزانہ مل جائے مگر اصل یہ ہے کہ اُس
شخص کو غیب سے خزانہ ملتا ہے۔ جو زبردست قوت ارادہ اور نظر غائر سے محنت
کرتا ہے جو شخص صرف خوش قسمتی کا معتقد ہوتا ہے وہ بستر پر پڑا رہتا ہے اور

اندیشہ ہے۔ پس مٹوڑا سا گر دو غبار اور مٹوڑی سی کیف ہو اور حقیقت بہت سنجیدہ اور وزنی باتیں ہیں گھرانے کے تمام قوا عدنی نفس نہایت ادا کرنے ہیں۔ مگر ان ادا کرنے چنیوں سے ضروری نتائج پیدا ہوتے ہیں۔

لباس اور پوشاک میں پن ایک نہایت چھوٹی سی چیز ہے۔ مگر لباس میں اس کے لگانے سے طرز سے بالعموم لباس پہننے والے کا کیریکٹر معلوم ہو جاتا ہے۔ ایک ہوشیار اور تیز بین آدمی کا ذکر ہے کہ وہ بیوی کی جستجو میں تھا۔ اس ارادہ سے وہ ایک خاندان میں جس میں چند ایک لڑکیاں تھیں چلا گیا ان میں سے ایک لڑکی جو دوسروں سے زیادہ حسین تھی۔ اپنی پوشاک میں پن کے لگانے کے بغیر اس کمرہ میں داخل ہوئی۔ جس میں وہ بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس پر طریقہ کہ اس کے بال بھی پریشان تھے۔ پھر اس گھر میں کبھی نہ گیا۔ ممکن ہے کہ منہارا حیاں ہو کہ یہ شخص فضول تھا۔ جو ایک ادا کرنے سے متاثر ہو کر اپنی معشوقہ کے گھر میں نہ گیا۔ مگر درحقیقت وہ بہت ہی تیز اور مبصر آدمی تھا۔ بعد ازاں اس نے ایک اور عورت سے شادی کر لی۔ اور میاں بیوی کی خوب گذری وہ مردوں اور عورتوں دونوں کا چھوٹی چھوٹی چنیوں سے اندازہ لگا پا کر رہا تھا۔ اور وہ بالکل حق پر تھا۔

ایک دوائی فروش ایک ملازم رکھنا چاہتا تھا۔ اس نے اشتہار دیا اور بیسوں نوجوانوں نے درخواستیں دیں اس نے سب کو ایک ہی وقت اپنی دکان میں بلایا۔ اور ہر ایک کو دو ایک پیسے کی کوئی دوائی دیکر کہا کہ اس کی پڑیاں بناؤ اس نے اس شخص کو ملازم رکھا۔ جس نے نہایت عمدگی اور صفائی سے پڑیاں بنائی کیونکہ اس نے ان کی عملی قابلیت کا اس چھوٹے سے کام سے فیصلہ کر لیا تھا۔

چھوٹی چھوٹی چنیوں سے غفلت کرنے سے بہت سی دولت ضائع اور

ہمایم کاستیاناںں ہو گیا ہے ایک جہاز زر و بیم کا ایک گراں قیمت خزانہ لیکر دین کو واپس جا رہا تھا۔ اور صرف اتنے نقص کی وجہ سے غرق ہو گیا۔ کہ جب کسی بندہ سے روانہ ہوا تھا۔ تو اُس کے پینڈے میں ایک سوراخ تھا۔ اور اُس کو بند نہ کیا گیا تھا۔ ایک مصاحب گھوڑے پر سوار جا رہا تھا۔ اُس کے گھوڑے کی نعل میں صرف ایک کیل نہ تھا۔ اُس کیل کے نہ ہونے سے نعل گر پڑی۔ اور نعل کے گر پڑنے سے گھوڑا ضائع ہو گیا اور گھوڑے کے ضائع ہونے سے خود مصاحب کو جان دینی پڑی کیونکہ دشمن نے اُس کو پکڑ کر قتل کر ڈالا۔ اور مصاحب کی وجہ سے اُس کے جنرل کی سپاہ ضائع ہو گئی۔ اور ان تمام آفتوں کی وجہ سے یہ بھی کہ گھوڑے کی ایک نسل میں ایک چھوٹا سا کیل لگا یا گیا تھا۔

جو لوگ چھوٹی چھوٹی چیزوں سے غفلت کرتے ہیں وہ کہا کرتے ہیں مد کا م نکل جائیگا۔ "وروز زبان کرنے سے بہت سے آدمیوں کی غفلت پر پانی پھر گیا۔ بہت سے لوگوں کی دولت ضائع ہو گئی۔ بہت سے جہاز ڈوب گئے۔ بہت سے مکان اور گھر جل گئے۔ اور انسان کی بہبودی کی بہت سی تجویزیں ناک میں مل گئیں۔ اور ان کا کچھ تدارک نہ ہو سکا۔ کام چل جائیگا کے سننے یہ ہیں کہ بات ٹھیک نہیں ہوئی۔ یہ گذارہ کرینے کا مترادف ہے یہ ناکامی اور شکست ہے آدمی کو یہ نہ دیکھنا چاہیے کہ کام کس طرح نکلیگا۔ بلکہ ہر وقت یہ دعا ہونا چاہیے کہ نظر برعالات بہتری کیا ہے۔ اور کام کس طرح نہایت عمدگی سے انجام پاسکتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ مقولہ اختیار کرے کام نکل جائیگا تو وہ دشمن کے بس میں آ جاتا ہے اُس کی ناقابلیت ہو دیرا ہو جاتی ہے اور ضرور شکست ہوتی ہے اور ہم اُس کو قابلِ رحم خیال کرنے لگتے ہیں۔

ایم سے فرانسیسی عالم سیاست ملن و ترقی دولت نے چھوٹی چھوٹی

چیزوں سے غفلت کی مفصلہ ذیل نظیر بیان کی ہے کسی دیہات میں ایک نئے اعلیٰ
 کھیت کا چھانک تھا جس کے اندر مرغ اور چارے رہتے تھے۔ چھانک کی
 چٹائی نہ تھی اور اس پر وہ بھی وہ عموماً کھاتا رہتا تھا۔ دو ایک بچی فریج کرنے سے
 وہ دین سٹ میں ٹھیک ٹھاک ہوسکتی تھی۔ جب کوئی شخص باہر جاتا تھا۔ تو
 چھانک کھاتا رہتا تھا اس طرح کئی مرغیاں گم ہو گئیں۔ ایک روز ایک موٹا تازہ
 مور باہر نکل گیا۔ تمام کنبہ بعد باورچی دودھ دھونے والی خادمہ کے مفرور کی
 تلاش میں نکلا۔ باغبان نے سب سے پہلے سو کر دریا قندت کیا۔ ایک خندق کو بچانہ
 ہوئے اس کی موچ نکل گئی۔ اور وہ پندرہ میں روزنک بستر پر پڑا۔ جب
 باورچن واپس آئی تو دیکھا کہ کپڑا بالکل جل گیا ہے۔ جو وہ چھٹے کے ساتھ
 خشک ہونے کے واسطے آویزاں کر گئی تھی۔ دودھ دھونے والی خادمہ افرا
 تفری کی حالت میں مویشیوں کو گاؤ خانہ میں باندھنا بھول گئی تھی ایک گھٹی ہو
 گائے نے ایک بھڑے کی جگائے والے چھپرے کے نیچے باندھا جاتا تھا۔ ٹانگ توڑ
 دی۔ جلے ہوئے کپڑے اور باغبان کے کام رجودہ چھوڑ کر گیا تھا، انکی قیمت
 پورے پانچ پونڈ تھی۔ اور بھڑے کی قیمت اس سے دگنی تھی۔ اس برقیوں
 کیا جاسکتا ہے کہ یہ تمام نقصان ایک چھوٹی سی چٹنی کو مرستہ کرانے سے
 ہوا جس پر جند منس خراب آتے۔

زندگی میں ایسے ہی سبیکڈوں مثالیں مل سکتی ہیں جب عامہ چھوٹی
 چھوٹی چیزوں سے غفلت کی جاتی ہے۔ تباہی قریب ہوتی ہے۔ محنت و مستعد
 آدمی کے ماتھے سے ہی دولت پیدا ہوتی ہے اور محنت و مستعد مرد یا عورت کی
 اور بڑی سب باتوں کو توجہ سے دیکھتا ہے مگر ہے کہ چیزیں خورد چھوٹی اور
 حقیر معلوم ہوں تاہم ان کی طرف توجہ مبذول کرنا ایسا ہی ضروری ہے۔

جیسا کہ بڑے بڑے معاملات اور مایم پر توجہ دینا +

مثلاً نہایت چھوٹے سے بچے پنی یا پیسے کا خیال کرو۔ ایک پنی یا پیسے کا جو تینے سے بنایا گیا ہے کیا فائدہ ہے؟ ایک واحد پیسہ کس مصرف کا ہے؟ اس کی خرید سکتے ہیں؟ پنی بھی کم قیمت چیز ہے اس سے بڑے کا صرف آدھا گلاس خرید سکتا ہے اس سے دیا سلائی کا صرف ایک کس خرید سکتے ہیں؟ اس لائق ہے کہ اگر گداگر کو دیجائے۔ تاہم اگر خود سے دیکھا جائے تو انسان کو قریباً تمام ستر کا انحصار پنی کو مناسب طور سے استعمال کرنے پر ہے +

ممکن ہے کہ آدمی سخت محنت کرے اور بہت زیادہ اجرت کما لے لیکن اگر وہ پنیوں کو جو محنت شاقہ کا نتیجہ ہیں اپنے اٹھ سے جانے دیتا ہے بعض کو مٹیوں کی نذر کر دیتا ہے اس کو معلوم ہوگا۔ کہ باوجود سخت محنت کے اس کی زندگی باہم کی طرح محنت کرنے سے اعلیٰ نہیں برخلاف اس کے اگر وہ پنیوں کو احتیاط سے رکھے اور ہفتہ وار کچھ پنیاں کی کمپنی یا بھیرہ فند میں جمع کرانا جائے +

کچھ سوئگن بنک میں جمع کرانا ہے اور باقی ماندہ اپنی بیوی کو دیتا ہے جو ان کو خافت سے رکھ چھوڑے یا کہ یہ اندوختہ اس کے کنہ کی تسلیم و ترتیب اور بائیسٹھ زندگی بسر کرنے کے کام آئے۔ اس کو جلدی ہی معلوم ہو جائے کہ چھوٹے چھوٹے معاملات پر توجہ دینے کا کافی سے زیادہ معاونہ مل گیا ہے لیکن اس کے پاس بہت سا روپیہ جمع ہو جائیگا اس کو گھر میں ہر طرح کی آسائش نصیب ہوگی۔ اور اس کے دل کو آئندہ کے تفکرات سے نجات رہیگی +

ہر طرح کا ذخیرہ چھوٹی چھوٹی چیزوں پر مشتمل ہوتا ہے دانہ دانہ شورو انبار ایک مشہور جرنل لکھتا ہے۔ پونڈ کئی پنیوں کا بنتا ہے جو پونڈ میں اضافہ کئے جائیں تو اس سے یہ مراد ہے کہ اندوختہ کرنے والے کو آسائش۔ بہت

دولت اور آزادی حاصل ہے مگر مہنی و دیانت سے کمائی چاہیے۔ مشہور ہے کہ جو بچی دیانت سے کمائی جائے۔ وہ شلنگ دینے کی نہایت بہتر ہے سکاٹ لینڈ کی ایک ضربیائل ہے۔ یہ جو شہد بطور عطیہ ملے ایسا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ وہ شہد جو اپنی کمائی کے روپے سے خریدا جائے۔ اگر مہنی سیاہ بھی ہو تو کیا مسئلہ آہن گراور اس کی کمائی ہوئی مہنی دونوں سیاہ ہوتے ہیں۔ مگر آہن گردیت سے مہنی کما تا ہے +

اگر کسی شخص کو یہ معلوم نہیں کہ اپنی پنیاں یا پونڈ کس طرح پس انداز کرے تو گویا اس کی ناک ہر وقت سان سے لگی رہیگی۔ افلاس اور ناداری۔ وہ ایک سلع سپاہی کی طرح اس پر ہر وقت حمایہ کرنے کے واسطے تیار رہیگی احتیاط سے پس انداز کرینکا مجھہ اثر ہوتا ہے۔ اس سے انسان کے دل میں اطمینان اور بدن میں طاقت پیدا ہوتی ہے اور اس کو کسی کا خوف نہیں ہوتا۔ وہ پنیاں جو اس نے اپنے سیونگس بنک میں جمع کرائی ہیں یا گھر میں پس انداز کر رکھی ہیں علات میں اس کے دل میں چین یا بڑھاپے میں آرام دیتی ہیں جس کے پاس کچھ اندوختہ ہوتا ہے وہ افلاس زمانہ کے سرورگرم کا مقابلہ کر سکتا ہے اور جو شخص کچھ پس انداز نہیں کرتا۔ مصیبت کے وقت میں کاسہ گداہی آتی ہے میں لینے کے سوا اس کو کچھ چارہ نہیں ہوتا۔ ایسی حالت میں ناداری کے قہقروں سے مجبور ہو کر فریاد کرتا ہے۔ مگر اس کی کوئی نہیں سنتا +

مکن ہے کہ کوئی مرد معہ یہ پس انداز کرنا اور اس کو مرض یا دیگر تقاضہ میں استعمال کرنا چاہتا ہو۔ مگر جب تک اس کی عورت اس امر میں حامی نہ ہوگی وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ کفایت شعار دوراندیش اور سلیقہ مند بیوی اپنے غاویہ کے بڑے شہرت اور شان و شوکت کا تاج ہے وہ اس کے تمام عمدہ ارادوں میں مدد

و جی ہے ممکن ہے کہ وہ آہستہ آہستہ بوسلہ دلا کر اس کی عمدہ فصائل کو نشو و
 نما دینے میں سرمد ہوا اور اپنی مثال سے وہ اس کی طبیعت میں این شریفانہ اور
 اعلیٰ اصولوں کو قائم کر دے جو نہایت اعلیٰ عملی خوبیوں اور صفات کے بیج ہیں
 ریورند مسٹر ادمن بلٹن کا مشہور پھر رو معنی لوگوں کا اچھا دوست
 اور رفیق تھا۔ وہ ایک شاعر کی داستان سنایا کرتا تھا۔ جو کفایت شاعر نہ تھا مگر وہ
 اپنی ادبی کار مثال سے شاعرانہ شہرہ ہو گیا۔ یہ شخص مانچسٹر میں جینیٹ، چھاپہ
 کرتا تھا۔ شادی کے روز اس کی بیوی نے بھانکرا اس سے یہ اجازت لے لی
 کہ روزانہ شراب میں سے ایک پنٹ شراب اس کا حیدر نکال دیا جائے۔ وہ اس سوچ
 بہت سٹ پٹا کیونکہ گو وہ شرابی تھا۔ مگر وہ صوفی مشرب عورت کو شرابی عورت
 سے زیادہ پسند کرتا تھا۔ وہ دونوں سخت محنت کرتے تھے۔ جب کارخانہ بند ہوتا
 تھا۔ تو مرد جو اپنی عادت سے مجبور تھا۔ فی الفور کلال کی دوکان پر چلا جاتا تھا
 وہ ہر روز اپنی ایک پنٹ شراب لیتی تھی۔ اور وہ دو تین نکھاس پڑایا
 کرتا تھا۔ اور وہ ایک دوسرے کی باتوں میں رخص نہ دیتے تھے۔ ابنتہ کبھی کبھی
 عورت اس کو لطیفہ لکھنے سے رات کو معمول سے ایک دو کھٹہ پیشہ بیبا کرتی
 تھی اور وہ کبھی کبھی تمام رات اپنے گھر میں گزارتا تھا۔ ان کی شادی کو ایک
 سال گزر گیا۔ جب شادی کی سال گرہ کا دن آیا۔ توجہ کے وقت تو عاوند اپنی
 بیوی کے پسندیدہ خط و خال اور صاف ستھرے کپڑوں کی طرف دیکھا کہنے لگا
 جب سے چارہ بیاہ ہوا ہے۔ ہم نے کوئی تعطیل نہیں منائی میرے پاس ایک
 پٹنی بھی نہیں ہے نہ ہم تمہاری والدہ سے ملاقات کرنے کے لئے ایک گاڑی کرائی
 لیکر اس کے گاؤں میں جاتے ؟

اپنے غاوت کو یہ سرتنجش الفاظ کہتے ہوئے منکروہ مسکرائی اور انہوں

میں آٹھ سو ڈیڑہا کر کے لگی۔

جان۔ کیا آپ جانا چاہتے ہیں؟ اگر آپ وہاں جانا چاہتے ہیں تو میں تیار نہیں۔ بلکہ آپ کی ضیافت کرونگی!۔

خاوند۔ ضیافت کروگی۔ تمہارے پاس دولت کہاں سے آگئی؟

بیوی۔ انیس بلکہ میرے شراب کا ایک پیٹ ہے۔

خاوند۔ کیا ہے؟

بیوی۔ شراب کا ایک پیٹ!۔

جان اب بھی اس کی بات نہ کر نہ سمجھ سکا۔ حتیٰ کہ وفادار بیوی۔ انگلیٹھی کی ایک محنتی جگہ پر چڑھ گئی اور وہاں ۴ پونڈ۔ ۱۱ شلنگ۔ ۳ پینس نکال لائی۔ اور اُس کے ماتھے میں دیدیئے۔ یہ اُس نے ایک پیٹ شراب روزانہ فروخت کر کے کمائے تھے۔ وہ کہنے لگی۔ آپ جیتی منائیں؟

جان۔ شرمسار۔ حیران اور نامدم ہوا۔ اُس کو اپنی بیوی سے زیادہ الفت ہو گئی مگر اُس نے اس روپیہ کو نہ نقد نہ لگایا۔ تم نے اپنے جھٹے سے زیادہ نہیں لیا تھا۔ میں اس سے کچھ نہ لوں گا! اُس نے اپنی بات کو پورا کر دکھایا اپنی شادی کی سالگرہ کے روز نامہ اند اپنی بیوی کے ساتھ سسرال میں چلا گیا۔ اور خوب عیش منائی۔ بیوی کا قیبلہ مہربانہ آئینہ کفایت شعاری کے واسطے نمونہ ثابت ہوا۔ کیونکہ اُس کے بعد خاوند بھی تھوڑی تھوڑی رقمیں جمع کرانے لگا۔ اور آخر اتنا روپیہ جمع ہو گیا کہ اُس شخص نے ایک دوکان خرید لی۔ پھر ایک کارخانہ بنالیا۔ پھر گھوڑے و زول میں گلام اراضی گاڑیاں گھوڑے وغیرہ خریدے۔ اور آخر وہ اور پول کا سپر ہو گیا۔

اسی طرح ایک نہایت ادنیٰ قدر کے کا محنتی جس کو بوجھ اپنے باقاعدہ

ملین کے خوش اقبال حاصل ہوتی ہے اور وہ اپنے ہم جنسوں کے سامنے محنت اقبالی
 نے مردانہ ہمدردی اور علم اور بھی خواہشوں میں مبتلا ہونے سے پرہیز کرتا ہو
 اور اپنے اہل و عیال سے محبت رکھتا ہے۔ وہ نہایت فصیح و بلیغ مصنف کے برابر
 انسانی ہمدردی میں حصہ لیتا ہے اگر اس قسم کے بہت سے ہمدرد انسان ہوتے
 تو سماج پر ان کا مفید اثر جلدی محسوس ہونے لگتا ہے جو زندگی عدلی سے بسر
 کی جاتی ہے وہ بشارت تقریروں کے برابر قیمتی ہوتی ہے۔ مثال الفاظ کی نسبت
 نہایت فصیح زبان ہے یہ فعل و عمل کی صورت میں تعلیم ہے یا دانش مندی جو
 مرض عمل میں گم رہی ہو۔

انسان کی روزانہ زندگی اس کی اخلاقی اور تمدنی حالت کی نہایت عکاس
 حکم ہے۔ مثلاً فرض کرو کہ دو شخص ایک ہی کام کرتے ہیں اور مساوی روپیہ کماتے
 ہیں مگر ممکن ہے کہ ان کی واقعی حالت بالکل مختلف ہو ایک آزاد معلوم ہوتا ہو
 اور دوسرا غلام ایک عمدہ مکان میں رہتا ہے دوسرا گاری کی عھد نیڑی میں
 ایک ہمیشہ نفیس نفیس کوٹ پہنتا ہے دوسرا دھجیاں پہنتا ہے ایک کے لڑکے
 صاف ستھرے خوش پوش اور مدرسہ میں تعلیم پاتے ہیں دوسرے کے لڑکے سڑ
 کھیلے اور نکاس کی تالیوں میں پڑے پھرتے ہیں ایک کے پاس زندگی کی معمولی
 آسائش ہوتی ہے۔ اور بہت سی خوشیاں اور سہولتیں شاید عمدہ کتب خانہ
 بھی موجود ہو۔ دوسرے کے پاس زندگی کی بہت کم آسائش ہوتی ہے لیکن
 خوشیاں لذتیں اور کتابیں بالکل نہیں ہوتیں۔ تاہم یہ دونوں آدمی برابر
 روپیہ کماتے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان جو فرق ہے اس کا باعث کیا ہو
 فرق یہ ہے کہ ایک شخص بھدار اور دوراندیش ہے اور دوسرا اس کے
 بالکل برعکس ایک شخص اپنی بیوی اپنے کنبے اور اپنے وطن کی غایہ و سامی

کے واسطے ایثار کرتا ہے دوسرا ایثار بالکل نہیں کرتا۔ بلکہ وہ بری عادتوں کا غلام بنکر زندگی بسر کرتا ہے۔ ایک شخص صوفی مشرب ہو اور وہ اپنے گھر کو دکش اور اپنے اصل وعیال کے واسطے آسائش کے سامان مینا کرنے سے خوش ہوتا ہے۔ دوسرا اپنے گھر اور کنبے کی کچھ پرواہ نہیں کرتا بلکہ اپنی کمائی کا بہت سا حصہ کلال خانے یا چند محلے میں خرچ کر دیتا ہے ایک شخص کے مسرت حاصل کرنے کا معیار اعلیٰ اور دوسرے کا ادنیٰ ہوتا ہے ایک شخص ایسی کتابوں کو پسند کرتا ہے جو اُس کے دماغ کی تعلیم اور اُس کو اعلیٰ کریں۔ دوسرا شراب کو پسند کرتا ہے جو اُس کو گرا دیتی ہے اور وحشی بنا دیتی ہے۔

ایک اپنا رویہ سہا پتا ہے دوسرا برباد کرتا ہے ایک مزدور اور اُس کا ہم پیشہ شخص شام کے وقت کام کر کے گھر کو واپس جا رہے تھے پہلا اپنے ساتھی کو کھنے لگا میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ تم کس طرح گزارہ کرتے ہو تم اپنے اصل محل کو اچھا کھانا کھلاتے۔ اور عمدہ کپڑے پہنتے ہو اور علاوہ اس کے مینی بناتیں روپے جمع کراتے ہو بالیکہ میری مزدوری تمہارے برابر ہی ہے اور سچے بھی کم مگر میرا مشکل سے گزارہ ہوتا ہے۔ دوست۔ ابی میں ابھی بتاتا ہوں۔ اس کا باعث یہ ہے کہ میں پیسوں کو احتیاط سے رکھتا ہوں۔

پہلا۔ ”ہیں یہی باعث ہے“

دوسرا۔ ”ملی اور کیا یہ معمولی سی بات ہے۔ سچاس میں سے ایک شخص بھی اس راز کو نہیں جانتا مثلاً تم نہیں جانتے۔“

دوسرا۔ ”کیوں میں نہیں جانتا۔ تم نے یہ نتیجہ کس طرح سے نکالا۔ پہلا۔ تم نے میرا راز پوچھا ہے میں تمہارے سامنے تمام حقیقت کہہ دوں گا۔“

لیکن اگر میں صاف صاف بیان کروں تو غصے سے تھو جانا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں شراب کے واسطے ایک پانی نہیں خرچ کرتا۔

دوسرا۔ پانی نہیں خرچ کرتے تو گویا تم اپنے ہمسایوں کے مال پر گزارہ کر رہو۔ پہلا۔ میں شراب پر ایک پانی نہیں خرچ کرتا۔ میں پانی پیتا ہوں جس پر کچھ قیمت خرچ نہیں آتی جس روز شراب پی جاتی ہے دوسرے روز اس کا خمار ضرور پڑتا ہے۔ میں دوسرا اور طرح طرح کی آفتوں سے بچ جاتا ہوں۔ اور اپنا روپیہ بھی بچا لیتا ہوں۔ پانی پینے سے نہ تو کوئی آدمی بیمار ہوتا ہے اور نہ ہی مقررہ اور نہ ہی اس کی بیوی بیوہ ہوتی ہے اور میں کہہ دیتا ہوں کہ میرے اور تمہارے چال چلن میں اس باعث سے بڑا بیماری خرق پیدا ہو گیا۔ میں ہفتہ میں سوا ڈیڑھ روپیہ یا سال بھر میں ستراسی روپے بچاتا ہوں۔ اتنے روپے سے میں اپنے اور اپنے بچوں کے بے کپڑے بنا لیتا ہوں اور تمہارا مشکل گزارہ ہو سکتا ہے اور تمہارے بچے برہنہ پھرتے ہیں۔

دوسرا۔ اچھا یہ بتاؤ۔ تم بہت مبالغہ کر رہے ہو۔ میں اتنی شراب نہیں پیتا کبھی کبھی ایک آدھا گلاس پڑھاتا ہوں۔ سوا ڈیڑھ روپیہ ہفتہ وار کم بہت بہت ہی مبالغہ ہے۔

دوسرا۔ اچھا یہ بتاؤ۔ کہ گذشتہ مینچر کی رات کو تم نے شراب پر کتنا روپیہ خرچ کیا تھا دیکھو سچ سچ کہنا ہو گا۔

دوسرا۔ اچھا میں ٹیک ٹیک بیان کرتا ہوں۔ میں نے جونز کے ساتھ ایک پنٹ پیا۔ یک بیوس کے ساتھ چھ آسٹریلیا کو جانے والا ہے اور پھر اپنے مکان کی طرف چلا گیا۔

پہلا۔ اچھا وہاں کتنے گلاس پڑھائے۔

دوسرا میں کس طرح بتا سکتا ہوں مجھے بھول گیا ہے۔

پہلا۔ تم کو اتنا بھی یاد نہیں کہ تم نے کتنے گلاس پئے۔ اور یہ بھی نہیں جانتے کہ تم نے کیا خرچ کیا۔ میں تمہاری بات پر یقین کرتا ہوں۔ لیکن تمہارے پیسے اسی طرح جوتے ہیں۔

دوسرا۔ اور تمہارا تمام راز یہی ہے۔

پہلا۔ ہاں پیسوں کو احتیاط سے رکھو۔ بس تمام راز یہی ہے۔ چونکہ میں پس انداز کرتا ہوں اور تم اڑا دیتے ہو۔ جب تمہارے پاس روپیہ نہیں ہوتا میرے پاس موجود ہوتا ہے۔ یہ بالکل معمولی بات ہے۔

دوسرا۔ ہاں مگر اس میں کیا دہرا ہے؟

پہلا۔ اس میں یہ دہرا ہے کہ تم مجھ سے یہ سوال کر رہے ہو کہ میں اپنے کپنے کو کس طرح آرام آسائش سے رکھتا ہوں اور اپنی بنک میں روپیہ جمع کرانا ہوں اور تم اتنی ہی مزدوری لیکر مشکل سے گزارہ کرتے ہو روپیہ آزادی ہے اور روپیہ پیسے جمع کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ بات یہ ہے کہ میں اپنے گزارہ کو اچھے سخت محنت کرتا ہوں۔ اور تم بھی اسی طرح سے کرتے ہو۔ بس میں شراب پر روپیہ اڑانا نہیں چاہتا اور سخت محنت و مشقت سے مکمل ہوئے پیسے بنک گھر میں جمع کرانا ہوں اور کسی نوٹ سے لینا ہوں میرے دوست کیا یہ معمولی بات ہے؟

منیال میں یہ کچھ بات ہے اور پھر اتنا آرام ہے کہ خواہ مخکو کوئی واقعہ پیش آوے مجھ کو بھیک مانگنے یا خیرات مانگنے میں جانے کی ضرورت نہیں ہوتی پیسے بچانے سے میں آزاد رہتا ہوں۔ جو شخص ہمیشہ مقررہ رہتا ہے یا جس کے پاس ایک پیسہ نہ ہو وہ غلام سے بہتر نہیں ہوتا۔

دوسرا۔ لیکن اگر ہمارے حقوق ہوتے تو غریب کے ساتھ ایسا سخت سلوک نہ کیا

جو ضرورت کے تحت کام آتا ہے اس سے کچھ بڑا لیا ہوا ہے

جانا۔ جیسا اب کیا جاتا ہے؟

پہلا۔ میرے دوست یہ تو بناؤ کہ اگر تمہارے حقوق ہوتے تو کیا وہ اس سچے کو جو تم خرچ کر چکے ہو تمہاری جیب میں ڈال دیتے کیا تمہارے حقوق تمہارے بچوں کو جو تیاں اور چراہیں دلاتے۔ سچا لیکہ تم اپنا روپیہ جس سے یہ چیزیں خرید جاسکتی ہیں شراب پر اڑا دیتے۔ کیا تمہارے حقوق تم کو یا تمہاری بیوی کو پہلے سے زیادہ کفایت شعار یا تمہارے چولہے کو پہلے سے زیادہ صاف تھوڑے بنا دیتے کیا تمہارے حقوق تمہارے بچوں کے منہ دھو دیتے اور تمہاری پیٹھے ہوئے کپڑوں کو رن کر دیتے۔ نہیں میرے دوست یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم کو حقوق مل جائیں۔ پھر بھی وہ عادات نہیں ہو سکتے اور ہم کو عادات کی اپنی عہد عادات کی ضرورت ہے اگر ہم کو یہ حاصل ہو جائیں۔ تو ہم اب آزاد اور با اختیار ہو سکتے مگر اس کے واسطے غم کرنا چاہیے۔ جبکہ الوداع اور سیر راز کا خیال رکھنا یہ بالکل ناچیز راز ہے لیکن تم مینوں کو امتیاط سے رکھو تو پڑا اپنی امتیاط خود کر چکے۔

الوداع۔ یعنی الفاظ کہ کردہ کہ۔ دوسرے سے رخصت ہوئے۔ اور اگر کسی جس کو شراب پینی کہ عادت تھی وہ اپنے خستہ حال مکان یا جھونپڑی میں چلا گیا۔ اس میں خلافت اور سیل کمپن پڑی ہوئی تھی۔ بچوں نے شوخ برپا کیا ہوا تھا۔ جن کے غلیظ اور پیلے کچیلے ہر دو کو کچھ کو ہی نہ چاہتا تھا اور ایک کیسی ہی غلیظ عورت انکو لایاں نکال رہی تھی۔ برکس اس کے دوست صوفی مشرب کے مکان پر مکان کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ یہ آسائش وہ عہد اور صاف ستھرا تھا۔ انگیٹھی میں اسی اسی رنگ والی گلی تھی۔ بیوی کے ہاتھ صاف اور تھوڑے تھے۔ وہ اس کو کاروبار سے فرصت دیتی تھی اور اس کا

خانہ اپنے روزمرہ کے کاروبار سے فراغت پا کر اپنے بچوں میں اطمینان اور آرام سے بیٹھ سکتا تھا۔

اب بڑا راز ظاہر ہو گیا۔ بیسیوں کے متعلق جو راز تھا۔ وہ بھی ایک حد تک بہت عمدہ تھا مگر فی الحقیقت اُس نے تمام سارنہ بتا دیا تھا۔ وہ اپنے بدست دوست کو یہ بات بتانے کی جرأت نہ کرتا تھا کہ خانگی خوش اقبالی کی جو بیوی ہے امداد اس شخص کی بیوی دہیسی تھی۔ جیسے کہ ایک محنت مشقت کرنے والے آدمی کو ملنی چاہیے۔ کبھی گھر میں کفایت شعاری پس اندازی آسائش نہیں ہوتی۔ تا وقتیکہ بیوی مدد نہ کرے اور غنتی آدمی کی عورت کو دوسری عورتوں سے زیادہ مدد کرنی چاہیے۔ کیونکہ وہ بیوی گھر کی منتظم دائیہ اور لازم سب کچھ ہے اگر وہ کفایت شعار نہ ہو تو اس کے مانتوں میں روپیہ دینا چھلنی میں پانی ڈالنے کی طرح ہے اگر وہ کفایت شعاری کو مد نظر رکھو گی تو اس کا گھر آسائش و آرام کا ملجا و ماحول ہو جاوے گا۔ اور وہ اپنے خانہ کی زندگی کو بھی بہت بخش بناوے گی گو وہ اُس کی خوش اقبالی اور دولت کی بنیاد قائم نہ کر سکے ؟

بہت کم لوگ ایسے ہیں جن کا یہ خیال ہو کہ ہر روز ایک اپنی یا قریب ایک آئے بچانے سے کوئی نمایاں کام ہو سکتا ہے تاہم یہ بات بخوبی ثابت کی جاسکتی ہے کہ اگر ایک اپنی کو احتیاط سے خرچ کیا جاوے تو آدمی آزاد ہو سکتا ہو امداد اپنی بیوی اور بچے کے واسطے آئندہ افلاس اور ناداری کی پیش بندی کر سکتا ہے ۔

کسی پر ادوی ڈنٹ سوسائٹی (انجمن موراندیش) پراسیکٹ اور فرسٹیں لو اس قسم کی انجمن ان لوگوں کے واسطے بنائی گئی ہیں جو لیک اپنی روزانہ

خرچ کرتی ہیں۔ یعنی ملک کی تقریباً تمام کام کرنے والے لوگ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم کسی ایک یا انجن کو منھوڑ کر دیں۔ کیونکہ وہ سب یکساں اصولوں پر چلتی ہیں جو کسب معاش اور صحت اور مرض کے تجربے اور نتائج پر مبنی ہے اُن کی شریعتیں بھی یکساں ہیں اگر ہم ان سوسائٹیوں کو دیکھیں گے تو ہم کو معلوم ہو گا کہ ایک اپنی روزانہ سے کیا ہو سکتا ہے؟

(۱) ایک اپنی روزانہ سے مرد یا عورت جن کی عمر پچیس سال ہو۔ جس شغل کی ہفتہ وار رقوم ہمیں سب سے لے سکتا ہے جو اُس کو تمام زندگی بھر میں مرض کے وقت دیکھا جائے گی۔

(۲) ایک اپنی روزانہ کے معاوضہ میں اگر یہ چندہ ساٹھ سال کی عمر میں دینا بند کیا جائے اکتیس برس کا مرد یا عورت اپنی وفات پر پچاس پونڈ امانت میں چھوڑ جاتا ہے۔ جو اُس کے لواحقین کو مل سکتے ہیں۔ خواہ وہ اس ہفتہ یا مہینہ میں وفات پائے جس میں ہم یہ کرایا لیا تھا۔

(۳) ایک اپنی روزانہ کے معاوضہ میں کوئی نوجوان مرد یا عورت تلو پونڈ کی رقوم ہمیں سب سے لے سکتا ہے بشرطیکہ وہ تمام عمر ایک اپنی روزانہ کے حساب سے چندہ ادا کرتا رہے مگر ایک تلو پونڈ موت کا وقوعہ ہونے پر فی الفور مل سکتے ہیں؟

(۴) ایک اپنی روزانہ کے معاوضہ میں نوجوان مرد یا عورت کو پچیس پونڈ سالانہ یا دس سالانہ ہفتہ وار زندگی بھر کے واسطے مل سکتی ہیں بشرطیکہ جمع کرانے والے کی عمر پینٹھ سال سے متجاوز ہو۔

(۵) ایک اپنی روزانہ کے معاوضہ میں بشرطیکہ چندہ کسی بچے کی پیدائش سے شروع کیا جاوے والدین میں پونڈ کا بیمہ کر سکتے ہیں یہ رقم بچے کو چودہ سال کی عمر

میں مل جاتی ہے؟

(۶) اگر ایک اپنی روزانہ بچے کی پیدائش سے اکیس سال تک ادائیگی کی جاتی رہے تو اُس کو وہ سو پونڈ مل سکتے ہیں تاکہ وہ کاروبار شروع کرے یا خانہ داری کے واسطے ضروریات لے سکتے ہیں۔

(۷) ایک اپنی روزانہ کے معاوضہ میں چوبیس سالہ نوجوان یا عورت کو ساٹھ سال کی عمر میں ایک سو پونڈ مل سکیں گی اور اُس کو یہ حق حاصل ہوگا کہ ادا کر وہ رقم کا بچہ حصہ کسی وقت لے سکے اور اگر ساٹھ سال کی عمر سے پیشتر مت واقع ہو تو چندہ کی تمام قسطیں واپس دی جائیں گی۔ نئی اپنی فی روز کی یہ طاقت ہے۔ کون ہے جس کو اس کا خواب و خیال بھی تھا۔ مگر یہ بالکل سچ ہے اور یہی کرنے والی نہایت عمدہ کمپنیوں کی رویدادوں کو دیکھ کر یہ بات بخوبی ثابت ہو سکتی ہے۔ بنک میں ایک اپنی روزانہ جمع کر لے جاؤ۔ اور یہ آہستہ آہستہ جمع ہوتی جاتی ہے۔ یوں تو یہ ہر ایک آدمی کے واسطے مفید ہوتی ہے مگر ہمیکہ والی کمپنیوں کے واسطے یہ ایک ذبردست طاقت ہوتی ہے اگر ۳۳ سال کی عمر میں کوئی شخص ایک اپنی جمع کرانے لگے تو اگر وہ بالفرض دوسرے چھنے یا سال میں مر جائے تو اُس کی بیوی اور کنبے کو ساٹھ پونڈ مل سکتے ہیں چونکہ باہمی ضروریات کے واسطے کثیر التعداد لوگ تقوڑا تقوڑا پس انداز روپیہ جمع کراتے ہیں وہ سب مل ملا کر نہایت مفید ہو جاتا ہے اور اس طرح اپنی کو جو منفرد صورت میں کسی کام کی نہ تھی۔ جمع ہونے پر بے حد طاقت حاصل ہو جاتی ہے۔

کسی مزدور کا اپنی بیوی اور بچوں کے فایزے کے واسطے اپنی زندگی کو بھیک کرنا اُس کی کمال بے فوضی پر دلالت کرتا ہے یہ ایک خلاقی اور مذہبی کام

بھی ہے۔ یہ خود اپنے گھرانے کے لوگوں کے واسطے تہیہ کرتا ہے اس عمدہ تجویز پر عمل کرنے سے محنت کرنے والے کا گندہ اس کی وفات کے بعد ازاد رہ سکتا ہے جس رقموں کو مناسب طور سے جمع کر اور اپنا عملی ٹیکہ کا بہترین ثبوت ہے اور سچے آدمی کی راست بازی اور کمال دورانہدشی پر دلالت کرتا ہے،

متوفی جوزف بکسٹنڈیل محنت اور مشقت کرنے والوں کا بکا دوست تھا کیونکہ وہ زندگی میں اس کی محنت اور مشقت میں شریک تھے اس شخص میں عقل سلیم اور عامہ سمجھ کا بہت سا حصہ تھا اور اس کو کاروبار کا فرنگیل کہہ سکتے تھے وہ دانشمندی میں اپنی آپ ہی نظر تھا۔ اس کو بہت سی ضرب المثلیں یاد تھیں اور وہ لوگوں کو عملی مدد دینے میں مستعد تھا۔ وہ اپنے ملازموں کو ہمیشہ تشویش دلاتا تھا۔ کہ مصیبت کے وقت یا کبیر سنی میں اپنے گزارہ کے واسطے کچھ روپیہ پس انداز کر رکھیں وہ اپنے بوڑھے ملازموں کو کام کرنے سے معذور ہونے پر پیش و پیکر نصیحت کر دیتا تھا۔

اس اپنے مکانات پر بوٹے عروٹ میں بعض نصیحتیں لکھی ہوئی تھیں تاکہ اگر کوئی شخص بوڑھا ہو یا بھی حواس سے گزرے تو ان کو پڑھ سکے ان کی ہنہ مشابہیں ذیل میں دی جاتی ہیں۔ مایوس ہرگز نہ ہونا چاہیے۔ محنت کے فیر کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی جو شخص اپنی تمام کمائی خرچ کر ڈالتا ہے،

وہ گداگر کے قریب قریب ہوتا ہے۔ گدا وقت پھر نامتہ نہیں آتا محنت و تناب سے اور کفایت شماری کو اپنی زندگی کی عادات بنائو۔ یہ مہارتیں جلی حروف میں چھاپ کر دکائی گئی تھیں تاکہ ہر ایک باہر دکان کو پڑھ سکے بعض ان کو ازبر کر لیتے تھے۔ اور ان ٹیکوں پر عمل کرتے تھے۔ جن کی ان میں تلقین کی گئی تھی +

بعض موقعوں پر مشرک مسند میں اپنے مزدوروں کے درمیان لمبی لمبی اور مفید
 عبارتیں تقسیم کر لیا کروانا تھا یا اپنے کارخانوں کار بار کے مقامات میں چسپان
 کر دیتا تھا۔ وہ اس قسم کے چسپے ہوئے کاغذات کو کلرکوں کے دستروں یا
 ایسے مقامات جہاں آدمی لگاؤ شت کرنا چاہیں یا کھانا کھانے کے واسطے یا
 کام کرنے سے پیشتر جمع ہوں چسپان کر دیتا تھا۔ ان میں بہت سی کارآمد
 نصیحتیں ہوتی تھیں۔ ہم ان میں سے ایک نصیحت جو پابندی وقت کی اہمیت
 کے متعلق ہے نقل کرتے ہیں :-

طریقہ پر کاروبار اخذ کرنا ہے اور پابندی وقت کے بغیر طریقہ نہیں
 ہو سکتا۔ پابندی وقت اس واسطے ضروری ہے کہ یہ کمبہ کی امن اور بہبودی
 اور خوش خلقی میں بڑے کام کی ہے مگر پابندی وقت کو مد نظر رکھا جاوے
 تو ضروری فرض میں ہر جہ واقعہ ہوتا ہے بلکہ بعض اوقات فرض بالکل اوائیں
 ہو سکتا پابندی وقت کا ایک اور فائدہ یہ ہے کہ دنگو اطمینان دہتا ہے جو
 شخص بے ترتیبی سے کام کرتا ہے وہ ہمیشہ اوقات تفری کی حالت میں رہتا
 ہے بسبب تم اس سے ملو اور کچھ وقت تک گفتگو کے واسطے ٹھہرنا چاہو تو وہ کہتا
 ہے مجھے فرصت نہیں میں ایک اور جگہ جا رہا ہوں وہاں پہنچ کر وہ اپنے کام
 پہ ٹھیک وقت پر نہیں لیا یا سکتا یا اس کو ادھر اور اچھوڑ کر دوسرا شروع
 کر دیتا ہے پابندی وقت سے آدمی کی خلعت و زمانہ دار ہو جاتی ہے جو
 شخص وقت کا پابند ہو۔ ہم اس کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ اس نے اقرار کیا
 ہے اور وہ اپنے اقرار پر قائم رہے گا۔ اور اس سے تمہارے میں بھی پابندی وقت
 کا نمایاں ہوتا ہے۔ کہو کہ دوسری نیکیوں کی طرح یہ بھی ایک آدمی سے دوسرے
 آدمی میں منتقل ہو جاتی ہے۔ جب کسی گھر سے کام سربراہ آدمی وقت کا

پابند ہوتا ہے تو اس کے ملازموں اور بچوں کو بھی پابند وقت ہونا پڑتا ہے جبب وہ کسی مسئلے اقرار کرتے ہیں تو وہ اس کا ترجمہ کی طرح خیال رکھتے ہیں اگر کسی سے مقررہ وقت پر ملاقات کرنے کا دورہ کیا گیا ہے تو وقت کا پابند ہونا چاہیئے کیونکہ وعدہ کرنے والے کا کوئی حق نہیں کہ اگر وہ اپنا وقت ضائع کرتا ہے تو دوسرے کا بھی ساتھ ہی کرے گا

شاید کوئی یہ سوال کرے کہ جرنل بسنڈیل کون تھا۔ وہ پکنورڈ کمپنی کا مالک تھا۔ یہ بڑا کارخانہ تمام انگلستان اور برہ اعظم یورپ میں مشہور ہے مسٹر بسنڈیل شکار کے ایک ڈاکٹر کا بیٹا تھا۔ اُس نے عمدہ تعلیم پائی روٹی کی تجارت میں مصروف ہو گیا۔ اور لندن میں اس کا کارخانہ قائم مقام ہو کر آیا جس سے اس کا تعلق تھا۔ پھر اس تجارت کی تیاراری ہو گئی۔ اس نے ارادہ کیا کہ روٹی کی تجارت چھوڑ کر کوئی اور کام شروع کرے مسٹر پکنورڈ اس سے پیشتر کرایہ کی گاڑیوں کا کام شروع کر چکا تھا۔ مگر اس کے پاس روپیہ نہ تھا۔ مسٹر بسنڈیل نے اُس کو سرمایہ دیا اور وہ خوش ہوا کرتا۔ وہ اس کام کی طرف سے فاضل رہا۔ لیکن یہ دیکھ کر کہ زیادہ اہتمام اور انتظام کی عدم موجودگی سے اس کام میں کچھ ترقی نہیں ہوئی۔ اس نے آخر یہ عزم کیا کہ اس کام میں خود شریک ہوا اور خود انتظام کرے گا

وہ پکنورڈ کمپنی کے کارخانے کے کاروبار میں مناسبت مستعدی سے شریک ہو گیا۔ اس نے اس سروس کو ایجنٹ مقرر کئے۔ اور ملک بھر میں ایجنٹیاں قائم کیں۔ اُس نے سڑکوں پر جا بجا گاڑیاں لگا رکھیں جو ہماری ڈاک گاڑی کی طرح تیز چلتی تھیں۔ ایک اجنسٹم کی اسہستہ چلنے والیاں گاڑیاں تیار کیں۔ جو مال گاڑی سے متشابہ تھیں اس نے انہوں سے بھی بہت کچھ فائدہ اٹھایا

اور بڑے بڑے شہر کے مابین مسافروں کو لیجانے والی کشتیاں جاری کر دیں۔ اس کی زیادہ تر وجہ یہ تھی کہ ملک کی سڑکیں بڑی خراب تھیں سال کے بعض موسموں ملک کے ایک حصہ سے دوسرے حصے میں تجارتی مال لے جانا ناممکن رہتا۔

اس قسم کے اہم اور وسیع کاروبار چلانے کے لئے بہت سے سرکاری بڑی مستعدی اور اول درجہ کی انتظامی قابلیت کی ضرورت تھی کپنٹونڈ کے زمانہ میں مسافروں اور اسباب وغیرہ کے لیجانے کے واسطے جرنل پچاس گھوڑے مقرر تھے۔ جن کی تعداد میں اضافہ کر کے ایک ہزار بنا دیئے گئے۔ کیونکہ سڑک کے اسٹیشنوں پر مثلاً لنڈن اور منچسٹر کے مابین لنڈن اور اگیتیر میٹر اور لنڈن اور ڈنبرہ کے مابین کوئل گھوڑے ضروری تھے۔ جہاز سازی کا ایک کارخانہ تیار کیا گیا۔ جس میں اسٹریم لائن نے اپنے خرچ سے تیز اور سست کشتیاں جو اس کام میں ضروری تھیں بنائی گئیں۔

مسافروں اور اسباب وغیرہ کے لے جانے کے کام میں ذاتی نگرانی کی یہی بہت کچھ ضرورت تھی۔ جرنل ایک صاحبِ عزم مستعد اور بے دھڑک آدمی ہی اس کو کر سکتا۔ اس کے پاس ایک تیز رفتار کشتی تھی جس میں وہ سوار چوگر نروں سے گھڑ جاتا تھا۔ اور یہ دیکھتا تھا کہ آیا آدمی اپنی اپنی جگہ پر کام کر رہے ہیں اور اسباب وغیرہ مناسب طور سے مٹیا گیا جاتا ہے وہ شبہ اور نگرانی میں مصروف رہتا تھا۔ بعض اوقات وہ اپنی خاص سفری گلیز پر سوار ہو کر سڑکوں پر جایا کرتا تھا۔ وہ سرائے والوں کو زیادہ سے زیادہ کرایا دیتا تھا۔ تاکہ نہایت عمدہ گھوڑے مل سکیں اور وقت ضائع نہ ہو وہ اپنے گاڑی بانوں کو راستہ میں ہی چاہتا تھا۔ اور یہ دیکھتا تھا

کہ آیا انہوں نے شراب تو نہیں پی اور وہ کیشینوں پر مقرب پر پہنچ جاتے ہیں وہ اپنی بند و قوں کا بھی معائنہ کرتا تھا۔ اور وہ یہ دیکھتا تھا۔ کہ وہ بھری ہوئی ہیں یا کہ نہیں کیونکہ اس زمانہ میں شرک پر سفر کرنے والے کو تو اتوں کا ہر وقت کھٹکارہ ملتا ہے وہ یہ بھی دیکھتا تھا۔ کہ ایجنٹ اپنا فرض ادا کر رہے ہیں اور نہ کر رہے ہیں یا ترتیب رکھی ہوئی ہے؟

گاڑیوں کا معائنہ کرنے کے علاوہ بعض اوقات چھوٹی سڑکوں پر پکٹنگ پر سفر کرتا تھا۔ کیونکہ وہ ملک کی تقریباً ہر ایک جگہ کو جانتا تھا۔ اور وہ گاڑیوں کے پکٹنگ پر جانوں کو اچانک جالیتا تھا۔ کیونکہ وہ نہ جانتے تھے کہ وہ ان کے پیچھے ہیں یا آگے اور اس طرح بالعموم تمام آدمی چوکتے رہتے تھے۔ اس قسم کے اور طریقوں سے بھی کارخانہ کا کام قابل تعریف انجام پانے لگا۔ اور مسافروں اور اسباب کے لئے جانے کا کام ایسا اعلیٰ ہو گیا۔ جو اس زمانہ کی سڑکوں اور نہروں کی حالت کو مد نظر رکھ کر کیا جاسکتا تھا؟

مجبب یہ کارروائیاں مکمل ہو چکیں تو ریل کی آمد آمد سے گھوٹے اور شکر مگاڑیوں کے کام میں نقص واقعہ ہونے لگا۔ ڈیوک آف برٹ وائر نے کہا مجھے پوسٹ کی سڑکوں میں شرارت نظر آتی ہے مگر اس قسم کی سڑکوں کا وقت آگیا تھا اور وہ ملتوی نہ ہو سکتی تھیں۔ پہلے پوسٹ کی سڑکیں گاؤں سے ہندو کے کنارے گاؤں کو ملوں کے لیجانے کے واسطے استعمال ہوتی تھیں۔ اور وہاں سے وہ جازوں پر لندن پہنچا دیا جاتا تھا۔ پھر یہ تجویز کی گئی کہ پوسٹ کی سڑکیں شہر شہر جنیں پہنچانے کے واسطے استعمال کی جائیں کیونکہ سب سے زیادہ آمد و رفت لنگا شہر میں تھی۔ لیورپول اور مانچسٹر کے درمیان پوسٹ کی ایک سڑک بنائی گئی۔ اور پھر ان دونوں شہروں

سے ملک کی تمام طرفوں میں پھیل گئی ہے

”اگر سٹرکبندی میں مسافروں اور نئے طریقہ کی مزاحمت کرتا تو اس کو انجام کا رونا کامی ہوتی۔ مگر اس نے صاف صاف طور پر دیکھ لیا کہ ریلوے کے طریقہ کو آخر کار نسخ ہوگی۔ بجائے اس کے کہ وہ اس کی مخالفت کرتا، وہ اس کا موڈ ہو گیا۔ اس نے لیورپول اور مانچسٹر کمپنی کو بہت سی تکلیف سے نجات دی یعنی وہ ان کے اسباب لیجانے کا انتظام اور اس کو جمع کرنے اور دینے کا احتیام خود کرنے لگا۔ پھر جب وارنگٹن سے برانگٹن اور برانگٹن سے لندن تک ریلیں جاری ہونے کی تجویز ہوئی۔ اس نے پارلیمنٹ کی کمیٹیوں کے سامنے آمدورفت کے متعلق شہادت دی اور جب سٹرکیں بننا ہو گئیں اس نے اپنی گھوڑے گاڑیوں سے اسباب ریلوے پر منتقل کر دیا۔ اس طرح وہ بہت سا اسباب بیل گاڑی کے ذریعے جانے لگا۔ اس اثنا میں انگلستان کے تمام شہروں اور قصبوں میں ریلوے قائم ہو گئی تھی۔ اور وہ اسباب جمع کر کے سبیل ریل روانہ کرتا تھا“

”اس نے ریلوں میں بھی بہت ماحضہ لیا۔ ساتھ ویسٹرن ریلوے میں اس کو ایسا درجہ حاصل ہوا کہ اس کو کمپنی کا پیر میں ہونے کے واسطے بلایا گیا۔ اس کی اور ستونی ولیم کیوٹ کی مدد سے ڈیوونک لین بن گئی۔ مگر ڈوار کا بندرگاہ ایک کمپنی کے پاس تھا۔ اور وہ مال و اسباب کو جگہ دینے میں غل کرتی تھی۔ مہر بندرگاہ پر اسباب لکھنے کا کرایہ حد سے زیادہ لگتی تھی۔ سٹرکبندی میں فی الفور کسٹون بندرگاہ اپنی لاگت سے خرید کیا اور ساؤتھن کمپنی کے نام پر کر دیا۔ پھر اس نے بولوں اور ایمیں سن کو بنانے کا ارادہ کیا۔ جو زیادہ تر انگریزی سرمایہ سے تعمیر ہوئی۔ اور اس طرح

لندن سے پیرس تک براہ راست لائن جاری ہوئی ۴

”اپنے کاروبار نیز توسیع ریلوے کے مشن اُس کو منت منت کرنی پڑی

اور اسی وجہ سے وہ بیمار ہو گیا۔ اور صحت بحال کرنے کے واسطے وہ غیر ملکوں کی سیر کو جدا کیا۔ اُس کی غیبت میں یورپول میں دھڑا بندی ہونے لگی۔ جس کا مدعا یہ تھا کہ اُس کی بجائے ایک اور چیر میں مقرر کیا جاوے گا۔ اُس کو ایک فریب سے حدارت کی کرسی سے اتار دیا گیا۔ اُس نے اپنی موتوفی کو خوشی قبول کیا۔ سب اس کے بیٹے کاروبار میں اُس کا ناتھ بٹانے کے لائق ہو گئے تھے۔ گو وہ زندگی کے اختتام تک وہ ہر ایک چیز میں دلچسپی لیتا رہا۔ وہ یہودی اور غیر خواہی کے کام کرنے سے کبھی نہ ٹھکتا تھا۔ وہ اپنے وسیع تجربہ کی وجہ سے اپنے مختلف ولات کے اسٹشنوں کلرکوں اور کام کرنے والوں کو نصیحت دیتا رہتا تھا۔ اس نے ان لوگوں کے نصیحت دینے کے خیال اپنے کارخانوں کے مختلف حصوں پر عمدہ مقولے اور نصیحت کے نام سے اشتہارات چسپان کرادیئے ۵

مقولہ اول یہ ہوا کہ بکھورہ کمپنی کے ایک ملازم نے کہا میں اس کارخانے

میں دایمہ تھوڑی اجرت پر ملازم ہوا تھا۔ اور لغایت شکاری اور منت مو میں نے کافی روپیہ جمع کر لیا۔ یہ قول یہ تھا کہ ایک شلنگ میں سے نوپن سے زیادہ نرخ دکرنا چاہیے۔ تو یہ بات فضول سی معلوم ہوتی ہے مگر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس القیہ سے بیس شلنگیں پانچ شلنگ اور چالیس پونڈ میں دس پونڈ کا اندازہ ہو سکتے ہیں ۶

اس میں گروہ ایک نومبر ان اس لایمہ پر مل رہا ہے۔ اگرچہ چھ بیس پونڈ جمع کر کے ہر سال دس پونڈ اضافہ کرتا جاے۔ تو کچھ سال سے ہر سال میں اُس کے

ایک سو فیصد سے زیادہ چیزیں اور جانچیں گے۔ اگر ابتدا سے زندگی میں موقعہ کھٹا جس سے چلا نہ جائے دیا جائے تو سنا تو ماحول میں ہی پختہ عمر میں روپیہ بچا یا جاسکتا ہے۔

جس کارخانہ میں ہم ملازم ہیں۔ اس کو اپنی لوگوں نے پوٹا ہے جو میں سال سے تنخواہیں لے رہے تھے۔ اگر وہ مذکورہ بالا تجویز پر عمل کرتے تو وہ فارغ البال بلکہ متمول ہو جاتے۔ اور اب ہم ان کو سوسائٹی کا معزز اراکین بناتے۔ ہماری بہبودی محنت اور کفایت شعاری پر منحصر ہے دنیا میں اعلیٰ قابلیت کی نہیں بلکہ تنقل اور متواتر محنت کی ضرورت ہے بہت کم لوگ ایسے ہونگے۔ جن کو مندرجہ ذیل عامل نہ ہو سکے خدا ان کی مدد آپ کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں جو شخص کام کرنے کی بجائے خوشی کے پیچھے سرگردان پھرتا ہے۔ ٹھیکڑے عرصہ میں انہیں کو کام نہ ملے گا۔

میں اکثر اوقات فصولِ چنیروں کی شکایت کیا کرتا ہوں۔ لیکن اگر ان کا اکثر خیال نہ کیا جائے۔ تو تمام کھیل بگڑ جاتا ہے پس لازم ہے کہ ہر ایک شخص اپنے اپنے فرض کو تو بہ سے کرے مقررہ گھنٹوں پر کام کرو اور آج کا کام کل پر ملتوی نہ کرو۔

”اگر کام معمولی سے زیادہ دباؤ ڈالے تو زیادہ وقت دوتا کہتا رہے حسابیں گڑبڑ نہ پڑ جائے اور تنہا ری دہ سے دوسروں کو تاخیر اور تکلیف نہوارہ نہ کرنی پڑے یہ اکثر واقعہ ہوتا ہے کہ افراد کی غفلت ان لوگوں پر زیادہ محنت ڈال دیتی ہے جو باقاعدگی سے خواہش مند ہوتے ہیں۔ دوسروں کے اقامتیں کو چھپانے یا ان سے چشم پوشی کرنے سے بہت نقصان اور مصرت ہوتی ہے۔ لہذا نقصان کرنے والے کو مگر ایک کو ہمیشہ نقصان ہوا ہے۔“

”ما بعد کے واقعات سے مجھ کو یہ ترغیب ہوئی ہے کہ تمہیں اس مضمون کی طرف توجہ دلاؤں یہ پہلک اور پرائیویٹ عمدوں میں ہر ایک پہلو سے ضروری ہے۔ آدمی کے واسطے سپائی کی نسبت کوئی چیز اسبے اولے نہیں جو شخص جھوٹا ہوتا ہے وہ نہایت حقیر خیال کیا جاتا ہے یا درمکھو کہ جھوٹا اگر زبان سے نہ بھی بولا جائے۔ تو وہ عملی طور سے بھی ظاہر ہو سکتا ہے اور جس چیز کو جھوٹ کے رنگ میں ظاہر کیا جائے وہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔“

”پس جو شخص اپنے مالک کا نقصان ہوتے ہوئے دیکھ کر اس کو نکال کرنے میں غفلت کرتا ہے وہ بھی قصور وار کے برابر قصور وار ہے دونوں میں فرق یہ ہے کہ عملی جھوٹ بول رہا ہے یا ایک شخص کی غلطی پر پردہ ڈال رہا ہے وقت کا پابند نہ ہونا بھی جھوٹ ہے۔“

”تمام موقعوں پر صاف گوئی سے کام لو اور جو کام کروا علانیہ کرو اس طرح غلطیاں کم ہو جائیں گی۔ اور محنت گھٹ جائیگی۔“

”یہ بہت کم اتفاق ہوتا ہے کہ ہم کوئی ضروری خدمت انجام دے سکیں جو چھوٹی چھوٹی خدمات ہمیشہ سینہ ہوتی ہیں۔ پس ایک دوسرے کو مدد دینے کا موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دو۔ اس صورت میں تم اپنے مالکوں کا نہایت قابل تعریف کام کر سکتے ہو نیز خود تمہارے درمیان حسن عقیدت اور یکجہتی کا خیال پیدا ہو جائیگا۔“

”اچھے عیسائی کو اچھا ذکر ہونا چاہیے۔ زندگی میں خواہ تم کسی حالت میں ہو گو یہ ہر وقت یاد رکھو کہ خدا کا خوف دانشمند کی ابتدا ہے۔“

دستوران باب

”مالک و ملازم“

محنت کا پینہ خشک اور معدوم ہو جاتا ہے۔ مگر اس سے کچھ مدد حاصل ہوتا ہے۔
”دستیکہ پیٹھ“

”انسان قواعد کی ایک دکان ہے۔ بایں کہو کہ بہت بڑا گھٹڑ جس کے ہر ایک پیرل میں ایک قانون لکھا ہوا ہے۔ (جارج ہیریٹ)

”جو کچھ محنت سے حاصل ہوتا ہے وہ احتیاط سے بچا سکتا ہے۔ شخص اپنا کام مستعدی سے کرتا ہے مگر احتیاط کو مد نظر نہیں رکھتا ہے وہ گویا ایک ماتھے سے جمع کرتا ہے اور دوسرے سے پھینک دیتا ہے (کوہنن)

”جاہلوں کی تعمیل اجتماع کا سرمایہ عمدہ اجرت پانے والے کام کرنے والوں کی استطاعت میں ہے۔ اور توفیق قوانین کو بہت کم مزید سہولتیں دینی یا رکاوٹیں رفع کرنی ہیں۔ اُن کی بچت اب اس قدر زیادہ ہے کہ ان کو عمر کے نصف حصے سے کم عرصے میں آزاد و سرمایہ دار بنانے کے واسطے شراب سے بے ہیز کرنیکی عادت (اور تعویات و عادات) اقتباب اور زیادہ سمجھ کی ضرورت ہے (وٹلیو آرگریگ)

”مالک اپنے مزدوروں اور ملازموں کے درمیان کفایت شعاری اختیار کرتا ہے اور دوسرا عیشی کی عادات کو ترقی دینے میں بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ گو محنتی آدمی یہ نہیں چاہتا کہ اس کا کوئی مرتب بنے مگر وہ اس بات اعتراض نہیں

کر لیا کہ اس کی کوئی مدد کرے۔ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں کہ افراد بہت کچھ کر سکتے ہیں وہ کفایت شکاری کی عادت سیکھ سکتے ہیں اور اپنی کمائی کا ایک خاص حصہ پس انداز کر سکتے ہیں۔ جو ضرورت کے وقت کام آئے مگر ان کو حوصلے اور امداد کی ضرورت ہے ان کو ہمدردی اور مدد کی ضرورت ہے۔

”اگر مالک اس بات کو سمجھتے کہ ان کا اپنے ملازمین اور کام کرنے والوں پر بے حد اثر پڑتا ہے وہ ان سے ہمدردی اور ان پر اعتبار کرتے اس طرح ان کا خرچ کچھ نہ ہوتا اور ناپید ہوتا۔ ہم کو کوئی ایسی مثال معلوم نہیں کہ کسی مالک نے اپنے کام کرنے والوں کی بہبودی اور ترقی میں دلچسپی لی ہو اور انہوں نے اس کے معاوضہ میں اس کا پہلے سے زیادہ ادب اور اس کا کام دیا وہ توجہ سے نہ کیا ہو، مثلاً اگر وہ ایسا انتظام کرے کہ مزدور کی اجرت سہ ماہی کے روز بہت رات گنی۔ ادا نہ کی جائے۔ کیونکہ اس طرح ان کو اپنی ہفتہ وار چیزیں خریدنے میں بہت نقصان ہوتا ہے البتہ ان مزدور ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے پاس مقبور اسامہ پس انداز ہوتا ہے وہ کسی اور وقت خرید سکتے ہیں تاکہ ان کو سہ ماہی کی رات سے زیادہ ناپید نہ ہو ملک اپنے مزدوروں کو کھال خانے میں اجرت ادا کرے بھی پرہیز کر سکتا ہے اور اس طرح وہ اپنے کام کرنے والوں کو شراب پر روپیہ خرچ کرنے سے بچا سکتا ہے جس سے کہ اکثر بہت نقصان ہوتا ہے۔“

”مگر مالک اس سے بھی بہت زیادہ کر سکتے ہیں وہ اپنے کام کرنے والوں اور ملازمین میں عاقبت اندیشی کی عادت ڈالنے میں عملی طور پر مدد دے سکتے ہیں۔ مثلاً وہ مردوں اور عورتوں کے واسطے سیونگس بنک اور رکوں اور رکوں کے واسطے پینی بنک قائم کر سکتا ہے وہ دور اندیشی کے

کو ترقی دینے اور سرمایہ جمع کرنے کے واسطے کلب اور انجمنیں بنائیں اور خور و نوش مہیا کرنے کے کلب بنا سکتا ہے اور کئی اور شرطوں سے مدد دے سکتا ہے۔ وہ مزدوروں کو مشورہ دے سکتا ہے کہ اپنی اہرت کے بچے کرنے کے واسطے کون سا بہتر طریقہ اختیار کریں بہت بڑے کارخانوں کے مالکوں نے بہت کچھ عملی فائدہ پہنچایا ہے انہوں نے روپیہ پس انداز کرنے کی تیار کی ہیں۔ جن میں ان کے ملازم اور کام کرنے والے عموماً شریک ہوتے ہیں اور ان کا ادب بھی کرتے ہیں۔

ساتھ ہی یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ انہوں اور ملازموں کے مابین ہمدردی نہیں پائی جاتی۔ اصل یہ ہے کہ ہمدردی تمام جماعتوں میں ملتی ہے مگر وہ بہت متغیر کام کرنے والوں متوسط حیثیت کے لوگوں اور واسطے میں ملتی ہے۔ باہمی ہمدردی کا نام نہیں ان کے درمیان بہت سے مجلسیں ہوتی ہیں مگر ابھی عبور نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی ان کو ملا سکتے ہیں بیچ ٹاٹا غور کرنے کے وقت کہا جائے کہ اگر کوئی ممد سے پوچھے کہ انگلیزوں کی دوستی میں ایک جماعت کے دوسری جماعت کے ساتھ ملنے جلنے میں کون سی چیز ہمدردی سے ہے۔ میں کہوں گا۔ کہ ان میں ہمدردی نہیں پائی جاتی۔

یہ ایک اعلیٰ صداقت ہے مگر اس کی ابھی قدر نہیں ہونے لگی یہ وہی قدیم صداقت ہے جس پر مذہب عیسوی کی بنیاد ہے۔ یہ ایک دوسرے سے محبت کرو۔ یہ ایک سادہ مقولہ ہے مگر اس میں ایک ایسی نفسیت ہے جو دنیا کی توجہ یہ کرنے کے واسطے کافی ہے مگر جہاں آدمی اس طرح متفرق اور جانتوں میں تقسیم ہوا اور وہ ایک دوسروں سے اتنے علیحدہ رہتے ہوں کہ وہ ایک دوسرے کو جانتے نہیں نہ ہوں ان کو باہمی لحاظ اور رعایت کرنے کا خیال نہیں ہوتا۔

چہ جائیکہ ان کو ایک دوسرے سے دلی ہمدردی اور الفت ہو۔

غیرت سے اس نقص کا تذکرہ نہیں ہو سکتا۔ اگر ہمدردی کا خیال موجود نہ ہو تو غریبوں کو روپیہ کیل اور اسی قسم کی اور چیزیں دینے سے بہت ناید نہیں ہوتا۔ فیاض لارڈوں اور ریڈیوں کی غیثات روپیہ سے ہی شروع ہوتی ہے اور اس کا خاتمہ بھی وہی ہو جاتا ہے۔ ان کی ہمدردی کا خیال معدوم ہوتا ہے۔ غریب کے ساتھ اس طرح سلوک نہیں کیا جاتا۔ جس سے یہ پایا جائے کہ وہ بنی آدم کی اولاد سے ہیں یا ان کے سینے میں بھی انسان کا دل ہے۔

مالک اور غلام یکساں نہ ہمدردانہ طور پر زندگی بسر کرتے ہیں۔ ہر ایک اپنے واسطے ان کا مقولہ ہے مجھے اس بات کی کچھ پرواہ نہیں کہ کون ڈو بتا ہے بشرطیکہ میں تیرا رہوں۔

ایک شخص سرے میں سویا ہوا تھا۔ دربان نے اُس کو یہ کہہ کر بازار میں آگ لگی ہوئی ہے، بگلا دیا۔ مسافر نے کہا۔ غم و رنج کو پھر ذق نہ کرنا، وقتیکہ اس مکان کے پاس والے مکان کو آگ نہ لگ جائے، ایک مالک نے اپنے ملازموں کو کہا۔ تم یہ کوشش کرتے ہو کہ میرے سے حتی الوسع زیادہ سے زیادہ اجرت لے لو اور میں یہ کوشش کرتا ہوں کہ تمہارے سے زیادہ سے زیادہ کام لے لوں۔ مگر اس طرح نہیں ہو سکتا۔ جس شخص میں ذرا بھی ہمدردی ہوتی ہے وہ اپنی عمدہ فطرت پر ایسے خیالات کو قابو کرنے نہیں دیتا۔ اُس کو چاہئے کہ بنی نوع انسان کا ہمیشہ روشن پہلو دیکھتا رہے۔ مالک بروک نے کہا۔ کمینٹی خیال اور ادب شریعت کے آدمی کا یہ خاصہ ہے کہ وہ ہمیشہ لوگوں کے متعلق نہایت بری رائے قائم کرتا ہے۔

برخلاف اس کے کام کرنے والے لوگ اپنے فوائد کو اپنے آقلے
 فوائد سے بالکل علیحدہ خیال کرتے۔ وہ اپنی محنت کا جہاں تک ممکن
 ہو سکتا ہے زیادہ سے زیادہ معاوضہ لینا چاہتے ہیں وہ چاہتے ہیں
 کہ عزت گراں ہو جاوے تاکہ اُن کو زیادہ سے اجرت مل سکے۔ پس چونکہ
 باہمی ہمدردی یا دوستانہ خیال موجود نہیں ہوتا۔ بلکہ دونوں جماعتوں
 کا تعلق روپے کے بین دین کا تعلق ہوتا ہے اکثر تنازعات ہوتے رہتے
 ہیں اور ہڑتالیں وقوع میں آتی ہیں۔ یعنی مزدور لوگ ضد میں آکر کام
 نہیں کہتے دونوں جماعتیں اپنے اپنے ہم جنسوں کی مدد کے بھر سے پر
 یہ ارادہ کر لیتے ہیں کہ اخیر دم تک لڑتی رہیں گی۔ یہی وجہ ہے کہ پریسٹن
 نیو کاسل لندن اور ساؤس ویل جیسے ہضر ہڑتالیں دیکھنے میں آتی ہیں ؟
 ” دونوں کا مقصد اعظم دنیاوی فائدہ ہے جس سے بعض اوقات
 سخت نقصان ہوتا ہے۔ ان کو ایک دوسرے سے شبہ پیدا ہو جاتا ہے
 اور سوسائٹی انڈر سے کھوکھلی ہو جاتی ہے اس کا علاج صرف یہی ہے
 کہ عیسائیوں کی طرح زیادہ ہمدردی نہ نظر رکھی جائے اور واقعی فیاضی
 کی جائے۔ اس طرح سوسائٹی کی حالت سدھر سکتی ہے دولت مند
 اور امیر کے درمیان دوستانہ تعلقات پیدا کرنے کے واسطے روپیہ عطیہ
 دینے سے کچھ بھی نہیں ہونا۔ تاوقتیکہ نیکی کا خیال اور انسانی ولسوزی
 نہ ہو۔ اس نقص اور خرابی کا جس کا علاج ٹانفورڈ نے نزع کے وقت ذکر کیا
 تھا۔ ہرگز نہ اراک ہتھیں ہو سکتا ؟

” بعض کا قول ہے کہ مقابلہ کرنے کے خیال سے ہمدردی کا خیال
 باقی نہیں رہتا ؟ مقابلہ کرنے سے آدمی سنگ دل خود غرض اور شریر ہو

جاتا ہے

اور اس سے کئی اور نقصان ہوتے ہیں۔ مثلاً کروڑوں بندگانِ خدا مفلس اور سبیت زدہ ہو جاتے ہیں۔ مقابلہ سے چیزوں کی قیمتیں کم ہو جاتی ہیں یا بعض اوقات زیادہ ہو جاتی ہیں جب مقابلہ آپڑتا ہے تو آدمی بہت سی مشکلات گوارا کرتے ہیں۔

تاہم مقابلہ کی تائید اور مخالفت میں بہت ہی وجوہات پیش کر سکتے ہیں۔ یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ مقابلہ ایک طرح کی کشمکش ہے بلکہ تمام زندگی ہی کشمکش ہے جب مزدور مقابلہ کرتے ہیں تو وہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ زیادہ اجرت حاصل کریں اور جب آقا مقابلہ کرتے ہیں تو ان کا مقابہ یہ ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ نفع بچائیں۔ مصنفوں و اعظموں اور مریدوں کے مقابلہ میں شہرت و ناموری یا آمدنی کے بڑھانے خاطر مقابلہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ تمام انسانی امشیا کا حال ہے۔ مقابلہ میں بھی خرابی کی تھوڑی سی آمیزش ہے۔ اگر ایک شخص دوسرے کی نسبت زیادہ خوش اقبال اور دولت مند بن جاتا ہے یا اگر کوئی جماعت دوسرے کی نسبت زیادہ فارغ البال ہو جاتی ہے وہ دوسری جماعتوں کو اپنے پیچھے چھوڑ جاتی ہے تاکہ یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ دوسروں کو ترقی اور ترقی حالت میں چھوڑ جاتی ہے بلکہ یہ کہ وہ خود ترقی کر جاتی ہے۔

مقابلہ کو روک دو اور افراد اور اقوام کی ترقی بھی ساتھ ہی رگ جائیگی۔ اگر مقابلہ نہ ہو تو تمام انسانوں کی حالت بالکل یکساں رہی گی جس طرح کہ پانی کی سطح ہموار ہوتی ہے۔ مسو سائی کے مختلف طبقے اور حالتیں ہمیشہ ایک ہی رنگ پر نظر آئیں گی۔ تخریب اور مقابلے کا خیال

جاتا رہے گا۔ x x x x x x x اور ذات کا خیال پیدا ہو جائیگا
مقابلے کو روک دو تو فردی ترقی کی کشمکش رک جائیگی۔ اور فردی ترقی
کا بھی خاتمہ ہو جائیگا۔ اور آخر سو سائٹی کی ترقی مسدود ہو جائیگی۔
”مقابلہ سے مجبور ہو کر کابل آدمی کو بھی کوشش اور جدوجہد
کرنی پڑتی ہے اور اگر وہ کوشش نہ کریگا۔ تو اُس کو زندگی کشمکش میں
پیچھے رہنا پڑیگا۔ اگر وہ کام نہیں کرنا چاہتا تو اُس کو کھانا بھی نہ پائے
میرے کابل دوست میرے سے یہ امید نہ رکھو۔ کہ میں دنیا میں اپنا کام
بھی کرونگا۔ اور تمہارا بھی کرونگا۔ تم کو چاہیے کہ اپنا کام ضرور کرو جو
بروئے انصاف تمہارا حصہ ہے خود روپیہ بچاؤ اور میرے یاد دہانے
لوگوں سے یہ امید نہ رکھو کہ وہ تم کو خیرات خانے میں جانے سننے پالیں
گے دنیا میں سب لوگوں کے واسطے کافی چیزیں ہیں۔ مگر تم کو کام کا
اپنا حصہ ضرور کرنا چاہیے۔“

”کامیابی ایسی جدوجہد ہے ہوتی ہے۔ جس میں مشکلات
کو مغلوب کرنے کا ارادہ کر لیا جاوے۔ اگر کوئی مشکل نہ ہوتی تو دنیا
بھی نہ ہوتی اگر کشمکش یا مقابلہ کرنے کے لئے کوئی چیز نہ ہوتی تو کوئی
چیز حاصل نہ ہوتی۔ پس انسان کا جہد کرنا ضروری ہے۔ جدوجہد کی ضرورت
انسان کی ترقی کا منبع و مخزن ہے فردی اور قومی ترقی کا کٹھنہ ہی ہے
اس سے نہایت عالیشان دستکاری کی ایجادیں۔ کلوں میں اختراع اور
زمانہ کی ترقیاں ہوئی ہیں۔ اس سے جہاز ساز سوداگر صنعت کل ساز
ناجر اور کارگر مزدور کو کام کرنے کی ترغیب ہوتی ہے جدوجہد کی ضرورت
بھی طبع کی چیزیں پیدا کرتی ہے صنعت و حرفت کی تمام اشیائیں

کا نتیجہ ہیں اس سے انگلستان اور دیگر ممالک کے ذرائع میں ترقی ہو گئی ہے
یعنی زمین کی پیداوار بڑھ گئی ہے اور باشندوں کے اوصاف حسنہ اور
فصلت میں ترقی ہو گئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک فرد بشر کی بنا
اور تربیت وغیرہ کو اکساانے کے واسطے یہ ازیں ضروری ہے۔ اُس نے
انسان کے دل میں جگہ بنائی ہے اور یہ اُس کو اس بات کی تشویش دیتی
ہے کہ وہ اس سے کوئی بہتر اور اعلیٰ چیز کی تلاش اور اُس کو حاصل کرنے
کی کوشش کرے۔ جو اسے تکمیل حاصل ہوتی ہے۔

البتہ اس میں کلام نہیں کہ انسان کو صرف مقابلاً کرنے کے واسطے
ہی نہیں پیدا کیا۔ بلکہ یہ منجملہ دیگر اوصاف کے ایک صفت ہے اور یہ بھی
نہایت اعلیٰ نہایت شریف صفت نہیں۔ اس میں ہمدردی آرزوی
اسی ہیں اور دیگر خیالات ہیں۔ جس کی وجہ سے اس کو یہ رغبت ہوتی ہے
کہ عامہ بہبودی کے واسطے وہ دوسروں کے ساتھ شریک ہو کر کام کرے۔
فردی آزادی کے ساتھ عام خوشی کے لئے مفید اشتراک ہو سکتا ہے بلکہ
ہونا چاہیئے۔ انسان محنت اور چیزیں بنانے کے واسطے متحد ہو سکتے ہیں
اور وہ اپنی مشترکہ محنت کے اثار کو تقسیم کر سکتے ہیں۔ مگر ہر حالت میں
کا خیال ضرور ہوگا۔ اور مقابلے کے موقعہ بھی ملیں گے۔ گو اس میں نقص بھی
ضرور ہوتے ہیں۔ مگر فوائد بھی بیشمار ہیں۔

محنت اور کفایت شکاری کا ایک نتیجہ اجتماع راس المال سے راس
المال گذشتہ خود ہی شکاری عاقبت اندیشی اور انٹرپرائیز کو ظاہر کرتا
ہے۔ جن لوگوں کو سرمایہ یا راس المال کے جمع کرنے میں نہایت کامیابی
ہوئی ہے۔ وہ خود محنت و مشقت کرنے والوں کی جماعت میں تھے۔ وہ

ایسے محنتی اور مزدور ہوتے ہیں جو اپنے ہتھنوں سے گوئے سبقت لے گئے ہیں اور جواب لوگوں کے ملازم ہونے کی بجائے دوسروں کو ملازم رکھتے ہیں۔ ان لوگوں کو جو گو دستہ محنت نہیں کر سکتا مگر پھر بھی محنتی اور کام کرنے والے خیال کرنے چاہیں۔ لوگوں کے نہایت عمدہ اور فائدہ رساں مری سمجھو چاہیں کیونکہ انہوں نے اس قسم کی محنت پیدا کی جس سے پیداوار اور فائدہ ہو اور پھر اُس کو وسعت دی بیشک یہی لوگ ہیں جو کبھی قوم کی طاقت اور دولت کا بڑا سرمایہ ہیں اگر یہ لوگ سلا بدلش کفایت شعاری کر کے سرمایہ جمع نہ کرتے تو کاریگروں اور مزدوروں کی حالت بہت ابتر ہو جاتی ؟

کوئی کاریگر اور صنایع ایسا نہیں جو اپنے مالک کے روپے سے فائدہ نہ اٹھائے جب کوئی انٹری اور ناواقف مزدور اپنے پیچے سے کام کرنا چھوڑ دیتا ہے تو گویا وہ اٹھاراں پنس کا سرمایہ بیکار چھوڑتا ہے لیکن جب کوئی کاریگر صنایع اپنے کارخانے یا اپنی دوکان کو چھوڑتا ہے تو وہ ایک سو یا دوسو پونڈ کا سرمایہ بیکار رہنے دیتا ہے اور اگر کوئی کاریگر کسی شخص کے ہاں ملازمت اختیار کرے تو اُس کو سرمائے کے ضائع ہونے کا خطرہ نہیں ہوتا۔ گو اُس کو سرمائے کے نفع کا حصہ ملتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی محنت کی اجرت لیتا ہے باقی کی منفعت جو مالک کے پاس رہتی ہے وہ انتظام و اہتمام و خطرات کا معاوضہ ہوتی ہے۔ بلکہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ تمام خطرات کا بھی پورا معاوضہ نہیں ملتا۔ جیسا کہ کارخانوں کی بعض رپورٹوں سے صاف صاف پایا جاتا ہے ؟

جو شخص کسی کارخانہ میں معقول تنخواہ پاتا ہے اُس کو کام چلانے کے واسطے روپیہ قرض لینا یا اُس کا سودا کرنا نہیں پڑتا۔ اُس کی کوئی کل بیکار

نہیں پڑی رہتی۔ اُس کو اپنی اشیاء کے فروخت کرنے کا کچھ فکر نہیں ہوتا
 اُس کو یہ خطرہ نہیں ہوتا۔ کہ غلام اشیاء کی قیمت کی کمی بیشی سے اُس کو
 نقصان ہوگا۔ گارنیکر جو کسی کے ماں ملازم ہوتا ہے اُس کو ہمیشہ اس قسم کے
 فائدے ہوتے رہتے ہیں مگر عموماً وہ ان کا خیال نہیں کرتا۔ اس میں کلام
 نہیں کہ اگر تجارت کی کساد بازاری ہو تو اُس کو نقصان رہتا ہے۔ لیکن اگر
 اس کو رونق ہو تو وہ بہت ابرت لیتا ہے۔ اس صورت میں اگر وہ چاہے
 تو روپیہ پس انداز کر سکتا ہے یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنے مالک کے کارخانہ
 کے خسارے اور ناپیدہ میں شریک ہوتا ہے مگر اس پر حصہ داروں کی ذمہ
 داریاں عاید نہیں ہوتیں۔“

مسٹر کارلائل نے ایک بڑے انگریز کارخانہ دار کا عجیب و غریب
 حال بیان دیا ہے۔ اس شخص کا نام ہنگسٹن تھا۔ وہ اپنے رولی کاتنے والے
 مزدوروں کو کما کرتا تھا۔ بہادر وہم نے ایک لاکھ روپیہ کیا ہے۔ اور
 میرا ارادہ ہے کہ اس سے اپنا مکان اور انگلورستان بناؤں ایک لاکھ تو
 میرا ہے مگر تم تین شینگ چھ پنس روزانہ دیتے رہے ہو۔ بہادر والوداع
 تم میں سے ہر ایک کو ایک ایک گروٹ دی جاتی ہے۔ جو مقررہ اجرت کے
 علاوہ ہے اس سے میرا جام صحت نوش کرو؟

یہ ایک عالمی دماغ مصنف نے ایک خیالی شخص کا ذکر کیا ہے۔ رشامہ
 بعض ناظرین یہ خیال کریں گے۔ کہ اس قسم کا کوئی بچہ کوئی آدمی تھا۔
 ممکن ہے کہ بعض بالکلیسیاں ہوں مگر بعض سخت بخیل ہوتے ہیں بلکہ بعض
 بدیانت صنایع اور کارخانہ دار بھی ہوتے ہیں اور اس طرح بدیانت مصنف
 بدیانت شراب فروش بدیانت تاجر ہوتے ہیں۔ مگر یہ یقین رکھنا چاہیے۔

کہ تمام کاروبار میں دیانت ایک کلیہ قاعدہ ہے اور بددیانتی مستثنیٰ یا غیر معمولی حالت کا نام ہے بہر کیف یہ جاننا بہتر ہے کہ فی الحقیقت دیند میں کس قسم کے کارخانہ دار ہوتے ہیں اور ہمیں من نگہداشت کارخانہ داروں پر کفایت نہ کرنی چاہیے۔ پہلے ہم ایک بہت بڑے کارخانہ یا کارخانوں کے اس سلسلہ کا ذکر کرتے ہیں جو جنوبی لنکاشہر میں بہت مشہور ہے ہماری مراد میسرز ایشور تھکے روئی کاتھ کے کارخانوں سے ہے جو ایکبرٹن اور نیو ایگلے میں بنے ہوئے ہیں وہ ستر سال سے بنے ہوئے ہیں ان کو بار بار ٹریا گیا ہے اور ہمیشہ پہلے سے زیادہ مزدور لگائے جاتے رہے ہیں جن کو تین ہی اجرت دی جاتی ہے جو تمام ضلع بھر میں دیکھتی ہے مزدور اور کام کرنے والے ہفتے میں سترہ شلنگ سے دو پونڈ تک کماتے ہیں عورتیں ہفتہ اکوئیس شلنگ کماتے ہیں اگر والدین اور بچے ملکر کام کریں تو تمام کنبہ کی مجموعی کمائی ڈیڑھ سو پونڈ سے دو سو پونڈ سالانہ تک ہوتی ہے۔ اب ہم یہ بتاتے ہیں کہ ایشور تھکے خاندان نے لوگوں کے فائدے کے واسطے کیا کچھ کیا ہے ابتدا سے ہی اونے اور جہ کی تعلیم دینا جاتی تھی * اس سے سٹے سکول لینے اتوار کا کام بھی لیا جاتا تھا۔ کاروبار کی سلسلے تو بیس سے مدرسہ میں بھی زیادہ کرے بنائے گئے۔ ساتھ ہی ایک کمرہ اخبارات کے واسطے اور دو ستر اکتفا کے واسطے اور تیسرا اتوار کے روز عبادت کیلئے واسطے بنائے گئے۔ نوجوانوں کی ورزش کے واسطے کرکیٹ کا میدان بھی بنایا گیا۔

بارہ لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ میسرز ایشور تھکے کے جوش اور مصارف کثیر گوارا کرنے کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اس کو کسی نہ کسی روز مالی نقصان

کہ تمام کاروبار میں دیانت ایک کلیہ قاعدہ ہے اور بددیانتی مستثنیٰ یا غیر معمولی حالت کا نام ہے بہر کیف یہ جاننا بہتر ہے کہ فی الحقیقت دیند میں کس قسم کے کارخانہ دار ہوتے ہیں اور ہمیں من نگہداشت کارخانہ داروں پر کفایت نہ کرنی چاہیے۔ پہلے ہم ایک بہت بڑے کارخانہ یا کارخانوں کے اس سلسلہ کا ذکر کرتے ہیں جو جنوبی لنکاشہر میں بہت مشہور ہے ہماری مراد میسرز ایشور تھکے روئی کاتھ کے کارخانوں سے ہے جو ایکبرٹن اور نیو ایگلے میں بنے ہوئے ہیں وہ ستر سال سے بنے ہوئے ہیں ان کو بار بار ٹریا گیا ہے اور ہمیشہ پہلے سے زیادہ مزدور لگائے جاتے رہے ہیں جن کو تین ہی اجرت دی جاتی ہے جو تمام ضلع بھر میں دیکھتی ہے مزدور اور کام کرنے والے ہفتے میں سترہ شلنگ سے دو پونڈ تک کماتے ہیں عورتیں ہفتہ اکوئیس شلنگ کماتے ہیں اگر والدین اور بچے ملکر کام کریں تو تمام کنبہ کی مجموعی کمائی ڈیڑھ سو پونڈ سے دو سو پونڈ سالانہ تک ہوتی ہے۔ اب ہم یہ بتاتے ہیں کہ ایشور تھکے خاندان نے لوگوں کے فائدے کے واسطے کیا کچھ کیا ہے ابتدا سے ہی اونے اور جہ کی تعلیم دینا جاتی تھی * اس سے سٹے سکول لینے اتوار کا کام بھی لیا جاتا تھا۔ کاروبار کی سلسلے تو بیس سے مدرسہ میں بھی زیادہ کرے بنائے گئے۔ ساتھ ہی ایک کمرہ اخبارات کے واسطے اور دو ستر اکتفا کے واسطے اور تیسرا اتوار کے روز عبادت کیلئے واسطے بنائے گئے۔ نوجوانوں کی ورزش کے واسطے کرکیٹ کا میدان بھی بنایا گیا۔ بارہ لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ میسرز ایشور تھکے کے جوش اور مصارف کثیر گوارا کرنے کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اس کو کسی نہ کسی روز مالی نقصان

اور کوئی نہ کوئی اور تکلیف ہوگی یہ پیشنگوئی صرف ایک حالت میں پوری ہوئی
 اکیلاقی نوجوان نے جو بچپن سے پاس کے کسی کارخانہ سے اس کارخانہ میں
 آگیا تھا۔ سکول کی پڑھائی میں بالخصوص علم ریاضی میں بہت کچھ ترقی
 کر لی اور جب سولہ دس میں مزدوروں نے کام بند کر دیا۔ تو یہ نوجوان
 بے دھڑک ان کا سرغنہ ہو گیا اس سال میں اور بھی بہت سی ہڑتالیں
 ہوئیں مگر ایشور بھٹے کے کارخانہ کی ہڑتال ہوتے ہی اور مزدور کام پر لگا دیے
 گئے نئے مزدوروں پر غضب ناک اور پر جوش عوام میں وحشیانہ پن سے
 حملہ کیا یہاں تک کہ مدرسے کی کھڑکیاں چکنا چور کر ڈالیں اور بہت کچھ
 اور نقصان کیا یہ خیال کیا گیا تھا۔ کہ عوام کا وحشیانہ پن سے حملہ کرنا
 اس نوجوان کی وجہ سے تھا۔

تاہم اس کارخانہ کے مالکوں نے اپنے اصلی ارادے پر عمل کرنے
 میں کوتاہی نہ کی انہوں نے مدرسے کے کمرے کی مرمت کر دی اور زیادہ
 عہدگی سے تسلیم دینے کی کوشش کی۔ ان کو یقین تھا کہ جاہلانہ جوش
 و غضب کے دور کرنے کے لئے زیادہ تسلیم دینے سے کوئی بہتر طریقہ نہیں
 بہت سی حالتوں میں بعض خاندانوں کے سرکردہ چلا ہوں کا کام کرتے
 تھے۔ یا زراعت یا گلہ بانی کرتے تھے۔ تھوڑے عرصہ میں ثابت
 ہو گیا کہ نئے کام پر غور کرتے رہنے سے ان کی سمجھ تیز ہو گئی۔ اور ان کے
 عام شیوہ سے اعلیٰ تربیت کے نشان پائے جاتے ہیں۔

”نیو انگلے کا کارخانہ ایک ٹینکے اوی میں بولٹن سے بندیل
 کے فاصلہ پر واقع تھا۔ کیونکہ یہ جاہل اور کارخانہ کے مالکوں کے قبضہ میں
 تھی۔ انہوں نے اس پر کسی کھال فالنے یا شراب خانہ کے کھولنے کی

مانڈت کر دی۔ چنانچہ یہ ضلع باشندوں کی سلامت روی اور شراب کے
 پرہیز کے واسطے مشہور ہو گیا۔ بس شخص کو نشیات کی عادت ہو وہ ایشور تھ
 کے دیہات میں نہیں رہ سکتا اُس کو مالدارے میں سے نہیں نکالتے بلکہ خود مزدور
 بنگال دیتے ہیں اُس کو یا تو دوسرے باشندوں کی طرح شراب سے پرہیز کرنا پڑتا
 ہے یا کسی بڑے شہر میں جانا پڑتا ہے جہاں کہ اُس کی بدکرداریاں چھپی
 رہ سکیں والدین اکثر اس بات پر خوشی ظاہر کرتے تھے کہ ہم ایشور تھ
 کے دیہات میں رہ کر شراب اور سروس کی خرابیوں میں پڑنے سے بالکل بچے
 رہے۔ مالکوں نے کام کرنے والوں مزدوروں پر ایک اور احسان یہ کیا
 ہے کہ ان کی رہائش کے واسطے عمدہ مکانات بنا دیئے ہیں یہ مکانات ہفتہ
 کے اور دو منتر ہیں بعض کے دو کمرے ہوتے ہیں اور بعض کے تین منیریا
 فرش پر ایک بچیک ایک ہائشی کمرہ اور ایک باورچی خانہ ہوتا ہے اور
 بحمد کے بعد ایک خاص بلندی دار ہوتی ہے۔ مالک ضلع کے ایک ایک اور
 مفلسوں کے واسطے امداد دی ٹیکس ادا کرتا ہے مکانات کا کرایہ دو ٹنڈرگ
 چار پنشن سے چار ٹنڈرگ تیس پنشن تک ہفتہ وار ہوتا ہے۔

جو لوگ وہاں آباد ہوئے وہ یا قاعدہ کام کرتے تھے۔ اور جمعہ کی رات
 کو ان کو اجرت بھی مل جاتی تھی۔ بدیں و بھارت کو اس زمانہ سے الفح ہو گئی
 پھر نوآباد کاروں کی اولاد اس جگہ رہی۔ ان کے مقدنی تعلقات میں ترقی
 ہو گئی۔ ان کے ہاں ایک دوسرے سے شادیاں بھی ہو سکتی تھیں اور اس
 تمام اثنا میں چوری کی ایک واردات بھی نہیں گزری۔ مزدوروں کی حالت
 اپنے آقاؤں کی حالت کے ساتھ ہی سدھرتی گئی۔ جہت سے مزدور سینڈنگ
 اور دوسری کمپنی میں جمع کرتے ہیں اور بہت کم مزدور ان میں جنوس اپنے پیسے سے مکان کی تعمیر کرتے ہیں کسی اور

کام میں روپیہ صرف کر لیا؟

”لیکن کیا یہ لوگ معمولی کاتنے والوں کے درجہ سے نہیں بڑھے کیوں نہیں جن میں سلیقہ شہور اور انتظامی قابلیت تھی وہ مزدوروں کے درجہ سے ترقی کر کے کارخانوں کے مینجمر ہو گئے ہیں مسٹر مہتری ایشورتھ کا قول ہے کہ ان میں سے تین کارخانوں کے مالک یا کسی اور تجارت کے حصہ دار ہو گئے۔ اور اکثروں نے صنعت و حرفت اختیار کی ہے۔ اکثروں نے اپنے ملازموں کی حالت سدھارنے کے واسطے بہت کوشش کی ہے اور کسی کو شک نہیں کہ ان کو فائدہ کی امید سے نہیں بلکہ صرف نیاک نیکی اور ہمدردی کی وجہ سے یہ خیال پیدا ہوا ہے“

”اس قسم کے مناع اور کارخانہ دار مال و دولت جمع کر کے اپنے مزدوروں کو جامِ صحت نوش کرنے کے واسطے ایک ایک گروٹ نہیں دیا کرتے۔ اور نہ ہی وہ کام چھوڑ کر چلے جایا کرتے ہیں وہ مزدوروں کے ساتھ نسبتاً بعد نسل رہتے ہیں نہایت شریف کارخانہ دار مثلاً ٹرن کے ایشورتھ ڈربے کے سٹرٹ لیڈس کے مارشل ہیلی فاکس کے اکروڈ اڈرس فیل کے برک اور بہت سے اور نسبتاً بعد نسل اپنے کارخانوں کی نگرانی کرتے چلے آئے ہیں۔ خاندان سٹرٹ آر کرایٹ کے حصہ دار تھے۔ جو انگریزی صنعت و حرفت کا بانی مہانی تھا۔ فی الحقیقت جب سے آر کرایٹ نے اپنے کاتنے کی کل کاپنیٹ کرایا۔ اور وائیٹ نے اپنے دفانی انجن کاپنیٹ لیا۔ انگلستان ایک صنعتی ملک ملک ہو گیا۔“

اگر انگلستان میں مستعدی بڑے بڑے کام کرنے کا خیال اور کارخانہ داروں کو عوام سے ہمدردی نہ ہوتی تو اس ملک کی ترقی کا کچھ پتہ نہ ملتا

کیا زراعت آبادی کے متواتر زیادتی کو خوراک دیا کر سکتی ہے۔ اگر اس ملک کے صنعتی اضلاع میں محنت و مشقت کرنے والے لوگوں کے واسطے بیشمار پر کام نہ نکل آتے تو خزانہ کی طبع یہاں بھی نہ اگروں کی کثرت ہو جاتی اور لوگوں کا مال واسباب لٹ جاتا۔ اور گورنمنٹ کے انتظام میں فرق آتا بیشک دغا فی انجمن انگلستان کے واسطے حفاظت کا سرچشمہ ثابت ہوا ہے۔ اس کی وجہ سے سلطنت برطانیہ نے براعظم یورپ کے جنگوں میں اپنی پوزیشن کو قائم رکھا۔ اگر انجمن نہ ہوتا۔ اور اس کی وجہ سے بہت صنعت و عزت کے کارخانے نہ ہوتے تو انگلستان اس وقت تک تیسرے یا چوتھے درجے کی طاقت ہو گیا ہوتا۔

یہ سچ ہے کہ بڑے بڑے کارخانہ دار و صنعتوں ہو گئے ہیں مگر تعجب تو اس صورت میں ہوتا۔ کہ وہ باوجود محنت و مستعدی اور انتظامی قابلیت کے بے مفلس ہو جاتے۔ سٹرٹ ایشور تھ مارشل وغیرہ کے خیالات کے آدمی صرف دولت کی خاطر ہی کام نہیں کرتے گو ان کو وہ دولت مل جاتی ہے۔ وہ اس واسطے بڑے نہیں ہوئے۔ کہ وہ دولت مند تھے۔ بلکہ وہ اس وجہ سے دولت مند ہو گئے ہیں کہ وہ فی الحقیقت بڑے آدمی تھے۔ دولت اس صورت میں سمیع ہو سکتی ہے کہ آدمی غیر معمولی محنت کفایت شعاری اور انتظام کو مد نظر رکھتے یہ نہیں کہ غیر معمولی صنعت ہو آدم سمجھتے کہا ہے یہ شاذ و نادر دیکھا جاتا ہے کہ بہت سی دولت کسی خاص کام یا کار بار سے کمائی جاسکے بلکہ یہ مدت العمر کی محنت کفایت شعاری اور توجہ کا نتیجہ ہے۔ ”مگر یہ قاعدہ کلی نہیں مثلاً سٹرٹ سکنہ براڈ فورڈ اون وغیرہ صاف کرنے کی کل ایجاد کرنے کے بعد ریشم کے فضلات کو استعمال

کرنے کی ایک سکل ایجاد کرنے کی تیاری کرنے لگا جس سے ریشم کے فضائل کو کثرت کر نہایت اعلیٰ درجہ کا ریشم بنالیا جاوے اور پھر اس سے نہایت عمدہ اور سب سے کی منسل بنالی جائے۔ اس سے پہلے کسی موجد نے پہلے یہ کوشش نہ کی تھی۔ اور یہ ناقابل منسوب سکل معلوم ہوتی تھی۔ مسٹر لیٹر اپنی اولاد صاف کرنے کی مشین سے بہت سی دولت کم چکا تھا۔ جس سے وہ خلوت گزریں ہو گیا۔ اور آسائش اور آرام میں زندگی بسر کرنے لگا۔ مگر اس کی جدت پسند طبیعت اس کو چین نہ مینے دیتی تھی۔ وہ ریشم کی کل بنانے میں مصروف ہوا۔ براڈ نورڈ کی ایک انجمن کے جلسہ میں اُس نے بیان کیا۔ آپ اس بات سے اندازہ کر سکتے ہیں میں نے مشکلات کے مغلوب کرنے کے واسطے کس قدر زحمت محنت کی ہے میں بیس سال سے ساڑھے پانچ سو سو سے بعد کبھی نہیں سویا۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ انگلستان بھر میں کتنی شخص نے میرے برابر محنت نہیں کی؟

نہایت قابل ذکر امر یہ ہے کہ اس نے بہت سی دولت اس کام پر اس وقت خرچ کی جبکہ کامیابی کی امید واثق نہ تھی۔ میں نے اپنا بہت سا روپیہ خرچ کر دیا۔ اور مختصر یہ تھا کہ میرا دوا الہ بیکل جائے۔ کیونکہ میں اپنی کل سے ایک شنگل کمانے سے پیشتر تین لاکھ ساڑھے ہزار پونڈ خرچ کر چکا تھا۔ مگر اتنا سرمایہ خرچ کرنے کے بعد اُس کی کل تیار ہو گئی اور ریشم کی صنعت میں اس زمانے تمام کاروبار کی نسبت زیادہ مہمائی ہونے لگی۔

”مسٹر سٹرن براڈ فورڈ کے لوگوں کو ایک زمانہ بطور پیش کش عطا کیا تھا۔ وہاں اُس کی دکان میں علم لوگوں کے چندہ سے اس کا

ایک بت کھڑا کیا گیا +

ڈبلیو ای فور سٹر نے اس بت پر سے پردہ اٹھانے کے وقت ایک تقریر کی جس میں اُس نے کہا: جہانمک میرا خیال ہے ہم سٹر سٹر کی عزت کرنے نہیں آئے بلکہ خود اپنی عزت کرنے آئے ہیں۔ ہم ان قومی کی عزت کرنا چاہتے ہیں۔ جنہوں نے ہمارے ملک انگلستان کو ایک عملی اور پس وجہ ایک بڑا اور باقبال اور نہایت زبردست ملک بنا دیا ہے۔ سٹر سٹر میں اتھک چین نہ کرتے والی محنت کرنے کی قوت تھی۔ اور اُس کو عملی سمجھ کسی مقصد کو برسر تکمیل پونچانیکا ارادہ عطا ہوا غلط۔ وہ کسی شخص کی لفت کرنے سے نہ ڈرتا تھا۔ اور کسی رکاوٹ کی بھی پرواہ نہ کرتا تھا۔ ان عمل قوی کی وجہ سے ہی انگلستان کے لوگ غار غاں اقبال ہو گئے ہیں اور انگلستان کا اقبال ترقی پر ہے۔ ہم بالخصوص کس چیز کی عزت کرنے آئے ہیں۔ ہم اس شخص کی دلیری کی داد دیتے آئے ہیں۔ اس خیال سے کہ جب اس کو فضول ریشم کی تجارت سے سابقہ پڑا تو وہ کہنے لگا: یہ کام کرنے کے لائق ہے اور عیب تک میں اس کو کرنے لونا۔ مجھے چین نہ آئیگا۔ اور جب یہ معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے تو مجھے کوئی شخص اس کے کرنے سے نہ روک سکیگا۔ وہ مدت تک اسی اصول پر مدت العمر پتہ مارا اور جب ہم سٹر سے اُس کی جدوجہد کی داستان کو پڑھتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ اس نے دو بڑی ایسا دس کیں تو ہم اس شخص کی یاد میں جس نے اس لڑائی میں کامیابی حاصل کی ہے یہ بت کھڑا کرتے ہیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے بیٹے اور ہمارے بیٹے اور ہمارے امیروں اور غریبوں کے بیٹے مابعد کی نسوں میں اس بت کی تعریف کریں گے۔ نہ صرف اس وجہ سے

کہ یہ ایک ایک دولت مند اور کامیاب آدمی کے خط و خال کو ظاہر کرتا ہے بلکہ یہ اس آدمی کی شکل اور خط و خال کو ظاہر کرتا ہے۔ جس کو محنت و سعی قابلیت مستعدی حوصلے اور استقلال کا دافر حصہ عطا ہوا تھا۔ جو پہلے محل طلب سوالات کے متعلقات کو معلوم کرنے میں اپنی سعی کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرتا تھا۔ اور بعد ازاں اپنے ارادوں کو معرض عمل میں لانے سے اس کا دل کبھی نہ رتا تھا۔ اور اس کا غم پست نہ ہوتا تھا۔

بڑے آدمی روپیہ بچانے اور روپیہ خرچ کرنے میں دانشمندی سے کام لیتے ہیں۔ مانٹس کیونے سکندر اعظم کی نسبت کہا ہے۔ اُس کے اقبال اور قوت کا پہلا ذریعہ اُس کی عظیم الشان ذہانت تھی۔ دوسرا ذریعہ کفایت شعاری اور سلیقہ اور تیسرا ذریعہ بڑے بڑے مقاصد کی تکمیل میں بے حد فیاضی کو مد نظر رکھنا وہ اپنے پرہیزگار خرچ کرتا تھا۔ لیکن عامہ مقاصد کے واسطے اس کا ہاتھ ہمیشہ کھلا رہتا تھا۔ نیپوین اول کی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ شاریمین کی طرح کفایت شعار تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ شاریمین کی طرح اعظم کے فطرت کا متحق تھا۔ سوائے جنگِ بدل کے نیپوین و فضول خرچی نہ کرتا تھا۔ مگر وہ بڑے بڑے قومی کاموں کی تکمیل میں بہت سارے روپیہ خرچ کرتا تھا۔ ایسی حالتوں میں کفایت شعاری اور فیاضی کا ملا دینا بہتر ہوتا ہے اور جن لوگوں میں مستعدی محنت اور انتظامی قابلیتیں ہوتی ہیں۔ وہ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔

”مکن ہے کہ صنعت و حرفت کی اشیا پیدا کرنے والوں اور بڑے بڑے سپاہ سالاروں کا مقابلہ کرنا ناممکن معلوم ہو مگر کارخانہ دار کو بھی اکثر جنگ جوئی طرح حوصلہ و ذہانت اور انتظامی قابلیت ضروری

ہوتی ہے۔ ایک کو یہ سوچنا ہوتا ہے کہ وہ اپنے کارگیروں سے کس طرح کام لیتا رہے اور دوسرے کو یہ فکر دامن گیر ہوتی ہے کہ وہ اپنے سپاہیوں کو لڑائی کے واسطے کس طرح مستعد اور تیار رکھے۔ اور اگر لڑائی شروع ہو جائے تو کونسا ڈھنگ اختیار کرے کہ فتح حاصل ہو۔ دونوں بالوالعزم و لیسر مبصر اور مہایم امور کی ضروریات سے واقف اور ان پر توجہ دیتے واسے ہونے چاہیے بلکہ کارخانہ دار کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ اُس کو بہ نسبت سپاہ سالار کے زیادہ فیاض ہونا پڑتا ہے اگر سٹریٹس سالٹ کو اس لحاظ سے دیکھا جائے تو اُس کو معرفت و محنت کا کپتان ہی نہیں بلکہ فیلڈ مارشل یا سپہ سالار ماعظم کہہ سکتے ہیں۔ اُس کو اکثر حسنا عیون کا بادشاہ پکارتے ہیں۔ ٹائٹس سالڈ یارک شائر کے اُون کے ایک تاجر کا بیٹا ہے اور ایلنبریج میں وہ براڈ فورڈ کے قریب کاشتکاری کا کام کیا کرتا تھا۔ کاشتکاری کے کاموں کا اُس کو یہاں تک شوق تھا۔ کہ لوگوں کا خیال تھا کہ وہ اس پیشہ کو جاری رکھینگا۔ وہ اُون کے کام میں اپنے باپ کے ساتھ حصہ دار بھی تھا۔ یہ دیکھ کر کہ صنایع اُس کے قریب جوار میں بہت جلد ترقی کر رہے ہیں اُس نے شراکت ترک کر دی اور براڈ فورڈ میں اُون کا تنے کا کام شروع کیا۔ سب سے پہلے الپا کا کی اُون کا استعمال اس نے ہی مفید سمجھا۔ اُس کی بہت سی مقدار لیورپول میں جمع تھی۔ جو ملک برازیل واقعہ امریکہ سے آئی تھی۔ لیکن اس اُون کے خریدنے والا کوئی نہ ملتا تھا۔ آخر سٹریٹس سالٹ نے کچھ مقدار خریدی اور اس کو کات کر بہت عمدہ سوت بنا دیا۔ پھر اُس نے میڑپل میں مٹی الپا کا کی اُون بھی خریدنے کا ارادہ کیا اور مڈی میں مٹی اُون آتی مٹی سب کی سب خریدنے لگا۔ وہ اس قسم کی اُون کا تارنا اور آخراں

کا کارخانہ قائم کیا۔ جو سٹر سالٹ کی دولت کی بنا ثابت ہوا۔
 آخر اس کارخانہ میں بیس سال مسلسل محنت کرنے کے بعد سٹر سالٹ
 نے کار بار سے دست کش ہونے اور کاشتکاری میں سے اُس کو بہت محبت
 بھی اختیار کرنے کا ارادہ کیا اس کا ارادہ تھا کہ اپنی پچاسویں سالگرہ
 کے روز کنارہ کش ہو جائے۔ مگر اس وقت سے پہلے زیادہ تر اس خیال
 سے کہ اس نے پانچ بیٹوں کے ذریعہ معاش کی سبیل نکالتی تھی اس نے اپنے
 فیصلہ کو منسوخ کر دیا۔ اور اس کار و بار کو تھوڑی مدت تک اور جاری رکھے
 اور اپنے کارخانے کا خود منظم رہنے کا عزم کر لیا ہے یہ عزم کر کے اُس نے
 براڈ فورڈ سے جانیگا ارادہ کیا۔ اس قصبہ میں آبادی کی پہلے ہی بہت
 زیادہ کثرت تھی اور وہ آبادی کو اور بڑھانا نہیں چاہتا تھا۔ وہ اپنے
 کارخانہ کے ملاتی مقام تلاش کرنے لگا۔ اور آخر اُن کی خوبصورت وادی
 میں زمین کا ایک بڑا قطعہ پسند کیا۔ جس کے محاذ میں لیڈس اور برادفورڈ
 ریلوے لائن کی شاخ تھی اور عقب میں لیڈس اور لیورپول کی نہری
 چنانچہ خام اشیا کو لانے اور تیار کی ہوئی چیزوں کو بیٹے جانے میں ہر طرح
 کی سہولت تھی۔ اس جگہ سالٹ نے اپنا کارخانہ تعمیر کیا جس کو انگریزی
 میں سالٹیئر کہتے ہیں یہ فرومی الوانفرمی فیاضی اور دالٹمنڈی کی عمدہ
 یادگار ہے۔

سالٹیئر کو بیان کرنے کی چند اہم ضرورت نہیں اس کے متعلقہ
 مکانات ساٹھے چھ ایکڑ زمین پر بنے ہوئے ہیں بڑا کمرہ پانچ سو پچاس
 فٹ لمبا ہے اُون مینے کا مکان دو ایکڑوں پر بنا ہوا ہے۔ اُون صاف کینے
 کا مکان ایک ایکڑ پر بنایا گیا ہے ہر ایک مکان بڑا فراخ اور مضبوط ہے۔

کارخانے اور مزدوروں کے مکانات بنانے پر ایک لاکھ چالیس ہزار پونڈ سو زیادہ خرچ آتے تھے۔“

اس مکان کے افتتاح کے روز مٹر سالٹ نے اُون صاف کرنے کے مکان میں تین ہزار پانچ سو اویسویں کو کھانا کھلایا۔ میاؤت کے موقعہ پر اُس نے کہا میں اپنے گرو و پیش دوستوں اور کام کرنے والوں کے اتنے بڑے جمع کو دیکھ کر متوتر ہو گیا ہوں۔ جو شریف آدمی میرے پاس بیٹھا ہے اُس کی موجودگی میرے لئے باعث فخر ہے میں اپنے کام کرنے والے اور مزدوروں کے آنے سے بالخصوص خوش ہوا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ میرے پاس ایسے لوگ جمع ہو جائیں گے جو اس قرب و چار کے عہدِ نظام سے محفوظ ہونگے۔ یعنی غنتی لوگ جو قانع اور خوش و غورم رہیں گے میں نے اپنے ہماروں کو ہدایت کی ہے کہ کام کرنے والوں کے مکانات اس قسم کے بنائیں جو اس دیہات میں نمونہ خیال لگائے جائیں۔ مگر مشیتِ ایزدی نے مجھے کچھ دیر تک زندہ رکھا۔ تو میں دیکھونگا کہ میرے آس پاس مطمئن قانع اور خوش لوگ ہونگے ؟

”اس وعدہ کا ایسا کیا گیا۔ مسٹر سالٹ نے اپنے فرض اور ذمہ داری کو مد نظر رکھا جب گورنمنٹ فرانس نے اس کے کارخانہ کے متعلق اس سے واقفیت حاصل کرنی چاہی۔ تو اس نے جواب دیا ”سالٹسٹر میں جو کچھ کیا گیا ہے وہ میں نے اپنے ذاتی خیال اور فیصلے سے کیا۔ مجھ کو یہ وہم و گمان بھی نہ تھا کہ پبلک اس سے وچسپی لے گی۔ اور اس کی تحقیقات کی جائیگی“ خود کلدنا نے کے متعلق مزید حالات لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں اس کا تہم کا یہ عادیہ تھا کہ اسٹیا کی ساخت پر کم وقت خرچ ہو چیراں سے کہہ سکتے

سے دوسرے حصہ میں پونچنے پر ایک منٹ بھی ضائع نہیں ہونا۔ دو قافی
علاقہ سے زیادہ سے زیادہ کام لیا جاتا ہے۔ وقت کا ہر ایک نقطہ کفایت
شعاری سے استعمال کیا جاتا ہے اور اس طرح کارخانہ کی پیداوار سے کی
قابلیت بہت کچھ بڑھ جاتی ہے ۴

۵ کارخانہ کے اس مختصر بیان کے بعد ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ مسٹر
سالٹ جس کو بعد میں سر کا خطاب مل گیا۔ اپنے مزدوروں کی تعلیماتی اور
اخلاقی حالت میں کیا اصلاح کی عمارات کے نقشہ سے معلوم ہوتا ہے کہ
سائیس نے ایک گرجا ایک چھوٹا چپل (معبد) اور ایک علم ادب اور فلسفہ کا
مدرسہ مہیا کیا گیا ہے۔ لڑکوں لڑکیوں اور بچوں کے واسطے بڑے بڑے
سکول بنائے گئے ہیں جن کے ساتھ کھیلنے کے واسطے کافی میدان
ہیں۔ نوجوانوں اور بوڑھوں کے واسطے کریکٹ اور دیگر ورزشوں کے
واسطے میدان اور گلگشت کے واسطے جگہ بنی ہوئی ہے ضیافت کے
واسطے ایک بڑا اعلیٰ ہے غسل خانے اور حمام بنے ہوئے ہیں ہسپتال
اور نیشنل یا ب مزدوروں کے واسطے خیرات خانے بنے ہوئے ہیں ۶
ان کاموں میں تقریباً تین ہزار آدمی ملازم ہیں اور ان کی کاپی
کے سٹ ۵۵ مکانات تعمیر کئے گئے ہیں۔ مکان کی وسعت کے لحاظ
کرایہ دو اور چار پنس یا سات آٹھ پنس مہنتہ وار ہوتا ہے۔ کرایہ میں
کام ٹیکس اور پانی مہیا کرنے کی اجرت بھی شامل ہے روشنی کے واسطے
گیس ٹھوڑی سی قیمت پر فروخت کی جاتی ہے مکانات چکر کے بنے ہو
ہیں۔ ان کی اندر کی چاب خشکی ہے ان میں ایک بٹیک ایک باورچی خانہ
ایک سالن اور تین سوٹ کے کمرے ہوتے ہیں ہر ایک مکان کا جدا گھن

ہے اور اُس کے ساتھ معمولی لوازمات سب موجود ہوتے ہیں۔ مزدور ان کا کرایہ بخوبی ادا کر سکتے ہیں۔ ایک ایک مزدور چومیں سے ۳۵ ٹنلنگ ہفتہ وار کما سکتا ہے اگر کوئی شخص اپنے چھ بچوں کے ساتھ کام کرے تو وہ ہفتہ میں چار پونڈ چار شلنگ کما سکتا ہے یا یوں کہو کہ اس کی مجموعی آمدنی دو بیس پونڈ سالانہ ہوتی ہے۔

چونکہ مزدوروں کو آسائش وہ مکانات ملے ہیں۔ وہ ان کو طح طرح کی آرائشوں سے سجا کر صاف ستھرا رکھتے ہیں۔ جو کہ غانہ داری کی سرپرستی کی یقینی علامت ہے۔ جن لوگوں کو مٹھسوں کے ٹاں جانیکا اتفاق ہوا ہے وہ جانتے ہیں کہ اس ٹنلنگ چیزوں سے بدی اور مرض کہاں تکے کر سکتی ہے اور مزدوروں کی اخلاقی حالت کیسی اعلیٰ اور ان کے دماغ کس طرح ترقی کر جاتے ہیں سائبر کالیکٹ اکٹر سٹر وینڈ کتا ہے کہ جو شخص غلیظ مکان میں رہے وہ اس گد اگر کی طرح ہے۔ جس نے پیٹے پرانے اور نفرت انگیز کھڑے پہنے ہوئے ہوں۔ اُس کو تھوڑے عرصہ میں خود تعظیمی کا خیال بالکل نہیں رہتا اور جب یہ خیال نہ رہے تو پھر انسان کی اصلاح میں بہت کم امید رہ جاتی ہے۔

”سائینس نے تعلیم بلکہ اعلیٰ تعلیم کی طرف بھی بہت توجہ کی جاتی وٹاں ایسے سکول ہیں جن میں دن کو تعلیم ہوتی ہے اور ایسے سکول بھی ہیں جن میں رات کو تعلیم ہوتی ہے۔ یا بھی اصلاح کی جماعتیں قائم ہیں۔ لکچر اور رہائش ہو رہتے ہیں۔ سرود جو ایک نہایت مسرت بخش اور مذہب کرنے والی خوشی ہے اس کا بڑے ذوق و شوق کا مظاہر کیا جاتا ہے۔ بلکہ راک گانے خوشی کرنے اور جا بجا گانگی بہت سی انجینیں ہیں

مردوں کے واسطے پیتل کا ایک کامل باجا ہے۔ ایک۔ وصل اور جھانچ والا
 باجوڑ لوگوں کے واسطے ہے۔ پھر منہ اور ہاتھوں سے بجانے والے طرح طرح کے
 باجے ہیں۔ مزدور لوگ صنیعت کے حال میں سرود کے باقا عدد جملے کرتے
 ہیں باجوں کے واسطے آتایق مقرر کئے گئے ہیں۔

”سرود اور باجے سے تفریح حاصل کرنے کے علاوہ بہت سے
 کاریگر مزدور اپنے فرست کے اوقات کو مختلف علمی تفریحوں میں صرف کرتے
 ہیں یہ مثلاً کوئی علم حیوانات کی تعریف کا مطالعہ کرتا۔ ہے کوئی علمی آلات
 بناتا ہے۔ مثلاً مخراج المداخل طرح کی کھولیں وغنائی انجنوں کے نمونے اور
 گھر میں کام آنے کی چیزیں بعض نے ارغنون اور دیگر موسیقی آلات تیار
 کیا ہے۔“

سائیریں کوئی شراب خانہ نہیں۔ چنانچہ مئے نوشی کے ساتھ جو
 بیماریاں اور امراض ہوتی ہیں وہ مقام سے خارج ہو گئی ہیں۔ بعض امراض
 جو اخلاص سے مخصوص ہوتی ہیں۔ سائیریں کوئی ان کا نام بھی نہیں
 جانتا۔ محاسن صفائی اور مکانات میں ہوا۔ اور روشنی کی آمد و رفت کا
 پورا پورا انتظام کیا گیا ہے۔ حمام ہر قسم کے ہیں۔ غوطہ کھانا کھانے کے عام
 گرم حمام۔ ترکی حمام اور اسی طرح کے اور حمام مستورات کے واسطے کپڑے
 دھونے کے علیحدہ مکانات بنے ہوئے ہیں۔ جو ان کے رہائشی مکانات سے
 غلطے پر ہوتے ہیں اور اس جگہ وہ بڑے اطمینان سے کپڑے دھو سکتے
 ہیں۔ اگر کھر کے کپڑے دھوئے جائیں۔ تو بہت ضرر پہنچتا ہے۔ اور
 بالخصوص نوجوانوں کے بیاہر ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔
 ”کام کو ختم بھی کفایت شمار ہوتی ہے وہ اپنے ہیں انداز پر“

کو اپنی بنک اور سیونگس بنک میں جمع کراتے ہیں۔ بعض اور تعمیرات کی انجمنوں گئیں بنانے کی کمپنیاں اور دیگر پر منفعت کاروبار کے واسطے روپیہ جمع کراتے ہیں۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ میں جن پر خدا کا ناسبت ہی احسانِ مدد دیتا ہے۔ ان کے واسطے ہر ایک دولت اور ضرورت کی چیزیں ہر طرح کی خوشی اور تفریح دنیا کی گئی ہے۔ ان کے گھر آرام و ہیں اور ان کا گھر میں ٹھہرنے کو جی چاہتا ہے۔ پھر چھپا پاں پکڑنے کی کشتی چلائے کے واسطے اور کرکٹ کھیلنے کے کلب بنائے ہوئے ہیں مدرسے لٹریچر انجمنیں لکچر دینے کے حال عجائب فائدہ وغیرہ بنائے ہوئے ہیں اور سب عمدہ بات یہ ہے کہ خدا کی عبادت کے لئے ایک خوبصورت گرجا بنا ہوا ہے پھر کوئی تعبیر نہیں کہ سائبر کی ناموری ہو گئی ہے اور سر ٹائٹس سالٹ کا نام اپنے بچوں میں مشہور ہو گیا ہے۔

بہت سے مالک ایسے ہیں جو اپنے مزدوروں کے سر ٹائٹس سالٹ کی طرح فیاضی سے سلوک کرتے ہیں گو وہ ان کے واسطے آسائش اور آرام کے اتنے ہی سامان مہیا نہ کر سکتے ہوں وہ معقول اجرت دیتے ہیں مزدوروں کو اپنی فاضل آمدنی کو کفایت شعاری سے استعمال کرنے میں مدد اور حوصلہ دلاتے ہیں۔ وہ ان کے استعمال کے واسطے سٹیس بنک اور اپنی بنک قائم کرتے ہیں ان کو مشترکہ انجمنوں کے بنانے میں مدد دیتے ہیں تاکہ وہ سستے نرخ پر فاصلہ خوراک اور دیگر ضروریات خرید سکیں۔ ان کی رہائش کے واسطے صحت بخش مکانات بناتے ہیں ان کے بچوں کے واسطے مدرسے تعمیر کرتے ہیں اور ان کو ایسے ہر ایک طریقہ میں مدد دیتے ہیں۔ میں سے ان کی اخلاقی اور تمدنی اصلاح

میں ترقی ہو سکے؟

”سٹریٹ ورڈ ایک روڈ نے جو پہلے شہر ہیلی ٹاکس کی طرف سے
پارلیمنٹ کا منبر تھا۔ تمام پارک شائیں بہت اثر ڈالا اس طرح پرکس
نے مزدوروں میں کفایت شکاری کی عادات کو حوصلہ دلایا۔ کوپلے اور
ہیلی حل جو بین مقامات ہیلی ٹاکس کے قریب ہیں۔ اس نے اپنے مزدوروں
اور کاریگروں کے واسطے بشمار عمدہ مکانات بنائے ہیں اور ان کو اپنی
فاضل آمدنی تعمیراتی انجمنوں میں جمع کرانے کی ترغیب دیکر خود اپنے
مکانات بنانیکا بھی حوصلہ دلایا ہے۔ اس نے مشترکہ سرمایہ کے کلب
تائم کیے ہیں تاکہ مزدور اور محنت و شقت کرنے والے خوراک اور کپڑے
اپنی لاگت پر خرید سکیں اس نے اپنا روپیہ صرف کر کے عمدہ سکول
تعمیر کرائے ہیں اور معقول تنخواہ دیکر محکم رکھے ہیں اس نے ایک بہت
عمدہ گر جا آل سولز نام تعمیر کر کے وقف کر دیا ہے۔ اس نے اپنے کام کے
واحدوں کے واسطے پہلے حل اور کوپلے میں ایک لٹری می اور سٹینفک
سوسائٹی جس میں مسلم ادب اور علم طبعی پر بحث ہوتی ہے ایک باہمی
اصلاح کی سوسائٹی مزدوروں کا ایک کتب خانہ جس میں اس نے پانچ
ہزار کتابیں دیں۔ مزدوروں کا کلب کمرہ اخبارات سرود کی سوسائٹی
اور سرود کا ایک عمدہ کتب خانہ بنایا۔ نیز ایک تفریح کلب جس میں
کرکٹ اور دیگر ورزشوں کے واسطے کافی میدان تھا۔ سٹریٹ ورڈ نے
اپنے مزدوروں کو ایک بڑا قطعہ زمین بھی دیا ہے اس کے اس نے
سوار اور دوسو چالیس مربع گز کے علیحدہ علیحدہ ٹکڑے بنائے ہر ایک
ٹکڑے کے واسطے چالیس ایکڑ مقرر ہے ہر سال پھولوں کی نمائش

ہوتی ہے۔ اس میں نہایت عمدہ چھوٹوں پوروں اور بقولات کے پیدا کرنے والوں کو ایسی دکان کے روپے سے انجام دیا جاتا ہے جو یہ ہے کہ یہی محل کا چھوٹوں اور بقولات کا باغ اس قریب و جوار میں نہایت سرسبز ہے۔ انجمن مسٹر ایکروڈ نے اپنے کارخانوں کے پار ہزار مزدوروں کی افلاقی موررو عانی بہبودی اور ترقی دینے کے واسطے وہ سب باتیں کی ہیں۔ جو ایک دانشمند روشن ضمیر اور ایماندار مالک کرتا ہے۔

لیکن گو مسٹر ایکروڈ نے اپنے مزدوروں مرد اور عورتوں دونوں کے واسطے ایسے قابل تعریف کام کئے ہیں۔ لیکن وہ عوام کا بڑا ہی خیر خواہ مہربانی ہے اس نے روپیہ جمع کرانے کے واسطے یارک شائر کا اپنی بنک قائم کیا۔ مسٹر ایکروڈ نے ۱۸۵۲ء میں ایک سیونگس بنک جاری کیا تھا۔ جس میں اس کے مزدور ایک یا زیادہ پنیاں جمع کر سکتے تھے اس طریقہ میں ایسی کامیابی ہوئی۔ کہ اس نے یارک شائر کے مغربی حصہ میں اس کو توسیع دینے کا ارادہ کیا۔ کیونکہ اس طرح لوگوں میں دور اندیشی کی عادت پڑنے لگی۔ اس نے چند بار سوخ مینڈیوں کو اپنے ساتھ شامل کیا۔ اور یہ سکیم ۱۸۵۶ء میں شروع کی گئی یارک شائر میں سیونگس بنک کے قائم کرنے کے واسطے پارلیمنٹ سے ایک ایکٹ نافذ کرایا گیا ہے۔

”مسٹر ایکروڈ نے یارک شائر میں بنک کی داستان کی ایک تہہ کھنی ہے جس سے ہم ذیل کی عبارت اقتباس کرتے ہیں بعض اوقات خیالات اور تفہیم مشورے عجیب و غریب طور پر اشخاص کے دل میں دس پیتے آتے ہیں۔“

ممکن ہے کہ وہ محض تصور کا نتیجہ ہوں یا وہ کسی اعلیٰ مرتبہ کی آواز ہوں
میرے دل میں اپنی ٹپک فایم کرنے کا جو خیال آیا۔ وہ ضرور فوق
الطبیعی ہے۔

جہ خیال اس طرح پیدا ہوا جب میں شہر میں تھا۔ تو گر جا میں
جایا کرتا تھا۔ اور حضور زقیصرہ و کٹوریہ کے ایک پادری کا دھنسا
کرتا تھا۔ ایک بے غور ریورنڈ پادرس کنگسٹون نے لنڈن کی لیڈیوں کی
انجمن کے کہنے پر ایک خطبہ پڑھا۔ اس میں اس نے مشرق و مغرب
نام کتاب کا حوالہ دیا۔ جس میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ لنڈن کے غربائے
مذکر سے کیا فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن اس نے زیادہ تر یہ بیان کیا کہ لنڈن
میں غنا اور مالدار اکیسا دوسرے سے بالکل علیحدہ رہتے ہیں گویا کہ
ایک جماعت کا دوسری جماعت سے بالکل تعلق نہیں جس سے سوائیٹی
کو بڑا خطرہ درپیش ہے جیسا کہ فرانس کی مثال سے دیکھا جاسکتا ہے۔
اس خطبے سے میرے دل پر اتنا اثر ہوا کہ میں نے تھوڑے دنوں میں کتاب مشرق
و مغرب میں خرید لی اور اس کتاب کا احتیاط سے مطالعہ کیا۔

”گذشتہ مشاہدہ سے مجھے لنڈن کے مغربی حصہ کے رہنے والوں
کی عیش و عشرت کی زندگی اور مشرق میں مفلسوں کے نہایت سنگدستی
اور پریشانی میں زندگی بسر کرنے پر تعجب کیا یہ لوگ موت تک بے مال
میں گزارہ کرتے ہیں۔ اب سوال یہ تھا کہ سوسائٹی کے نہایت اعلیٰ
اور نہایت ادنیٰ افراد کے مابین فرق کو کس طرح دور کیا جائے۔ اس طرح
کے دونوں فریقوں کے خود غرقی میں کچھ خلل واقع نہ ہوا اس نتیجہ کو
کاغذ پر لکھ کر نظر آتا تھا۔ تاہم نہایت چھوٹی سی نہایت مفید

کتاب کی قابل تریف تمہید میں کونٹس سپلیٹس سر جو ایک شریف اور متحمل لیڈی تھی۔ اور اس کے ہمراہیوں نے ایک حد تک اس سوال کو حل کر لیا تھا اور اس فرق کو بہت کچھ زایل کر دیا ہے۔

”اس سے مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ قصبات اور دیہات میں غربا کو اپنی مدد آپ کرنے کا سبق دینا بہ نسبت لندن کے بہت آسان ہے کیونکہ اس جگہ اپنے مکان کے پاس وائے پڑوسی کو بھی نہیں جانتے۔ یارک شائر میں بنک کا بنیادی اصول غربا کو اپنی مدد آپ کرنے کی ترغیب کرنا ہے۔“

”اس بنک کا کام یکم مئی ۱۸۵۹ء کو شروع ہوا سال کے اختتام پر جب اس بنک کے افتتاح کو سات مہینے گزر چکے تھے۔ چوبیس شاخیں اور کھولی جا چکی تھیں۔ اس کی شاخیں چندہ دیوالوں کیلئے کافی تھیں چندہ کی تعداد بڑھتی گئی ۱۸۵۹ء میں دوسو پچاس شاخیں قائم ہو چکی تھیں اور ٹرسٹیوں کے نام پر قریباً چار لاکھ پونڈ جمع ہو چکے تھے۔“

یارک شائر میں بنک پوسٹ آفس میں بنک کی کارروائی میں حایج نہیں ہوتا۔ اس کا ایک خاص منشا ہے یعنی فوجان مردوں اور عورتوں کو پس انداز کرنے کی عادت سکھانے۔ بچہ عمر کے آدمیوں کو بھی یہ سہولت رہتی ہے کہ وہ اپنی کمائی جمع کر سکتے ہیں بدست سے لوگوں کو پس انداز کرنے کی ترغیب ہوتی ہے کیونکہ بنک ان کے دروازے کے بالکل قریب بنے ہوئے ہیں۔ یہی بنکوں کی تاریخ میں ایک قابل ذکر امر یہ ہے کہ بچوں کا کفایت شکاری سے پس انداز کیا ہوا روپیہ ہے پرواہ اور مٹے خوار والد کے کام آتا ہے یہ امر اجنبانے کی توجیہ لانے والی

انجن کی توجہ کے لائق ہے۔ اگر وہ لوگوں کی مہنی نیکوں میں روپیہ جمع کرانے کی ترغیب دیں۔ تو وہ بہت کچھ علی غامہ کر سکتے ہیں۔ خالی تقریریں کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ سڑا کر وٹہ کی داستان سے فیل کی نظیریں مل جاتی ہیں۔

بنک کے ایک کارسکال قتل ہے۔ نوجوان لڑکے اسٹیف پنوں کو بنک میں جمع کر کر محفوظ رکھنا چاہتے ہیں اور نچتہ عمر کے آدمیوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے۔ بابہ بھی یہ نہیں چاہتے کہ اپنے خاندان کو کوٹے خانے میں محاذات سے فرما کر دیں بعض کارخانوں کے مزدوروں کے پاس اس قدر سرمایہ جمع ہو گیا کہ وہ زمین اور موسیقی حزیہ کشنگاری کر سکتے ہیں۔

”ایک اور بنک کے محاسب کا قول ہے۔ ایک شخص کو شراب کی دہت پڑی ہوئی تھی۔ اُس کے بچے روپیہ جمع کرانے تھے۔ اب وہ بھی سوانتہ ہفتہ وار بنک میں جمع کرانے لگے۔ ایک چٹھا ہوا بد معاش کان کن باقاعدہ طور پر خرید بھی۔۔۔۔۔ جمع کرانے لگا اور اپنے بیٹے کے نام پر بھی روپیہ جمع کرانے لگا۔ پہلے اس کا فاضل روپیہ شراب میں خرچ ہو جاتا تھا۔ جس تاریخ سے اس نے روپیہ بچانا شروع کیا اس کے چال میل اور مشیورہ میں محسوس اصلاح ہونے لگی۔ ایک اور حالت میں دو ایک اور لڑکوں نے اپنے والد کو ترغیب دی کہ ان کو ایک شنگ ہفتہ وار جمع کرانے کی اجازت دے تا وقتیکہ ان کے پاس اتنا روپیہ جمع ہو گیا کہ ہر ایک نے نئے کپڑوں کا ایک ایک سوٹ خرید لیا۔ اس سے پہلے ان کی اور ان کے باپ کی کمائی شراب میں صرف ہو جاتی تھی۔“

”ایک اور بک قول ہے میں نے والد اور والدہ کو جو شراب پیا کرتے تھے روپیہ دیگر بک میں بیچتے ہوئے دیکھا۔ جب میں دیکھتا تھا کہ کوئی لڑکا جس کو اپنی تمام عمر میں نے کپڑوں کا سوٹ نصیب نہ ہوا تھا۔ بک سے روپیہ لکھو کر دو گھنٹہ سے بھی کم عرصہ میں عمدہ عمدہ کپڑے پہنے ہوئے سکول میں اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ بیٹھا ہوا گانے کی مشق کر رہا ہے تو میرا دل باغ باغ ہو جاتا تھا۔ ایک جلسہ میں میں نے والدین اور ان کے بچوں سے کہا کہ اگر تم کو بک سے فائدہ ہوا ہے تو اپنے ہاتھ اٹھاؤ نے انور بہت سے ہاتھ اٹھائے گئے ایکٹاں بھیج کر کہنے لگی میں اپنے دونوں بچوں کے واسطے ہاتھ اٹھاتی ہوں!“

”ایک کان کن نے جس کے بہت سے لڑکے لڑکیاں تھیں شراب خوری ترک کر دی اور بنک میں اپنا روپیہ جمع کرتا رہا۔ حتیٰ کہ ایک انجن تعمیرات کی مدد سے اس نے چار سو پونڈ کی لاگت پر دو مکانات بنوائے بہت سے لوگوں کے واسطے بنکایا ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ چھتہ شہد کی کھٹی کے واسطے یعنی ایک طرح کا ذخیرہ اور جب مرض یا مصیبت کے موحش دن آتے ہیں وہ بک سوا دوا لینے کو دوڑتے ہیں“

”ایک شرمی کا قول ہے“ دو سال ہو گئے میرے ایک آدمی اور اس کی بیوی سے ملاقات ہوئی وہ دونوں مخمور تھے۔ میں نے اُن سے شراب ترک کرنے پر ملامت پر دستخط کرا لیے۔ اس وقت سے وہ ہمارے بنک میں روپیہ جمع کرائے گئے۔ اُن کی چیزوں کا بہت سا حصہ صراف کے پاس گویا تھا۔ مگر یہ دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی ہے کہ انہوں نے اپنی تمام چیزیں مرغن سے بھڑالی ہیں اور ہر ہفتے میں ہمارے بنک میں تھوڑا سا روپیہ لے آتا ہے

جب وہ روپیہ جمع کراتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ شراب خانے میں روپیہ صرفت کرنے کی نسبت بیاں نکال کرانا بہتر ہے اب اس کے پاس ایک عدد اور آرام دہ مکان ہے۔“

”ایک شرابی رات کے وقت بنک میں آیا: اس نے ایک شنگ افل مرتبہ جمع کرانے کے واسطے پھینک کر کہا: یہ بویہ چھ پنٹ شراب کی قریب ہے لیکن میں وعدہ کرتا ہوں کہ سپیریاں کو بھرتا روپیہ نہ دوں گا۔ جتنا کہیں پہلے دیا کرتا تھا۔“

اس شخص نے بھی شراب ترک کر دی ہے۔ اور باقاعدہ طور پر روپیہ جمع کرتا ہے۔ ایک اور شخص بڑا ہی لاوا بلی اور بے پرواہ تھا اس کی بیوی نے اس کو ایک بنک میں چند پیسے جمع کرانے کی ترغیب دی وہ جمع کرتا رہا۔ اور اس کی ہفتہ وار چنڈ بڑھتا گیا۔ وہ شراب خانے میں بھی پہلے سے کم جانے لگا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اس کے پاس مقول رقم جمع ہو گئی۔ جس سے اس کو یہ شوق ہوا کہ ایک نمونہ تعمیر کا ایک جمعہ خرید لے پھر اس نے دوسرا جمعہ خرید لیا۔ کچھ وقت تک ان کا مقررہ روپیہ ادا کرتا رہا۔ اور اس نے زمین کا ایک قطع خرید لیا۔ جس پر اس نے دو مکان تعمیر کر لئے۔ ان میں سے ایک وہ خود رہتا ہے اور دوسرے کو کوئی پرہیز رکھتا ہے علاوہ بریں وہ معز انہ تجارت کرتا ہے۔ اس کے دو تین ملازم اور دو تین شاگرد ہر وقت کام کرتے ہیں وہ اب صوفی مشرب ہے اور مستقل مزاج اس کے دوست اور ہمسائے اس کی نسبت تعظیم کرتے ہیں۔“

اس قسم کی اور بھی بہت سی مثالیں بیان لی جاسکتی ہیں ایک دفعہ

کا ذکر ہے کہ ایک رط کے نے اتنا روپیہ پس انداز کر لیا کہ اُس نے اپنے باپ کے واسطے پیڑوں کا ایک چوڑا خریداجو اپنی تمام کمائی شراب خوری میں صرف کر چکا تھا۔ اور اُس نے اپنے آپ اور کچھ کو مفلس و ذلیل کر لیا تھا۔ بعض عورتوں میں دیکھا گیا ہے کہ بیٹے اور بیٹیاں خیرات کی انجمن کے بغیر اور ضعیف اور کمزور والدین کی دستگیری کرتے ہیں۔ اور اُن کو کھلاتے پکاتے ہیں۔ بعض کسی منشا سے اور بعض کسی اور منشا سے پس انداز کرتے ہیں بعض وطن سے رحلت کرنے بعض کپڑے خریدنے بعض یہی گھڑی خریدنے کے لئے سودہ پہنچاتے ہیں۔ لیکن تمام ماقول میں کفایت شعاری کا سبق ملتا رہتا ہے۔ ہمتی کہ پس انداز کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔

یاد رکھنا کہ ایک بینک کا ایک محاسب ذیل کی داستان بیان کرتا ہے۔ میں سے منجبران بنک کو مستعدی اور استقلال کا سبق مل سکتا ہے۔ ”مُسٹر سمٹھ ہمارا پہلا منجبر تھا۔ لیکن وہ دو تین دفعہ کھانے کے بعد یہ کہہ کر چلا گیا۔ کہ یہ بچوں کا کام ہے میں نے جواب دیا ہم کو بچوں سے ہی سروکار پڑتا ہے تھوڑا عرصہ بعد میری پھر اس سے ملاقات ہوئی اور میں نے باتوں باتوں میں کہہ دیا کہ میں کبھی کبھی اداس ہو جاتا ہوں میں نہیں جانتا کہ ہم کوئی مفید کام کر رہے ہیں اور میں بنک کو چھوڑنا چاہتا ہوں۔ اس پر اُس نے بڑی گرم جوشی سے جواب دیا۔ خدا کے لئے ایسے خیال کو اپنے دل میں نہ دو۔ تم کو معلوم نہیں کہ کیا نیکی کا کام کر رہے ہو اس قرب جوار میں کوئی شخص ایسا نہیں جو خود یا اُس کے کہنے میں سے روپیہ جمع نہ کرتا ہو۔ محاسب مذکور نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر کرنل اکرونڈ کی بھی مایوس ہو جاتا ہے تو میں اُس کو مندرجہ بالا جواب دیتا ہوں۔“

”اس طرح سیونگس بنگوں نے بہت سا مفید کام کیا ہے ان کی وجہ سے ہزار غلامان خوش با امن اور با آسائش زندگی بسر کرتے ہیں۔ مسٹر اکر وڈ کی مثال کی تقلید کرنی چاہیے۔ اور ایک بصر میں کوئی کونٹھی ایسی نہ ہونی چاہیے۔ جہیں میں باقاعدہ پنی بنکے بنائے گئے ہوں۔“

گیارہواں باب

خاندان کروڑوں ملاک اور ملازم

”دولت سے محفوظ ہونے کے واسطے بھی سلیقہ چاہیے اور راج سے

دوسروں کو مستفید کرنا چاہیے۔ (پروپ)

”میں نے اپنی تمام با ندی ایک چیز پر یا ایک نگہ پر نہیں لگا دی نہ ہی سیری تمام جایداد موجودہ سال کی کمائی پر موقوف ہے۔ (شکسپیر)“

”بعض اوقات نہایت کٹھن راستہ چلنے کے بعد دولت کی نیت

آرام دہ منزل پر پہنچا دیتا ہے۔ (رفر کلین)

”نیک عورت کس کو مل سکتی ہے۔ کیونکہ وہ اس سے بھی زیادہ قیمتی

ہوتی ہے۔ ایسی عورت پر اس کے غاوند کو بھروسہ ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ

وہ ماں غنیمت سے بھی ستھنی ہو جاتا ہے۔ وہ اُون اور کتا تلاش

کر کے بخوشی اپنے ماتحتوں سے عزت کرتی ہے وہ چرند کاتتی ہے

وہ غلابا کی دستگیری کرتی ہے اور حاجت مندوں کو مدد دیتی ہے
 قوت و عزت اس کا لباس ہوتے ہیں وہ آئندہ خوش ہوگی
 اس کے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ تو اس کو دعائیں دیتے ہیں۔ اس کا
 خاندان بھی اس جی تعریف کرتا ہے (مضبٹ الشال سلیمان)۔

بہت سے بڑے بڑے کارخانوں کے مالک اشتراک کے اصول
 کو منفعتی کار بار کے ساتھ ملائے کی کوشش کر چکے ہیں انہوں نے ان
 لوگوں کو جنہوں نے ان کی گزشتہ دولت کمانے میں مدد دی۔ آئندہ
 منفعت میں شریک ہونیکا موقعہ دیا ہے۔ ایسے مالکوں کا یہ مدعا رائے
 ہے کہ سرمایہ اور محنت کی معاہدت کو دور کریں اور اپنے کارکنوں کے درمیان
 قناعت کا خیال پھیلائیں۔ اس طرح سے وہ مزدور جنہوں نے اپنی کمائی
 پس انداز کر کے سیمونگس بنکوں میں جمع کرا رکھے تھے۔ ان کارخانوں
 کے حصہ دار ہو گئے۔ جہاں وہ پہلے محنت کیا کرتے تھے۔

شہر سیلی فاکس کے دو بڑے کارخانے یعنی جمبیرا کروڈ اور جان
 کروسل کے کارخانے مشترکہ سرمایہ کی کمپنیوں میں تبدیل ہو گئے ہیں
 اصل میں ان میں اس منشا سے تغیر کیا گیا تھا۔ کہ ان کے منجھ مزدور اور
 دیگر متعلقین اشتراک کریں گے۔ اس خیال سے کارخانوں کے ڈائریکٹروں
 نے جیسے سقر کرنے میں ان کا سب سے پہلے خیال رکھا۔

”ہم پہلے ایڈورڈ کروڈ کے یارک شائر کی کونٹری میں بنی نوع انسان
 کے مفید کام کرنے کی طرف اشارہ کر چکے ہیں۔ اب ہم کارخانہ کروسل کا
 ذکر کرتے ہیں۔ جن کی قالینیں اور غالیچے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ ہم کولن
 کے تذکرہ سے بالخصوص اس واسطے خوشی ہوتی ہے کہ ان کی تالیف بیان

کرنے سے یہ کتاب غالباً مفید ہو جائیگی۔ گو بعض ناظرین کو وہ دلچسپ معلوم نہ ہو۔

اس کارخانے کا بانی جان کروسلے تھا وہ یارک شائر کے ایک قدیم خاندان کے ہاں پیدا ہوا۔ اس کا دادا ہیملی فاکس کے قریب انگلستان میں رہتا تھا۔ اس کے والدین بھی مغز سمجھے جاتے تھے۔ اس نے عمدہ تعلیم پائی۔ مگر اس کو کار بار کا شوق ہگز نہ تھا۔ بلکہ وہ اپنے وقت کا بہت سا حصہ شکار میں صرف کرتا تھا۔ مگر اس کی بیوی کی طبیعت بالکل مختلف تھی وہ خفیہ مستعد اور خانہ داری کے کار بار میں عمدہ منظم تھی وہ نہ صرف اپنے بچے بلکہ اپنے خاوند اور کنبہ بچے معاش پیدا کرتی تھی۔ اس طرح کہ اُس نے ہیملی فاکس کے قریب جوار میں ایک سکوں جاری کیا ہوا تھا۔ جس میں لڑکوں کے لئے خورد و نوش کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔ اس عورت کا ایک بیٹا بونہا میں جان کرہ سے پیدا ہوا قالین بانی کا کام سیکھتا رہا۔ اس نے یہ کام سٹر و سٹر کے لئے سیکھا اور بعد میں اس کی ایک بیٹی سے شادی کر لی۔ جان کرہ سے بھی اپنا کام کے ہاں قالین بانی کا کام کرتا رہا اور جب شادی کی میعاد ختم ہو گئی تو وہ سٹر کراسٹ کے کارخانہ واسٹ لڈن فٹ میں قالین بانی کرنے لگا۔ جب وہ اس کارخانہ میں کام کیا کرتا تھا اُس کے آقا نے ایک عمدہ رہائشی مکان تعمیر کیا اس کا بیٹا تھا کہ اس کے آقا نے مکان بنانے کے واسطے روپیہ پس انداز کیا ہوا تھا مگر باوجود حالات سے ثابت ہو گیا کہ اس نے روپیہ جمع کیا ہوا تھا۔ سٹر کراسٹ نے اپنے فورمین کو بتایا کہ ہار ہزار پونڈ خرچ ہونے تک تو میں مکان کا حساب و کتاب رکھتا رہا

بعد ازاں میرا دل ایسا بزار ہوا جو دیکھ مکان مکمل نہ ہوا تھا میں نے
 حساب کتاب کی یادداشت جلا دی۔ میں نے یہ سب کچھ ایک عورت یعنی
 اپنی بیوی کے خوش کرنے کو کیا تھا۔ گو مسٹر کروسلے کاروبار کا انتظام
 بخوبی کر سکتا تھا۔ مگر اُس کی بیوی منو اور نمائش کی نہایت شائق تھی۔
 اور جس بڑے اور نفیس گھر میں وہ رہنا چاہتی تھی اُس سے اس کا خانہ
 برباد ہو گیا۔ وہ اس مکان کے مکمل ہونے کے بعد مر گیا۔ اور جہاں اس کا تانا
 کار خانہ ٹوٹ گیا۔

”مسٹر کروسلے کے ہاں سے رخصت ہو کر جان کر اسلے پہلی فاکس میں
 چلا آیا۔ وہاں اُس نے مسٹر جاب لین کے کارخانہ قالین کا چارج لے لیا
 اب وہ بیوی تلاش کرنے لگا اُس کے تئیں کی داستان عجیب اور پیچیدہ
 ہے معلوم ہوتا ہے کہ خاندان کروسلے کو نو بی بی قسمت سے عمدہ بیویاں
 ملتی رہیں اور اس خاندان کو اپنے مردوں اور عورتوں دونوں سے بد
 مساوی فاسخ الیالی اور دولت ملی۔“

مارتھ کروسلے بعد میں جان کروسلے کی بیوی ہوئی انگلستان
 کے ایک مقام فول ہل میں جو انڈیا شاہن باز کے قریب ہے پیدا ہوئی۔
 اس کا پڑاوا نام مسٹر زہقان تھا۔ اس کے بیٹے نے بھی کاشتکاری
 کا کام سیکھا سب سے پہلے بیٹے ابراہیم نے کاشتکاری باغبانگی اور
 صاف کرنی سیکھی۔ شادی کرنے کے بعد اس کے ہاں تین بیٹے ابراہیم
 ٹامس اور مارتھ پیدا ہوئے۔ پہلا جو سب سے بڑا تھا جان کر اسلے کی بیوی
 کا باپ تھا۔

ابراہیم کو کاشتکاری اور صنائی کی تربیت بھی دی گئی تھی۔

مگر یہ یاد رہے کہ اس زمانہ میں صنعت و حرفت کو وہ رونق حاصل نہ تھی جو آج کل ہے بعد ازاں وہ اپنے ٹاسن کے ساتھ کھڑا بنانے میں شریک ہو گیا مگر شادی کے بعد شرکت ختم ہو گئی۔ پھر اس نے ایک راعی نامی سے کھیت مول لے لیا۔ اور اپنے بچوں کی پرورش اور تربیت کرنے لگا۔

”گو ابراہیم ٹرنکے پاس زمین تھی۔ وہ اس بات میں اپنی ہتکٹا رہتا تھا۔ کہ اس کی بیٹی مارنڈہ کسی شخص کے ہاں ملازمہ کرے۔ جس کی عمر پندرہ سال کی ہوئی۔ تو اس نے وارنڈہ میں اس اولڈ فیلڈ کے ہاں ملازمت اختیار کی اس کو خاومہ باورچن اعدہ کی منتظمہ کا کام کرنا پڑتا تھا۔ اس کے علاوہ وہ صبح شام چار پانچ گائیوں کا دو دو روپے بھی لے لیتا تھا۔ اولڈ فیلڈ کے ہاں دس سال تک رہی۔ پہلے پیل وہ پندرہ مہینے وار اجرت لیتی رہی دو سال بعد اٹھاراں مہینے تک بڑھائی گئی۔ اور نو سال کی ملازمت کے بعد بڑھتے بڑھتے چھ گنی سالانہ تنخواہ ہو گئی اس عرصہ میں مارنڈہ ٹرنکے محض کنایت شعاری سے تئیں پونڈیں اندازہ کرتے تھے۔“

”جان کروسلے کارخانہ کارخانہ کروسلے کا بانی اولڈ مارنڈہ ٹرنکے کا بانی ابتدا میں قالین باف تھا۔ ایک روز مات کے وقت جب وہ کرگئے پہ کام کر رہا تھا۔ وہ شراب پیکر سیاہ پوتل کے پیچے رکھنے والا تھا کہ وہ پیچے گر پڑی پوتل کے ایک ٹکڑے سے اس کو ایک ایسا سخت زخم لگا کہ یہ اندیشہ ہو گیا کہ خون نکلے نکلے وہ مرجایا وہ اب کرگئے پہ کام نہ کر سکتا تھا۔ اور وہ اپنا ہاتھ گلے میں ایک پٹی پر ٹکے ہوئے رہا۔ پھر نکلتا۔ اس کے والد کے ساتھ رہے اس کو کہا۔ جان اب تم کام نہ لیں

کر سکتے۔ کیا تم کہنے کو بند نہیں کر سکتے۔ جان نے جواب دیا کیوں نہیں اس نہایت ہوشیاری سے کہنے کو جو کل سے ایک جھٹے سے لگا ہوا تھا بند کر دیا اس کا مالک اس کے ہنر کا ایسا قائل ہو گیا کہ پھر اس کو کہنے پر نہ لگا دیا۔
 کروٹے اپنے بازو کے چمروچ پر سونے کے واقعہ کو اپنی زندگی کا ایک متمم بارِ شان واقعہ خیال کرنا تھا۔

”اس اثنا میں، وہ عشقِ گرفتار مارا۔ گوارہ ڈالنے کا باپ جو ایک معزور و ہنغان تھا۔ اپنے ہر ذکر کا خفا اس سے عافیت عافیت کہہ دیا۔ اپنی بیٹی کو جلا ہے یا جلا ہوں کے فوراً ہی یہ شادی کرنے کی اجازت ہرگز نہ دینگا۔ اس کے عشق کی داستان خود مارا کہنے کے افعال سے بہتر معلوم ہو سکتی ہے۔“

”ایک روز شام کے وقت میں چھا کر کے پاس تھی وہیں ایک نوجوان مرد کھڑا ہوا تھا اس نے میرے سے پوچھا کیا تم ایک عاشق تھی ہو۔ میں نے جواب دیا میں شادی کرنا نہیں چاہتی نہ ہی کوئی عاشق تھی ہوں۔ پھر میں اس کو چھوڑ کر گھر میں چلی گئی۔ میں اکثر اوقات پھر بھی اس نوجوان کو اپنے مکان کے نزدیک ہی دیکھتی ہوں۔ وہ کبھی کبھی جاتی ہے مگر میں نے اس سے ساہو سال نہ کیا۔ بات نہ کی تھی۔ اس کا نام جان کوٹھے تھا جب میری آقا کو اس کا مدعا معلوم ہوا۔ اس نے مجھے نوجوان مذکر کی مخالفت پر آمادہ کرنے کی کوشش کی اور بیان کیا کہ اسی شخص کے مدعا نے میرے ساتھ شادی کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ تکرار بڑی بھاش تھا۔ جب میری آقا جان کو یہ سچ پتا چلا تو مجھے بھائی بھائی سے کہتی تھی کہ جان کوٹھے میری آقا جان کوٹھے چھوڑ دے۔“

”ایک روز مجھے اس کا اکیسواں، مینرٹن ملا جس کو میں اب لفظ بلقظ دھرا سکتی ہوں۔ میرے چند اور چاہنے والے بھی بستے۔ مگر جان کروسلے کی طرح مستقل مزاج اور مستعد نہ تھا۔ اُس نے مجھے اپنے ساتھ شادی کوٹنے کی بہت ترغیب دی آخر اس نے ایک خط بھیجا اور بیان کیا کہ نورجارج یاڈر میں جو اس کے کارخانہ کے قریب ہر ایک مکان خالی اور وٹاں مٹنے کا خوب موقعہ ہے۔ میں نے جواب دیا کہ میں پانچ نو میر کو گھر جانے والی ہوں اور اس راستہ سے گزرتی ہوئی اُس مکان میں ملوں گی +

جب میں گھر پہنچی تو اپنے والدین سے اس بارہ میں اجازت چاہی اُس وقت انہوں نے بہت اعتراض نہ کیا مگر میں بس اولڈ فیلڈ کے مکان میں دو تین روز سے زیادہ نہ رہی کہ انہوں نے میری بہن گریس کے ہاتھ کہلا بھیجا۔ ہم نہیں چاہتے کہ تم جان کروسلے سے شادی کرلو۔ اور اگر تم اس شادی کرو گی تو ہم تمہارا منہ نہ دیکھیں گے۔“

”جب میری بہن چلی گئی تو میں نہایت غلگین اور مایوس ہوا اپنے مگر میں چلی گئی۔ اور کتاب مقدس کو کھولا۔ کتاب کھولتے ہی یہ الفاظ میری نظر پڑے جب تیرا باپ اور تیری ماں تم کو چھوڑ دیں تو خدا تیری رستگاری کریگا۔ اُس سے میرے دل کو بہت سا اطمینان ہو گیا اور میں نے خیال کیا کہ اس معاملہ میں خدا میرا معاون ہے۔ مجھے اپنے فرض کا کسی طرح شک نہ رہا۔ میں نے جان کروسلے کی درخواست کو منظور کیا اور ۲ جنوری ۱۸۸۸ء میں ہماری شادی ہو گئی +

”سٹر کروسلے کی یہ بڑی خوش قسمتی تھی کہ اُس نے ایک عمدہ اور پیشہ عورت سے شادی کر لی۔ اس روز سے وہ اُس کی مددگار اُس کے کام میں

شریک ہو نیوالی اور اس کی تشغی کرتی رہی وہ اپنے خاوند کو تمام جدو
جد میں مدد دیتی رہی اور ایک لحاظ سے وہ خاوند ان کروٹوں کی پشت و
پناہ تھی ۵۵

”مشرکاب لیز کی وفات کے بعد مشرکوں سے اس کی قالین بانی کے
کارخانہ کو چھوڑ کر دو اور شخصوں کے ساتھ شریک ہو کر کلیں وغیرہ لینے اور
کام چلانے لگا۔ اس نے کارخانہ کو چھوڑ دیا اور کارخانہ ڈین کلف کرایہ پر لے
لیا۔ اور وہاں وہ اپنے بھائی ٹامس اور جمیز ریورس کے ساتھ شریک ہو کر انکا
ایک خاص طرح کا کپڑا بننے رہے جان کروٹوں اس کارخانہ کے جس کو وہ چھوڑ
کر چلا آیا تھا۔ کرگھوں کا انتظام کرتا اور سوتے بجاتا اور رنگ کرتا رہا۔ کہہ
سکتے ہیں کہ وہ نئے کارخانہ میں پرانے کارخانہ کے واسطے رنگنے اور کاتنے
کا بہت کام کرتا پھر ایک نہایت مدت کا وقت آیا۔ پرانے کارخانہ میں اپنا
کام لے لیا اور سوت کاتنے اور رنگنے کے واسطے کسی اور جگہ دے دیا۔ اس سے
نئے کارخانہ کو بہت نقصان پہونچا۔ لیکن آخر کار پہلے سے زیا و مستدی گفتا
شکاری اور مستقل مزاجی سے اس کا معاوضہ ہو گیا۔ سن کر وہ اپنے خاوند
کی محنتوں اور ذمہ داری میں پورا پورا حصہ لینے لگی ۵۶

اس نے اپنی سوانح عمری کے غلط نسخہ میں لکھا ہے کہ قالین بانی
کے سہ ماہیوں میں اور کل بھی بنایا کرتے تھے۔ مآخر الذکر دونوں کاموں کا
میں خود انتظام کرتی تھی۔ ایک وقت میں ہمارے ماں ابن چنیوں کے بچے
وہ ایک سو ساٹھ جلا رہے ملازم تھے۔ چار کرگھوں پر پشیاں اور برس آکر
لینڈ والوں کے پاس بھیجا گیا کرتی تھی۔ ہزار ہات میں بخاروں کی طرح فروخت
کرتے تھے۔ میں قالین بانی کے کام میں بھی مدد دیتی تھی۔ میں صبح کے چار بجے

انجنتی تھی۔ اور ایسی سرگرمی سے کام کرتی تھی کہ ماضی کھانے سے پیشتر جب
پیرے جھائے بٹالے اپنے گھر میں پہنچتے تھے۔ وہاں پر وہ شنگاں کما لیتی
تھی +

گزشتہ اور ٹو برس کی شراکت میں سال تک ہی جب یہ میعاد ختم
ہو گئی۔ حصہ داروں نے اپنے پس انداز روپہ کو تقسیم کر لیا۔ کل روپہ چار
ہزار دو سو پونڈ تھا۔ ہر ایک کو چودہ چودہ سو پونڈ ملے۔ چودہ سال کی محنت
محنت سے اتنا روپہ پیدا کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ مگر اس وقت دین
کھٹ کا کارخانہ بہت چھوٹا تھا۔ اور ہر حصہ دار کا تنہا رینگنے اور بننے کا کام
اپنے ہاتھ سے کرتا تھا۔ مسز کروسلے کہتی ہے کہ یہ چودہ سو پونڈ بہت مفید
ہوئے فی الحقیقت ان سے ابتدا ہی ہوئی۔ جان کروسلے نے آخر تمام
کارخانہ ڈین کھٹ خرید لیا۔ اس کے اکٹھے تھے جس نے ذریعہ معاش
کی اس کو نگہ کرنی پڑی تھی۔ اس نے اپنے بچوں کو زیادہ تر اپنے کاروبار
میں لگا دیا۔ وہ بھی اپنے والدین کی مثال کی تقلید کرنے لگے۔ اور کھٹ
شمار مفید اور مندرجہ بن گئے +

کارخانہ کے بانی جان کروسلے کا قول ہے میں اپنی زندگی کے
دوران میں آدمیوں اور چیزوں کا بخوبی مشاہدہ کیا کرتا تھا۔ میں نے
اپنے پڑوسیوں کے بچوں کی تربیت میں بہت سے نقص دیکھے بعض
شخص اپنے بچوں پر سختی کرتے تھے۔ اور وہ ان کو ہر وقت گھر میں بند
رکھتے تھے۔ ان کو دنیا دیکھنے نہ دیتے تھے۔ پنا پھر جب والدین نے وفات
پائی اور ان کا بچل عطف گھٹ گیا۔ اور تمام بندش دور ہو گئی۔ وہ
دنیا میں کھڑوں کی طرح نکلے۔ اور ہر ایک چیز اپنی توقعہ سے بالکل مختلف

پائی۔ مسٹر کروسلے کا قول ہے کہ ایسے نوجوان آدمی جنکا کوئی راہنما کرنے والا نہ تھا۔ جلد ہی ہی آوارہ اور بٹا ہوا ہو گئے۔ پھر میں نے دیکھا کہ بعض والدین اپنے بچوں سے نہایت نرمی کرتے ہیں، چنانچہ وہ دنیا کی مشکلات برداشت کرنے کے قابل نہیں رہتے۔ اور اس کشتی کی طرح جو بودی اور کروڑ ہو نیکی باوجود سمندر میں ڈال دی جائے وہ جلد ہی ہی بھر زندگی میں ہلاک ہو جاتے ہیں ۴

اس واسطے مسٹر کروسلے نے افراط تفریط دونوں سے بچنے کی کوشش کی اور حتی الامکان اپنے بچوں کو زندگی سے بہت کچھ علم سکھایا۔ جب وہ گھر میں تھا وہ اپنے ایک بیٹے کو ہمیشہ اپنے پاس رکھتا تھا۔ یا جب وہ گھر سے باہر جاتا تھا تو وہ ان میں سے ایک کو ہمیشہ اپنے پاس رکھتا تھا۔ اس طرح ان کو زندگی کا بہت سا علم ہو جاتا تھا۔ اور وہ دنیا میں نیکی اور بری کا بہت کچھ حال جان گئے تھے۔ اور جب وہ بڑے ہوئے تو وہ اپنی زندگی کو زیادہ مفید طور پر استعمال کرنے لگے۔ خاندان کروسلے کی تمام تاریخ بتانی ضروری نہیں۔ جان کروسلے شہداء میں راہ گیر ملک عدم ہوا۔ جس کے بعد اس کا رمانہ کا کام جان جوزف اور سر فرانسس کروسلے ہارٹ پلانے لگے۔ انرا لڈ کر اپنی وفات کے وقت یارک کی کونٹی کے مغربی حصے کی طرف سے ممبر پارلیمنٹ تھا۔ شہداء میں اس نے زمین کا ایک عمدہ قطعہ خرید کر سیلی فاکس کی سہولت کمپنی کو پیش کیا تاکہ لوگوں کی گفتگوات اور سیرو کے لئے رہنما بنا یا جاوے۔ اس قطعہ کو پیش کرنے کے وقت اس نے یہ تقریر کی مجھ دیگر چیزوں کے لئے اپنے اور سر فرانسس کروسلے کے خاندان کے خزانے کے لئے

رہا ہوں میں سال کا ذکر ہے کہ ہم اس سوال پر گفتگو کرتے رہے تھے اور
 میں نے کہا تھا۔ کہ روپیہ کمائے کی فکر کرنا۔ جنون میں داخل سمجھنا چاہیے
 کیونکہ بعض لوگ صرف اس واسطے روپیہ کماتے ہیں کہ خوشی حاصل ہو
 لیکن میں اس کو حساب کی طرح سمجھتا ہوں۔ یعنی جب اس کو پکڑ لیا جاوے تو
 یہ پھٹ جاتا ہے۔ اگر میں شریف نسل سے ہوتا یا میں اپنا شجرہ نسب
 ولیم منصور کے پیراؤں سے ملا سکتا تو مجھے کچھ فائدہ نہ ہوتا۔ اور مجھے اس
 سے کچھ فائدہ بھی نہ ہوتا۔ لیکن چونکہ میں ایک اونے جماعت میں پیدا
 ہوا تھا مجھے ان لوگوں کا ذکر کرنے کی اجازت دی جائیگی جو اس عزت
 میں میرے ساتھ شریک ہونا چاہتے ہیں۔ میری والدہ ایک دہقان کی
 بیٹی تھی۔ جو اپنی جاگیر پر رہتا تھا۔ گو یہ جاگیر بڑی نہ تھی یہ اس غاندھ
 میں نسبتاً بعد لاپلی آئی تھی۔ میری بیوی کے باپ نے وہی غلطی کی
 جو یعقوب نے کی۔ یعقوب جس طرح پوسٹ م سے بہت محبت کرتا تھا اسی
 طرح اس کا باپ اس کو بہت چاہتا تھا۔ میری ماں کی عمر سترہ سال
 کی تھی۔ اور اس کی طبیعت تیز تھی اس نے کہا کہ میرے ساتھ گھر میں
 انصاف نہیں ہوتا۔ اور میں دنیا میں اپنا راستہ بنا کر ہی چھوڑوں گی
 زانہ نتیجہ کچھ بھی ہو وہ اپنے باپ کی مرضی کے برخلاف ملازمت کرنے چلی
 گئی۔ وہ شخص بھی یہاں موجود وہاں جو میری بیوی کو ملازم رکھنے والے
 غاندھ سے ہے سچری مراد موٹر اولڈ فیلڈ سکھ سٹاک سین ہیلی ٹاکس
 بورڈ آف گاڈیش کے پرنسپل ڈنٹ سے ہے اس ملازمت میں وہ خود
 غار منتقلہ اور باورچن کا کام کرتی تھی۔ اور اس سے علاوہ ہر روز جمع
 اور شام چھ گائیں دوڑتی تھی۔ اس کے علاوہ وہ گھر کو ایک چھوٹے

سے محل کی طرح صاف اور ستھرا رکھتی تھی۔ مگر یہ اس کام کے واسطے کافی نہ تھا اس کی آقاؤں نے آتی تھی۔ اور وہ اون کا تا کرتی تھی۔ اور اکیلوینڈ سے چھتیس ہیکس اون نکالتی تھی۔ اس طرح وہ اپنی آقا کے واسطے بہت سارو پیہ کماتی تھی۔ علاوہ اس کے گھر کا تمام کام وہی کرتی تھی پاپا مذکورہ بالا عبارت اُس تعلیمی مسودہ سے لی گئی ہے جو سرفرانس نے اپنے والد کی یادگار میں لکھا ہے پھر وہ کہنے لگا۔ ڈین کلف کے کارخانہ میں میری والدہ حسب معمول مستندی سے کئی جیب وہ اس کے آٹھ کی طرف صبح کے چار بجے جا رہی تھی اُس نے یہ سوگند اٹھائی اگر خدا نے ہم کو اس جگہ برکت دی تو غریب لوگوں کو بھی اس سے حصہ دیا جائیگا۔ اُس نے یہ حلف نہایت صدق دل سے اٹھائی تھی اور نہایت ایماندارانہ سے اُس کا ایغا کیا گیا۔ اور میرے خیال میں میرے والد کی کامیابی کی بھی وجہ تھی۔ میری والدہ ہمیشہ اس خیال میں رہتی تھی کہ یہ ملک کس طرح پورا ہو وہ اپنے بچوں کو ہر وقت یہ نصیحت کرتی تھی اپنی اشیاء کو اصلی لاگت سے کم قیمت پر کبھی فروخت نہ کرو۔ کیونکہ اس طرح تمہارا نقصان ہوگا۔ اور کسی کو ہمیشہ کے واسطے فائدہ نہ ہوگا۔ لیکن اگر تم موسم سبز میں لوگوں کو ملازمت دے سکو تو دیتے رہو کیونکہ جب کوئی مزدور گھر جائے اور وہ اپنے بچوں کو بھوک کی وجہ سے روتے ہوئے دیکھے اور اُس کے پاس اُن کے کھلانے کے بٹے نہ ہوں تو اُس کو بڑا افسوس ہوتا ہے +

اب یہ بیان کیا جاتا کہ سرفرانس کروٹلے نے اپنی والدہ کے ملک کو کس طرح پورا کیا اُس نے کہا میں دس ستمبر ۱۸۸۷ء کو علی الصبح کیو سے کوہستان سفید کی طرف روانہ ہوا۔ صوبہ بات متحدہ امریکہ کے اس

سلسلہ کوہ کا نظارہ نہایت شاندار ہے کوہ سفید کے ہوش میں چو پختے
کے وقت میں شام کے وقت ایکلا ہی سیر کرنے گیا۔ یہ ایک خوبصورت
مکان تھا۔ آفتاب کوہ واشنگٹن کے عقب میں غروب ہو رہا تھا اور
اُس کی زریں کرنیں نہایت دلکش معلوم ہوتی تھیں۔ مجھے معلوم ہوتا
تھا کہ میں خداوند تعالیٰ کی حضور میں ہوں میں نے کہا اللہ عزوجل
شانہ کی تمام نعمتوں کے معاوضہ میں کیا کروں اسے خدا تیرے عطا
کریں بات میں ہے اس کا جواب فی الفور ہی مل گیا میرے دل میں یہ
خیال پیدا ہوا۔ میں اپنے ملک کے ہزار ہا باشندوں کو یہ نظارہ دکھانے
کے واسطے نہیں لاسکتا۔

مگر میں یہ نظارہ ان کے پاس لے جاسکتا ہوں۔ فن اور فطرت
کو اس طرح سے ترتیب دینا ممکن ہے کہ پہلی ٹاکس کے ہر ایک مزدور کی
دعاں تک رسائی ہو سکے۔ چنانچہ ایسی جگہ بنائی جائے کہ جب مزدور
بھر کی محنت سے واپس آئیں۔ تو وہاں سیر کر سکیں یہ مجھ کو ایک نہایت
شاندار خیال معلوم ہوا۔ میں گھر چلا گیا۔ اور خوب سوچا۔ مجھ کو یہ خیال
دل پر اور بھی نقش ہو گیا۔ دس تیر کو جب میں کوہ سفید کو طرف روانہ ہوا
تھا تو مجھے رہتہ بتانے کا مطلق خیال نہ تھا۔ جب میں اپنے وطن میں واپس
آیا تو میں نے اس خیال کے پورا کرنے کی بہت کوشش کی مگر مجھے بہت
مشکل پیش آئی مگر میں اس کام کا بیڑا اٹھانے سے بالکل نہ جمبکا۔ اور
خوش ہوں کہ میری کوششوں کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ آج عوام کے ذہن
کے واسطے ایک رہنہ کھولا گیا ہے۔

یہ رہنہ آگست ۱۸۷۷ء میں کھولا گیا تھا۔ یہ شہر پہلی ٹاکس کے

وسط میں واقع ہے اور سارے باراں ایکڑ زمین پر بنا ہوا ہے سرفراز
 کروڑ کے اس پر ۵۰ ہزار پونڈ خرچ ہوئے۔ اس نے مشہر کی بیوی کی بیٹی کو
 چھ ہزار تین سو پونڈ کی رستم اس غرض سے تھی کہ بنک میں جمع کر اگر اس کے
 سود سے رستم کے اخراجات چلائے جائیں ہشتہ میں سرفراز اس کروڑ
 کا ایک عمدہ بت جو ستر جوزف ڈرہم نے تیار کیا تھا رستم مذکور میں رکھا گیا
 تاکہ جو لوگ اس شاندار رستم کو دیکھیں۔ وہ عطا کرنے والے کی شکل و صورت
 بھی دیکھیں اس بت کی لاگت عوام کے چندہ سے ادا کی گئی۔ چندہ ادا کرنے
 والوں نے تمام پوٹیکل فریقوں کے آدمی شامل تھے۔ اس بت کی تیاری
 میں اٹلی کے اس انقلاب کی وجہ سے تاخیر ہو گئی جس سے وکٹریا نیو
 اٹلی کے تخت پر بیٹھا جب کارارہ میں کان کن سنگ مرمر کی وہ سِل
 کاٹ رہے تھے۔ جس سے بت بنایا جانا تھا تو انہوں نے آزادی آنڈیا
 کا نعرہ سنا اور ساتھ ہی گاری بالڈی کا نام سنائی دیا۔ وہ اپنا کام
 چھوڑ کر اس مشہور سپاہ سالار کے تلے جمع ہونے کے واسطے چلے گئے اس
 اس بت کے مقابل طرف میں یہ کتبہ لگا ہوا تھا۔ یہ بت فرنیچ کروڑ سے ممبر
 پارلیمنٹ و سٹرائی ڈنگ یار کا ہے جس نے عوام کے فائدے کے واسطے
 ایک سے من عطا کیا تھا۔ شہر ہیلی فاکس کے باشندوں نے چودہ اگست
 رستم کو یہ بت اس کی یادگار کے طور پر کھڑا کیا کیونکہ وہ اس لائق تھا
 کہ اس کی فیاضی اور دریادلی کی یادگار باقی رہے۔

”مگر مارچہ کروڑ کے حلف ابھی پورے طور سے پوری نہ

ہوئی تھی جس نے کہا تھا۔ اگر ہم کو خدا اس جگہ میں برکت دیگا۔ تو غریب
 اس سے فائدہ اٹھائیے۔ جب اس کا خاوند ڈین کلف کے کارخانہ کا مالک

ہو گیا۔ تو اس نے یہ حلفت اٹھایا تھا۔ اور اس کے بیٹوں نے اس حلف کو پورا کر دکھایا۔ ۱۸۶۴ء میں جان کروسلے اور سنٹر کے تمام کارخانے کلیں گدام اور سرمایہ جو سیلی فاکس کٹر منسٹر جان چپٹر اور رنڈن میں تھا مشترکہ سٹریٹ کی کمپنی میں تبدیل کیا گیا۔ یکمپنی اس مدعا سے بنائی گئی تھی۔ کہ جتنے لوگ اس کام میں شریک ہونگے وہ مدد کریں گے۔ اور کھد کوں مزدوروں میخروں اور دیگر متعلقین کو فائدہ رہیگا۔ اگر وہ کیمپنی اور اتھما سے کام کرتے رہیں مزدور کو اس کام میں شامل کرنے کے واسطے ایک بڑی معقول رقم قرض دی گئی تاکہ وہ کمپنی کے حصے خرید سکیں اور مزدوروں نے بہت سے حصے خریدئے برنسیت اجینیوں کے میخروں اور کام کرنے والوں کو پسے حصے دے جاتے تھے۔

اس طریقہ کے نتائج بہت اطمینان بخش ثابت ہوئے ہیں ڈائرکٹروں نے رپورٹ دی کہ اس کارخانہ میں جتنے لوگ شریک ہیں وہ سب متحد ہو کر کام کرتے ہیں اور کامیابی ہو نہیگا یہی گڑبہ۔ اور اس طریقہ سے توقعہ سے زیادہ منفعت ہوئی جس کا باعث یہ ہے کہ کام کرنے والے منفعت میں شریک ہوتے ہیں اس وجہ سے وہ نہایت محنت سے کام کرتے ہیں اس وقت اس کمپنی میں کام کرنے والوں کے تیش ہزار پونٹکے حصے ہیں۔ مفلسوں کے واسطے جو تک بنایا گیا تھا۔ اس میں سولہ ہزار پونٹکے فائدہ پونڈ جمع ہیں اس طرح مارٹنڈ کروسلے کا یہ حلف بالکل پورا ہوا ہے کہ غریب اور مفلس جان کو کوسلے کی دولت سے فائدہ اٹھائیں گے۔

مشترکہ سرمایہ کی ایک نہایت مفید کمپنی میسرز برگس نے ویک فیلڈ کے قریب قائم کی اس کا نشانہ بھی یہی تھا کہ مزدوروں اور کام کرنے والوں

کو فائدہ پہونچایا جائے۔ ابتدا میں برگس کان کھدوانے کا خود بھی مالک تھا۔ مگر ۶۵ء میں اس نے کان کنوں کو بھی شریک کر لیا۔ یعنی جب کسی سال کی منفعت اصلی سرمائے پر وٹل فیصدی سے زیادہ ہوتی تھی تو کمپنی کے تمام ملازموں کو فاضل منفعت کا نصف بطور عطیہ کے دیا جاتا تھا۔ اور وہ لوگ اپنی سالانہ آمدنی کے لحاظ سے اس عطیہ کو تقسیم کر لیتے تھے۔ اس کارخانہ کے مالکوں کا مدعا یہ تھا۔ کہ ہڑتالوں کا غامتہ کریں کیونکہ جب مزدور غصہ میں آتے تھے۔ تو نہ صرف کام ہی بند کر دیتے تھے بلکہ مالکوں کی جان کے درپے ہو جاتے تھے۔ اس واسطے یہ ضروری تھا۔ کہ ان سے زیادہ میں بول کیا جائے۔ کان کنوں کو حصہ دار بنانے کے واسطے مدعو کیا گیا۔ تاکہ ان کو کارخانہ کی خوش اقبالی میں مذاقی طور پر دلچسپی ہو۔

”اس تجویز کو اشتراک کو ملکر کام کرنے کے مسئلہ کے مؤیدوں نے بہت تائید کی نظر سے دیکھا۔ سٹریان سٹوڈنٹ نے اپنی کتاب اصول سیاست میں صاف طور پر بیان کیا کہ میسنز برگس نے نہایت عمدہ تجویز اختیار کی ہے اور یہ ملازموں کے فائدے اور تمدنی اصلاح کے عام مفاد کے واسطے بہت ہی عمدہ اور مدروج کرنے والوں کے واسطے باعث فخر ہے۔

سٹریٹن پیڈرکانوں کا معائنہ کرتے گیا۔ اور کانوں کے مشترکہ طور پر کھود جانے کے کام میں پہلے سال اتنی بڑی کامیابی دیکھ کر بہت حیران ہوا اس نے مالکوں کو کہا میرا یقین ہے کہ یہ تجویز اختیار کر کے تم نے انگلستان کے واسطے بہت فیصد کام کیا ہے اور یہ ملک حقوٹے خرصہ میں تمہارا بہت ہی شکر گذار ہو گا۔ اس کارخانہ کے مالکوں نے پیس کی عام تائیش گاہ میں اس بنا پر اہتمام لینے کا دعویٰ کیا کہ چارے کارخانہ میں انگلستان بھر میں

تمام مزدوروں کو خواہ وہ حصہ دار تہوں سرمایہ پر بعین فیصدی منفعت کے بعد نفع میں شریک کیا جاتا ہے۔

”مگر یہ ہو نہا رکھنی چند سال ہونے لڑ گئی۔ مگر اس کے ٹوٹنے کا باعث مالک نہیں تھے۔ بلکہ مزدور اور کام کرنے والے مالک کو ملکہ کی قیمت بہت زیادہ بڑھ جانے کے زمانہ میں نفع پر قانع رہتے تھے۔ مگر مزدور اجرت کے خوش نہ ہوتے تھے۔ اگر وہ ویلز کے کان کنوں کی طرح آزاد ہوتے تو وہ بہت زیادہ اجرت مانگنے پر مضر ہوتے۔ مگر اس سے مالکوں کو سخت نقصان ہوتا۔ پس مزدوروں کو شریک کرنے کا فیصلہ کر دیا گیا۔ اور اب مزدور بجا نفع کا ایک حصہ لینے کے اجرت پر کام کرنے لگے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ کان کن اتنے تعلیم یافتہ نہ تھے۔ کہ اس سیکم کے فوائد کی قدر کرتے گو برکس کے کارخانہ کے بعض مزدور کفایت شعاری کرتے رہے اور اپنے واسطے عمدہ عمدہ نفیس مکان بنائے مگر ان کی تعداد کثیر نے کام اور منفعت کے افزونی کے وقت اپنی کمائی کو مفنول چیزوں اور شراب وغیرہ پر اڑا دیا۔“

چند کارخانوں نے جوہے کی تجارت کرتے تھے یہ کوشش کی کہ اپنے اپنے کارخانوں میں اشتراک کے اصول کو مروج کریں۔ ازاں جملہ گریننگ کے کارخانہ مان چسٹر اور فاکس کے کارخانہ ٹڈس براٹھ۔ مگر کارخانوں کو کان کنوں کے لالچ اور کاہلی سے نقصان ہوا۔ اور لوہے کی تجارت کی رونق بالکل کم ہو گئی۔ مہسزہ گریننگ نے بہت جوش سے کام شروع کیا مزدوروں کے واسطے اس کے نتائج بہت عمدہ ثابت ہوئے بعض مزدوروں میں نیکی نہ تھی بلکہ دغا داری کا خیال بھی پیدا ہو گیا تھا۔ مگر یہ قسمتی سے منتظر دل سے ایسے ٹھیکے سے ملے جن سے منتظر دل کو

اور اس کارخانہ کا دوا لہ نکل گیا۔ مشرک بنگ کا بیان ہے کہ جن انجنوں میں
منفعت کا ایک حصہ مزدوروں میں تقسیم کیا جاتا ہے وہ دو سری انجنوں
کی نسبت زیادہ کامیاب ہوتی ہیں۔ اور امید ظاہر کی ہے کہ باقی انجنیں
بھی مزدوروں کو ملازم حیاں نہ کرینگیں بلکہ مہربانہ کی منفعت میں شریک
کر لیں گی +

فکس کے کارخانہ داروں نے بھی اپنے مزدوروں کو منفعت میں
شریک کر لیا۔ تھوڑے عرصہ سے ہڑتالوں نے ان کاناک میں دم کر رکھا
ان کا کارخانہ بہت دیر تک بند رہا۔ ۱۸۶۶ء میں ایک طویل ہڑتال کے
اختتام پر اشتراک کا طریقہ اختیار کیا گیا۔ ایک شرط یہ قرار پائی کہ فکس
کے کارخانہ مالکوں کی کسی انجن کارکن نہ ہو اور مزدور ایک کر کے والوں
کی جماعت میں شریک نہ ہوں۔ پہلے یہ ارادہ تھا۔ کہ منفعت کے لحاظ سے
مزدوروں کو عطیہ دیا جائے۔ بالآخر میسر نہ ہو سکا کہ کارخانہ کا اصول
اختیار کیا گیا۔ یعنی دس فیصدی سے زائد منفعت کو دو حصوں میں تقسیم
کیا جائے۔ ایک حصہ سرمایہ داروں کو ملے اور دوسرا حصہ ان لوگوں کو
تقسیم کیا جائے۔ جو سال بھر محنت کرتے رہے اور اس تقسیم میں ان کی کسالت
اجرت یا تنخواہ کا خیال رکھا جائے۔ کام کرنے والوں کو یہ بھی موقعہ دیا
گیا کہ اپنے پس انداز روپیہ کو کارخانہ میں جمع کرا دیں لیکن میں تین سالوں
صرف ایک مزدور نے روپیہ جمع کرائے کی درخواست کی روپیہ جمع کرائے
کے متعلق فقرہ کو اڑا دیا گیا +

روسے کی تجارت کی کساد بازاری کی وجہ سے پہلے دو سالوں
میں کوئی نفع تقسیم نہ ہوا۔ مگر مزدوروں کو مروجہ اجرت دی گئی اشتراکی

طرزِ ترقی کے مروج کے تیسرے سال بعد مالکوں اور ملازموں نے اڑھائی
 فیصدی تقسیم کی مزدوروں کو پانچ فیصدی اجرت بھی بد پیشگی مل گئی۔
 چوتھے سال میں مزدوروں کی اجرت میں دس فیصدی کا اضافہ کیا
 گیا۔ پھر بھی ان کو اجرت اور تنخواہ کے لحاظ سے چار فیصدی منفعتِ ترقی
 کی گئی۔ مالانہ کاروبار کے نتیجہ کا اعلان کرنے کے وقت مالک کا رخا
 سنہما بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہم نے ہمدردی کی پالیسی اختیار کی ہے۔
 میرے خیال میں کاروبار ہمدردانہ اصول پر نہیں چل سکتے مگر اتنا
 میں بھی کہتا ہوں کہ زندگی کا مدعا صرف روپیہ کمانا نہیں ہے ہم کئی سالوں
 سے ہمارے ساتھ رہتے رہتے رہے ہیں اور ہم کو ہمارے سے بہت دلچسپی
 ہو گئی ہے اگر فوراً سے دیکھا جائے۔ تو ان کی زندگی بہت طویل نہیں ہوتی
 بیشی یا تین سال کے عرصہ کے بعد ہم سب خاک میں مل جائیگے۔ ہمارا کام اور
 مالک اور اور ہی مزدور کرئیگے۔ اگر ہم ان لوگوں سے جن کے ساتھ ہم
 مل جل کر رہتے ہیں کسی قدر دلچسپی نہ لیتے تو بہت ہی تعجب ہوتا پس کاربا
 کے واقعی اصولوں کے ترک کرنے اور انتظام کو لا فائدہ سے دینے کے بغیر
 بحیثیت مالک کے پھارا فرض ہے اور بحیثیت ملازموں کے ہمارا بھی
 یہ فرض ہے کہ ایک دوسرے کے مفاد کا خیال رکھیں اور جہاں تک
 ممکن ہو صدقِ دل سے کام کرتے رہیں۔

کوٹلے کے نقطہ سے لوہے کے کام پر بہت مضر اثر پڑے نہ گاجن
 اور تات کوٹلے کی کمی کے باعث لوہے کو تیار کرنے کی بھٹیاں بیکار
 ہو گئیں۔ کوٹلے کی قلت کا بڑا باعث یہ تھا۔ کہ مزدور مختصر وقت
 تک کام کر سکتے تھے۔ اور کم کام کے واسطے زیادہ اجرت مانگتے تھے تاہم

لکھتے ہیں میں ۱۲ فیصدی منفعت بطور عطیہ کے دی گئی۔ بہت سے مزدوروں نے روپیہ کی معقول رقمیں انذار کر لی دو سو کے سال ساڑھے تین فیصدی منفعت تقسیم کی گئی۔ کوئلے کا قحط بیماری رہا اور بہت سی مشکلات پیش آئیں۔ کارخانوں کے مالک اجرت کی شرح بڑھانے کے برخلاف جلتے کرتے تھے۔ اور مزدوروں کے ایکوں کی مخالفت کرتے تھے۔

کارخانہ فاکس اور ہیڈ کے ایک حصہ دار سٹرپیڈ نے مزدوروں کو نہایت پر زور الفاظ میں مشورہ دیا۔ اُس نے کہا ان اکیوں پر بائیں خیال نہ کرو اور آنکھیں کھولو۔ جہاں تک ہو سکے روپیہ بچاؤ اور مرض کی پیش بندی کرو۔ کیونکہ کبھی نہ کبھی بیماری ضرور آئے گی۔ کمرستنی کے واسطے بھٹیہ کرو عمدہ کتابیں پڑھو شہر میں اب عمدہ کتب خانہ قائم ہو گیا ہے اور تم کو ہر طرح کا موقع حاصل ہے اگر دوسرے راست بازی اور دیانت داری کا دم بھریں تو ان کی بات پر اعتبار کرو تا کہ تم پر بھی اعتبار کیا جاوے اور میں تم کو ایک فہائش کرتا ہوں کہ تم مغتولیت صاف گوئی اور راست بازی سے کام لو۔ جو کہ مجھ دار انگریزوں کا خاصہ ہے یہ ثابت کر دو کہ اگر تمہارے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہے تو تم اُس کی قدر کرتے ہو۔ اور جو لوگ تمہارے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں تم اُن کی داود پیتے ہو خبردار کہ عدم ہمدردی سے تم بہترین مالکوں کا ذوالہ نکال دو گے اور ہر ایسے مالک ہ جائیں گے جو ظالم اور زبردست ہیں۔ جو لوگ خود غرضی یا اندھ جھنڈ جوش سے کام کرتے تھے۔ اُن کی پیروی نہ کرو۔ کیونکہ وہ اپنی ذاتی اغراض کی خاطر ملکہ مشکلات میں مبتلا کر کے تمہاری دوا چاہتے ہیں۔

اس قسم کے آدمی نامینا ہوتے ہیں اور ان کی پیروی کرنے والے بھی نامینا ہی ہوتے ہیں۔ اگر تم ان کی پیروی کرو گے تو تمہارا کوئی ساتھ نہ نہ دیگا۔ اور تم کسی اندھے کو میں گر پڑو گے؟

مگر باوجود اس نصیحت کے کچھ غایہ نہ ہوا۔ مزدوروں کی اجرت میں فیصد ہی بڑھ گئی۔ اور عطیہ منفعت کا خاتمہ ہو گیا۔ کوئلہ کا قحط جاری رہا۔ مالکوں کو بجائے نفع نقصان ہونے لگا۔ کوئلے کی قیمت کم ہو گئی۔ کارخانے دو ماہ تک بیکار پڑے رہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کارخانہ کے محاسب سٹرڈارٹ ہوس نے یہ رپورٹ پیش کی کہ سال بھر کی کمائی منحل اجرت اور دیگر اخراجات سے زیادہ تھی۔ مگر وہ اتنی کافی نہیں کہ سرمایہ کے سود اور دیگر قرض ادا ہو سکیں۔ پس یہ بیان کرنا میرا فرض ہے کہ بغفل مالکوں یا مزدوروں کو منفعت بطور عطیہ کے نہیں مل سکتے؟

سنت ۱۷ میں کوئی رپورٹ شائع نہ کی گئی تھی۔ البتہ یہ اعلان کیا گیا کہ منافع تقسیم نہ ہو گا۔ اور کارخانہ مشترکہ سکیم جاری رکھنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ مشترکہ کارروائی کی اجرائی کے دوران میں آٹھ ہزار پونڈ بطور عطیہ کے تقسیم کئے گئے +

بعد ازاں سٹرڈارٹ جوزف دہسٹورم نے اپنے مزدوروں میں منفعت کا ایک حصہ تقسیم کر نیکاراواہ ظاہر کیا گو یہ بیان نہ کیا کہ کس مول پر منفعت تقسیم کی جائیگی۔ اس کے ارادہ کی خبر سنکر انگلستان کے مشہور مصنف کارلائل نے سٹرڈارٹ کو ذیل کا خط لکھا

”خدا کہے کہ انگلستان کے سرمایہ دار سب تمہاری طرح نبی نفع انسان سے ہمہ روی کرنے والے ہوں۔ انگلستان کی صورت سے مجھے اب بدحوالی ظاہر ہوتی ہے سرمایے اور محنت کا سوال ہمیشہ پیدا رہو گا“

ہے اور قدیم خیال کی رائے سے اس کا صل نہیں ہو سکتا مجھ کو دو باتوں کا پورا پورا یقین ہے۔ پہلی یہ کہ سرمائے اور محنت کا اس وقت تک کبھی اتنا نہیں ہو سکتا۔ جب تک سرمایہ دار اور مزدور یہ فیصلہ نہ کریں کہ وہ شروع سے اخیر تک راستبازی کو مد نظر رکھیں گے۔ اور دیانت کو اپنا نہایت اعلیٰ مقصد قرار دیں گے۔ اور اپنے خالق کے ابدی احکام کو مانیں گے دوسری بات یہ ہے جو کوئلے کی ہڑتال یا کسی اور ہڑتال کی نسبت بہت زیادہ افسوسناک ہے بینہ تمام اصل انگلستان اپنے کام کو بری طرح ترش روئی اور محبت میں کرنے میں اپنا زیادہ سے زیادہ نفع خیال کرتے ہیں۔ موجودہ زمانے اور سو سال پیشتر کے وقت میں عظیم الشان فرق ہے۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ اصل انگلستان کام کرنا چاہتے تھے۔ اور خداوند کریم سے یہ دعا مانگتے تھے۔ کہ اُن کی روزانہ محنت میں برکت اور کام کو بخوبی انجام دینے میں مدد دے مگر اب کیا دوکاندار کیا مزدور اور کیا محنت و مشقت کرنے والے شیطان کے مرید ہو گئے ہیں اور اس سے یہ دعا کرتے ہیں۔ اے دھماکاری بدی اور جبرائیم کے پیدا کرنے والے ہم کو یہ توفیق دے کہ ہم اپنا کام شتاب کاری اور بری طرح سے کریں۔ اور زیادہ سے زیادہ نفع لیں۔ تو اس ہمارے دعا کو قبول کر۔ آمین ۴

مگر خوش قسمتی سے یہ خط صین صداقت نہیں۔ اور شیطان کی جناب میں جو دعا کی گئی ہے وہ بھی صدق دل سے نہیں کی گئی۔ رائے آرنہیل مشر فورسٹر نے جس کو سرمائے اور محنت کا بہت کچھ حال معلوم ہے کا پڑن کلب کے ایک جلسہ میں بیان کیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے ملک کی مدد کے اندر سرمائے اور محنت کے مابین لڑائی ہو رہی ہے لیکن

جب سے میں جوان ہوا ہوں۔ میں بھی مزدوروں کو کام پر لگانا چاہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ کوئی ایسا وقت نہ تھا۔ جب مالکوں اور ملازموں کے تعلقات اس سے بہتر ہوں۔

متوفی سرفراز نسس کو سسٹے نے کہا تھا کہ بعض لوگوں کے درمیان ایک غیر معقول خیال پایا جاتا ہے جس کی رائے ہے کہ مزدوروں کو اپنی محنت کے زیادہ سے زیادہ قیمت پر فروخت کرنا اچھا نہیں۔ لیکن یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ وہ صرف اپنی محنت کو ہی فروخت کر سکتے ہیں نہایت عمدہ بات یہ ہے کہ ہر ایک معاملہ طبعی طور پر ہونے دیا جائے۔ مالکوں کا یہ خیال بھی غلط ہے کہ نہایت کم قیمت کی محنت ہمیشہ نہایت زیادہ ہوتی ہے اگر محنت کی قیمت کم کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ اور مالک زیادہ مصالحت کو مد نظر رکھیں تو ہڑتال اور زبردستی کے وقوعے بہت کم ہوں گے۔ یہ درست ہے کہ موجودہ زمانے اور سو سال سے پیشتر کے عرصہ میں بہت فرق ہے اس وقت انگلستان صنعتی ملک تھا۔ نئے اون کپتان کے سوا ہم کو تقریباً ہر ایک چیز باہر سے منگانی پڑتی تھی ہم بوسے کا بہت بڑا حصہ سپین سویڈن جرمنی اور روس سے منگاتے تھے۔ ہم ظروف گلی ٹالینڈ سے ٹوپیاں۔ فلینڈرس سے رشیم۔ فرانس سے کپڑے اور غلیچے بلجیم سے منگاتے تھے۔ روئی۔ اون۔ کنان۔ اور کل سازی کے کاموں کا نام نہ تھا۔ کوئلہ بشکل ملتا تھا۔ کیونکہ کوئلے کی کانوں میں پانی داخل ہو جاتا تھا۔

سو سال پیشتر ہم دفغانی انہن نہ بنا سکتے تھے۔ اور پل بمشکل تعمیر کر سکتے تھے۔ سو سال پیشتر کے تعمیر کردہ گرجوں کا دیکھو اور چلاری

فن عمارت کی تحقیق کھل جائیگی۔ سو سال پیشتر بحیثیت ایک قوم کے ہماری حالت نہایت پست ہو گئی تھی۔ ہمارا دل کوئی بندرگاہ نہ تھا۔ ہمارے ہاں جہاز سازی کا کوئی کارخانہ نہ تھا۔ دریائے ٹیمز پر ڈالے پڑتے تھے۔ سڑکوں پر جوق در جوق فزائن پھرتے تھے۔ سکاٹ لینڈ کے باشندے شمالی انگلستان کے دھقانوں سے گذشتہ صدی کے وسط تک جبراً محصول لیتے تھے۔

سو سال پیشتر ہمارے جہاز تباہ و خستہ تھے۔ ان پر قیدی یا بازاروں سے گرفتار کیے ہوئے مزدور کام کرتے تھے۔ سو سال کا عرصہ ہوا کہ جمیز واٹ جو لندن میں آلات بنایا کرتا تھا اس خوف سے باہر نہ نکلا کرتا تھا۔ کہ اُس کو پکڑ کر ہندوستان یا امریکہ کے زراعتی کھیتوں میں نہ بھیج دیں سو سال سے بھی کم عرصہ ہوا کہ سکاٹ لینڈ کے کان کن اور مزدور غلام تھے ابھی چالیس سال ہوئے ہیں کہ عورتیں اور بچے کوئلے کی کانوں میں کام کرتے تھے۔ یقیناً ہم خداوند تعالیٰ کی جناب میں دوزخ بنو ہو کر یہ دعا نہیں کہہ سکتے کہ وہ سو سال پیشتر کی حالت پھر ہمیں دکھلائے۔ سو سال گذرے کہ آئر لینڈ کے ساتھ مفتوحہ ملک کی طرح سلوک کیا

جاتا تھا اور یاغیوں کو اکثر پھانسی دیکر یا گولی کے ذریعہ مار دیا جاتا تھا۔ نور کے بیڑے میں بناوت ہوئی۔ اور اس بناوت کو خونریزی اور جور و تعدی سے فرو کیا گیا۔ شہروں اور قصبوں میں بد معاشوں کے گروہ کے گروہ پھرتے تھے۔ اور وحشیانہ کھیلیں اور وحشیانہ زبان کی وہ کثرت تھی کہ الامان مجرم پانچ پانچ چھ چھ کر کے مقام ٹائیبرن پھانسی دیئے جاتے تھے۔ ملک کی تمام سڑکوں کے نقطہ تقاطع پر پھانسیاں لگی ہوئی تھیں۔ لوگ بالکل جاہل

اور اُن کی طرف مطلق پرواہ نہ کی جاتی تھی۔ اتحاد اور بے دینی کا زور تھا۔
 جتنے کو ویزے اور دسٹ فیلڈ نے الحاد اور دہریہ پن پر تورو سے اعتراض
 شروع کیا۔ ان پر گندے انڈوں لٹھیوں اور پتھروں کی بارش کی گئی۔
 سو سال پیشتر لٹریچر کی بہت روی حالت تھی۔ پریس کی حالت ناگفتہ
 تھی۔ اس وقت ولیم وہیٹ ہیڈ ملک اشاعت تھا۔ جس کا اب کوئی نام
 بھی نہیں جانتا۔

”گبن میں اپنی تاریخ رومنہ الکبریٰ کا زوال اور انحطاط نہ لکھتی
 تھی۔ جونٹس ہر دھڑلہ خیز مصنف تھا۔ اس کے خطوط میں ملکی بد انتظامی
 اور رشوت وغیرہ کی خوب قلمی کھولی گئی۔ متول آدمی۔ اوباش پرنس
 مے خوار اور بد سلیقہ تھے۔ رشوت اور خرابیوں کی گرم بازاری تھی۔
 پارلیمنٹ میں داخل ہونیکا بڑا ذریعہ رشوت ہی تھی +

سٹروڈس ویل میمر پارلیمنٹ وورکیس ٹسٹا نے دارالعلوم کے
 اراکین کو مخاطب کر کے کہا تم نے ایک شخص کو مذہب کی ہتک کرنے اور
 نامناسب الفاظ استعمال کرنے کے الزام سے نکال دیا ہے۔ لیکن میں
 تو دیکھتا ہوں کہ جب ایک درجن ممبر ملکر شراب پیتے ہیں تو ان کی گفتگو
 میں سوائے منغلات مذہب کی ہتک یا گورنمنٹ کی بدگویی کے اور کچھ
 سنائی نہیں دیتا۔

گواب بھی مے خوری کی کثرت ہے مگر سو سال پیشتر شرابخوری
 کی کثرت سے لوگوں کی بری حالت ہو رہی تھی۔ کلاوں کی دوکان
 کے تختے پر یہ لکھا ہوتا تھا یہاں ایک پینی کونشہ ہو سکتا ہے۔ جو مینی
 دینے پر ایسا نشہ ہو کہ تن بدن کی ہوش نہ رہے اور اگر کچھ دینا چاہو تو

لکھ کر چلاؤ۔“

”مئے خواری مردانہ وصف خیال کیا جاتا تھا۔ سیر ہو کر شراب پینا زمانہ نکاو طیرہ تھا۔ ایسے لوگ عام تھے۔ جو چھپ بونٹلیں پیتے تھے۔ بلکہ پادری بھی مخمور دیکھے جاتے تھے۔“

”ہستو سال پیشتر کی عامہ تفریحیں کیا تھیں؟“

زیادہ تر انسانوں سرخوں کتوں سانڈھوں کی لڑائیاں ہوتی تھیں۔ طرح طرح کی سڑائیں دیجاتی تھیں مثلاً پوری کے دریچے اس آگ میں دواستہ مستون ہوتے تھے اور دو مستوازی لکڑیوں میں سے مجرم کے بازو اور سر نکال کر لکڑیوں کو کس دیتے تھے پھر شاہ راہ عام پٹا زبانی کی سڑا دیجاتی تھی اور سرعام پھانسی دی جاتی تھی۔ مسٹونڈھم نے پارلیمنٹ میں اس زمانہ کی سڑاؤ اور بد معاشی کو حق بجانب ثابت کرتے ہوئے کہا۔ اس طرح انگریزوں میں جیسا اور مخالفت خوداری کا مردانہ فن پیدا ہوتا ہے۔ سانڈھوں کی لڑائی بہت ہی وحشیانہ تھی۔ اور انسان ایک دوسرے سے انعام لینے کی خاطر لڑتے تھے۔ سانڈھوں کی لڑائی کی بابت ڈھم نے کہا تھا۔ کہ اس سے انگریزوں کے شریفانہ حوصلے کو تحریک ہوتی ہے۔ سانڈھ کو منڈی یا شہر کے ایک خاص علاقہ میں جو علاقہ سانڈھ کے نام سے مشہور تھا۔ ایک لکڑی سے بانڈہ دیا جاتا تھا۔ اور وہاں قرب و جوار کے آوارہ گرد گئے اس کو ننگ کرتے تھے تا شاہیوں کی اہل پکار بد معاشوں کی لعنت و چھٹکا رساںڈھ کا نہی ہونا اور اس کے اعضاء کا قطع برید کرنا تا شاہیوں کا جوش اور مئے خواری سے از خود رفتہ ہونا کفر و اسکا و کے کہیں نکالنا اور تماشا گاہ میں خوف و حشر

کا ایسا سما ہوتا تھا کہ قلم اُس کو بیان نہیں کر سکتی۔ اگر فی زمانہ کوئی ایسا واقف تھا
 کو سن لیتا ہے تو حیران ہوتا ہے مگر سو سال بھی کم عرصہ گزرا کہ ۲۴ مئی ۱۸۵۲ء
 کو سائڈ اور کتوں کی لڑائی موقوف کر دینا مسودہ دارالعوام اور انگلستان
 میں ۶۴ مخالفت اور اہم موافق ممبروں کی وجہ سے نامنظور ہوا۔ مسٹر ڈنم
 نے یہ حجت اٹھائی کہ گھوڑہ وڑ اور کتوں کی لڑائی اور انعام جیتنے کی ٹرائیڈ
 سے زیادہ ظالمانہ تھیں ۔

پچاس سال گزرے کہ پوری قدیم الایام کی معزز منرا خیاں کی باقی
 تہی مرد اور عورت ایسے جراثیم کے واسطے۔ اس شگنہ عقوبت میں کسے جاتے تھے۔
 جبکہ دانشمند متفنن خیال تک نہ کرتے جب کسی شخص کو اس سکنے میں ڈال
 دیتے تھے۔ تو مرد و عورت اور بچے گروہ در گروہ اس پر پتھروں اینٹوں وغیرہ
 کی بارش برسالتے تھے۔ الغرض ہم اس نفرت انگیز نظارہ کو بیان بھی نہیں
 کر سکتے اس زمانہ میں ٹائین بھرموں کے ساتھ ہی مستورات کو بھی تازہ بانے
 لگائے جاتے تھے۔ غرض اس شاعروں کے فرضی عمدہ قدیم زمانے میں عام
 قبا حقیق اور خرابیاں اس درجہ ترقی کر گئی تھیں کہ نیروں کا زمانہ بھی ان
 کے مقابلے میں بچ نہایت ہوتا ہے

لیکن اب سائڈ وں اور مٹلوں کی لڑائی اور دیگر نفرت انگیز
 تفریحیں معلوم ہو گئی ہیں شگنہ عقوبت کا نام نہیں سنے غواری کو تاپ نہ کیا
 جاتا ہے اچھا قدیم وقت رخصت ہو گیا ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ کبھی اس
 نہ آجیگا۔ جنتی کے پاس کلال غلنے کے سوا اور بھی جگہیں ہوتی ہیں جہاں
 وہ جا سکتا ہے ناٹش اور رتنے دفانی کشتیاں اور ریلوے مطالعہ کرنے
 کے کمرے خورہ غلنے۔ مجانب کھرباغات اور ازماں نرس کے سرود غلنے

موجود ہیں۔ قدیم زمانے کی لغزت انگیز تفریحوں کی بجائے زیادہ صحت بخش اخلاقی کورٹری دینے والی اور عمدہ مشاغل ہو گئے ہیں۔ اور پہلے سے زیادہ معلومات پہلے سے زیادہ اتقا شراب سے پرہیز اور ہمدردی پائی جاتی ہے سو سال کے عرصہ میں ہم نے اپنی بہت سی وحشیانہ عادات کو چھوڑ دیا ہے بطور ایک قوم کے ہمارے میں شجاعت کم نہیں ہوئی۔ گو وحشت کم ہو گئی ہے ہم تو ہی جوان مرد ہیں۔ گو پہلے کی طرح ہیام صفت نہیں ہیں۔ ہمارے اطوار زیادہ شناسہ ہو گئے ہیں تاہم بطور ایک قوم کے ہماری جرات مستعدی اور تحمل و بڑباری زایل نہیں ہوئی ہم اپنی تعظیم زیادہ کرتے ہیں اور بحیثیت ایک قوم کے ہماری زیادہ تعظیم کی جاتی ہے جب ہم سوسال پیشتر کے اطوار کا خیال کرتے ہیں تو ہمیں شرم آتی ہے +

وہ کمالات جن پر انگلستان کو نہایت فخر ہے گذشتہ سو سال میں حاصل ہوئے ہیں۔ انگلستان کے غلام خود اس ملک میں اور باہر کے ملکوں کے آزاد کئے گئے ہیں۔ مجبوری ملازمت موقوف ہو گئی ہے پارلیمنٹ میں ہر طرح کے لوگ شامل ہو سکتے ہیں۔ قوانین غلام موقوف ہو گئے ہیں آزادانہ تجارت قائم ہو گئی ہے اور اب ہمارے بندر گاہ تمام دنیا کے واسطے کھلے ہیں +

پھر یہ دیکھنا چاہیے کہ ہمارے موجدوں نے کیا کمال پیدا کیا ہے جیمز واٹ نے دفاعی انجن ایجاد کیا جس نے چند سالوں میں بہت سی نئی صنعتیں پیدا کر دی ہیں اور بیشتر لوگوں کے روزگار کی صورت نکل آئی ہے ہینری کورٹ نے ایکل یساعل ایجاد کیا جس سے انگلستان لوہے کے خود اپنے ذخائر پر بھروسہ کر سکتا ہے اور اجنبی اور شائد مخالف

مکوں کی دست نگر می سے مستغنی ہو گیا ہے۔ ساحل انگلستان کے گرد اگر وہاں
سائرس کے جتنے حوض اور بندرگاہ ہیں وہ سب موجودہ مدنی ہیں بننے
و نانی کشتیاں ریلوے اور تار برقی صرف گزشتہ پچاس سال سے ایجاد
ہوئیں۔ اور استعمال ہونے لگی ہیں *

انگریز کارگروں پر بعض اوقات مجلت اور بدسلوکی کا الزام
لگایا جاتا ہے مگر یہ معقول معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہمارے بندرگاہوں
میں آزادانہ تجارت ہوتی ہے اور وہ تمام دنیا کے واسطے کھلتے ہیں۔ اگر
اہل فرانس جرمنی اور بلجیم یا امریکہ انگریزوں کی نسبت بہتر کام کر سکتے
تو نہ صرف ہماری برآمدہ بند ہو جاتی۔ بلکہ ہماری چیزیں انگلستان میں
بھی فروخت نہ ہوتیں۔ اجنبی اگر چاہے تو ہمارے ملک کی منڈیوں میں
ہی ہم سے سستی قیمت پر اپنی چیزیں فروخت کر سکتا ہے۔ مگر وہ ایسا
نہیں کر سکتا *

کیونکہ ہم کو یقین واثق تھا کہ انگریز کارگیر سب سے بہتر اور با دیانت
ہوتے ہیں ہم نے آزادانہ تجارت قائم کر دی اگر ہم بری طرح کی چیزیں بیچنا
لگیں غالباً آزادانہ تجارت موقوف ہو جائے گی۔ اور اس صورت میں ہم کو
اجنبی ساخت کی چیزوں پر اس خیال سے محصور رکھنا پڑے گا۔ کہ وہ ہمارے
ملک میں نہ آئیں۔ لیکن کیا یہ واقعی امر نہیں کہ ہر سال انگلستان کی
برآمدہ زیادہ ہوتی جاتی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انگلستان کی
تیار کی ہوئی چیزیں دنیا کی عام منڈیوں میں سب سے زیادہ نہیں بلکہ
سب سے بہتر خیال کی جاتی ہیں اور اجنبی مالک کے بیشمار کارخانہ دار اپنی اپنی
پراگندہ نیربی کارخانہ داروں کے نشان لگاتے ہیں تاکہ وہ جلد جلد فروخت

ہر سکیں :

انگریز کارگیروں اور ان کے عمالات اور کلوں کے ذریعہ سے براعظم
یورپ کے کارخانے قائم ہوئے ہیں۔ باوجودیکہ دہاں محنت اور اجرت سستی
ہے ہمارا اجنبی منڈیوں میں خوب کٹہہ بیٹھ جاتا۔ مگر قیمتی سے اجنبی سلطنتیں انگریز
ساخت چیزوں پر امنٹائی حاصل لگاتی ہیں۔

مسٹر براے اپنی کتاب کام اور اجرت میں کہتا ہے یہ کہہ سکتے ہیں
کہ بطور عملی کارگیروں کے انگریزوں سے کوئی بھی سبقت نہیں لے گیا۔
جن لوگوں کو بحیرہ روم کے رخانی جہازوں میں سفر کرنے کا اکثر اتفاق
ہوا ہے وہ جانتے ہیں کہ بہت سے اجنبی ملاحوں کے درمیان ایک انگریز
انجینئر دیکھا جاتا ہے جو اپنے ملک کی صنعتی ذہانت کا قائم مقام ہوتا ہے۔
قونصل بیور کا قول ہے کہ گورنمنٹ آرسٹریا میں بہت سے انگریز نہ صرف
کارخانوں میں بلکہ اپنے میٹروں کے جہازوں پر بطور انجینئر ملازم رکھے ہوئے
ہیں۔ گو ان لوگوں کی بجائے کم تنخواہ دیکر جرمنی یا سوٹزر لینڈ کے انجینئر
ملازم رکھے جاسکتے ہیں مگر انگریز صحت فراست اور اپنے فن کی تمام چیزیں
پر کابل دستگاہ رکھنے میں مشہور ہیں اور ہر ایک شکل کے وقت میں وہ
ایسا کام چلاتے ہیں کہ ان کی فوقیت تسلیم ہو گئی ہے۔

نیز انگریز سب سے بہتر کان کن سب سے بہتر آلات بنانے والے سب
سے بہتر اوزار بنانے والے سب سے بہتر جہازران۔ سب سے بہتر جہاز بنانے والے
سب سے بہتر کاتنے والے اور سب سے بہتر بننے والے ہیں۔ مسٹر براے کا قول
ہے کہ پیرس اور روین ریلوے کی تعمیر کے وقت فرانسیسی باشندگان
آئر لینڈ اور انگریز پہلو پہلو کام کرتے تھے۔ یونیورس کی کان میں فرانسیسی

کو تین فرنگ باشتندگان آئرلینڈ کو چار اور انگریزوں کو چھ فرنگ ملے تھے۔ اور اخیر ہی اپنے انگریزوں کے کام میں سب سے زیادہ فائدہ رہتا تھا جب کبھی انگریزوں اور دوسری قوموں کے کاریگروں کو پہلو بہ پہلو کام کرنے پر لگایا جاتا تھا تو وہ ان سے خالق پایا جاتا تھا۔

بیشک انگریز کاریگر بہت تیز ہوتے ہیں مگر یہ انگریزی کھوں کی خوبی ہے۔ ایم جیوس سن کا قول ہے کہ اب تک فستی محنت کرنے والا ذی شعور قوت تھا۔ مگر کل کے ذریعے وہ قوت کا ذی شعور راہ نما کرنے والا ہو گیا ہے انگریزی کھوں کی تیزی اور کاریگروں کی تیز سمجھ کی وجہ سے ہی انگریز کارخانہ داروں کو بہت سانس ہوتا ہے۔ اور خود کاریگروں کو بمقابلہ دیگر ممالک یورپ کے کاریگروں کی زیادہ اجرت ملتی ہے۔ فرانس میں چودہ نکلوں کی نگرانی کرنے کے واسطے ایک شخص لگایا جاتا ہے۔ روس میں اٹھائیس کے واسطے ایک اور برطانیہ کلاں میں چھتر کے واسطے ایک ہماری کلیں چونکہ تیز ہوتی ہیں جسم ہندوستان سے روٹی لاتے ہیں۔ مانچسٹر میں اس کا کپڑا تیار کرتے ہیں اور پھر تیار کردہ مال کو اسی جگہ لے جاتے ہیں جہاں سے لائے تھے۔ لہذا اس کو ویسی کپڑے سے کم قیمت پر فروخت کرتے ہیں۔

سٹرٹوک ذیل کی نظیر بیان کرتا ہے۔ کفنی بڑے روٹی کے کارخانہ دار کی بیوی اس کے پاس مل کا لپٹا لے کر اور فیض گیر ایکڑ جو وہ ہندوستان سے لائی تھی۔ خوش خوش اس کے پاس گئی۔ اور یہ کپڑا اس کو دکھا کر کہا کہ اگر اس قسم کا کپڑا تیار کریں تو آپ بیشک خریدنے کے مستحق ہونگے۔ اس نے اس کپڑے کو دیکھا اور معلوم ہوا کہ یہ

خود اس کی کھلوں کا تیار کیا ہوا ہے جو مانچسٹر کے قریب تھیں یہ ایکسپرا
ہندوستان میں جا کر فروخت ہوا اور وہاں سے پھر انگلستان پہنچا اور
ہیاں ہندوستان کے صنعت کے کامیاب نہ ہونے کے بعد دوبارہ
فروخت ہوا۔

اجنبی ممالک میں ہمارے قونصل رہتے ہیں انہوں نے مذہب
دینا کے اکثر حصوں کی غنتی جماعتوں کی حالت اور خصلت کی رپورٹ
گورنمنٹ میں بھیجی ہے۔ مسٹر والسٹر ممبر پارلیمنٹ نے مزدوروں اور کام
کرنے والوں کے ایک جماعت میں تقریر کرتے ہوئے اسی ختم کی ایک
رپورٹ کا حوالہ دیا۔ اُس نے کہا بالخصوص ایک امر ایسا ہے جو رپورٹ کے
شروع سے لیکر اخیر تک بار بار پایا جاتا ہے یعنی ہنر چند مستثنیات کے جنہی
ممالک کے کاریگر اپنے کام پر نازاں نہیں ہوتے۔ اور نہ ہی وہ اپنی خصلت کو
اس سے نقش کرتے ہیں اس مضر قاعدے سے ایک قابل تعریف اور قابل
تنظیم مستثنیٰ ہے سوٹ زرینڈ کا ملک اپنی تعلیم اور گھڑیوں کے واسطے
شہور ہے تاہم رپورٹ کی مندرجہ ذیل عبارت سے ظاہر ہو جائیگا کہ اس
سے اسے اوصاف کے استعمال کے سوا جن کا میں ذکر کرتا رہا ہوں نہ ہی علم
اور نہ ہی سمجھ کافی ہوتی ہے اس رپورٹ میں بیان کیا گیا ہے کہ بطور
قاعدہ کلیہ کے بیان کیا گیا ہے کہ سوٹ زرینڈ کے کاریگر اپنے اپنے پیشوں
میں لائق ہوتے ہیں اور اپنے کام میں دلچسپی لیتے ہیں، کیونکہ بوجہ اس
تعلیم کے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اگر وہ شوق سے کام کریں گے تو ان
کے آقاؤں اور بالواسطہ خدواں کو مالی نفع رہے گا۔ سوٹ زرینڈ کے
ایک کوہستانی ضلع میں لاپرواہی سے کام کرنے کا ایک عجیب قاعدہ ہوا۔

جس کا بہت اثر ہوا۔ یہ ضلع کوہ جو راہیں واقع ہے۔ وہاں بھی گھڑیاں
کی خوبی اور وصف بہت کچھ زایل ہو گئے ہیں۔ کیونکہ باشندوں نے
یہ شمار خراب گھڑیاں بنانی شروع کی ہیں اور تجارت سے قدیم نوادہ کو
کوہ نقد رکھا وہ بہت دیر تک خوب منتظر رہتے رہتے کہ آخر کار ان کی گھڑیوں
کی ایسی بدنامی ہوئی کہ وہ فروخت نہیں ہوتیں اور اس ضلع کے تفریح
تمام گھڑی سازوں کے دواے نکل گئے ہیں۔

مگر مالک غیر کے کاریگروں کی نسبت ایک بات بالعموم کہنی پڑتی
ہے گو وہ انگریزوں کی طرح جفاکش نہیں وہ اپنی آمدنی کو احتیاط سے
استعمال کرتے ہیں وہ از حد کفایت شعار ہیں۔ بمقابلہ انگریزوں کے
اصل فرانس زیادہ صوفی مشرب اور ان کے اطوار زیادہ شائستہ
ہیں بہت مجموعی انگریز کاریگروں کی نسبت وہ زیادہ عاقبت اندیش
ہیں۔ اس کا بیان ہے کہ جب پیرس اور روین کی ریلوے کی
تعمیر شروع ہوئی تو ٹھیکہ داروں نے یہ کوشش کی کہ کاریگروں کو
چودہ روز کے بعد تنخواہ دینے کا دستور مروج کیا جائے مگر اس کام کو
شروع ہوئے۔ توڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ فرانسہوں نے یہ درخواست
کی کہ تنخواہ مہینہ میں صرف ایک دفعہ ملا کرے۔

مشرر پڈ نے جو اس ریلوے لائن کا ڈائریکٹر تھا۔ دارالعوام کی
اس کمیٹی کے سامنے جو ریل پر کام کرنے والے مزدوروں کے متعلق تحقیق
کر رہی تھی۔ بیان کیا فرانس کامزدور انگریز مزدوروں کی نسبت زیادہ
آزاد اور زیادہ معزز ہوتا ہے۔ اس ریلے کی تائید میں اس نے یہ شہادت
پیش کی کہ انگریز مزدور ایک ہفتہ کے بعد اپنے ہسٹے کی شام کو اپنی اجرت

کا تقاضا کرتا ہے۔ اور بدھ کے روز کچھ اور مانگنے لگتا ہے بجا بلکہ فرانسیسی مزدور ہدینہ میں صرف ایک دفعہ تنخواہ مانگتا ہے بسٹر بیڈنے کہا کہ مزدور کو کما عزت کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ وہ ایک ماہ تک بچہ تنخواہ کے گزارہ کرتا ہے۔

”گو فرانسیسی مزدور کو بچانے کے واسطے ویسی سہولتیں حاصل نہیں جیسے کہ انگریز مزدور کے واسطے ہتیا کی گئی ہیں مگر پھر بھی وہ انگریز مزدور سے دل گنا زیادہ روپیہ پس انداز کر سکتا ہے۔ فرانس میں ایک ہزار سیونکس بنک اور ان کی شاخیں ہیں مگر باوجود اس کے بین الاقوامی ادارے اور جہ کے باشندوں نے دو کروڑ اسٹی لاکھ پونڈ جمع کرائے مگر شہری فرانس گورنمنٹ کو سودی روپیہ دینا پسند کرتا ہے اور دیہاتی فرانس زمین خرید لیتے ہیں مگر سب کے سب کفایت شعاری پس انداز کرنے والے اور باسلیقہ ہوتے ہیں کیونکہ ان کو نہایت اوائل سے کفایت شعاری کی تعلیم دی جاتی ہے۔“

بارضوان باب

آمدنی سے زیادہ خرچ کرنا

”کبھی صورت میں قرض نہ لو اپنی پیمائے کا خیال رکھو۔ کون میں لڑنے سالانہ چہ گزارہ نہیں کر سکتا۔ اور جو شخص چالیس سال پر گذرہ کرتا ہے وہ عیش کرتا ہے۔ اور یہ سودا بہت ہی ہنگامہ ہے۔“

سو سال تک محض فکر کرنے سے ایک کوڑی قرض بھی ادا نہ ہوگا۔
 (فرانسیسی زبان کا مقولہ) اگر کوئی شخص نقد روپیہ خرچ کر کے
 وضع کاری کو قائم رکھے تو کوئی ہرج نہیں لیکن اگر اس
 کی خاطر قرض کی زیر باری ہو جائے۔ تو زشتہ کا دل بھی
 ٹوٹ جائیگا (بیرولڈ)

”موجودہ زمانہ کی سوسائٹی میں فضول خرچی کا رواج بہت ہی
 زوروں پر ہے یہ دولت مندوں اور سرداروں تک ہی محدود نہیں
 بلکہ میانے درجہ کے لوگوں اور مزدوروں میں بھی پھیلی ہوئی ہے۔
 کسی زمانہ میں بھی دولت مند طبقہ یا اپنے آپ کو دولت مند
 ظاہر کرنے کی اس سے زیادہ خواہش نہیں رکھتے۔ لوگ سب با دیانت
 محنت کی کمائی پر قانع نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ یکایک مالدار ہونے کی
 خواہش کرتے ہیں اور اس مدعا کے حاصل کرنے کے واسطے وہ بڑے
 بڑے کاموں کا یہ سوچے سمجھے بیڑا اٹھاتے قاربان بن جاتے شرطیں لگا
 کر طے کے دھوکے اور فریب کرتے ہیں۔“

عام فضول خرچی ہر جگہ نظر آتی ہے بالخصوص شہر کے لوگوں
 کا یہ ایک خاص وصف ہے بازاروں رستوں اور گرجوں میں فضول
 خرچی کے نشان پائے جاتے ہیں لباس کی فضول خرچی کے نشان پا
 جاتے ہیں۔ لباس کی فضول خرچی صرف ایک مثال ہے نہ فی نمود اندیش
 میں باجموع فضول خرچی کی جاتی ہے لوگ اپنی آمدنی سے زیادہ روپیہ
 خرچ کرتے ہیں اور خوب ٹیپ ٹاپ سے رہتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے
 کہ تمہاری کار بار میں ناکامی ہوتی ہے۔ بیشمار آدمیوں کے حوالے لکھتے ہیں

اور فوجداری عدالتوں میں مقدمات پیش ہوتے ہیں جہاں کلمہ سعاری آدمیوں پر بددیانتی فریب اور دھوکا کے الزام لگائے جاتے ہیں۔
 وضع داری کو کسی نہ کسی طرح قایم رکھنا پڑتا ہے لوگ یہ چاہتے ہیں کہ جتنے وہ دولت مند ہیں اس سے زیادہ مالدار بنیں کہے جائیں۔ جو لوگ ناکام ہیں وہ نعوادعتاً لوگوں کو آسانی سے دھوکا دے سکتے ہیں لوگوں کو مجبوراً ایک خاص طرز سے زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔ عمدہ مکانات میں رہنا پڑتا ہے عمدہ شراب پینی اچھے کھانے کھلانے اور خوب طریق رکھنا پڑتا ہے اور یہ سب کچھ فضول خرچی یا بددیانتی سے ہو سکتا ہے پہلے ہر ایک شخص کو ریڈ پاجتہ اور رابس کی فیاضی اور کروفر سے زندگی بسر کرنے پر حیرت ہوتی تھی۔ مگر اب ہر قسم کے لوگ ہزاروں نہیں تو سینکڑوں ضرور ہیں۔

”ایک اور قسم کے لوگ دھوکا باز تو نہیں ہوتے مگر فضول خرچ ضرور ہوتے ہیں ان کے دھوکا باز بننے کا ہر وقت اندیشہ رہتا ہے وہ جتنا کھاتے ہیں خرچ کر دیتے ہیں بلکہ بعض اوقات آمدنی سے بھی زیادہ خرچ کرتے ہیں وہ اس معصر مغولے پر غصہ کرتے ہیں۔ ہم کو وہی کرتا چاہیے جو دوسرے کرتے ہیں۔ وہ اتنا خیال نہیں کرتے کہ اپنی آمدنی کے برابر یا اس سے زیادہ خرچ کرنے میں کب تک کام چل سکیگا۔ مگر وہ دوسروں کی نظروں میں معزز بننا ضروری خیال کرتے ہیں۔ ایسا کرنے کی کوشش میں وہ عموماً خود تعظیمی سے لاشعور دھو بیٹھے ہیں وہ اپنے لباس کو اپنے مکانات کو نوکروں چاکروں کو اپنی طرز پر دو باش کو فیشن کو مد نظر رکھنے کو ہی عزت اور جاہ و منصب کی کوئی نیل کرتے ہیں وہ دنیا کی نظیروں

میں دھندلاری تاہم رکھتے ہیں۔ گو یہ محض ریاکاری اور جھوٹ پر مبنی ہو۔
 ”مگر وہ یہ نہیں چاہتے کہ لوگوں کی نظروں میں مفلس خیال ہوں۔“
 وہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ جس طرح ہوا اپنے افلاس کو چھپائیں۔ وہ پٹاری
 تانباٹی، درزی اور قصاب کے مقروض ہوتے ہیں وہ اپنے وضعدار دوستوں کو
 دوکانداروں کو نقصان پہنچا کر کھلاتے ہیں۔ لیکن جب خود ان پھیبت
 آتی ہے اور جب ان پر یہ حد قرضہ ہو جاتا ہے۔ تو تمام دوست فرار ہو جاتا
 ہیں وہ ایسے شخص سے جو بھر قرض میں غرقاب ہوئے کو بے نفرت کہتے
 ہیں۔

تاہم جن لوگوں میں اتنی اخلاقی جرات ہو کہ جب وہ کسی قسم کا بچ
 کرنے لگیں تو اپنی آمدنی کا لحاظ رکھیں اور اگر خرچ کرنے کی استطاعت
 نہ ہو تو کہیں کہ ہم میں طاقت نہیں۔ ان کا افلاس دوسرے معلوم نہیں ہوتا جو
 لوگ خوش قسمت تھے کہ زمانہ میں دوست بنے رہیں ان کا کچھ اعتبار نہیں غالی
 میں بول رکھنے سے کیا فائدہ اس سے اتنا بھی نہیں ہوتا کہ انسان مقلدی
 لحاظ سے اعلیٰ ہو جائے۔ یا اس کے زندگی کے کاربار میں رونق ہو جائے
 کامیابی کا دار۔ یہ وہ ترخصت اور اس امر پر موقوف ہے کہ کسی شخص کی
 عام طور پر کتنی قدر ہوتی ہے اور اگر وہ وہ پیکانیست پیشتر فضول خرچ شروع
 کر دے جائیں تو خواہ کامیابی کی کتنی امیدیں ہوں مشکل سے کامیابی
 ہوتی ہے بلکہ عموماً تو ایسا ہوتا ہے کہ کام شروع کرنے والا مگر فضول خرچ
 آدمی نہنگ قرض کے منہ میں گرتا ہے۔

وضع داری بہت بری چیز ہے۔ گودینکے عام لوگوں کا شیوہ ہی
 یہی ہے لوگوں میں یہ ایک رواج اور عادت ہو گئی ہے کہ وہ وضع دار

بننا پسند کرتے ہیں۔ عموماً لوگ وضو اور ہی پر جان دیتے ہیں وہ اس کے
 شہدہ بلکہ محکوم ہیں۔ اس کا اتنی جرأت نہیں کہ وضو اور ہی کو ترک کر دیں
 ہم اس پر مرستے ہیں کہ ہم اپنا رزق کو کس طرح نہیں کر سکتے؟
 ”دنیا کو اگر غصے سے دیکھا جائے تو دیکھا جائیگا کہ ہم ایک دوسرے
 کو خود اعتمادی اور اپنے آپ پر بھروسہ کر کے سنے سے دور رکھنا چاہتے ہیں
 ہر ایک شخص کو دوسرے کی نظر سے دیکھنا پڑتا ہے اور دوسرے کے خیالات
 پر کار بند ہونا پڑتا ہے ہم ہمیں اور نکالنا شہ پر جان دیتے ہیں ہمارے
 میں عاقبت اندیشی بالکل نہیں۔ ہم پر نہ فقیہ کے لکیر ہیں۔ جہالت
 اور کمزوری سے مجبور ہیں ہم جس بات میں اکیلے ہوں۔ اس پر قائم
 رہنے سے ڈرتے ہیں۔ ہم اپنے خیالات اور افعال کو لوگوں سے چھپاتے
 ہیں۔ وضو اور ہی اور نمائش اور نمود کی چاروں طرف حکومت ہے ہم
 آزادانہ دنیا اور آزادانہ طور پر کام کرنے سے ڈرتے ہیں۔ ہم اپنی
 فطرت اور روحانی آزادی کو حق بجانب ثابت کرنا نہیں چاہتے۔ ہم دوسروں
 کے اثر و محنت لینے پر خوش ہیں اور خوداختہ پاؤں ہلانا نہیں چاہتے۔
 بچ کے محاللات میں بھی یہی مضمر خیال پایا جاتا ہے جس طرح سوچا
 ہدایت کرتی ہے۔ اسی طرح ہم زندگی بسر کرتے ہیں اور اپنی ذات یا جماعت
 کے معیار کو مد نظر رکھتے ہیں۔ ہم رسم و رواج کی تنظیم کرتے ہیں ہم وضو اور ہی
 کے لحاظ سے لباس پہنتے کھاتے اور پیتے ہیں۔ جہاں تک ہم یہ کرتے رہیں
 ہم معزز دنیاں کئے جاتے ہیں۔ اس طرح بہت سے لوگ دیدہ و دانستہ ہیں
 میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور صرف اس پھر غم پر کہ دنیا ان کی طرف انگشت
 نمائی نہ کرے وہ ڈرتے ہیں کہ دنیا ان کی نسبت کیا کیگی اور دشمنی

نو حالتوں میں وہ لوگ جو طاعت کرتے ہیں۔ زانا یا دوزخ میں نہیں ہوتے بلکہ بیوقوف مغرور اور کوتاہ نظر ہوتے ہیں۔

”سرولیم ٹینیل کا قول ہے کہ آدمی کے دل میں جو یہ بے چین ہوتی ہے کہ جو وہ نے الواقعہ نہیں وہ ہو جائے اور جو چیز اس کے پاس نہیں اُس کو لے یہ تمام بڑا خلاقی کی جڑ ہے“

یہ قول بالکل صحیح ہے اور اس کی عام تجربہ سے تصدیق ہو چکی ہے۔ وضعداری کو قائم رکھنے کی کوشش ہمارے زمانے کی نہایت شہ سے بڑی قیامت ہے مہا نے اور اعلیٰ درجے کے لوگوں میں غمو گایہ کوشش سہتی ہے کہ وہ اس سے بڑھ چڑھ کر نظر آئیں۔ جیسا کہ وہ فی الحقیقت نظر آگئے ہیں وہ محض دکھاوے کی زندگی بسر کرتے ہیں اور دولت مندی کا اظہار کیا چاہتے ہیں۔“

ان کا بڑا مدعا یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کی نظروں میں مغرب بنے رہیں۔ اگر اس لفظ کے اصلی معنی لئے جائیں۔ تو مغرب بننا بہت قابل تعریف بات ہے اگر کوئی شخص عمدہ وجوہات پر مغرب اور قابل تعظیم بننا چاہے تو خواہ عورت ہو یا مرد اس بارہ میں حق بجانب ہے مگر موجودہ زمانے میں مغرب سے یہ مراد ہے کہ ظاہری ٹیپ ٹاپ اور کمزور کو مد نظر رکھا جائے اس کے یہ معنی ہیں کہ عمدہ لباس پہنے عمدہ گھروں میں رہیں اور عمدہ طرز سے زندگی بسر کریں۔ موجودہ زمانے کی غرت صرف بیرونی چیزوں کا خیال رکھتی ہے اور نمود و نمائش پر مٹی پڑتی ہے یہ جیب میں زر و سیم کی چھکار کو سنتی ہے اور خلاقی و تحت پائیکی کا کچھ خیال نہیں رکھتی ممکن ہے کہ اس زمانے میں کوئی شخص مغرب ہو مگر ساتھ ہی قابل نفرت بھی ہو

یہ جھوٹی اور اخلاق کو پست کر دینے والی عادت اس واسطے پیدا ہوتی ہے کہ انسان دو چیزوں کا جو بذات خود بہت عمدہ ہیں اعتدال سے زیادہ اندازہ لگاتا ہے اپنے منصب و دولت کا ہر ایک شخص کسی اعلیٰ جماعت میں ترقی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ذات پات کا خیال مزدوروں اور مشقت کرنے والوں میں بھی ویسا ہی زور و شور سے پایا جاتا ہے جیسا کہ نہایت اعلیٰ اجتماعات کے لوگوں میں منظم میں مزدوروں کی ایک کلب بھٹی۔ جنہوں نے اپنے کو ٹوں پر زمین لگائی ہوئی تھیں ایک اور کی زمین نذر و تحیں ایک دوسری کو حقارت کی نظر سے دیکھتی تھیں۔ کو بیٹ جو لوگوں کے طرح طرح کے نام دے کر لے لے رہے تھے حریف سٹریڈ کو ہزار بکارتا لیکن بہت سے لوگوں کی حیثیت ہزار سے بھی کم ہوتی ہے ہزار اپنے سے چھوٹے دوکانداروں کو نفرت سے دیکھتا ہے بساطی دستکاروں سے نفرت کرتا ہے اور دست کار مزدوروں کو کچھ مال نہیں سمجھتا۔ بلکہ تعجب کی بات ہو کہ جو شخص کسی رئیس کی اردو میں رہتا ہے وہ اتنا مغرور ہوتا ہے کہ آجاری کے ملازموں کو حقیر خیال کرتا ہے۔

غور کیسی طبقہ یا جماعت کا خیال کریں اور کسی کی تقدیر فی الحال خواہ کتنی ہی اچھے ہو معلوم ہو گا کہ ہر ایک سے کوئی نہ کوئی اسے ہوتا ہے جیسا کہ جماعت کے لوگوں کے درمیان اکثر دیکھا جاتا ہے کہ وہ بعض لوگوں سے بالکل علیحدہ رہنا چاہتے ہیں۔ یا یوں کہو کہ وہ ان کو اپنے درمیان میں کرنا نہیں چاہتے۔ ہر ایک طبقہ یا جماعت اس امر کو اپنی ذات بائیسکی خیال کرتی ہے کہ اپنے سے اچھے طبقہ کے اراکین کے ساتھ میل جول یا واقفیت پیدا کرے۔ چھوٹے چھوٹے دیہاتوں اور قصبوں میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ

چھوٹی چھوٹی جماعتیں ایک دوسرے سے الگ رہتی ہیں غالباً وہ ایک دوسرے سے نفرت کرتی ہیں بلکہ اکثر اوقات دشنام دہی کی نوبت پہنچ جاتی ہے باہموم بڑے بڑے شہر جن میں گرجے بنے ہوئے ہیں ان میں اس قسم کی چھ علیحدہ علیحدہ جماعتیں ہوتی ہیں جو درجہ بدرجہ اعلیٰ وادئے شہر کی جاتی ہیں +

ہر ایک شخص خواہ مذہب یا عورت ایک خاص طبقہ میں شامل ہوتا ہے جس سے وہ تمام لوگ جو اسے انیشتی کے تصور کئے جاتے ہیں - خارج رہتا ہے ساتھ ہی وہ اس طبقہ کی حد بندی سے گزرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں جو ان سے اعلیٰ جماعت نے قائم کر دی ہے وہ اس سے پھانڈ جانے کے مشتاق ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس طبقہ میں شامل ہو جائیں - جو ان کی نسبت سے زیادہ مفوض ہے + سب سے آگے بڑھنے اور معزز جگہ حاصل کرنے کے واسطے بھی ایسا جدوجہد کی جاتی ہے اور اس کے حاصل کرنے کے واسطے بہت سے کینے فریبہ استعمال کئے جاتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ سوسائٹی ہماری عزت کو یہ مقصد اس صورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ ہم دولت مند ہوں یا کم از کم دولت مند نظر آئیں - یہی وجہ ہے کہ خاص خاص فیض اختیار کرنے دولت مند بننے کی کوشش کی جاتی ہے اور متوسط اور اعلیٰ درجہ کے لوگ طعناں اور کدو فرسے رہتے سہتے ہیں - اور یہی وجہ ہے کہ لوگوں کے مذاق بہت بڑے ہو گئے ہیں ان کے دل پشمر دہ اور ان کے دماغ ضعیف اور ان کو فضولیات سے اھٹ جہالت اور دیوانگی ہو گئی ہے +

زمانہ حال کی نہایت گمراہی والی بیخود اخلاق کو پست کر دینے

والی حالت بڑی بڑی جماعتوں کو اپنے مکان میں بلانے لوگ معززین کی
جماعتوں کو اپنے گھروں میں جمع کریتے ہیں یہاں تک کہ تل رکھنے کو مجاہد
نہیں رہتی یہ عادت بہت ہی مبغض اور مضحکہ خیز ہے۔ ریشو میں بعض
دماغی نقص بھی تھے۔ کتنا ہے اگر ایک دن کے واسطے میرا مکان بہت
ہی چھوٹا معلوم ہو تو رضائیتہ نہیں۔ اگر سال بھر کے واسطے بہت فراخ
معلوم ہو تو بہت بری بات ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اگر دوستوں
کے مجمع کو کافی جگہ نہ ملے تو کوئی ہرج نہیں لیکن بوجہ کمی سرمایہ کے
سال بھر خالی نظر آئے تو شرم کی بات ہے فیشن نے اس مقولے کو
بالکل تبدیل کر دیا ہے غانگی خرابیاں اس وقت سے شروع ہوتی
ہیں جب کوئی بڑا سا فراخ مکان لیا جائے جس میں بہت سے آدمیوں
کے واسطے مناسب نمائش ہو مصیبت کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جب ہم کوئی مکان
پسند کرتے ہیں تو ہم اپنے سے اونٹے لوگوں کی طرف نہیں دیکھتے بلکہ اپنے
سے اعلیٰ لوگوں کی مثال مد نظر رکھتے ہیں۔

مگر بد اخلاقی کا باعث صرف وضع داری کو قائم رکھنا نہیں بلکہ
وہ وسائل اور ذرائع ہیں جو وضع داری کو قائم رکھنے کے واسطے لگے
جاتے ہیں۔ جب کوئی شخص کسی جماعت کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے
تو وہ اس کے قائم رکھنے کے واسطے ہر طرح کا نظریہ گوارا کرتا ہے کسی
نزدیک خیریت کو کم کر دینا دنیا کی نظروں میں گر جانا خیال کیا جاتا ہے جو
شخص بظاہر دولت مند بنا رہتا چاہتا ہے اور بند گاڑی میں سوار
ہوتا اور شام کو پین شراب پینے ہے وہ یہ گوارا نہیں کرتا کہ ٹم ٹم میں سوار
ہو یا سادہ میز پینے لگے۔ اور جو شخص ٹم ٹم پر سوار ہو جاتا ہے وہ اپنے

دیہاتی گھر سے اپنی شہری گھر تک پیدل جانے کو اپنی کسر نشان سمجھتا ہے۔ لوگ ظاہر میں منصفیت میں گویا پسند نہیں کرتے۔ لیکن اگر اخلاقی حالت میں گرجائیں تو کچھ پرواہ نہیں وہ بددیانتی کہہ سکتے ہیں۔ لیکن جسے بڑے بیوقوف بیٹھے دنیا کے مہربان اور غریبوں کے نعروں کو ضرور سننا چاہتے ہیں۔

ہر ایک شخص کو سینکڑوں معزز آدمیوں کی مثالیں معلوم ہونگی۔ جنہوں نے کئی قسم کے فضول خرچ کئے ہیں اور وہ اس دولت کو جو ان کی اپنی کمائی تھی۔ اندھا دھند اڑاتے رہے تاکہ دنیاوی مشہرت کو قائم رکھیں۔ اور اپنے تعریف کرنے والوں کی نظروں میں با وقعت بنے رہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی تمام وضع داری کی عمارت منہدم ہو جاتی ہے۔ سیٹھ ان کا دوا لہ نکل جاتا ہے۔ جس سے وہ خود ہی نہیں بلکہ ہزاروں شخص تباہ ہو جاتے ہیں۔

باقی سرمایہ سے جمعہ داروں کو فی ہونڈہ پنشن دیکر رخصت کر دیا جاتا ہے۔ بلکہ اگر یہ کہیں تو مبالغہ نہیں کہ تجارتی کاروبار میں جتنے قریب اور وہم کے ہوتے ہیں ان میں سے بڑے جمعہ کا باعث وضع داری قائم رکھنا کاروسی خیال ہے۔ معزز بننے کی خاطر کیا کیا تکلیفیں گوارا نہیں کی جاتی۔ اگر اس لفظ کے اصلی مفہوم کو مد نظر رکھا جائے تو پھر کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر لوگ معزز بننے کے غلط منصوبے پیتے ہیں۔ یعنی ان کی مراد وضع داری قائم رکھنے سے ہوتی ہے جس کی خاطر وہ دیانت صداقت نیکی اور اشدستی کی کچھ حقیقت نہیں سمجھتے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ دنیا فریب دینا دغا کرنا چاہیے۔ تاکہ دنیا یہ نہ دیکھ سکے کہ ہم نے کچھ کیلئے ہم کو اپنے آپ کو تکلیف پہنچانی اور غلام بنا دینا چاہیے تاکہ ہم دنیا کی عزت و تحسین کے مستحق ہو جائیں۔ یا کم از کم دنیا ہمارے نسبت

عدہ ہائے ظاہر کے ۴

اکثر حالتوں میں خودکشی کا باعث بھی غلط خیال ہوتا ہے ضرور اور خود
پسند آدمی اپنی جان دینا پسند کرتے ہیں مگر عزت کے متعلق ان کی ذات بجماعت
نے جو خیال قائم کئے ہوئے ہیں انکو ترک نہیں کرتے وہ رشتہ جیات کو مستقطع
کرویتے ہیں مگر وضعداری کی زندگی کو ترک نہیں کرتے نہایت شاذ حالتوں میں
خودکشی واقعی ناواری سے کی جاتی ہے۔ جو بل بار لکا قول ہے ہم نے کبھی نہیں
سنا کہ کسی شخص نے روتی نہ بیٹنے کی خاطر خودکشی کی ہو لیکن کھانا نہ کھانے کی
خاطر اکثر خودکشی کر لی جاتی ہے ۵

مستورات میں ذات پارت کا ادب سے خیال بہت پایا جاتا ہے ان کو زندگی
کی نسبت بعض غلط فہمیاں ہوتی ہیں کیونکہ ان کی تربیت ہی کچھ اس طرح
کی جاتی ہے کہ وہ انسان اور دیگر اشیا کا ظاہری صورت سے نہ کہ اندرونی
قد و قیمت سے اندازہ کرتی ہیں۔ ان کو زیادہ تر اس غرض سے تعلیم دی جاتی
ہے کہ وہ دوسروں کو خوش اور اپنی طرف مائل کر سکیں۔ اس واسطے نہیں کہ ان
کے دل و دماغ کے اوصاف کی اصلاح اور ترقی کی جاوے ان کے دل میں
فیثق عمارت اور خصوصیت کے خیال پیدا کر دیئے جلتے ہیں ان کو کہا جاتا ہے
کہ سوسائٹی میں معزز حیثیت حاصل کرنا اکاب عدہ بات ہے۔ ان کو بتایا جاتا
ہے کہ عین مذہب ہونے کی نسبت مجرم یا فاسق کہنگار ہونا بہتر ہے چونکہ انھماستان
کی استعداد ایک خاص ملکہ کے اندر رہتی ہیں وہ طرح طرح کی جیل وضعداری
اور امارت کے ڈھنگ اختیار کرتی ہیں۔ اس وجہ سے صورت ذات میں جو قدرتی
فناضی ہوتی ہے اس کا ستیا ناس ہو جاتا ہے اس کا دل سکڑ جاتا ہے اور
خوشی اور مسرت کے نہایت اعلیٰ منہر شے مثلاً تمام درجوں کے انسان کی سیات

ہمدردی مہربانی اور انسانیت سے پیش آنا ایک چشمہ سرسبز کی طرح ہوتا ہے
 کیا یہ ایک مردانہ نہیں کہ وضع کی پابند سوسائٹی میں خلا مہر ہی
 وضعداری بمنزلہ نیکی کے خیال کی جاتی ہے۔ یعنی وہ تہمت ہو یا بد نظار ہر لہو
 مند بنے رہنا اسلئے وہ ہر کی قابیلیت شمار کیا جاتا ہے۔ سجا ایک مفلس بد نظار
 مفلس نظر آنا ناقابل عقوہ صورت خیال کیا جاتا ہے بلکہ ذات پات کا خیال یہاں
 تک ترقی پکڑ گیا ہے کہ اگر کوئی جوان عورت جو اسلئے جماعت سے تعلق رکھتی
 جو بد قسمتی یا خاندانی ادب کے باعث اپنے ماتحت کی عزت سے روٹی کھاتے
 لگے تو وہ فی الفور ذات سے خارج سمجھی جاتی ہے۔ بلکہ اُس کو مندر سوسائٹی
 سے نکال دیا جاتا ہے اپنی کوشش سے زندگی بسر کرنے کا ارادہ جو کہ غالب
 انسانی کا ایک نہایت زبردست غزم ہے ایسے مفقوتوں میں ذلت بخش خیال
 کیا جاتا ہے اور جو شخص فیشن کے زیر اثر تربیت پا چکے ہیں وہ نہایت سخت
 مصیبتیں برداشت کریں گے۔ مگر وہ اپنی ذات اور جماعت کی فرضی عزت کو
 کھو دینا گوارا نہ کریں گے۔

چونکہ مستورات کی تربیت اس طرح کی جاتی ہے پھر کوئی تعجب
 نہیں کہ عورت زمانے کی عام فضول خرچی میں مرد کے ساتھ شریک ہوتی
 ہے۔ لگنے پر مستورات کے درمیان لباس اور آسائش کی چیزیں پہننے کا
 اتنا شوق کبھی نہ تھا۔ جتنا کہ آج کل دیکھا جاتا ہے یہ شوق کوئی پانچواں
 شاہ فرانس کی عزت پسند اور اخلاقی لحاظ سے گہے ہوئے زمانے کے ہم
 پلہ ہے۔ فیشن کا ہمنون ہر شخص کی گردن پر سوار ہے۔ مستورات کے درجے
 کا ان کے لباس میں فضول خرچی جتنی زیادہ ہے عیائی سادہ زمانہ حسن کے
 قائم ست نام ہو گئی ہے۔ مرد سورتھ نے ایک نئے فو کہا تھا کہ کامل عورت وہ ہے

جس کی خلقت میں ہی شرافت کو ٹکڑے کر بھری ہو مگر اب کامل عورت کہا
سے بل سکتی ہے رنگ رنگ کے کپڑے یا حد سے زیادہ لباس پہننے والی عورت
یا جس نے مصنوعی بالوں مصنوعی رنگے مصنوعی ابروؤں غرض ہر ایک مصنوعی
چیز سے روپ نکالا ہو۔ کامل عورت نہیں کہلا سکتی۔ قدرت کے بعض شاگردوں
نے اُن کی پینٹکل بنائی ہے جو عمدہ نہیں۔ کیونکہ انہوں نے انسان کی تہا
قابل نفرت نقل اناری ہے۔

یہ خرابی مالدار جماعتوں تک ہی محدود نہیں یہ ان لوگوں میں بھی
حلول کر گئی ہے۔ جن کے پاس سوائے تنخواہ کے اور کوئی صورت نہیں یہ
کلکوں اور دوکانداروں کی استورات میں بھی پائی جاتی ہے وہ بھی مغز
بننے کے خیال سے لباس پہنتی ہیں وہ اپنی آمدنی سے زائد خرچ کرتی ہیں
وہ چاہتی ہیں کہ دیہاتی عایشان مکانات میں کروڑوں رہیں اور ضیافتیں
دیں اور یہ دیکھیں کہ تماشا گاہوں میں کیا ہوتا ہے ہر ایک خار و رنگ (ایک کدہ)
کھاتے ہی خرچ کر دی جاتی ہے بلکہ بعض اوقات اس سے بھی پیشتر تاوند اپنی
زندگی کا بیہ نہیں کرتا۔ اور بیوی مقروض ہو جاتی ہے اگر وہ شخص کچھ مرچائے
تو اُس کی بیوی اور بچے محض تلاش رہ جائیں گے۔ جو روپیہ اُس محنت اور مشقت
سے حاصل کر کے پس انداز کرنا چاہیے تھا۔ وہ مغز بننے پر خرچ کیا جاتا ہے
اور اگر وہ چند پونڈ باقی پھوڑ مرتا ہے تو وہ عموماً نا عاقبت اندیش اور فضول
خرچ خاوند کی مغز تہنیر و تھنیں میں خرچ ہو جاتے ہیں۔

کبھی خاوند نے اپنی بیوی سے پوچھا کیا اس پوشاک کی قیمت ادا
کر دی گئی ہے۔ بیوی نے جواب دیا نہیں۔ خاوند نے کہا گو یا تم نے کسی اور
شخص کی لاگت سے کپڑے تہائے ہیں کسی عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ

پوشاک پہننے کی خاطر مقروض ہو یا مخصوص اس صورت میں جب کہ اس کے
خاندان کو اس بات کا علم نہ ہو یا وہ منظور نہ کرے اگر وہ اپنے نانا و نندے
منظوری حاصل کرنے کے بغیر یا اس صورت میں کہ اس کو کچھ خبر نہ ہو کپڑے
پہنتی ہے تو ظاہر ہے کہ ہزار یا درزی کی مقروض ہوگی اور جو شخص قرض
سے سبکدوش رہنا چاہتا ہے اس کو یہ بہت ہی ناگوار بات معلوم ہوگی بلکہ
وہ اپنی بیوی کی فضول خرچیاں دیکھ کر اس سے بیزار ہو جاتا ہے۔ اس طرح
آمدنی راہیگاں باقی ہے اور زندگی تلخی اور خوشی کا نظارہ بن جاتی ہے
بالخصوص جب میاں بیوی دونوں فضول خرچ ہوں تو بہت کم گری
ہو جاتی ہے *

اگر تم خود قرض لو یا اپنی عورت کو قرض لینے دو تو کسی شخص کو
یعنی جس سے قرض لیا جاتا ہے تمہاری آزادی پر قوت حاصل ہو جاتی
ہے تم میں اتنی جرأت نہیں رہتی کہ قرض خواہ کی طرف دیکھو سبکدوش
کوئی شخص تمہارے دروازے پر زور زور سے دستک دیتا ہے تو
ڈر جاتے ہو ممکن ہے کہ چھٹی رساں تم کو ایسی چھٹی دے جس کے ذریعے وکیل
اپنے موکل اور تمہارے قرض خواہ کی طرف سے تقاضا کرتا ہے تم رقم ادا
نہیں کر سکتے تم کوئی غیر معقول مقرر گھڑتے ہو اور وہ یہ ادا نہ کرنے کا بیڑا
بناتے ہو آخر تم کو صاف صاف جھوٹ کہنا پڑتا ہے۔ کیونکہ جھوٹ مقروض
کی گردن پر سوار ہوتا ہے *

فضولیات کے واسطے قرض لینا جنون ہے ہم نفیس نفیس چیزیں
خریدتے ہیں ایسی نفیس کہ ہم اس کی قیمت بھی ادا نہیں کر سکتے ہم کوچہ
یا بارہ ماہ تک ادھار دے وی جاتی ہیں جو دوکانداروں کا ایک غیب

ہے اور ہم اس میں پھنس جاتے ہیں ہم اتنے مستقل مزاج نہیں ہوتے کہ اپنی کمائی پر گزارہ کریں۔ اس اثنا میں ہم کو دوسروں کی کمائی پر گزارہ کرنا پڑتا ہے رومی اپنے نوکروں کو اپنا دشمن خیال کرتے تھے۔ زمانہ حال کے دوکانداروں کو ایسا ہی خیال کرنا چاہیے۔ اووہار کا لالچ دیکھ اور مشاہدہ کو نفیس نفیس کپڑے خریدنے پر آمادہ کر کے وہ اُن کی استقلال مزاجی کو معرض ابتداء میں ڈال دیتے ہیں وہ بادیاں آدھیوں کی مستورات کو فریب دیکر قرض میں مبتلا کر دیتے ہیں اور پھر جھوٹے بل بھیج دیتے ہیں وہ مد سے زیادہ قیمت لیتے ہیں اور ان کے گاہک ادا کرتے ہیں بعض اوقات دگنی قیمت ادا کرتے ہیں کیونکہ مدت کے حساب کتاب کی پڑتاں کرنی ناممکن ہوتی ہے +

پروفیسر نوین کی نصیحت تقلید کے قابل ہے اس کا قول ہے۔ میری ولی خواہش ہے کہ دوکانداروں کے قرض ایک خاص تاریخ کے بعد فنا ہو جائیں نہ ہو سکیں اس کا اثر یہ ہو گا۔ کہ کسی شخص کو سوائے ایسے دوکانداروں کے جو اُس کو بخوبی جانتا ہو کوئی شخص قرض نہ دیگا۔ اور اگر دیگا بھی تو بخوڑی سہی رقم اس طرح لوگ نقد قیمت ادا کرنے پر مجبور ہو جائیں گے اور وضعدار مقرض نہ رہیں گے جو وقت گزرے کے بعد قرض ادا کرتے ہیں بلکہ بعض صورتوں میں بالکل ادا نہیں کرتے۔ اور ان کی کمی کا معاوضہ دوسرے گاہکوں کو دینا پڑتا ہے کیونکہ دوکاندار قیمت بڑھا دیتے ہیں اگر قرض دینا ترک ہو جائے تو بہت سی تحفیں دور ہو سکتی ہیں دوکانداروں کو اپنے مقرضوں کے متعلق کچھ تشویش ہے گی اور ہزار ہا لوگ جو قرض میں مبتلا ہو کر زندگی سے بیزار ہو جاتے ہیں خوش و خرم زندگی بسر کر نیچے +

حضرت مسیح السلام کی ایک دعا میں خطبات انسان کا کامل علم پایا جاتا ہے جو یہ ہے ”ہم ایتلا میں نہ ڈال“ کوئی مرد یا عورت ایتلا کی نعمت نہیں کر سکتا یعنی جب کوئی لپچانے والی چیز دیکھی جاتی ہے تو انسان خواہ مخواہ اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے صرف عادات کے ذریعے ہی کسی لالچ کا مقابلہ کیا جا۔ اسکا ہے جو عورت قرض لینے میں تامل کرتی ہے۔ آخر وہ قرض لے بیٹھتی ہے اور اس کو سخت نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ جو کلک یا کسی دوکاندار کا شاگرد اپنے آقا کے زر و سیم کو لپچائی ہوئی نظر سے دیکھتا ہے وہ کچھ وقت کے بعد اس کو اپنا ملک بنا لیتا ہے جتنا مالک کے روپے تک رسائی ناممکن ہو تو اس کے ناجائز طور پر استعمال کرنے کا اندیشہ نہیں ہو سکتا۔ مگر جب نہان ناکے ستر میں ہو سکے اور پھر لالچ بھی آجائے تو اس کو ناجائز طور پر استعمال نہ کرنا مردانگی کا کام ہے بہت سی عادتیں جو انسان کے چھوٹے چھوٹے افعال میں دخل پادیتی ہیں وہ انسان کے اخلاقی چال و چلن کا ایک بہت بڑا حصہ بنتی ہیں +

قرض میں مبتلا ہونا بدیانتی کا بڑا باعث ہے اس بات سے کہیں کچھ سروکار نہیں کہ قرض کس قسم کا ہے خواہ وہ شرط لگانے کے بعد یا ناش کی بازی مارنے کے بعد بڑا یا درزی کا پل ادا کرنے کے واسطے لیا گیا ہو بدیانتی کی تحریک دیتا ہے جو شخص عمدہ تعلیم و تربیت یافتہ ہو ہیں بعض اوقات ان کو بھی وضع داری کو قائم رکھنے شرط لگانے سے تیار ہیں نفع کثیر کی غرض سے روپیہ خرچ کرنے کو اکیلے اور فضول خرچ مزدوروں کی صحبت میں رہنے سے روپیہ اڑانے اور فضول خرچی کرنے کی تحریک ہوتی ہے مصنف کتاب کو میں بات کا بخوبی علم ہے کہ بعض

نوجوان کس طرح سلامت روی اور نیکی کے راستے سے منحرف ہو کر بدی اور جرم کرتے گئے ہیں ایک فحہ کا ذکر ہے کہ کسی کلرک نے ہمارے جعلی دستخط بنائے تاکہ اس طرح اس قرض کے ادا کرنے کے واسطے جو کلاں خانے میں بیا گیا تھا۔ ایک رقم حاصل ہو جائے۔ مجرم ایک عہدہ ٹیکم یافتہ بالیافت نوجوان شخص تھا۔ اس کا ایک اچھے خاندان میں ایک معزز بیٹی سے عقد ہو گیا تھا۔ مگر شراب خوری اور تماش کھیلنے کا اس کو زینا شوق ہوا کہ اس کے تمام رشتہ آؤر دوست بیوی اور بچے وغیرہ سب فراموش ہو گئے اس کا جرم ثابت ہو گیا اور اس کو کئی سال قید کی سزا ہوئی۔

ایک اور دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک پلوری کے بیٹے نے بعض قیمتی دست آویزیں چوراکر فروخت کر دیں۔ وہ فرار ہو گیا اور اس کا تعاقب کیا گیا۔ اس نے مشہور کیا تھا کہ میں سوئٹمپلٹن کی راہ سے آسٹریلیا کو کوچا رہا ہوں ایک کمپنی کے جہاز میں اس کو تلاش کیا گیا مگر اس کا کچھ پتا نہ چل سکا۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد نیک انگلستان کا ایک نوٹ جو وہ اپنے ساتھ لے گیا تھا اس نیک میں ڈبلن سے واپس آیا۔ خفیہ پولیس کے ایک سپاہی کو اس کے کھوج پر لگا یا گیا۔ وہ نہایت زرلیوں کی صحبت میں پایا گیا۔ لنڈن میں واپس لا کر اس کے مقدمہ کی تحقیقات کی گئی اور اس کو بارہ ماہ قید کی سزا ہوئی۔

ایک اور نظیر حسب ذیل ہے۔ مجرم ریلوے کی ایک کمپنی کا اعلیٰ عہدہ دار تھا۔ ایسا اعلیٰ عہدہ دار کہ وہ اپنے عہدہ سے ترقی پا کر ریل سوڈیش ریلوے کا منیجر ہو گیا۔ وہ بھی ان لوگوں سے تھا جو وضع داری قائم رکھنے پر جان مہنت ہیں۔ وہ نہایت اخلاق اور نیکی کا کچھ خیال نہیں کرتے۔

وہ قرض میں مبتلا ہو گیا۔ جیسے کہ اس قسم کے لوگ عموماً مبتلا ہو جایا کرتے ہیں اور پھر وہ بے ایمانی کرنے لگا۔ وہ پیشہ ور چھوڑ کر ہم جلسیں ہو گیا۔ اس نے ایک فتر کی چابی جو اس کا سپرد تھا۔ نکال کر ایک مشہور و معروف چور کو دے دی یہ چابی اس مضبوط صندوق کی تھی جس میں سونا چاندی ڈال کر لندن سے پیرس بھیجا کرتے تھے۔ اس کی پابی بنانی کا موسم کے پورے رہا نچا اتار لگیا اور پھر لوہے کی ایک تسلی چابی بنائی گئی۔ اس تسلی چابی کے ذریعے سونے کی بڑی بھاری چوری ہوئی کچھ وقت کے بعد چور گرفتار ہوئے اور جس شخص نے چابی چورائی تھی۔ بیٹے و صندوق ارباب سوڈس ریلوے کا منیجر گرفتار ہوا۔ اور اس کے مقدمہ کی تحقیقات کر کے سیرن مارٹن نے جس دوام عبور بددیائے شور کا حکم دیا ہے

پادری جان ڈیوس نے جو قید خانہ نیوگیٹ کا امام تھا۔ جرائم کے مفصلہ ذیل ہوا عدالت بیان کئے ہیں جو اس نے نوجوان قید یوں کے حالات دریافت کر کے معلوم کئے تھے۔ ان میں ایک نوجوان صاحبجو کچھ عرصہ کا ایک فسر تھا۔ اس نے اپنے ملک کی قابل قدر خدمات کر کے امتیاز حاصل کیا تھا۔ مگر وہ قبل از وقت رحلت کر گیا۔ گورنمنٹ نے اس کے تابان بیٹے کو ایک سانی دے دی جس سے اس کی ماں بہت خوش ہوئی یہ لڑکا اپنی تنخواہ اپنی ماں کو دینے لگا۔ وہ یہ دیکھ کر کہ اس کا بیٹا اس کی مدد کرتا ہے بہت خوش ہوتی تھی۔ اس کے اور بچے بھی تھے۔ اس کی دو چھوٹی بیوی لڑکیاں تھیں۔ وہ اپنے خاوند کی قبیل پنشن اور اپنے بیٹے کی تنخواہ پہنچانی گزارہ کرتی تھی۔ اس اثنا میں وہ لڑکا نوجوان ہو گیا اور اس کو عمدہ لباس پہننے کا شوق پڑا اس کو اتنی تنیئر نہ تھی کہ پاک صاف

دل بیرونی ٹیپ ٹاپ سے بہتر ہوتا ہے وہ اپنی حاملہ اور اپنی بہنوں کی
 بخوشی مدد کرتا تھا۔ مگر اس کم یہ خیال نہ تھا کہ اس قسم کی حرمانی کرنے کے
 واسطے یہ ضروری ہے کہ اپنے ہم شرب کلرکوں کی نسبت خراب کپڑے
 پہنے اگر وہ ہر روز نئے کپڑے نہ پہنتا تو ممکن تھا کہ اس کے پہنے کپڑے
 کسی قدر بُرے معلوم ہوتے تھے مگر اس میں عار کی بات گونسی تھی۔
 جب سپاہی اپنا قرض ادا کرتے ہیں تو ان کے لباس پر کوئی نہ کوئی داغ
 لگ جاتا ہے۔ اسی طرح اس کلرک کے کپڑوں پر بھی داغ لگ جایا کرتے
 تھے۔ مگر ان سے بے اعتیاطی نہ پائی جاتی تھی۔ وہ صرف مجبوری کی
 حالت میں گئے تھے۔ اور گوان سے اس کی ناداری کا حل معلوم ہو جاتا
 تھا۔ پھر بھی ان سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ جادوہ عزت کو مد نظر رکھتا ہے اگر اس
 کو مد نظر رکھتا ہے اگر اس قسم کے دھتے نہ لگتے تو وہ اپنے فرض کو کس طرح
 ادا کر سکتا۔ مگر یہ نوجوان اتنا عالی خیال نہ تھا وہ اپنے صاف اور فرسوٹ
 سے شرمسار ہوتا تھا۔ وہ دوسرے کلرکوں کے نئے اور نفیس لباس
 دیکھ کر ملتا تھا وہ پاہتا تھا کہ اچھے اچھے کپڑے پہنے کسی مخوس وقت میں
 اس نے ایک اعلیٰ لباس بنانے والے ورزی کو کپڑوں کا ایک سوٹ بنائیں
 ایک فرائیش کی چونکہ وہ معقول تنخواہ پاتا تھا اور خاندانی سمجھا جاتا تھا
 اس کا اعتبار کر لیا گیا۔ مگر دوکانداروں کو روپیہ دینا پڑتا ہے اس سے با
 بار قرض ادا کرنے کا تقاضا کیا گیا۔ قرض خواہ سے پیچھا چھوڑانے کے
 واسطے اس نے ایک چھٹی چورالی جس میں دس پونڈ کا نوٹ تھا۔ اس نے
 ورزی کو روپیہ ادا کر دیا۔ مگر جس شخص کا نوٹ چوری کیا گیا اس کو اپنے
 نوٹ کا نمبر معلوم تھا نہٹ عدزی سے برآمد ہوا۔ ورزی نے چور کا نام بتا دیا

از تحقیقات سے معلوم ہو گیا کہ اس نے کس طرح چور یا تھار چنر رونے کے بعد
 اس کو عبور بدریائے شتر کی سزا ہوئی اس کی عمدہ اور نفیس پوشاک اتر
 کر قید یوں کے کپڑے پہنائے گئے۔ کیا اس سے یہ پتہ نہ چلتا کہ وہ اپنی
 چھٹی پورانی غریبوں سی پوشاک رکھتا تھا اس پر مغز انہ مشقت کے نشا
 نگے ہوئے تھے نفیس لباس پہننے کا یہ وہ شوقِ نوجوان مردوں اور عورتوں
 میں پایا جاتا ہے۔

جب سر چارلس میسر ہندوستان سے رخصت ہوا اس نے سپا
 کے نام ایک حکم نافذ کیا اور اس میں افسروں کو تنبیہ کی کہ اگر قرض ادا کرنا
 کا ذریعہ نہ ہو تو اس میں مبتلا نہ ہوں ان کو معلوم ہوا تھا کہ ان کے پاس
 * * * * * فیسوں کے خلاف قرضہ نہ ادا کرنے کی شکایتیں
 آتی رہتی ہیں اور بعض حالتوں میں اسی وجہ سے لائق اور منتی تاجر برہا
 ہو گئے ہیں اس روز افسروں کو بلا کر اس نے سخت ملازمت کر کے کہا یہ
 شریف آدمی کے چال چلن کو کسی کام کا نہیں کھتی یہ ذیل کر دیتی ہے اور
 جو لوگ اس کے عادی ہوتے ہیں ان کو بدنام شہرہ بازوں اور فریبوں
 میں جن کے پاس بیٹھنے سے چال چلن بگڑ جاتا ہے شمار کراتی ہے۔ اس نے
 ان کو پر ذور الفاظ میں ترغیب دی کہ اپنے فرائض کو ادا کرتے رہیں فضول
 نہ چلی اور ہر طرح کے زائد اخراجات کو پاس نہ آنے دیں اور سخت کفایت
 شعاری کو مد نظر رکھیں۔ کیونکہ بلا اداسے فقیہ شامپین اور میسر پنیاں
 اور کرایہ اداسے کرنے کے بغیر گھوڑے پر سوار ہونا دھوکا باز نہ کہ نقص
 آدمی کا کام ہے۔

ان نوجوان شرفا کی فضول خرچی کئی باتوں میں انگلستان کے

انگریزوں کی فضول خرچی کے برابر ہے ان لوگوں کی فضول خرچی کی عادت سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اُس فورڈ اور کیمرج میں یہ عادت سیکھی تھی۔ بہت اچھے اچھے والدین جنہوں نے اپنے بیٹوں کو وہاں علم سکھانے کے واسطے بھیجا تھا برباد ہو گئے۔ کیونکہ بیٹے لفظ جنٹلمین کے غلط الفاظ معنوں پر کاربند ہوئے آج کل جنٹلمین ہونا خمار باز گھوڑ دوڑیں گھوڑا دوڑانے والا تاش کھیلنے والا اور رقص کرنے والا اور شکار کرنے والا ہے اس قسم کا جنٹلمین فضول خرچ حد سے زیادہ شرابی ہوتا ہے اور بہت جلد مر جاتا ہے جنٹلمین کے اصلی معنی تو شریف ہیں۔ مگر اب تو محض برائے نام جنٹلمین نظر آتے ہیں بلکہ اب جنٹلمین بدنام ہو گئے ہیں اور جب آج کل اس لفظ کو استعمال کیا جاتا ہے تو اُس کے معنی بیکار کمال فضول خرچ نہ کہ علم و فضیلت میں کامل نیک و مخلص ہوتے ہیں۔

نوجوانوں کو قرض لینے سے شرم نہیں آتی۔ اور یہ بد اخلاقی تمام مٹ میں پھیلی جاتی ہے لوگوں کے مذاق فضول خرچی اور عشرت پسندی کی طرف مائل ہوتے جاتے ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی آمدنی نہیں بچاتے جس سے وہ اپنے مذاق کو پورا کر سکیں مگر وہ مذاق کو پورا کئے بغیر نہیں رہ سکتے اور وہ قرض پیتے ہیں اور جو بعد ازاں اُن کے گلے کا مار ہو جاتا ہے اگر فضول خرچی کی عادت پڑ جائے پھر اُس کو تقویت ہو جائے تو اُس کا چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے آج کل جو لوگ بے پرواہی سے قرض لیتے ہیں اور اُس کے او اکرنے کی توفیق بلکہ نیت بھی نہیں رکھتے وہ عامہ اخلاق کی بنیاد کو منتشر نزل کرتے ہیں اور متوسط اور اعلیٰ جماعتوں میں مصیبت پھیلاتے ہیں۔ اخلاق پست ہو گئے ہیں اور بہت

سے وقت کے بعد سدھیں گے،

اس اثنا میں جو لوگ استطاعت رکھتے ہوں ان کو چاہیے کہ جو خرچ ان کی آمدنی سے زیادہ ہو اس کو پاس نہ پھٹکنے دے بہترین طریقہ یہ ہے کہ ادھار لیکر قرض میں مبتلا نہ ہوں اگر قرض میں مبتلا بھی ہو جائیں تو جس قدر جلدی ممکن ہو اس سے بچھپا چھوڑا دیں جو شخص قرض میں مبتلا ہوتا ہے وہ اپنا آپ لکھ نہیں ہوتا وہ بن لوگوں سے قرض لینا ہے ان کا غلام ہوتا ہے اور بن لوگوں سے کوئی کام کرنا چاہتا ہے وہ ان کے بالکل بس میں ہوتا ہے۔ سو کیل اس کا خاکہ اڑاتے ہیں قرض خواہ اس کی تضحیک کرتے ہیں پڑوسی اس کی بدگویاں کرتے ہیں وہ اپنے گھر میں غلام ہوتا ہے اس کے اخلاق پست اور نکمے ہو جاتے ہیں اور اس کے گھر اور کنبہ کے لوگ بھی اس کو راحم اور معذرت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

مانٹین نے کہا مجھ کو اپنا قرض ادا کرنے سے خوشی ہوتی ہے کیونکہ اس طرح میرے کندھوں سے بار گراں اور غلامی کی تصویر دور ہو جاتی ہے۔ جانسن نے خوب کہا ہے کہ کفایت شکاری آزادی کی ماں ہے جو شخص مقرض ہوتا ہے وہ آزاد نہیں ہو سکتا قرض کا اصل اثر یہ ہوتا ہے کہ نہ صرف شخصی آزادی میں فرق پڑ جاتا ہے بلکہ اس خلم کا مطلق بھی پست ہو جاتے ہیں قرض خواہ کو ہمیشہ ذلتیں گوارا کرنی پڑتی ہیں جو لوگ معزز اور عمدہ اصولوں پر پابند ہوتے ہیں ان کو ایسے شخصوں سے روپیہ قرض لینے سے نفرت ہوگی جبکہ وہ پھر ادا نہیں کر سکتے۔ ان کو دوسرے لوگوں کے روپے سے شراب پینے کیڑے پینے اور وضعرداری قائم رکھنے سے نفرت آتی ہوگی۔ چنانچہ انھوں نے شرفا کا قاعدہ ہے۔

ادل ڈور سیٹ مقروض ہو گیا اور اُس نے اپنی جائدا کو رہن کر کے قرض لیا پھر کا ایک ایڈرین اُس کے کمرے میں گھس آیا۔ اور اپنا روپیہ دلانے کا اتفاق کیا اس روز سے اُس نے فضول خرچی کی عادت چھوڑ دی اور غم کرایا کہ کفایت شعاری کو مد نظر رکھ کر کسی شخص سے قرض نہ لے اور اس نے اپنے غم کو پورا کر رکھا یا۔

ہر ایک آدمی میں اتنا حوصلہ ہونا چاہیے کہ وہ اپنے معاملات کو توجہ سے دیکھے اور اپنی آمدنی اور خرچ کا حساب رکھے خواہ جمع خرچ کی ضرورت کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو۔ اُس کو یہ جاننا ضروری ہے کہ اُس کی ہر روز کیا حالت ہے تاکہ وہ دنیا کے کاروبار کو بخوبی مقابلہ کر سکے اگر اس کی بیوی ہے تو اُس کی بیوی مطلع کر دینا چاہیے کہ دنیا کے ساتھ اُس کا قطع تعلق ہے اگر اس کی بیوی دور اندیش ہے تو وہ اُس کو کفایت شعاری میں مدد دے گی اور مغرور با دیانت طور پر زندگی بسر کرنے کی ترغیب دے گی کوئی عہد بیوی یہ بات ہرگز پسند نہ کرے گی کہ دوسرے لوگوں کے کپڑے پہنے اور دوکانداروں سے قرض لیکر ضیافتیں دے۔

جو لوگ اپنی آمدنی پر زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں ان کے واسطے علم حساب کا جاننا نہایت ضروری ہے مستورات بالخصوص علم حساب سے نا بلد ہوتی ہیں ان کو حساب کے نہایت سارے اصول بھی نہیں سکھائے جاتے۔ کیونکہ استانیوں کو بنیادہ خیال کرتی ہیں وہ زباندانی سرود اور ناز و عشوہ سکھانے کو ترجیح دیتی ہیں ممکن ہے کہ بعض حالتوں میں یہ بھی ضروری ہوں مگر حساب کے پہلے چار فائدے پہنچے جمع تفریق ضرب اور تقسیم ان سب سے بہتر ہیں وہ اپنے خرچ اور آمدنی کا جمع اور تفریق کر کے

علم کے بغیر کس طرح مقابلہ کر سکتی ہیں جب تک اُن کو خدا کی قیمت معلوم نہ ہوگی وہ ٹھیک ٹھیک طور پر معلوم نہیں کر سکتیں نہ کرائے کی پڑے خوراک اور نوکروں کی تنخواہ دینے کے واسطے کیا دینا چاہیے وہ تاجروں یا ملازمین کے حساب کو کس طرح نبٹ سکتی ہیں۔ علم حساب نہ آتا ہو تو بہت سارے کام برباد ہو جاتا ہے اور اُس کے علاوہ کئی مصیبتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ علم حساب کی ناقصیت کی وجہ سے بہت سے اچھے اچھے خاندان تباہ ہو گئے ہیں۔

بعض نوجوان بے سوچے سمجھے شادی کر لیتے ہیں مثلاً کوئی نوجوان کسی رقص کے کمرہ میں کسی حسین عورت کو دیکھتا ہے اُس کے حسن پر غش ہو جاتا ہے اس کے ساتھ رقص کرتا ہے اس کے ساتھ عشق کرتا ہے اور جب گھر جاتا ہے تو اُسی کے خواب دیکھتا ہے آخر وہ اس پر عاشق ہو جاتا ہے اس سے شادی کی درخواست کر کے نکاح کر لیتا ہے اور پھر وہ اس پر رنج کو اپنے گھر میں لے جاتا ہے اور پھر اُس کے متعلق بعض اور باتیں معلوم ہوتی ہیں پہلے پہل خوب مزے سے گذرتی ہے اس پر رنج کا حسن و فریب و لکش اور اُس کے اطوار میں کوئی نقص نہیں ہوتی۔ مگر جب اُن کو مل کر رہنا پڑتا ہے تو زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے اور پھر وہ اس عورت کو ہر روز دیکھتا ہے کیونکہ وہ روز اُس کے پاس رہتی ہے اور اُس کو خانہ داری کا انتظام کرنا پڑتا ہے۔

بہت سے لوگوں کی جب شادی ہو جاتی ہے۔ تو وہ کچھ عرصہ بعد چین سے زندگی بسر کرتا ہے بلکہ جن لوگوں کو شادی سے نہایت مسرت ہوتی ہے وہ بھی تھوڑے عرصہ تک کشمکش کرنے اور حیران رہنے کے بعد

پہن و آرام حاصل کر سکتے ہیں۔ خاوند کو اور نہ ہی بیوی کو اپنے مناسب جگہ
 نے الفور نہیں ملتی ایک عورت نے جس کو شادی سے نہایت خوشی حاصل
 ہوئی تھی بیان کیا ہے کہ میری زندگی کا پہلا سال نہایت تکلیف دہ تھا
 کیونکہ مجھ کو بہت سی چیزیں سیکھنی تھیں میں بے باچیز کے کرنے سے فرقی
 بنتی اور مجھ کو اپنی مناسب جگہ معلوم نہ ہوتی تھی۔ لیکن جن لوگوں کی طبیعت
 میں اُلفت اور مہربانی کا مادہ ہوتا ہے وہ آسائش اور آرام سے زندگی
 بسر کرنے لگتے ہیں +

مگر مذکورہ بالا فردی نوجوان اور اُس کی حسین عورت کی یہ حالت نہ
 تھی۔ وہ دونوں بے سوچے سمجھے نئی زندگی میں داخل ہوئے یا شاید
 اُن کو یہ خیال ہو گیا تھا کہ اُن کو ایسی خوشی حاصل ہوگی جس میں رنج
 و غم کی بالکل آمیزش نہ ہوگی وہ پہلے عاشق و معشوق کی طرح رہتے تھے اور
 نہ چاہتے تھے کہ میاں بیوی کی طرح زندگی بسر کریں وہ زندگی کی چھوٹی چھوٹی
 رکاوٹوں اور ناچاقیوں کا تحمل نہ کرتے تھے۔ اور دونوں کو مایوسی ہوئی۔
 پھر وہ ایک دوسرے سے لاپرواہی کرنے لگے بجا ایک عاشق و معشوق کو
 یہ بات نہیں بھاتی۔ جب پری رونے دیکھا کاس کی طرف سے غفلت کی
 جاتی ہے تو وہ زار قطار رونے لگی۔ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جس سے
 انسان اتنا اکتا یا جلے۔ جتنا کہ فریب کے ٹھوے دیکھ کر اکتا جاتا ہے۔ جو
 شخص بالخصوص عورت چھوٹی چھوٹی باتوں پر رونے لگے تو اس سے ہمدردی
 نہیں بلکہ نفرت ہوتی ہے اس کی وجہ سے طرفین میں نا چاقی ہو چاکتی ہوتی
 ہے۔ آنسو بہنے نہ خطرناک آلات کے ہیں کاش کہ عورتیں بے فائدہ آنسو بہنے
 کی بجائے مہربانی اور ہمناشی سے کام لیتیں اس صورت میں وہ یادِ رجا خوش

رہتیں بہت سے لگوس کی زندگی بے فائدہ اور لاعمل تشویش اور ناچاقی کی وجہ سے وہاں جان ہو جاتی ہے۔ آخر یہ ہیں اور غصے رہنا ان کی عادت ہو جاتی ہے اور وہ زندگی سے کوئی انسان فی خوشی حاصل نہیں کر سکتے۔

دماغی اوصاف بپیکہ فاعلی زندگی ہیں قابل تریف چیزیں ہیں۔ گوان سے خوشی حاصل ہو اور بعض حالتوں میں اسے دماغی اوصاف دیکھ کر حیرت بھی ہو۔ مگر جس طرح پر خوش اور صاف باطن آدمی سے محبت اور الفت ہو جاتی ہے وہ ان سے حاصل نہیں ہو سکتیں۔ دماغی اوصاف گری اور صاف باطنی کی طرح رہ رہا نہیں ہوتے۔ اور ویسا خوش بھی نہیں کرتے مگر ان سے ہے کہ عمدہ مزاج اور خوش نطقی کی شہود مانا کرنے میں بہت کم توجہ دی جاتی ہے زور رنجی اور بے چینی کی عادت کو تقویت دینے سے بسا اوقات ان لوگوں کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔ جو بصورت دیگر خوش و خرم رہتے یہ مذموم عادتیں خائگی اور سوشل آرام کا بالکل ستیاناس کو قبی ہی۔ بعض مرد اور عورتیں اپنی بد مزاجی کی وجہ سے دوسروں کو پاس پھینکے نہیں دیتے۔ چنانچہ کوئی شخص ان کے پاس آنے کی جرات نہیں کرتا۔ گویا کہ ان کے جسم پر سوسمار کی طرح کلنٹے۔ بعض اوقات طبیعت پر ضبط نہ رکھنے سے بید تکلیف ہوتی ہے اور سوسائٹی میں مصیبت ہی مصیبت نظر آتی ہے اس طرح خوشی غم میں تبدیل ہو جاتی ہے اور زندگی کانٹوں اور بھاریوں کے درمیان برہنہ پاسفر کی طرح ہو جاتی ہے۔

مذکورہ بالا مثال میں حسین عورت کا خوبصورت چہرہ جلد ہی ہی فراموش کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ گویا فوجوان نے صرف اس کے خوبصورت چہرہ کا ہی سودہ کیا تھا اور وہ اسی طرح توجہ کرتا تھا۔ اور اس نے اسی کے

ساتھ محبت اس کی عزت اس کی حفاظت کرنے کی سو گند اٹھا لی تھی جب
اُس کا جین کا خور ہو گیا تو کہنے لگا افسوس میں نے غلطی کی اگر گھر کو دکش
نہ بنا یا جائے اگر نو کھدا آدمی اپنے گھر کو سموی ہوٹل خیال کرنے لگے تو
وہ بندہ سچ اس سے غیر حاضر رہیگا۔ وہ شام کے وقت باہر رہنے لگیگا
اور وہ اپنا دل بہلانے کے واسطے سرگرمیے تاش کھینے۔ پولیس میں
جھٹہ لینے نماشا گاہ اور کلال خانوں میں جانے لگیگا۔ اور بیچارہ حسین
عورت پہلے سے زیادہ مایوس بے امید اور بے چین ہو جائیگی *

شاید ان کے ہاں بچے ہو جائیں۔ مگر نہ تو خاوند کو اور نہ ہی بیوی
کو ان کی تربیت یا صحبت کا خیال رہتا ہے۔ جب وہ محض بچے ہوتے
ہیں تو ان کو کھلونے اور جب لڑکپن کی حالت میں ہوتے ہیں تو ان کو
گوریا خیال کیا جاتا ہے اور نوجوانی کی حالت میں بختی اور مزدور سمجھا
جاتا ہے، ایسے بد قسمت میاں بیوی کو زندگی بھر میں خوشی اس اور مست
کا ایک گھنٹہ بھی نصیب نہیں ہوتی گھر میں خوشی نہیں ہوتی وہاں چھوٹی
چھوٹی تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں جہاں بشت نہ ہو ایک دوسرے
پر احسان کرنے اور باہم ہمدردی اور کھل کا خیال نہ ہو بندہ سچ طرفین
کی محبت کم ہو جاتی ہے *

ایک ضرب المثل ہے کہ جب اخلاص گھر کے دروازے کی طرف سے
داخل ہوتا ہے محبت گھر کی طرف سے بھاگ جاتی ہے۔ مگر محبت صرف
غریب کے گھر سے ہی نہیں بھاگتی بلکہ دولت مندوں کے گھر سے بھی بالخصوص
جب ان کے دلوں میں نفرت اور بشت نہ ہو بھاگ نکلتی ہے ممکن ہے
کہ مکان آسائش وہ معلوم ہو اس میں مفلسی کے نشانات نہ پائے جاتے

ہوں۔ مگرے سائز سامان سے آراستہ ہوں۔ چاروں طرف صفائی ہی صفائی ہو۔ میزوں پر کدہ کدہ کھانے چُپے ہوئے ہوں۔ آگ جل رہی ہو۔ مگر باوجود ان چیزوں کے خوشی نہ ہو۔ ایسے خوش و خرم آدمی سوچو نہ ہوں جن کے دل میں قناعت اور مزاج میں خوش خلقی ہو کیونکہ اگر سچ بچھا جائے تو آرام کے مادی اسباب خوش و خرم مگر کی نعمتوں کا ایک قلیل حصہ ہیں۔ جیسا کہ زندگی کے تمام کار بار میں دیکھا جاتا ہے انسانی حالت کی ہمدردی یا مصیبت کا فیصلہ کرنے والی اخلاقی حالت ہی ہے اکثر نوجوان یہ خیال نہیں کرتے کہ تشنہ اور شادی کا نتیجہ کیا ہوگا۔ وہ اس امر کو بالکل سنجیدہ نہیں سمجھتے وہ بالکل فراموش کر بیٹھے ہیں کہ جب ایک دفعہ ایجاب و قبول ہو چکتا ہے تو پھر پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ پھر عقہہ نکاح نہیں کھل سکتا رہے قول میسائیوں کی شادیوں پر صادق آتا ہے کیونکہ بعض دیگر اقوام میں ناپاکی یا دیگر وجوہات سے طلاق جائز ہے نیز لاپرواہی سے کوئی غلطی ہو گئی ہے تو اس کے اٹل نتائج ضرور سرزد ہوئے یہ مقولہ عموماً رواج پذیر ہو گیا ہے کہ شادی لاٹری یا از قسے تار بانی اگر ہم دور اندیشی کی تسلیم یا کچھ سنیاں نہ کریں اگر ہم تحقیق تفحص اور غور کا کام نہ لیں اگر ہم عاوند یا بیوی کے انتخاب میں اتنا غور بھی نہ کریں جتنا کہ نوکر ملازم رکھنے پر کیا جاتا ہے۔ جس کو ہم چاہیں سو قوف کر سکتے ہیں اگر ہم محض چہرے اور شکل و صورت کی وجاہت یا مال و دولت کا ہی خیال رکھیں اور عارضی خوشی یا مال کے لالچ میں آجائیں تو ایسی حالتوں میں شادی لاٹری سے مشابہ ہے جس میں ممکن ہے کہ انعام مل جائے گو فیصدی ننانوے حالتوں میں انعام ملنے کی بالکل امید

نہیں ہوتی ۔

مگر ہم اس بات کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کرتے کہ شادی لاٹری کے مشابہ ہوتی ہے جب لڑکیوں کو دانشمندی سے یہ سکھایا جائے کہ محبت کس طرح کرنی چاہئے۔ اور زندگی بھر کے رفیق میں قابل قدر اوصاف کو فہم ہوتے ہیں اور ان کو اس مضمون کی بابت ناولوں اور قصوں کے فرضی شخصوں کے حال پر چھک کر واقفیت بہم پہنچانی نہ پڑے اور جب نوجوانوں کو بیوی کی نیکیوں خوبیوں اور دیر پا کمالات پر غور کرنے کی عادت ڈالی جائے کیونکہ ان کے ساتھ ان کو تمام زندگی بسر کرنی ہوتی ہے اور جن کی خوش خلقی اور عمدہ سمجھ پر ان کے تمام گھرانے کی خوش کامیابی و مددگار ہوگا۔ اس صورت میں شادی لاٹری کی قسم سے نہ رہے گی اور زندگی کے ہر ایک کاروبار کی طرح شادی کرنے میں بھی غلطیاں ہوتی ہیں۔ مگر ان لوگوں کی طرح غمش غلطیاں نہ ہونگی۔ جو بے سنجاشا اور بے سوچے سمجھے شادی کر لیتے ہیں اور اپنی تمام خوشی کو معرض خطر میں ڈال دیتے ہیں۔ اس صورت میں شادی لاٹری سے مشابہ ہوتی ہے ۔

ایک اور ضروری بات یہ ہے کہ آدمی مناسب وقت پر نہیں کہہ سکے جب طرح طرح کی رغبتیں اور چھلانے والی چیزیں نظر آئیں اور ان کے عامل کرنے کا خیال پیدا ہو تو معصوم اور مستقل طور پر فی الفور نہیں کہہ دو نہیں میں یہ چیز نہیں لے سکتا۔ بعض لوگوں میں یہ طریقہ اختیار کرنے کی اخلاقی جرات نہیں ہوتی۔ وہ اپنی نفسانی خواہشوں کے پورا کرنے کا ہی خیال کھنویں وہ خود اشیاء پرستی کر سکتے۔ وہ ہر خیال سے مغلوب اور بے ضبط ہو جاتے ہیں۔ اور لذت حاصل کرتے ہیں ان سب باتوں کا انجام وعدہ خلافی و دھوکا

اور بربادی ہوتی ہے۔ ایسی حالتوں میں ایسے شخص پر سوسائٹی کیا فیصلہ دیتی ہے کہ وہ شخص اپنی آمدنی سے بڑھکر خرچ کرتا رہا ہے جن لوگوں کی وہ ضیافتیں کرتا تھا۔ اور اپنی رنگ رلیوں میں شہر کیسے کرتا تھا جان میں ہے۔ ایکسی بھی اُن کو بھروسے سے یاد نہیں کر چکا۔ کوئی اس پر رسم نہ کر چکا اور اُس کی مدد نہ کر چکا۔

ہر شخص نے اس شخص کا حال سن لیا ہے جو مناسب وقت پر نہیں کہہ سکتا تھا۔ وہ مولے اپنے ہر شخص کا دوست تھا۔ وہ اپنا ہی جانی دشمن تھا اُس نے اپنی آمدنی کو جلدی سے خرچ کر دیا۔ اور پھر اپنے دوستوں سے درخواست کی کہ اس کے واسطے تسک اور ضمانتیں دیں۔ اور اُس کو روپیہ دینے کا وعدہ دیں وہ اپنی تمام پونجی خرچ کرنے کے بعد حماقت اور جنون کی حالت میں مر گیا۔

زندگی میں وہ اس مقولہ پر عمل کرتا تھا کہ جو کچھ کسی نے کہہ دیا وہی کرنے لگا۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ ہمدردی کی وجہ سے ایسا کرتا تھا یا اس خیال سے کہ کسی کا دل نہ دکھائے۔ لیکن یہ بیہی امر ہے کہ جب اس سے کسی ضمانت پر دستخط کرانے دوٹے یا روپیہ قرض دینے یا تسکناے پر دستخط کرانے کو کہا جاتا تھا تو وہ ضرور مان جاتا تھا۔ وہ نہیں کہہ سکتا تھا۔ جو لوگ اس کو بخوبی جانتے تھے وہ کہتے تھے کہ اس میں نہیں کہنے کی اخلاقی جرأت نہیں تھی۔ اس کا باپ اس کے واسطے خاصی دولت چھوڑ گیا تھا۔ اور بنی الغور بہت سے شخص اس کا حصہ لینے کے واسطے آموز ہوئے۔ اگر وہ اس وقت نہیں کہتا تو عین مناسب تھا۔ مگر وہ نہ کہہ سکتا تھا۔ اس میں دب جاتیگی عادت پڑ گئی تھی۔ وہ نہ چاہتا تھا۔ کہ کوئی شخص اُس کو

تنگ کرے وہ انکار نہ کر سکتا تھا۔ اگر کوئی شخص اصرار کرتا تھا تو وہ مان جاتا تھا۔ اور اگر کوئی اس سے روپیہ مانگتا تھا تو وہ ضرور دیتا تھا جب تک اس کے پاس روپیہ رہا۔ اُس کے دوستوں کی انتہا نہ تھی۔ اگر کوئی شخص ضمانت دینا چاہتا تھا۔ تو اُس کی طرف رجوع کرتا تھا۔ خاص خاص دوست اس سے درخواست کرتے تھے۔ ہماری خاطر اس چھوٹے سے کاغذ پر دستخط کر دے وہ علم سے پوچھتا تھا کہ بیکہ کیا ہے کیونکہ گو وہ سادہ لوح تھا۔ اُس کو اپنے محتاط ہونے پر فخر تھا۔ مگر وہ انکار ہرگز نہ کرتا تھا۔ تین بیٹے لگنے کے بعد کسی تمسک کی بڑی بھاری رقم ادا کرنی پڑتی تھی ایسی حالت میں ہر شخص کے دوست کو رقم ادا کرنے کے واسطے بلایا جاتا تھا۔

آخر ایک کارخانہ دار جس کی اُس نے ضمانت دی ہوئی تھی۔ اور جس کے ساتھ اُس کی معمولی علیک سلیک تھی۔ اپنا کام بند ہونے اور شرکت میں حصار اٹھانے کے بعد اُس کے پاس آیا اور اس کو کہنے لگا۔ کہ گورنمنٹ کا بوروپیہ میرے ذمے واجب الادا ہے وہ ادا کرو اور اُس کو یہ صدمہ بہت ناگوار گذرا اور وہ مغلس ہو گیا مگر اس نے دانائی نہ سیکھی وہ ایک ایسے سسٹن کی طرح تھا۔ جس کے پاس ہر ایک حاجت مند آتا تھا اور اُس کے سہارے کھڑا ہوتا تھا۔ ایک ایسا نوازہ جس سے ہر ایک شہر کام سیراب ہو سکے۔ ایک ایسا لاشا جس کو ہر ایک بھوکا کتا منہ مار سکے۔ ایک ایسا گدھا جس پر ہر ایک بد معاش ضرورت کے وقت سوار ہو سکے۔ ایک ایسی چکی جو اپنے سوا ہر ایک شخص کا غلہ پیس کے غرض ایسا نیک دل جو جان جائے تو جائے مگر نہیں نہ کہہ سکے۔

آدمی کی آسائش اور بہبودی کہنے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ مناسب

وقت پر نہیں کہہ سکے۔ بہت سے آدمی اس لئے برباد ہو جاتے ہیں کہ وہ نہیں کہہ سکتے یا کہنا نہیں چاہتے۔ بدی ہمارے دل میں اس واسطے مسلط ہو جاتی ہے کہ ہم حوصلہ کر کے نہیں نہیں کہہ سکتے۔ ہم بعض اوقات بخوشی دنیا کے فیشن کے قربان ہو جاتے ہیں کیونکہ ہم ریانت کو مد نظر رکھ کر اس چھوٹے سے لفظ کو نہیں کہہ سکتے بعض لوگ اس واسطے نہیں نہیں کہتے کہ لوگ ان کا خاک اڑائیں گے خوبصورت کسی بیوقوف مالدار شخص کی شادی کی درخواست کہنے پر نہیں نہیں کرتے۔ کیونکہ اس کو ایک مالیشان مکان کی مالکا بننے کی ہوس ہوتی ہے درباری یہ لفظ اس واسطے نہیں کہتا کیونکہ اس کو تمام شخصوں کے سامنے شادمان اور فرحان رہنا اور ہر ایک کے سامنے وعدہ کرنا پڑتا ہے۔

جب عیش و عشرت اور رنگے لیوں کی خواہش ہو تو حرارت کر کے نہیں کند و تنہا راغصیر دل یا اندرونی ناصحہ ہمارے اس فیصلے کی تائید کرے گا اور بار بار کرنے سے نیکی کی عادت کو تقویت ہو جائیگی۔ جب فضول خرچی اپنی پڑا اثرات خوشیوں کو پیش کرے تو مردانہ عاجز نہیں کہہ سکتے اگر تم ایسا نہ کرو گے۔ اگر تم فضول خرچی اور عیاشی کرنے لگو گے تو نیکی تم کو چھوڑ کر چلی جائیگی۔ اور تمہاری خود اعتمادی کو سخت نقصان پہونچے گا۔ ممکن ہے کہ پہلی دفعہ تم کو جدوجہد کرنی پڑے مگر جوں جوں عادت ہوتی جائیگی تمہاری مزاج قوی ہو جائیگی۔ گاہلی لغویات حماقت بری عادتوں کے رواج اور دیگر قہاقوں کے بچنے کا طریقہ یہی ہے کہ فی الفور نہیں کہہ دو بیشک اس نہیں کہنے میں بڑی خوبی ہے جو تمہارے وقت پر کہی جائے۔

مکن ہے کہ کوئی شخص اپنی تمام پونجی ضائع کرنے کے بعد ایک کوڑی زچھوڑ مارا ہو، بلکہ وہ مفروض ہو، مگر سو سالی اس کے قبر میں داخل ہونے

تکلیف کا پتھپا نہیں چھوڑتی اس کی تجنیز و تکلیفیں بھی مرد و فیث کے مطابق ہونی چاہیے مرنے والا تو مر جاتا ہے مگر وضع داری پھر بھی اس کا پتھپا نہیں چھوڑتی وضع داری کے خوش کرنے کے لئے ہی نعلش پر طبع طرح کے نفیس کپڑے، بلکہ دوسرے ڈالے جاتے ہیں نفیس نفیس تابوت بنائے جاتے ہیں اور ماتم پر سی کرنے کے واسطے لاڑیوں پر سوار ہو کر جاتے ہیں خادموں کا ہجوم ساتھ ہوتا ہے مگر ایسا ہمہ پیشہ ورتجیز و تکلیفیں کرنے والوں کا بناوٹی افسوس بارگش یہ قایدہ ہوتا ہے کیونکہ وہ سب کرائے کے ٹٹو ہوتے ہیں +

تجنیز و تکلیفیں کے بغائدہ اخراجات کا مضر اثر مشمول اعلیٰ درجہ میں ویسا محسوس نہیں ہوتا۔ عیسا کہ متوسط اور محنت و مسکت کرتے والی ہائوس میں ہوتا ہے۔ تجنیز و تکلیفیں پر اعتدال سے زیادہ خرچ کرنا غرت خیال کیا جاتا ہے۔ عیادہ درجہ کے لوگ جو سوسائٹی میں نمایاں ہونا چاہتے ہیں وہ تجنیز و تکلیف پر بہت سارے خرچ کرتے ہیں اور تابوت اور کفن بنانے والے اور تجنیز اور تکلیف کا انتظام کرنے والے اُن کو خوب جی کھول کر لٹے ہیں اس میں باقی ماندہ لوگوں کے واسطے فیثن قائم ہو جاتا ہے لوگ عموماً یہ کہتے ہیں۔ جس طرح دوسرے کہتے ہیں ہم کو بھی ویسا ہی کرنا چاہیے۔ اور بہت سے لوگ تجنیز و تکلیفیں کے منتظم ہو کر ہتھے چڑھ جاتے ہیں وہ اپنے اپنے دوستوں اور اپنی ملازموں کے واسطے ماتمی لباس ہواتے ہیں اور اس طرح تجنیز و تکلیفیں کا معززانہ انتظام ہو جاتا ہے +

یہ اخراجات خاندان پر ایسے وقت میں جب کہ وہ اُن کو برداشت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ نہایت شاق گذرتے ہیں۔ والا تو گزر جاتا ہے اور ہر ایک، تجنیز و تکلیف کے منتظم اور ہر ایک

جاتی ہے کمبخت بیوہ کو اپنے رنج و غم کی مہلت نہیں ملتی۔ یتیم بچوں کا باپ
 سر سے اٹھ جاتا ہے اور اُن کی حفاظت کرنے والا کوئی نہیں رہتا۔ اب مٹی
 لباس اور رنج و غم دیگر علامات کستے رنج پر کون بنوائے ایسے وقت میں
 ہزار نا نظیروں میں ہر ایک پونڈ اور ہر ایک شانگ پس ماندوں کے واسطے
 ضروری ہوتا ہے مگر بجائے اس کے کہ مرحوم کے اند و خستہ کو امتیاز سے
 خرچ کیا جائے۔ یعنی نقدی ہوتی ہے وہ تجیز و تکفین کی نمائشی اور بیہودہ
 کارروائی پر اڑا دی جاتی ہے کیا یہ اچھا نہ ہوتا کہ بورو پیہ مردہ کی بنیادہ
 نمائش کی عزت پر خرچ کیا جاتا ہے اُس کے پس ماندوں کی آسائش اور
 گزارے پر خرچ کیا جاتا ہے سو سائشی میں یہی خرابی چھوٹے درجہ کے لوگوں
 میں بھی نمود کر گئی ہے محنت و مشقت کرنے والے لوگ وسطی جماعتوں کی
 طرح اپنی آمدنی کا بہت سا حصہ فضول کارروائی پر خرچ کر دیتے ہیں انگلستان
 میں تاجر کے تجیز و تکفین کی اوسط لاگت پچاس پونڈ ہوتی ہے صنایع یازدہ
 کی پانچ سے ۱۰ پونڈ کے بین بین سکالینڈ میں تجیز و تکفین کے اخراجات بہت
 کم ہوتے ہیں۔ محنتی لوگوں میں اپنے متوفی رشتہ داروں کی مغز زانہ تجیز و
 تکفین کا خیال عام طور پر پھیلا ہوا ہے اور یہ اُن کے لئے قابل فخر بھی ہے
 وہ کسی اور بات کے واسطے گوجندہ نہیں دیتے۔ مگر اس غرض کے لئے فرو
 دیتے ہیں، مزدوروں کے بڑے بڑے تجیز و تکفین کے کلب ہوتے ہیں غلو
 کی تجیز و تکفین کے واسطے عموماً دس پونڈ اور بیوی کی تجیز و تکفین کے
 واسطے پانچ پونڈ دیئے جاتے ہیں مناسب کی تجیز و تکفین پر پندرہ بیس یا
 تیس یا غیر معمولی حالتوں میں پالیس پونڈ بھی خرچ ہو جاتے ہیں۔ عموماً
 اس قسم کی انجمنوں میں بچے کی زندگی کا بیمہ کرایا جاتا ہے ایک شخص کا

نکر سنا گیا۔ اس نے مانچسٹر کی انیس تہیز و تکفین کی کلبوں میں چندہ دیا۔ اگر کسی ایسے مزدور کے ہاں جو انجمن تہیز و تکفین کا رکن نہیں۔ سمیت کا وہ ہونا ہو جائے تو اس صورت میں بھی وہ اپنے بھائیوں کی مثال کی تعلید کرتا ہے اور سو سائیٹ کے رواج کی پابندی کے واسطے اس کو اپنی بیوی یا بچے کی معزبانہ تہیز و تکفین کرنی پڑتی ہے اگر بچوں کا باپ گزر جائے تو اور بھی مشکل ہوتی ہے شاید اس کی تمام زندگی کا پس انداز کیا ہوا سرمایہ اس کی بیوی اور بچوں کے لئے ماتمی لباس بنانے کے لئے خرچ کر دیا جاتا ہے ایسے وقت میں اس قسم کا خرچ برباد کر دیتا ہے اور عقلاً بالکل روا نہیں۔

کیا ایک خاص رنگ کا لباس پہنا سچا ماتم ہے کیا دل اور محبت سے روئے ہیں۔ یا پوشاک سے بنگیم ابتدائی عیسیائیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے۔ وہ مردوں کے واسطے ماتمی لباس پہننے کو نہ تو برا کہتے تھے۔ اور نہ ہی اچھا کہتے تھے۔ بلکہ اس کو ایک معمولی بات سمجھ کر تمام انسانوں کی مرضی پر چھوڑ گئے۔ اور جن لوگوں نے ماتمی لباس کو بالکل ترک کیا یا یہ کہہ کر بہادر اور دانا عیسائی کو رونانہ چاہیے اس کو نہ پہنا اور نہ ہی اس کو بھی مورد الزام نہیں ٹھہرایا۔

جان ویرلی نے اپنے وصیت نامے میں ہدایت کی کہ چھوٹے آدمیوں کو میراجسم قبر تک لے جانے کے واسطے میں میں شلنگ ملیں اس نے کہا میری بالخصوص یہ خواہش ہے کہ کوئی تابوت نہ ہوتا ہوت کے واسطے کوئی سامان نہ ہو کوئی لگاڑی نہ ہو۔ خاندانی علامات نہ ہوں نہ ان وشوکت کا کوئی انتظام نہ ہو۔ البتہ جو لوگ میرے سے

محبت کرتے ہیں ان کے آتسو ہوں اور وہ قیر تک میرے جنازہ کیا ساتھ چلیں۔ اور چھکوا پراہیم علیہ السلام کے پہلو پہ پہلو سٹلا آئیں۔ میں اپنے پیلو کو خدا کا حلف دیکر نفیست کرتا ہوں کہ وہ میری اس وصیت پر پورا پورا عمل کریں؟

ہمارے زمانے کے مانتی لباس کو تبدیل کرنا بہت مشکل ہو گا۔ ممکن ہے کہ ہم ایسا کر نیکی خواہش کریں مگر عموماً یہ سوال کیا جائیگا کہ لوگ کیا کہیں گے دنیا کیا کیگئی ہم خود بخود ڈر کر پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور اپنے ہمسائے کی طرح بزدل بن جاتے ہیں تاہم اگر عقل عامہ کو ظاہر کیا جائے تو اس کا ضرور اثر ہو گا۔ اور منافقت کے بعد یہ سوسائٹی کے ختنوں کو ضرور تبدیل کر دے گی۔ ملکہ معظمہ نے اپنے ایک آخری اکیٹ کے رو سے تجیز و تکفین کے منتظلوں کی نمائشی کا رروائی کا خاتمہ کر ڈا اور سربراہرٹ پہلے نے مرتے دم یہ نصیحت کی کہ اس کی تجیز و تکفین کے واسطے کوئی رسم ادا نہ کی جائے۔ اور کسی طرح کا ملطراق نہ ہو و صندوق دینا پر اس کا بھی ضرور اثر ہو گا۔ اور جب صندوقداروں نے بے جا نمائش کو ترک کر دیا تو میانہ درجہ کے لوگ جو تمام چیزوں میں ان کی نقل کرتے ہیں مناسب وقت کے بعد ان کی مثال سے فائدہ اٹھائیں گے کہ ہمارے خیال میں عام لوگوں میں محولہ بالا نمائشی کا رروائیوں سے اجتناب کرنے کا میلان پایا جاتا ہے اور اس بارے میں بہت کچھ مفید اصلاح ہوتے کے لئے صرف یہ ضروری ہے کہ عامہ رائے مکرر اور فیصلہ کن طریقے سے صاف صاف طور پر ظاہر ہو جائے۔

صوبہ جات متحدہ میں اس قسم کی انجمنیں قائم ہو گئیں ہیں جنہوں

نے ماتم کی رسم کو خود ترک کر دیا ہے۔ اور دوسروں کو ترک کرنے کی ترغیب دیتی ہیں۔ شاید یہ اصلاح اسی صورت میں پورے پورے طور پر ہو سکے گی کہ بہت سے لوگ اتفاق کر کے اُس کو ترک کر دیں کیونکہ دوسرے یہ امید نہیں کر سکتے کہ وہ ہماری قوم کے قدیم تقربات سے کسی مخالفت کر سکیں۔

تیرھواں باب

”بڑے بڑے مقروض“

علم سب کے بغیر زندگی تکلیف سے معمور ہوتی ہے۔ تم بولوں کو جا رہے ہو۔
اس شہر میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو قرض لیتے ہیں اور حساب بالکل نہیں جانتے دسٹے سمجھتے۔

قرض کی اولاد یا بچے بہت خوف ناک ہوتے ہیں جو شخص قرض لیتا ہے اُس کو جھوٹ بولنا پڑتا ہے اس کو کمینہ پن اختیار کرنا پڑتا ہے خود تعظیمی کو چھوڑنا پڑتا ہے تشویش کا غلام ہونا پڑتا ہے اور دور رخ ہونا پڑتا ہے مناسب وقت کے بعد صاف گواہ کشاوت پیش کرنے کا چہرہ بوجھ کر اور زبردستی جھریا جاتا ہے یہ یاد رہے کہ جس شخص کے دل کو چاقو کی طرح کاٹ دیتا ہے رڈ گلس جیسے وہ ہے۔

جنی نوع انسان کے متعلق میں نے نہایت غور و خوض سے جو مسئلہ قائم کیا ہے اُس کی بنا پر میں نے اُس کی بالکل دو مختلف قسمیں قرار دی ہیں۔ پہلے وہ لوگ جو قرض لیتے ہیں اور جو قرض دیتے ہیں۔

گاہگہ اور کھیت گورے اور ہمیشی سیاہ اور سفید اور اسی قسم کی

اور قسمیں ان دو ضروری قسموں میں شامل ہیں (پارلس لمب) +

جب لوگ قرض میں مبتلا ہوتے ہیں تو ان کو یہ معلوم نہیں ہوتا

کہ وہ کونسی تکلیفوں میں الجھ رہے ہیں اس بات سے ہمیں کچھ سروکار نہیں

کہ قرض کیوں لیا گیا ہے یہ آدمی کے گلے کاٹا رہو جاتا ہے اور جب تک اس

سے نجات نہ ہو آرام نہیں آتا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص کو نہایت

وحشت انگیز خواب آئے جو شخص قرض لینا ہے اُس کے کہنے کی حالت

کبھی نہیں سدھرتی اور گھر والوں کو خوشی نصیب نہیں ہوتی +

بلکہ وہ لوگ بھی جن کی بڑی بڑی معقول آمدتیاں ہوتی ہیں۔

قرض کی وجہ سے بہت تکلیف میں رہتے ہیں جس شخص نے قرض دینا ہو

وہ روپیہ نہیں بچا سکتا وہ اپنی بیوی اور بچوں کی آئندہ بہبودی کے خیال

سے کفایت شعاری نہیں کر سکتا۔ جو شخص قرض میں مبتلا ہوتا ہے وہ اپنی

زندگی کا بیمہ کرانے کے لائق نہیں رہتا وہ اپنے گھر اور اسباب کا بیمہ نہیں

کر سکتا وہ بنک میں روپیہ جمع نہیں کر سکتا۔ وہ مکان یا زمین نہیں خرید سکتا

اُس کی تمام زائد آمدنی قرض ادا کرنے میں صرف ہو جاتی ہے +

جن لوگوں کے پاس بہت سی جائیداد ہوتی ہے اور وہ وسیع قطعات

اراضی کے مالک ہوتے ہیں اکثر قرض کے بارے میں سے نہایت بے قرار اور تکلیف

میں مبتلا رہتے ہیں۔ اُن کو خود یا اُن کے آباؤ اجداد کو فضول خرچی کی عادت

و عشرت کی زندگی بسر کرنے کا شوق ہوتا ہے وہ اپنی جائیداد کو رہن کر کے

روپیہ قرض لیتے ہیں اور قرض کا بوجھ فلسفیانہ نسل چلا جاتا ہے بعض روبا

اپنی زمین کو اس طرح رہن کرتے ہیں کہ ان کی موت پر قرض کا نام و نشان

نہ ہے۔ اس طرح وہ پبلک کو نقصان پہنچا کر زنگے لیاں کر سکتے ہیں اور ان کی جائیداد قرضہ کے بارے میں محفوظ رہتی ہے اور وارثوں کو مل جاتی ہے مگر اس قسم کے معاملے حق بہت کم لوگوں کو ملے ہوئے ہیں۔ کثیر التعداد حالتوں میں جس شخص کو جائیداد ملتی ہے اُس کو قرض کی وراثت بھی مل جاتی ہے اور بعض اوقات قرض کی مقدار جائیداد کی قیمت سے بھی زیادہ ہوتی ہے انہیں وجوہات سے انگشت کی اراضی کا بہت سا حصہ اس وقت مرتبہ اور ساہوکاروں کا ملک ہے۔ بڑے بڑے مشہور آدمی مقروض ہوتے ہیں بلکہ بعض لوگ یہ بھی

کہتے ہیں کہ عظمت اور قرض کا ایک دوسرے سے کسی قدر تعلق ہے بڑے بڑے آدمی بہت مقروض ہوتے ہیں کیونکہ ان پر بھروسہ کیا جاتا ہے یہی مال بڑی بڑی قوموں کا ہے وہ معزز اور مقرب ہوتی ہیں جس آدمی میں حوصلہ نہیں وہ مقروض نہیں ہوتا۔ اور اسی طرح جس قوم میں حوصلہ نہ ہو وہ بھی مقروض نہیں ہوتی کوئی شخص ان کا اعتبار نہیں کرتا مقروض افراد اور اقوام سے بہت دور دور تک دلچسپی ہوتی ہے۔ ان کے نام بہت کتابوں میں لکھے جاتے ہیں۔ لوگ طرح طرح کے قیاس دھڑاتے ہیں کہ وہ قرض ادا کریں گے یا نہ کریں گے۔ جو شخص قرض سے آزاد ہو گیا ہے وہ دنیا میں تقریباً گم نام رہتا ہے اور کوئی اس کا ذکر تک نہیں کرتا اور جس شخص کا نام تمام لوگوں کے حساب کتاب کی بہیوں میں زوج ہوتا ہے بہت سے لوگ اُس کو توجہ سے دیکھتے ہیں اُس کی صحت کا حال بد چھا جاتا ہے اور اگر وہ کسی غیر ملک میں سفر کرنے کو جاتا ہے تو اُس کی واپسی کا انتظار کیا جاتا ہے۔

قرض خواہ کو عموماً سخت گریبان کیا جاتا ہے۔ جس کے پرے پر ورثتی اور مشغول پائی جاتی ہے مقروض سخی اور فانی ظاہر کیا جاتا ہے جو ہر ایک

شخص کی مدد کرنے کے واسطے تیار اور ہر ایک شخص کی ضیافت کرنے پر آمادہ و مقروض سے بالعموم ہمدردی کی باقی ہے جبکہ لکھنؤ سے دودھ کی قیمت کا تقاضا کیا گیا اور مکان کے کرائے کی واسطے گرفتار کیا گیا تو شیر فروش یا مالک مکان پر کسی کو مجرم مانا ہو گا۔ مقروض آدمی نالایق نظر آتا ہے اور ہم سب کو اس سے ہمدردی ہو تی پینا کر ویں نے کہا قرض کے بغیر آدمی کی کچھ حقیقت نہیں۔ خدا نہ کرے کہ میرے پر قرض نہ ہو کیا قرض دنیا یا دوسروں کا اعتبار کرنا اچھا ہے نہیں مقروض ہونا سچے شیاعوں کا خاصہ ہے۔

خواہ قرض کی تقریب میں کچھ ہی اہم سکیں اس کا ایک بہت تاریک پہلو ہوتا ہے۔ جو شخص مقروض ہوتا ہے اُس کو زندہ رہنے کے واسطے بہت سے فریب کرنے پڑتے ہیں۔ قرض خواہ ہر وقت اُس کے گھر کا دروازہ کھٹکتا رہتا ہے اور فائق اسباب قرق کر رہتے ہیں۔ بہت کم لوگ ایسے ہوتے جو شیر پٹن کی طرح کریں جس سے قارتوں کو اپنے ملازموں کی دردیاں پہنا کر اپنے ہمانوں کی خدمت کے واسطے کھڑا کر دیا تھا۔ جو شخص مقروض ہوتا ہے وہ اپنے گھر کے دروازے پر بستک کی آواز سن کر چونک اٹھتا ہے اور اُس کا رنگ فق ہو جاتا ہے۔ اُس کے دوست سر دھری افتخار کرتے ہیں اور اُس کے رشتہ دار اُس سے پہلو بچاتے ہیں وہ باہر جانے سے شرمسار ہوتا ہے۔ اور اُس کو گھر کو ہی آرام نہیں ہوتا۔ وہ سڑی زردیچ اور فسگیں ہو جاتا ہے اور اُس کی زندگی کا کچھ مطلق نہیں رہتا۔ اُس کے پاس خوشی اور لذت کا پروانہ بیسے روپیہ نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ مقروض ہوتا ہے اُس کے واسطے لوگ اُس کو شک و نفرت سے دیکھتے ہیں وہ مایوسی کی دلدل میں زندگی بسر کرتا ہے وہ اپنی اور دوسروں کی نظروں میں ذلیل ہو جاتا ہے۔ اوس کو قرض خواہوں کے گت خانہ تھا تو

گئے پڑتے ہیں۔ جس کو وہ بہانوں سے مانتا ہے اُس کو وہ اپنے آپ پر قابو نہیں
 رہتا۔ اور وہ اپنی آزاد حی کو کھو بیٹھتا ہے وہ لوگوں سے اپنے پر جسم کرنے کی
 درخواست کرتا ہے اور محنت مانگتا ہے کوئی شاطر وکیل اس پر نانش دیا کرتا ہے
 اور وہ باز کے پنجے میں پھنس جاتا ہے۔ وہ اپنے کسی دوست یا دشمن سے
 استمداد کرتا ہے مگر اُس کو شائستگی سے مل دیا جاتا ہے اور بعض حالتوں میں
 صاف جواب دیا جاتا ہے پھر وہ کسی ساہوکار سے قرض مانگتا ہے اگر وہ کامیاب
 ہو جائے تو اس پر یہ ضرب المثل ثابت آتی ہے کہ کڑا ہی سے نکل کر آگ میں
 گرنا ایسے یہ آسانی سے دیکھ سکتے ہیں کہ انجام کیا ہوگا۔ طرح طرح کے بہانوں اور
 سیلوں سے پنج روزہ زندگی بسر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور شاید آخر کار
 بید خانے یا عزیب خانے میں جانا پڑتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ آیا انسان قرض سے مبتلا رہ سکتا ہے۔ کیا اخلاقی
 ذات سے بچنا ممکن ہے جو بالضرور مقررہ اصولوں کو برواشت کرنی پڑتی ہے۔
 کیا قرض سے بالکل نجات پانا ممکن نہیں۔ اور انسان آزاد نہیں رہ سکتا۔
 ایسا کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے جسے کہ آمدنی کے اندر گزارہ کیا جائے
 مگر یہ قسمتی سے موجودہ زمانے میں اس کا بالکل رواج نہیں۔ ہم اس واسطے
 قرض لے لیتے ہیں کہ آئندہ کو اس کے ادا کرنے کی امید ہوتی ہے ہم اپنے
 رویہ کو خرچ کرنے سے باز نہیں رہ سکتے کسی شخص کو عمدہ مکان اور عمدہ
 کپڑے پہنے کا شوق ہوتا ہے ایک اور شخص کو شراب پینے اور نیک گھڑیاں
 گاہ میں باریک شوق ہوتا ہے تیسرے شخص کو ضیافتیں دینے اور سرود کی
 مجلسیں دینے کا شوق ہوتا ہے۔ یہ باتیں فی نفسہ صحیح ہیں لیکن اگر ہم اپنی
 استطاعت نہ رکھتے ہوں کہ ان کا خرچ ادا کر سکیں تو ان کا ہر گز خیال نہ کرنا

پا ہے۔ اگر کوئی شخص واقعی مالدار ہو اور اپنے دوستوں کو کھلانا پلانا چاہے تو کچھ مفاد نہیں۔ اگر وہ تصاب بولیا بیچنے والے اور پیرمناں کا مقروض ہو اور پھر اُن کی منیافتیں کرے تو وہ بہت ہی مضحکہ خیز ہو گا۔

کسی شخص کو حق حاصل نہیں کہ کروڑوں سے زندہ کی بسر کرے جب اُس کی آمدنی میں عشرت کے واسطے کافی نہ ہو یا اپنے آئندہ ہفتے یا آئندہ سال کی کمائی کو آج کل رنگ لیاں منانے کے واسطے رہن کر دے غرض ایسا شخص اپنے کا طریقہ جو آئندہ توقعات پر مبنی ہو سر سے غلط ہے۔ جو لوگ اعتبار کرتے ہیں اور گناہوں کو ادھار دیتے ہیں وہ اتنے ہی قابل الزام ہیں جتنے کہ وہ لوگ جو قرض لیتے ہیں جو شخص ساتھ ساتھ اپنے اخراجات ادا کرتا جاتا ہے وہ اپنی اُمی حالت سے باخبر ہوتا ہے وہ اپنی آمدنی کے اندر گزارہ کر سکتا ہے اور وہ اپنے اخراجات کا ایسا اندازہ رکھتا ہے کہ ضرورت کے واسطے ایک فنڈ جمع ہو سکے وہ اپنی آمدنی اور خرچ کا ہمیشہ موازنہ رکھتا ہے اور اگرچہ وہ جو چیز خریدتا ہے اُس کی نقد قیمت ادا کر دیتا ہے وہ سال کے اختتام پر کچھ نہ کچھ رستم حسن کر لیتا ہے۔

لیکن اگر کسی شخص کو قرض لینے کی غاوت ہو جائے۔ اُس نے دزدی کا بل بھی ادا کرنا ہو ہزار ہا شیرو فروش تصاب بساطی اور دیگر نوکروں کا مقروض ہو تو وہ اندھا دھند خرچ شروع کرتا جاتا ہے۔ اُس کو یہ خیال نہیں ہوتا کہ اس سے قرض دینا ہے قرض کاراستہ اس کے واسطے صاف اور سیدھا ہو جاتا ہے اس کے گھر میں چیزوں کا سیلاب بہنا چلا آتا ہے اور وہ خیال کرتا ہے کہ میں نے کسی کی قیمت ادا نہیں کرنی اور سال کے اختتام پر بے ساجے بل آئے ہیں وہ مایوسی کی حالت میں دھاک لے لگتا ہے پھر اس کو معلوم ہوتا ہے

کہ سفہد کی شیرینی اس ڈنگ کا معاوضہ نہیں ہو سکتی جو اس کے حاصل کرنے میں لگتا ہے +

غریبوں کا بھی یہی حال ہے چند سال ہوئے پارلیمنٹ نے قرضہ دینے کی چھوٹی چھوٹی انجمنوں کے قایم کرنے کا ایک قانون صادر کیا تھا۔ تاکہ چھوٹے چھوٹے تاجر اور غریب ضرورت کے وقت پر اپنے کاروبار چلانے کے واسطے قرضہ لیں اس قانون سے فائدہ اٹھانے کے واسطے ہینار لوگ الٹ پٹے مزدوروں کو قرض میں مبتلا ہوئے اور اپنی آئندہ آمدنی کے رہن کرانیدہ کا موقع مل گیا۔ اور دوسری طرف بعض قریبیوں کے بھی دین بھرے چند آدمی جو روپیہ کمانا چاہتے تھے۔ انہوں نے انجمن قرض قایم کی وہ بظاہر باسٹیم فیو کی سود پر اس شرط پر سود دینے لگی کہ ہفتہ کے بعد قسطوں کی صورت میں روپیہ ادا کیا جائے۔ مزدور بہت ہی خوش ہوئے کیونکہ ان کے واسطے قرض ملنے کی ایک سہولت نکل آئی۔ ایک شخص کپڑوں کا سوٹ سلانے کے واسطے روپیہ لیا تھا۔ دوسرا گھڑی یا کلاک خریدنے کے واسطے وہ اسی طرح روپیہ قرض لیتے تھے۔ اور خود کفایت شعاری نہ کرتے تھے۔ وہ مشکلات اور مفاسد میں مبتلا رہتے تھے۔ اور جب تک قرض ادا نہ ہوتا تھا ان کی جان بھراہ میں رہتی تھی۔ اس قسم کی عادت روزانہ کمائی خرچ کر لینے سے بھی بڑھ کر ہے یہ اپنے گوشت پوست پر زندگی بسر کرنے کے مشابہ ہے +

یہ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ انجمن قرض کے حصہ دار کس طرح روپیہ کماتے تھے مگر وہ تین ماہ کے واسطے پانچ فیصدی سود پر دس نوٹ پیشگی دیتے تھے۔ یہ دس شلنگ ہفتہ وار کی قسطوں میں ادا کیا جاتا تھا یہ روپیہ پیشگی لے چکے تھے تو پہلے ہفتے میں ہی اس کی ادائیگی شروع ہو جاتی

تھی۔ لیکن گو قرض ادا کرنے تک دس سال تک ہفتہ وار ادا کئے جاتے تھے
 آخری قسط ادا کرنے پر تمام رتسم پر پانچ فیصدی کے حساب سے سود لیا
 جاتا تھا۔ چنانچہ گوبرائے نام سود پانچ فیصدی ہے یہ ہمیشہ بڑھتا رہتا ہے
 تا کہ آخری ہفتے میں اس کا سود فیصدی سو ہو جاتا ہے ایسا کرنے والے
 کی نسبت یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس نے بچھڑے کو گلے کے پیٹ میں کھالیا۔
 زمین آدمی بھی بہت جلد قرض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ذمہ داری کو قرض
 اندیشی یا خود ضبطی کے ساتھ کوئی قدرتی لگاؤ نہیں نہ ہی یہ علم حساب کا عام
 قواعد پر کچھ اثر ڈال سکتی ہے کیونکہ وہ معین اور ناقابل تغیر ہوتے ہیں۔
 زمین آدمی کا رو باری دانشمندی سے کام نہیں لیتے۔ لیکن جو اپنے زمانہ
 کا بڑا آدمی دانا آدمی تھا۔ اور دوسروں کو نصیحت کرتا تھا۔ خود اپنی نصیحت پر
 عمل نہ کرتا تھا۔ بلکہ وہ ناقابل اندیشی سے برباد ہو گیا۔ نوجوانی کی شکست
 میں مبتلا رہا۔ اور سچپتہ سالی میں وہ پتے سے بھی زیادہ شکست اور مصیبتوں
 میں مبتلا ہو گیا۔ وہ شان و شوکت سے زندگی بسر کرتا تھا۔ مگر چونکہ وہ حد
 درجہ کا فضول خرچ آدمی تھا۔ بیس وجہ وہ قرض میں مبتلا ہو گیا اور دھرو
 رو پہ کی تلاش میں رہتا تھا۔ ایک روز جب وہ اپنے کمرے کے باہر نکلا
 اپنے خادموں کو منتظر دیکھ کر کہنے لگا۔ میرے مالکو بیٹھے جاؤ تمہارا عروج میرا
 ستمزل ثابت ہوا ہے۔ اپنی ضروریات سے عمدہ براہوں کے لئے لیکن رشوت
 لینے لگا۔ اس کے دشمنوں نے موقع دیکھ کر اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا
 اور اس پر رشوت ستانی کا الزام لگایا۔ اس کے مقدمہ کی تحقیق ہوئی
 وہ مجرم قرار دیا گیا۔ اس کو ذیل کے دربار سے نکال دیا گیا۔ یہاں
 تک کہ وہ تباہ ہو گیا۔

ممکن ہے کہ بعض آدمیوں کو بڑے بڑے مالی امور کے انتظام دینے کی خاص مہارت حاصل ہو مگر وہ اپنے ذاتی معاملات کو انجام دینے میں بالکل ناکام رہیں انگلستان کے وزیر اعظم پٹ نے ایک نہایت مشکل زمانے میں قومی مالی معاملات کو درست رکھا مگر وہ خود قرض میں مبتلا رہتا تھا۔ لارڈ کرینگٹن نے جو ایک مشہور صراف تھا۔ ایک یا دو دفعہ مسٹر پٹ کے کنبے پر اپنے گھر کے حسابے کتاب کو دیکھا۔ اور معلوم ہوا کہ وصاب کے ٹاں سے ہفتے میں ایک سو پونڈ کا گوشت آتا ہے نوکروں کی تنخواہ خوراک اور دیگر ضروریات کا خرچ دو ہزار تین سو پونڈ سالانہ سے متجاور تھا پٹ کی وفات پر قوم نے اس کے قرض خواہوں کا مطالبہ پورا کرنے کے واسطے چالیس ہزار پونڈ پینڈہ جمع کیا۔ لطف یہ ہے کہ اس مشہور و معروف شخص کی آمدنی چھ ہزار پونڈ سالانہ سے ہرگز کم نہ تھی۔ اور ایک وقت میں جبکہ اس کو بعض بندرگاہوں کی نگرانی سپرد تھی۔ دس ہزار کے قریب تھی۔ مکائے کا یہ قول درست ہے کہ پٹ کی خصلت اس سے بھی اعلیٰ ہوتی اگر ہیریکلس اور ڈیوڈ کی میزمنی کے ساتھ ہی وہ تانت اور ورق کے ساتھ کفایت شماری کو بھی مد نظر رکھتا۔

مگر پٹ کسی طرح ٹکیلا نہ تھا۔ لارڈ میلون اپنے گھر کے انتظام میں اور سرکاری روپیہ کے خرچے میں بھی ناکفایت شمار تھا۔ فاکس بے حد مقروض تھا۔ اس کا مقولہ یہ تھا۔ کہ اگر کوئی شخص کاغذی سود دینا چاہے تو اس کو حسب خواہش روپیہ مل سکتا ہے فاکس الماک کے بیرونی کمرہ کو چھل وہ یہودی سا ہو کاروں سے بے حد سود پر قرض لیتا تھا۔ کمرہ پر و شلم پکارتا تھا۔ تمار بازی کی اس کو بہت عادت تھی۔ اور اس کی وجہ سے وہ ابتدائی

عمر میں ہی بے حد مفرود ہو گیا تھا۔ گین نے بیان کیا ہے کہ ایک موقع پر فاکس تھوڑے
میں گھنٹوں تک جوا کھینتا رہا۔ اور کیا رہ ہزار پونڈ مار گیا۔ لیکن ان دنوں میں
اعلیٰ طبقوں میں قمار بازی کی مفرودیت کا بہت رواج تھا۔ اور وہ کھانا اور دھواں
بھی عام تھے۔ رسدوں نے فاکس کی قمار بازی میں روپیہ مارنے کا ذکر کر کے اس
کو چارلس شہید کے نام سے بیان کیا ہے +

شیرڈی بھی قرض لینے میں بہادر تھا۔ وہ قرض پر ہی گزارہ کرتا تھا
گو اس کو کسی نہ کسی ذریعہ سے روپیہ کی معقول رقمیں ملتی تھیں۔ کوئی نہ جانتا
تھا کہ اس کا کیا حشر ہو گا کیونکہ وہ کسی شخص کا قرض ادا نہ کرتا تھا۔ اگر ایک
استعارہ استعمال کیا جائے۔ تو کہہ سکتے ہیں کہ روپیہ اس کے ہاتھ میں اس طرح
پگھل جاتا تھا۔ جس طرح گرمی کے موسم میں برف اس نے اپنی پہلی بیوی کی
جایا دو جو سولہ سو پونڈ کے قریب تھی یا ہتھ کے چھ مہنتوں کے سفر میں خرچ کر دی
مزدورت نے اس کو علم اور باتالیف و تصنیف کی طرف متوجہ کیا۔ اور شاید اس
کی وجہ سے ہی ہمارے پاس اس کا نامک ”حریف“ اور دیگر نامک موجود ہیں
اس کی دوسری بیوی پانچ ہزار پونڈ ہایڈ اولائی اود ۱۵ ہزار پونڈ ویکر جو
اس نے تماشا ڈور ویلین کے حصوں کی فروخت سے حاصل کئے تھے۔
سرے میں ایک بایا و مزیدی۔ جہاں سے اس کو قرض خواہوں کے تعاقب
کی وجہ سے نکلنا پڑا۔ اس کی باقی ماندہ زندگی طایفہ الجیس سے بھری
وہ روپیہ حاصل کرنے اور قرض خواہوں سے نجات پانے کے لئے ہمیشہ
کسی نہ کسی طرح کی چالاکی اور فریب کرتا تھا۔ بیض اوقات اس نے قابل تر
چالاکی کی۔ مگر وہ تراس کو ذلت ہی نصیب ہوئی ایک تماشا گاہ کا تمام
بلکہ کرتا تھا کہ اگر شیرڈی بازار میں جارہا ہو تو میں اس کو سلام کرنے

کے واسطے ٹوپی اتاروں تو مجھ کو پچاس پونڈ دینے پڑیں اور اگر اس سے گفتگو کروں تو سو پونڈ دینے پڑیں ۛ

شیرڈین کا ایک قرض خواہ گھوڑی پر سوار ہو کر روپیہ لینے آیا۔ شیرڈین نے کہا یہ بہت عمدہ گھوڑی ہے۔ قرض خواہ نے کہا کہ آپ کا یہ خیال ہے شیرڈین نے کہا ہاں۔ بیشک یہ دیکھنا چاہیے کہ اس کی چال کیسی ہے۔ قرض خواہ اس بات سے خوش ہوا اور گھوڑی کو فی الفور پو بیٹے ڈال دیا۔ جب وہ تھوڑی دور چلا گیا تو شیرڈین اس موقع کو غنیمت سمجھ کر اپنے گھر سے بھاگ کر جہاں سینگ سمائے چلا گیا۔ اس کے قرض خواہ ہر روز صبح کے وقت جوق در جوق آتے تھے تاکہ باہر جانے سے پہلے اُس کو چالیں۔ وہ داخلی حال کے دونوں طرف کے کمروں میں کھڑے ہو رہتے تھے۔ جب شیرڈین نامشتہ تناول کر چکتا تھا تو وہ نیچے آکر اپنے نوکر سے پوچھتا تھا۔ کیا ان سب کمروں کے دروازے بند ہیں اور اُس کو یقین دلایا جاتا تھا کہ کمرے بند نہیں تو وہ ارادتاً ان کمروں کے درمیان سے گذرتا ہوا باہر آتا تھا۔ اور قرض خواہوں سے جنگوائ کا نوکر غائب منتقل کر دیتا تھا۔ بیچ نکلتا تھا ۛ

وہ سب کا مقروض تھا۔ وہ پساری کا نابائی کا قصاب کا اور شیر فروش کا مقروض تھا۔ بعض اوقات جب ملازم قرب وجوار میں تھوہ کھن اندھے یا ڈبل روٹیاں تلاش کرنے جاتے تھے۔ تو مسٹر شیرڈین ایک یا زیادہ گھنٹہ تک انتظار کرتی رہتی تھی۔ جب شیرڈین محکمہ سحر کی تنخواہ ادا کرنے والے کے عہدہ پر تھا۔ ایک قصاب بھیڑ کی ایک ٹانگ باورچی خانے میں لایا۔ باورچی نے ایکے ایکے میں ڈال کر دھکنا بند کر دیا۔ تاکہ گوشت ابل جائے اور بالائے پیر روپیہ لینے کے واسطے چلا گیا۔ لیکن جب وہ واپس آیا تو قصاب نے دیگی کا

سر پرش اٹھا دیا۔ اور ایک طشت میں ڈال کر چلا گیا۔ جب شیر طین کی یہ حالت
دیکھی اور اُس کو دیہات میں اپنے بیٹے کے ساتھ بلایا جاتا تھا۔ تو وہ عموماً چکرٹو
کی دو بگلیوں پر سوار ہو کر جایا کرتا تھا۔ ایک بگلی پر وہ خود سوار ہوتا تھا اور
دوسری پر اس کا بیٹا ٹام۔

مگر ان باتوں کا انجام بہت ہی افسوس ناک ہوا۔ اپنی وفات کے چند
ہفتے پیشتر اس کے پاس زندگی بسر کر نیکا کوئی فریج نہ رہا تھا۔ بڑے بڑے
رہنما اور امیر جو اُس کے دوست بنے ہوئے تھے۔ اُس کو پوچھتے تک نہ تھے۔
اس پر قرضہ کی ڈگریاں جاری ہو چکی تھیں اور اُس کی زندگی کے اخیر دن
تفارق اور اُس کے ہمراہی افسروں کی نگرانی میں بسر ہوئے وہ اُس کو صرف
اس خیال سے قید خانوں میں لے جاتے تھے کہ اگر وہاں لینگے تو فی الفور مر جائیگا
کارڈینل ڈی رینز نے قرض ادا کرنے کے واسطے اپنی ہر ایک چیز
فروخت کر دی مگر آزادی پھر بھی حاصل نہ ہوئی اُس نے قرض خواہ کے
دامنی رنج و غم کو بیان کیا وہ نسبت کے قلعہ میں قید رہنے کو ترجیح دیتا تھا
کیونکہ باہر اُس کو قرض خواہ بہت تنگ کرتے تھے۔ مراہ کی زندگی بھی قرض
میں ہی بسر ہوئی۔ کیونکہ وہ بڑا ہی فضول خرچ تھا۔ اس کے باپنے اس
کو جھگڑوں سے نجات دلانے کے واسطے یہ طریقہ اختیار کیا کہ گرفتاری کا وارنٹ
نکلوا کر اُسے قید خانہ میں قید کر دیا۔ گو مراہ کو سلطنت فرانس کے نہایت
اعلیٰ اختیارات حاصل تھے۔ جب وہ مراہو اتنا عزیز تھا یا یوں کہو کہ اس
نے اس قدر فضول خرچی کی تھی کہ اُس نے ورزی کو اپنی شادی کے جوڑے
کی قیمت لیا کر دی تھی۔

لارڈن نے نیم درجن جاہلادیں عادت کر دیں اور زندگی کے اختتام

پر وہ اس قدر غریب ہو گیا تھا کہ وہ گداگری کیا کرتا تھا۔ مارٹن نے صاف صاف
 کہہ دیا مجھے علم حساب سے نفرت ہے۔ چنانچہ اُس کو زندگی میں بہت سے مکرو فریب
 کرنے پڑے تھے۔ صرف علم ادب کی ایک کتاب تیار کرنے سے ہی اس کو لاکھ
 فرینک سالانہ مل جاتے تھے۔ تاہم روپیہ اس کے ہاتھوں میں سیلاب کی طرح
 یہ جاتا تھا کہتے ہیں اس نے تیس لاکھ فرینک قرض دینا تھا۔ تاہم اس کی طرز
 زندگی میں کوئی تغیر نہ ہوا اس کے ایک دوست نے جو اس کی بیعت کا
 مداح تھا۔ اُس کی جائیداد کو از سر نو خریدنے کے واسطے چندہ دیکر اپنی تکلیف
 گوارا کی وہ ایک دن ماہی فروش کی دوکان پر پھپھی خریدنے گیا۔ لحاظ
 اپنی آمدنی کے اُس کو وہ بہت ہی گراں معلوم ہوئی اس اثنا میں ایک وسیع
 شخص اندر آیا اس پھپھی کے مسئلے کھڑا ہوا کہ کچھ دیر تک غور کرنا۔ اور پھر
 پوچھنے کے بغیر حکم دیا کہ اس کو میرے گھر بھیج دو۔ یہ خود ایم ڈی مارٹن تھا
 ویسٹر امریکہ کا مدبر ناداری کے ہاتھوں سے تنگ تھا۔ کیونکہ وہ
 روپیہ استمال کرنے میں بڑا ہی لا پرواہ تھا۔ اور سخت فضول خرچ تھا۔
 اگر ہم تھیوڈور پارکر کے قول کو تسلیم کریں۔ بیکن کی طرح ویسٹر بھی شہوت
 لینا تھا۔ وہ قرض لیتا تھا اور حساب بیکار کرتا تھا۔ کوئی چیز متعارف
 لیتا تھا۔ اور واپس نہ دیتا تھا۔ وہ اس روپیہ کو جو بعض شخص امانت رکھ
 جاتے تھے ہضم کر جاتا تھا۔ چونکہ وہ صاحبِ مہارت سمجھا گیا ایک مدبر تھا۔ اس کو
 باسٹن کے کارخانہ داروں نے پسند کیا اُس کی زندگی کی خیر سی تقریروں
 سے مشغول کیا۔ بوائٹی بھتی۔

مارو اور جیل سن کو ہمیشہ روپیہ کی ضرورت تھی اور وہ اکثر قرض میں
 مبتلا رہتے تھے۔ گو وہ بادیاست آدمی تھے۔

آج کل سرکاری ملازم جس طرح سے زندگی بسر کرتے ہیں وہ بیدار ہو کر
 کی طرف بائیں کرتی ہے۔ ممکن ہے کہ اُن کی آمدنی معمولی ہو۔ ممکن ہے کہ وہ نفس
 ہوں لیکن ان میں سے جتنے وعدہ دار سوسائٹی میں ملے جتنے ہیں ان میں اتنی
 جرات نہیں ہوتی کہ اپنی اصلی حالت کو ظاہر کریں۔ سوسائٹی میں اپنی حیثیت
 کو قائم رکھنے کے واسطے وہ دوسروں کی طرح زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں اس
 طرح وہ فرض کے بغور میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور وہ ان تمام مشکلات میں
 اور یہ ایما نیوں میں الجھ جاتے ہیں جو فرض کا لازمی نتیجہ ہیں +

عالم شخص سوسائٹی میں گرفتار اور شان و شوکت دکھانے پر مجبور ہیں
 ہوتے۔ اور یہ وجہ ہے کہ عالموں کے گروہ سے مشہور مقروضوں کی بہت کم
 شامل ہوتی ہیں۔ ان میں سے بہت غریب تھے۔ مگر عموماً وہ اپنی آمدنی کے اندر
 گزارہ کرتے تھے۔ بیشک جو ایک بڑا سائنس دان تھا۔ افلاس اور فرض کے
 ساتھ کشمکش کو تار مار اس کی زیادہ تر وجہ یہ تھی کہ وہ قیصر حبشی کا مہندس اعظم
 تھا۔ اور اس کی تنخواہ ہمیشہ بقایا میں رہتی تھی۔ اس نے مجبوراً جنم ہتھکڑیاں بنانی
 شروع کیں اس نے ایک دفعہ لکھا میں اپنا وقت شاہی خزانچیوں کے دروازوں
 پر بیٹھا لیکن میں بسر کرتا ہوں اس کی وفات پر صرف بائیس کڑوں اس کے
 پہنے کا لباس دو تھیس چند کتا ہیں اور بہت سے قلمی مسودے ملے مینڈر بہت
 ہی شرمندہ مرا۔ مگر شاید اس کی یہ وجہ ہوگی کہ وہ مدبر اور فلاسفر بھی تھا۔ اور
 جس کو مالک غیر کے درباروں میں جانا پڑتا تھا۔ اور بڑے بڑے مشاہیر کی
 سوسائٹی میں بدرجہ مساوات شریک ہونا پڑتا تھا +

سپینوزہ کی آمدنی بہت کم تھی۔ تاہم چونکہ وہ ہمیشہ صاف کہنے سے
 ہٹتا رہا۔ یہ کہتا تھا۔ اس ضروریات کے واسطے کافی تھا۔ اس نے کسی سے فرض

نہ لیا اس نے پروفیسر کے عہدہ اور فیشن قبول کرنے سے انکار کیا اور آزادانہ زندگی بسر کرنے کے بعد موت کو ترجیح دی۔ ڈاکٹر فلاسفر کی طرح روپیہ کی پچھپو واہ نہ کرتا تھا۔ جب ٹیچر نے اس نے اصل وطن سے اس کو فیشن مہینہ کی تنخواہ کی تاکہ وہ اپنی باقی ماندہ زندگی کو علمی تحقیقات میں بسر کر سکے اس نے یہ بات منظور نہ کی وہ کہنے لگا۔ تعلیم دینا میرے واسطے ایک طرح کی تفریح ہے اگر مجھ کو زیادہ روپیہ مل گیا۔ تو میں علمی تحقیقات میں اپنی عادت سے زیادہ وقت صرف نہ کروں گا۔ فیراڈے کی آمد فی متوسط تھی مگر وہ شرافت اور آزاد سے زندگی بسر کرتا تھا۔ لاگرنج جو یورپ کے شاہی بنم کا بیٹا تھا۔ اپنی شہرت اور خوشی کو اپنے باپ کی طرف منسوب کرتا تھا۔ اس نے کہا اگر میں مالدار ہوتا تو غالباً میں ریاضی دان نہ ہوتا۔

جان ہنٹ جو ایک مشہور سائنس دان تھا سبقت مفروض تھا۔ اپنے اپنی تمام آمدنی اس شاندار مجموعہ کے اکٹھا کرنے میں جس کو عجیب فائدہ مند کہتے ہیں صرف کر دی۔ اس کو مریضوں سے جتنی نہیں ملتی تھی وہ ڈاکٹریشن اور دیگر عمل اور اپنے عجائب خانہ کی عمارت تعمیر کرنے میں صرف کر دیتا تھا جب وہ مرا اس کے کنبہ کی حالت بہت بری تھی مگر اس کا عجیب خانہ چند ہزار پونڈ دیگر گورنمنٹ نے خرید لیا۔ اس طرح اس کے تمام قرض ادا ہو گئے اور قوم میں اس کی شہرت کی ایک دیر پایا و کار باقی رہ گئی۔

بڑے بڑے تصور تقریباً سبک سب مغلستے تھے۔ اور وہ افلاس کے ساتھ کلیمس کہنے کے بعد نامور ہوئے بلکہ بعض افلاس سے نہ نکل سکے مگر اس کی زیادہ تر وجہ اس کی ناقص اندیشی تھی۔ جان سٹین مہیش مصیبت میں گرفتار رہتا تھا۔ کیونکہ وہ شراب کثرت سے پیتا تھا۔ وہ سداً ایک

کا کام کرنا تھا۔ بعد ازاں شراب فروشی کی دوکان کھولنے لگا۔ وہ تصور بھی بنانا
 نہ تھا۔ اور ساتھ ساتھ شراب بھی پیتا تھا۔ بعض اوقات شے کی حالت میں وہ اپنے
 اپنے شرابوں سمجھ بھگٹا دیکھ کر تصویر انارتا تھا سوہ منروض مرا اُس کی
 موت کے بعد اُس کی تصویروں کی قیمت بڑھ گئی۔ اب وہ مسادھی مونس
 سے وزن ہو کر بکتی ہیں۔

بہر حال دیکھ واندک کو توایت معقول آمدنی تھی۔ اس کا مزید دوا
 بنا بہرہ نشان ہوشوکت سے تھا۔ اور وہ اس قدر معقول خرچی کرتا تھا کہ
 قریب میں مبتلا ہو گیا۔ پھر دولت مند بننے کے لئے اُس نے ایک بیباک
 شریع کیا اس بامید سے کہ سنگ پارس مل جائے اس کو اس میں تو کامیابی
 نہ ہوئی۔ مگر زندگی کے انتہام کے قریب اس نے اپنی مالی حالت پھر سدھار
 لی اور وہ اپنی بیوہ کے واسطے بہت سارے پیہر بھجوا کر۔ بد خلافت اس کے
 زبیر انڈسٹری کا ایسا شید تھا کہ وہ قریب میں مبتلا ہو گیا وہ تصویریں
 اسلحہ اور عجیب و غریب چیزوں کے رکھنے کا اظہر شائق تھا۔ اور اس طرح
 وہ ایسی مشکلات میں مبتلا ہو گیا کہ اس کا دوا نہ مل گیا اس کی جاہد او تیر سال
 ایک قانونی نگہانی میں رہی اور جب تک وہ نہ مرا عدالت ہی اس کے کاروبار
 انجام دیتی رہی +

اٹلی کے بڑے بڑے مقصور معتدل مزاج شرابی پر مبنی کرنے والے
 اور سلامت رو آدمی تھے۔ اور وہ اپنی آمدنی کو دیکھ کر گذارہ کرتے تھے پین
 اپنے ملحقہ حالت میں آتا ہے۔ رافیل میکائیل اینگلوز پوکس اپلیس رونس
 رینڈس ٹیشیلین دولت مند اور خوش تھے کیونکہ وہ باوجود زمین ہونے
 کے عملی باتوں میں کفایت شعار تھے۔ خود ہیڈن اس کے برعکس عادت کی

ایک مثال قصہ وہ اپنی طویل زندگی میں مشکلات اور قرض سے کشمکش کرتا رہا جب وہ ایک نمہ واری سے آزاد ہو جاتا تھا تو وہ ایک اور نمہ واری اٹھالینا اس نے ایک تصویر اس وقت بنائی جب کہ وہ انگلستان کے قید خانے میں مقروض پڑا ہوا تھا۔ جہاں وہ قرض کے واسطے قید کیا گیا تھا اس کے روزنامچے میں ایک عجیب غریب بات درج ہے جس میں نے ایک کھن فروش وینٹائی سے جو میرا پہلا شاگرد تھا۔ اور جو میں سال پیشتر سرانجام بومانڈ کی سفارش پر میرے سے تعلیم پانے لگا تھا۔ دس پونڈ قرض لئے مگر اس نے کچھ دیر تک تصویریں بنانے کے بعد کھن کی ایک دوکان نکالی اور اپنے پرانے استاد کو نہ زور کے وقت میں پونڈ بھیج دیئے۔ ہیڈن کے مکتوبات سے پایا جاتا ہے کہ اس کی وکلا اور ترقیوں کے ساتھ کئی دفعہ لڑائیاں بھی لڑی رہیں۔ قرض خواہ اس کو پیسہ پیسہ دے دے تھے وہ اور تنہا نہ کرتے تھے وہ دیکھتا ہوا کہ لازرس کا سر گر خوار ہونے کے بعد بتایا۔ یوگس کی تصویر کسی شخص سے مستعار لیکر بنائی وہ نو فن کا خوبصورت چہرہ و کیلوں سے رحم کی التجا کرنے کے بعد سب پر کے وقت بنایا گیا کہ نہ را کا سراسیمہ تکلیف کے وقت بنایا گیا کہ وہ سرخ نخر نہیں آسکتی اور انسی عورت کا تھا اس وقت بنایا گیا کہ ایک دگر وارتھا جانا کرتے کے پونڈ چلا گیا۔

کو پرکھتا تھا مجھے کوئی ایسا شاعر معلوم نہیں جو فضول خرچ نہ ہو اور وہ اپنے آپ کو فضول خرچ ہی شمار کرتا تھا۔ یا جو بیکہ خلوت میں دنیا کے جھیلو سے دور رہ کو عملی زندگی بسر کرتا تھا۔ وہ ہیشہ اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرتا اس نے ایک فقر لکھا۔ ہر انتظام کی مدد اور کفایت شعاری کے تمام اصول کو مد نظر رکھ کر یہ مذاقیہ کلام ہے، میں نے بارہ ماہ کی آمدنی تین ماہ میں خرچ

کردی لیکن گرفتوں خیرچ شاعروں کی تعداد بہت زیادہ ہو۔ یہی یہ فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ شیکسپیر جو تمام شاعروں کا متراج تھا کفایت شعار آدمی تھا۔ اُس نے اپنی آمدنی کو اچھی طرح خرچ کیا اور اپنے کنبہ کو فارغ البال چھوڑا۔ مگر اس کے بعد صرف پانچ روزہ ترقی دہش آدمی تھے۔ بن جاکسن کو اکثر مالی مشکلات پیش آتی تھیں اور وہ ہمیشہ مفلس رہتا تھا۔ اس نے ایک دفعہ قینکھو سے کیشٹ میں شانگ قرض لئے گو وہ کلال خانہ میں ہمیشہ باتا تھا میخبر ایک در شاعر ایسا تنگ دست تھا کہ وہ اپنا شراب کابل نہ ادا کر سکتا تھا۔

گرین پیل اور ملو عیاشی میں زندگی بسر کرتے رہے اور نہایت افلاس کی حالت میں مرے۔ مارلوش کی حالت میں لڑتا ہوا مارا گیا۔ گریں اپنے بستر مرگ پر پڑا ہوا تھا۔ اور بوجہ کثرت شراب کے اس کی روح پرواز کر کے کوئی کہ اُس کو دس پونڈ کے قرض کا خیال آیا۔ جو اُس نے اس کفش روز سے لیا تھا۔ جس کے گھر رہتا تھا۔ اُس وقت اُس نے دوست پیل کو یہ نصیحت کی کہ سلامت روی اختیار کرے اور قرضوں خرچی سے باز آئے۔ لیکن پیل نے اُس کی نصیحت پر عمل نہ کیا۔ اور اس کی طرح قرض اور تکلیف میں مر گیا۔ اس نے ایک آخری چٹھی برے سے ادا دینے کے واسطے لکھی۔ تولہ طویل مرض سے مرنے والا کمزور ہو گیا ہوں کہ میں شرم اور مار کو تقریباً ناقصیت اندیشی خیال کرتا ہوں۔ یسین سرافلاس اور بکسی کی حالت میں مرا۔ بین جانسن نے اس کی نسبت کہا ہے کہ وہ گنگا سٹریٹ میں روٹی نہ ملنے کی وجہ سے مر گیا۔ لارڈ ایلس نے اُس کو بیس کروڑ بیچے مگر اس نے دینے سے انکار کیا۔ اور کہنے لگا انوس ہے کہ میرے پاس ان کے خرچ کرنے کا کوئی وقت نہیں۔

مابعد شاعروں اور ادیبوں سے ملن گناہی کی حالت میں مرا گودہ
مقروض نہ تھا۔ تو یہی ایک نہ بہ زمین کو ٹھہری ہیں مرا ہو ڈی براس کا نصف
ٹیکر کو چہ روز ایسے میں فاقوں کے مارے اسی نگہ خوت ہوا جہاں ڈرامیٹن
بد معاشوں نے پٹیا تھا۔ آٹھ ٹورہل پر چھپ گیا تھا۔ فاقوں نے اُس کو
وہاں سے بھی ڈھونڈ نکالا۔ دنیا میں اُس نے آخری کام یہ کیا کہ ایک ٹیلیٹن
سے ایک شنگ مستعار مانگا جس نے اُس کو ایک گئی وے وی اپنی بھوک کو
سیر کرنے کے لئے ایک پھل کا خریدا۔ اور پہلا قلم کھانے پر ہی اُس کا کلا بند
ہو گیا۔ وائی چہ قرض کے واسطے سات سال تک قید رہا۔ مگر وہ اتنی برس
کی عمر میں اپنے گھر پر لیٹا ہوا مرا۔ فیلڈنگ کی فضول خرچی اور عیاشی حد درجہ
تک پہنچ گئی تھی وہ ابتدائی عمر میں ہی مشکلات میں مبتلا ہو گیا مگر اُس نے
اپنی عادت کو بالکل ترک نہ کیا۔ اور چونکہ وہ اپنی بیوی اور بچے کو پر دین میں
چھوڑ آیا تھا مرتے دم اُس کی میزبانی کی کوئی حد نہ پوچھی۔

سیونج کو سچا پس پونڈ سالانہ کی پنشن ملتی تھی جو وہ چند روز میں خرچ
کر دیتا تھا۔ اس وقت پنشن تھا۔ کہ غلامی لیس والے مہرخ چوتھے پنشن تھے
اور جانسن اس کو ایک ملا۔ تو اُس کو اسی پنشن ملی تھی۔ وہ مذکورہ بالا
قسم کا ایک کوٹ پسند آ رہا تھا۔ مگر ساتھ ہی اُس کی ٹوٹی ہوئی جوتی سے ہر
انگوٹھے نظر آ رہے تھے۔ پر وہاں اور فضول خرچی میں زندگی بسر کرنے
کے بعد اس نے قید خانے میں وفات پائی۔ جہاں وہ چھ ماہ تک قرض کے
واسطے قید رہا۔ جانسن سیونج کی زندگی کے خاتمے پر کہتا ہے یہ داستان
بالکل بے فائدہ نہ ہوگی۔ کیونکہ ان لوگوں کو جو اپنی غلطی قابلیتوں یا کمالات
پر بھروسہ کر کے زندگی کے عام اصولوں سے لاپرواہی کرتے ہیں۔ بخوبی معلوم

ہو جائے گا۔ کہ عاقبت اندیشی کا قایم مقام کوئی وصف نہیں ہو سکتا۔ اور اگر غفلت اور بے قاعدگی کو مدت تک جاری رکھیں۔ علم بنیاد پر جو مدت بے مضحکہ خیز اور ذمات حقیر ثابت ہوگی ۔

سٹرن نے جبے فات پائی گو اس کا دو والد نہ نکلا تھا۔ وہ مفلس تھا۔ اُس کی وفات پر اُس کی بیوی اور بیٹی کے واسطے چندہ جمع کیا گیا۔ چپل اپنی عیاشی اور فضول خرچی کی وجہ سے مقروض ہو کر قید خانہ میں بھیجا گیا۔ کوپ نے اُس کی نسبت کہا ہے کہ وہ روپیہ اور اپنی ذمات دونوں خرچ کر چکا تھا۔ پیٹرٹن نے فاقوں سے مجبور ہو کر اٹھارہویں سال میں زہر پی کر خودکشی کر لی۔ سیرچرٹ سٹیل ہمیشہ مقروض رہتا تھا۔ بعض باتوں میں اس کی طبیعت اور خصلت شیریدن کے مشابہ تھی۔ وہ ہر وقت خیالی پلاؤ پکاتا رہتا تھا۔ اور ہمیشہ یہ امید رکھتا تھا۔ کہ اُس کی یادری سے بہت سی دولت مل جائیگی۔ قرض خواہوں اور قارتوں نے اس کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ مگر جب تک اُس کو ادھار ملتا رہا۔ اُس نے عیش و عشرت نہ بھوڑی۔ جب وہ کمشنر اسٹارپ کے عہدہ پر تعینات ہوا جس کی آمدنی متوسط تھی۔ اُس نے ایک گھنٹی بنائی جس میں وہ بعض اوقات دو اور بعض اوقات چار گھوڑے جوتا تھا اور ہمیشہ دو مکان ایک لٹن میں اور دو سہا پہن میں رکھتا تھا۔ اُس کی آمدنی کم تھی۔ مگر وہ کروڑوں سے زندگی بسر کرتا تھا۔ بدیں و چہرہ پہلے سے بھنی مقروض ہو گیا۔ دکھائے اس پر بار بار ناش کی اور اُس کو مقروض کے قید خانہ میں قید کیا گیا۔ وگرنہ داروں نے اُس کے گھر پر اس کا اسباب اسباب فروخت کروا دیے۔ اُس کی بیوی کے پاس زندگی کی نہایت معمولی ضروریات نہ تھیں مگر بایں ہمہ سٹیل مطمئن اور خوش خلق رہا۔ اُس کو کہیں سے

ماں بیکران حاصل کرنے کی ہر وقت توقع رہتی تھی۔ اس نے یہ ایکلاؤکھی تجویز سوچی کہ لندن کی منڈی میں زندہ مچھلیاں آسکیں وہ اپنی بیوی کو کھنے لگا اگر یہ تجویز درست نکلی تو انگلستان کی تمام لیڈیوں کی نسبت تم بہتر مچھلی کھا سکو گی۔ آخر وہ ویلز میں اپنی بیوی کی تھوڑی سی جاہداد پر مر گیا *

گولڈ سمٹھ بھی قسمت کا دھتی تھا۔ وہ ہمیشہ قرض میں مبتلا رہتا تھا۔ استعارہ تھا کہ وہ بھر قرض کا تیراک تھا۔ جب وہ قرض سے نجات پاتا تھا۔ وہ بلدی ہی پہلے سے اس میں مبتلا ہو جاتا تھا لہذا اس کی حیثیت میں اس نے پہلے پہل ہٹنا روپیہ کما یا گھوڑا خرید کر برباد کر دیا اس کے رشتہ داروں نے پچاس پونڈ جمع کر کے ٹینیل میں قانونی تعلیم پانے کے واسطے بھیجا مگر وہ شہر ڈبن سے آگے نہ گیا۔ وہاں اس نے تمام روپیہ خرچ کر دیا یا قمار بازی میں اڑا دیا۔ پھر وہ اڈنبرا میں مصالحت کی تعلیم پانے گیا وہ اپنے ایک دوست کا صفا من ہو گیا۔ اور اس کو وہاں سے بھی مجبوراً فرار ہونا پڑا۔ اس کی عیب میں ایک کوڑی نہ تھی۔ اور وہ ایک ہنسری بیکر پورپ کی سپرد سیاحت کو نکلا۔ وہ ہنسری بیکر کے ایک مانگتا ہوا سیر کرتا پھرا اور جیسا مفلس گیا تھا ویسا ہی انگلستان میں واپس آیا۔ بعد ازاں اس نے خود تعلیم کیا کہ پورپ بھر میں کوئی ملک ایسا نہیں جس میں مقروض نہیں *

بلکہ جب گو سمٹھ بہت سا روپیہ کما سے لگا اس وقت بھی مقروض رہا۔ وہ جو روپیہ ایک ہاتھ سے کما تا تھا دوسرے سے دے دیتا تھا دوہ والا اس کو تنگ کرتا تھا۔ مالک مکان قید کرتا تھا۔ وکلا اس کو دھکیاں دیتے تھے۔ مگر اس نے کفایت شعاری کا سبق نہ سیکھا۔ میں جینے میں اس کی مشہور و معروف کتاب بکار آف ویکینڈز کی دو سری ایڈیشن شائع ہو

اُس نے بیوہ بری کے نام پر چند گنی کا بل بھجوا دیا۔ جو وہاپس گیا باسویل کے مکان پر اس نے جو قریب مگر قریب لیا۔ پناہ لیا تھا وہ اس کے درزی کا ملک تھا اور اُس نے اپنی وفات تک اُس کی قیمت ادا نہ کی۔ بچے اُس کے کہ خوش قسمتی کے زمانے میں اُس کی تکلیف کم ہوتی وہ بڑھتی گئی۔ اُس کے پاس جتنا زیادہ روپیہ آتا تھا وہ اتنا ہی لاپرواہ اور فضول خرچ ہو جاتا تھا۔ وہ خود رنگ رلیاں کرتا تھا۔ اور دوسروں کو بھی کرانا تھا۔ وہ ایک گنی قرض لیکر فقیر کو دے دیتا تھا۔ وہ اپنے بدن کے کپڑے اور بستر کی توشک اور لحاف دے دیتا تھا۔ جو شخص اُس سے مانگتا وہ دینے سے انکار نہ کرتا تھا۔ اُس قسم کی فضول خرچی سے عمدہ برا ہونے کے لیے اسے یہی کتابوں کے کھینے کے کا وعدہ کیا جو اُس نے شروع تک کی وہ آئندہ کی کمائی کے توقع پر قرض لیتا تھا اور اپنی چیزوں کو گرہی درگروہی کرتا تھا۔ اُس نے عملی زندگی انفلاس مشکلات اور قرض کی حالت میں شروع کی تھی۔ اور وہ اسی حالت میں موت کے وقت اُس نے دو ہزار پونڈ قرض دینا تھا۔ جانسن کا قول ہے کہ کیا پہلے کسی شاعر پر اتنا اعتبار کیا گیا تھا۔

گوں سمجھ اور بعض دوسرے آدمیوں کی نظیر پیش کر کے کہا جاتا ہے کہ دنیا ذہن آدمیوں سے سخت سرور کرتی ہے اور ادیب اور مصور جیسی حقوق سے محروم رکھے جاتے ہیں سو سائنسی کو عالمی دماغ اور ذہن آدمیوں سے زیادہ نرم سلیک کرنا چاہیے۔ اور گورنمنٹ کو موجودہ زمانے کی نسبت زیادہ توجہ دینی چاہیے لیکن سو سائنسی یا گورنمنٹ ذہین آدمیوں کے واسطے خواہ کتنی رعایتیں کرے وہ جب تک معمولی آدمیوں کی طرح خود غرق اور معمولی کفایت شعاری کو نہ نظر نہ رکھیں گے وہ ان سے کسی کام کی نہ ہوگی۔ ممکن ہے کہ ہرکو

بیچارے گولسمتھ کی حالت پر رحم آئے مگر یہ سوچنی دیکھ سکتے ہیں کہ وہ شروع سے لیکر آخر تک اپنا دشمن سمجھا جاتا تھا۔ اُس نے چودہ سال میں آٹھ ہزار پونڈ کمائے اور اگر موجودہ زمانے کے سکہ سے حساب لگایا جائے تو مذکورہ بالا رقم کی قیمت بہت ہی زیادہ ہے تاہم زمین اور حیوانات کے اس سے۔ ۵۰ پونڈ لیے۔ اور اُس کی یہ کتاب عمدہ تالیف سے زیادہ وقعت نہ رکھتی تھی حالانکہ اُس کی نسبت کہا تھا کہ علم حیوانات میں اُس کو اتنی محدود واقفیت ہے کہ اگر وہ گلے اور گھوڑے میں تمیز کر سکے تو تعجب ہونا چاہیے۔ نیک آدمی کے ہاتھ سے اُس نے پانچ سو پونڈ کمائے اُس کی دس ساری کتابوں کا بھی یہی حال تھا جو سن کے برابر کامیاب تھا۔ مگر وہ جانسن کی طرح صوفی مشرب خود ضبط اور خود داری کرنے والا نہ تھا۔

تاہم جب گولسمتھ اپنی حالت پر غور کرتا تھا۔ تو اُس کو معلوم ہو جاتا تھا کہ سید راستہ کون ہے گو اس کو اتنی جرأت نہ تھی کہ ہر ادا مستقیم پر چلے اُس نے اپنے بھائی ہینری کو اُس کے بیٹے کے متعلق یہ نصیحت کی جناب من لپنے بیٹے کو کفایت شعاری اور پس انداز کرنے کا طریقہ سکھاؤ۔ اُس کے سامنے اس کے غریب آوارہ گرد چچا کی مثال پیش کرو۔ میں نے کتابوں سے بے عرض اور فیاض ہونیکا سبق سیکھا تھا۔ پیشتر اس کے کہ میں تجربہ سے یہ سیکھنا کہ دور اندیش ہونا ضروری ہے میں نے غلے کی عمارت اور خیالات سیکھ لئے تھے اور میں جیلہ بازوں اور فرہیوں سے محفوظ رہنے کا طریقہ نہ سیکھا تھا میں باوجود اپنی بے استطاعتی کے حد درجے کا فیاض تھا۔ اور انصاف کے قواعد کو بھول جاتا تھا۔ اور میں اس بد قسمت آدمی کی طرح ہو جاتا تھا۔ جو میری فیاضی کا کاشکریہ ادا کرتا تھا۔

بائیرن پورا جوان نہ ہوا تھا۔ کہ وہ مقرض ہو گیا۔ اس نے اپنی عمر کے بیسویں سال میں مسٹر جیبر کو لکھا میں سخت مقرض ہوں۔ اکیس سال کی عمر سے پیشتر میرا نوٹ دس ہزار پونڈ قرض ہو چکا تھا۔ جب وہ بالغ ہوا تو ساہوکاروں سے نہایت گراں شرح پر سودی روپیہ قرض لیکر بیونس آئس میں چلے گئے۔ جوں جوں اس کی عمر زیادہ ہوتی گئی اس کی مشکلات بڑھتی گئیں سکتے ہیں کہ اس کی والدہ غصے کی حالت میں فوت ہوئی تھی جس نے کسی قرض خواہ کو بل نہ کچھ لیا تھا۔ جب اس کا ایک شہور منظم سفر نامہ چائیکو ہیرلڈ شائع ہوا۔ تو اس نے مسٹر ویلاس کو اس کا حق تعین کر کے کہا میں اپنی تحریر کا روپیہ ہرگز نہ لوں گا۔ اس نے دانشمندی کی کہ بعد ازاں اس نے اس ارادہ کو ترک کر دیا۔ مگر علم ادب کے ذریعے خواہ وہ اس وقت کتنا ہی کماتا اس کے قرض کا بوجھ ہرگز ہلکا نہ ہو سکتا بیونس آئس کا مالیشان مکان اور عاید فروخت ہو گئی۔ مگر وہ پہلے سے بھی زیادہ مقرض ہوتا گیا۔ پھر اس نے غالباً اس وقت سے شادی کر لی کہ اس کی بیوی کی دولت اس کو قرض سے نجات دلا دے گی۔ مگر اس کا روپیہ کمیشن تھا یا شاید بنگلہ میں جمع تھا۔ اور اس کو وہ استعمال نہ کر سکتا تھا۔ اور شادی کی تجویز سے بچاؤ اس کے کہ اس کو کچھ آرام ہوتا آئے اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ہر شخص کو اس شادی کا افسوسناک نتیجہ معلوم ہے مگر یہ کہ قارق اور قرض خواہ ہیں نہ لینے دیتے تھے +

بائیرن اپنی کتابوں کا حق تعین فروخت کرنے پر مجبور ہو گیا مگر اس کے پبلشر نے منع کیا اور اس کی عارضی ضروریات کو رفع کرنے کے واسطے چھ کی ایک سقول رقم پیش کی شادی کے پہلے سال قارئین نے نو دفعہ اس کے مگر قبضہ کیا قرض خواہ ہر وقت اس کے دروازے پر منڈلاتے رہتے تھے۔

اور وہ قید خانہ سے صرف اس واسطے بچا رہا کہ وہ ایک ہی حیثیت شخص تھا۔ اُس کی طبیعت تہا سبت اثر پذیر تھی۔ اور وہ اس قسم کے واقعات کو دیکھ کر ضرور جلتا ہو گا۔ غصہ بڑھ اُس کی بیوی اس سے جدا ہو گئی۔ اس سے اُس کو سبب مل گیا کہ وہ اس کو نظریں خود تصور کر سکے ہیں گو بابر نے اپنی بیٹی نکاح کا روہیم پہنچے سے نکاح کیا تھا۔ اُس نے اپنی آرا کو بدل دیا بلکہ وہ اپنے پیشروں کے ساتھ بھی سخت سودا کرنے لگا۔ مگر مرنے سے اس شاعر کی داستان میں یہ بیان نہیں کیا کہ اس کو قرض سے کبھی نجات ہوئی یا نہ ہوئی۔ اس کا کام تمام کر دیا تو وہ قرض کے پنجہ سے خلاص ہو گیا۔

لوگوں کے قرض برداشت کرنے میں بڑا ہی فرق ہے۔ بعض اُس کو بوجھ خیال ہی نہیں کرتے بعض اُس کو بہت ہلکا خیال کرتے ہیں بعض قرض خواہوں کو قاتل خیال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو شہید مگر جس شخص میں کچھ بھی اخلاقی احساس ہو اور وہ دوسروں کی چیزیں بغیر معاوضہ دینے کے استعمال کرے یا قیمت ادا کرنے کے بغیر کپڑے پہنے قیمت ادا کرنے کے بغیر گوشت کھائے۔ قیمت ادا کرنے کے بغیر شراب پیئے اور قصاب دوکاندار شہر آ فروش اور سبزی فروش سے ادھار لیکر اپنے مہمانوں کی ضیافت کرے اُس کو معلوم ہو گا کہ وہ نہ صرف کمینہ بلکہ بے ایمان بھی ہے اور اس وقت اُس کو قرض کا بوجھ بہت گراں معلوم ہو گا۔ اور ساتھ ہی ندامت بھی ہوگی۔

جو لوگ قرض کو ہلکا خیال کرتے ہیں اُن کی نسبتی تعداد بھی بہت زیادہ ہے مثلاً ھتیونیل سبب مرض میں غرق تھا۔ ایک گنی ادھار لیکر مزیدار کھانا کھانے لگا۔ انگلستان کے ایک مصنف فٹامی نے اپنی والدہ کو اُس نے عربیل خط لکھا۔ پیارے سیم میں قرض کی وجہ سے قید خانے میں

ہوں۔ اپنی مہربان ماں کی آکر مدد کرو۔ جواب دیا: پیاری ماں میں بھی مقروض ہوں۔ بدیں وجہ میں اپنی ماورِ مشفقہ کو رٹائی دلوانے میں قاصر ہوں سیٹل اور شیرڈین دونوں نے اس بو جھ کو سبک خیال کیا۔ جب وہ دوستوں کی ضیافت کر رہے تھے۔ انہوں نے قارئوں کو وردی پہنا کر مہانوں کی خدمت کرنے پر کھڑا کر دیا سیٹل کا اطمینان کسی طرح کم نہ ہوتا تھا۔ جب وہ قرض سے مجبور ہو کر لنڈن چھوڑ کر ہلا گیا۔ وہ دیہات میں ان لڑکوں اور لڑکیوں کو جو دیہاتی کھیلوں اور رقصوں میں جمع ہوتے تھے۔ انعام دیتا تھا۔ شیرڈین بھی اپنے قرضوں کو بہت ہلکا خیال کرتا تھا۔ اور قرض خواہوں کو طرح طرح کے تمسخر کرتا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی قرض خواہ نے یونگیا کی کہ حساب کا بل میلا کچھ بڑا ہو گیا ہے کیونکہ وہ کئی دفعہ پیش کیا گیا تھا شیرڈین نے اُس کو نصیحت کے طور پر کہا دوست اُس کو اپنے گھر لے جاؤ اور صاف تھو روغنی کا غلہ پر لکھ لو۔ بچا پرے برنس کی حالت اس سے بہت مختلف تھی۔ اُس نے لباس کی پونڈم شلنگ قیمت ادا کرنی تھی اور وہ ادا نہ کر سکتا تھا۔ وہ بایوس ہو گیا اور اس نے اپنے دوست ٹامسن کو جس نے اس کے گیت چھاپے تھے۔ یہ درخواست لکھ بھیجی کہ پانچ پونڈ دے دو اور میں کوئی گیت منظوم کر کے پیچیدوں گا۔ اس کا آخری قصیدہ ایک عشقیہ نظم تھی جو اس نے اپنی وفات سے چند روز پیشتر قرض ادا کرنے کے واسطے بتائی تھی۔ سنسنے سمجھ کر ابتدا زندگی میں افلاس کے ساتھ سخت کشمکش کرنی پڑی۔ اس کے عہدہ کی آمدنی کم تھی۔ اور اس کا کنبہ بڑا تھا۔ اس کی بیٹی نے اُس کی نسبت کہا ہے بو جھ قرض کے وہ راتوں سو یا نہ کرتا تھا۔ اور میں نے اُس کو کئی دفعہ شام کے وقت دیکھا ہے کہ جب وہ بہت سے بلوں کا احتیاط

سے معائنہ کرنا تھا۔ اور آہستہ آہستہ اُن کی قیمت ادا کرتا تھا۔ تو قرض کے مارے اس کے حواس باختہ ہو جاتے تھے وہ اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں سے ڈھانپتا تھا۔ اور پکارا اٹھتا تھا۔ افسوس مجھے اپنا بڑھاپہ قید خانے میں گزارنا پڑیگا۔ مگر اُس نے اس بوجھ کو بہادری سے برداشت کیا اور وہ بشتا بشتا محنت کرتا رہا۔ اور اپنی آمدنی کو بڑھانے کے لیے اخبارات میں مضامین شروع کئے تھے کہ آخر کار اُس کو ترقی ملی گئی اور اُس نے اپنی مستقل مزاجی محنت اور آزادی کا ثمرہ پالیا۔

ڈی نو کی زندگی مشکل اور قرض کے ساتھ ایک طویل لڑائی تھی۔ وہ ہمیشہ جھگڑوں میں الجھ جایا کرتا تھا۔ جن میں سے اکثر خود اُس نے ہی شروع کئے تھے۔ وہ نوجوانی کے زمانہ سے ہی سخت مضامین اور رسالے لکھتا کرتا تھا۔ اور ایک منٹ تک آرام نہ کرتا تھا۔ وہ کبھی ڈپوک نامتھ کے ساتھ سپاہی تھا۔ کبھی وہ طح طح کی تنجوئیں پیش کرتا تھا۔ کبھی وہ شر کرتا تھا۔ کبھی وہ پولیٹیکل انجنیئر بھی ناول نویس بھی مضمون نگار اور کبھی مورخ بن جاتا تھا۔ پری یعنی تنکھہ عقوبت سے اُس کو خوب اقصیت تھی اور وہ اپنا بہت سا وقت قید خانہ میں خرچ کر چکا تھا۔ جیسا اُس کے ایک دوست نے اس پر زر پستی کا الزام لگایا تو اُس نے در و ناک بے سے صاف صاف کہا کہ حفظ امن کے لیے میں نے بہت سے تنازعات کو خود گوارا کیا ہے میرے پر دوسرے لوگوں کے قرضہ کے واسطے نالش کی گئی۔ اور عامہ رائے نے میرے سے وہ بونہی چھین لی جس کے ساتھ میں اپنا قرض ادا کر سکتا میں نے اپنے کثیر التعداد کہنے کو اپنی محنت کی کمائی سے پالا اور کم نہ ہونے والی استعدادی سے قرض اور مصیبت کے سمندر سے تیر کر نکل آیا۔ اور قید خانوں

اور دیگر کڑے مقامات میں اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کی مدد سے بغیر گزارہ کرتا رہا۔ یقیناً اتھاک ڈنکو کی طرح زندگی میں کبھی شخص کی شکست اور مشکلات کا مقابلہ نہ کرتا پڑا ہوگا۔ تاہم باوجود تالیف و تصنیف کی محنت کے وہ قرض سے نہ بچ سکتا تھا کیونکہ یقین کیا گیا ہے کہ جب اُس نے وفات پائی تو اس کا دوا لہ نکلا ہوا تھا۔

سادوے اپنے طور پر ڈی فو کی طرح محنت کرتا تھا۔ گویا سب علم کی طرح وہ خلوت میں زندگی بسر کرتا تھا۔ اور بحث مباحثے نہ کرتا تھا۔ گو مقربین وہ بھی تھا۔ مگر اس نے قرض کو اپنے آپ پر مسلط نہ ہونے دیا۔ اس نے ابتداً تصنیف میں ہی یہ عزم کر لیا تھا کہ میں ایسا قرض نہ لوں گا جو ادا نہ کر سکوں۔ اس نے نہ صرف اپنا قرض بے باک کر دیا بلکہ وہ اپنے دوستوں کی بخوبی مدد کرتا رہا۔ وہ کچھ وقت تک اپنے داماد کارلٹ اور سوویل کا کنبہ پالتا رہا۔ اور اُس کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ اپنی واقعی آمدنی سے زیادہ خرچ نہ کرتا تھا۔ اور قرضوں پیڑ نہ خریدتا تھا۔ بھالیکہ اُس کی آمدنی بہت ہی کم تھی جو جو جبہ اُس نے اٹھایا ہوا تھا وہ اُس کی نسبت کم حوصلہ آدمی کو ضرور کھل ڈالتا۔ مگر وہ کام مطالعہ اور تصنیف کرتا رہا اور اُس نے اپنی اور اُن لوگوں کی ضروریات کے واسطے جو اُس کے دست نگر تھے۔ کافی روپیہ کمایا۔ اور بغیر بڑے اسٹے اور شکایت کر سنے کے شرافت سے اسی راستہ پر چلتا رہا۔ وہ نہ صرف اپنے رشتہ داروں کو ہی وریا دلی سے مدد دیتا تھا۔ بلکہ اپنے معیشت زدہ ہم کشتوں کو بھی اس نے کالہج کی بیوی اور اصل و عیال کو اس وقت اپنے پاس بلالیا۔ محبوب کارلٹ و بیوی نشی کا غلام بن گیا تھا۔ چونکہ اُس کی بہت سے لوگوں کی امداد کرنی اور خود اپنے

اخراج پھلانے پڑتے تھے وہ ہر ایک کے واسطے آگ آگ محنت کرتا تھا وہ
نوجوانوں کو جو اُس کی امداد طلب کرتے تھے ہمیشہ عمدہ نصیحت دینے کے
واسطے تیار تھا۔ اس طرح اس نے کرک واپٹ ہریٹ ٹولیس اور ڈسٹنٹ
کو حوصلہ دلا یا گیا۔ گو یہ ہونسا آدمی نوجوانی کی حالت میں عرب گئے۔ وہ ان
کو نہ نصیحت اور حوصلہ افزائی سے بلکہ روپے سے بھی مدد کرتا تھا۔
اور اس کی بروقت امداد سے پیٹرن کی بہن نے ناداری سے خلاصی پائی
اور اس طرح وہ اخیر دم تک شرافت اور بے غرضی سے کام کرتا رہا۔ اس
کو تعنیف، متاثر، سے خوشی اور مسرت حاصل ہوتی تھی۔ خود اس کے
انفاذ میں ہیں۔ میں اتنا عالم نہیں جتن خراب ہوں۔ اتنا خراب نہیں جتنا
مغرور ہوں اتنا مغرور نہیں جتنا خوش ہوں۔

سروالٹر سکاٹ کی زندگی نہایت پر اثر داستان ہے جس
میں کانسٹبل اور کمپنی کی ناکامی کا ذکر ہے یہ ایک چھاپہ کی کمپنی تھی اور
سکاٹ کا اس کے ساتھ بہت تعلق تھا۔ کمپنی کا دوا لہ نکلنے پر اُس کو بھی
بہت ساقرض دینا پڑا اُس نے ایڈس فورڈ تھی کی جو اُس کی ایک لڑکیاں
کو بھی تھی۔ وہ بہت سے اعلیٰ عہدوں پر متاثر رہا اور اپنے آپ کو بہت مالدار
خیال کرنے لگا کہ پچاس لاکھ کمپنی کا دوا لہ نکل گیا اور وہ دس لاکھ سے
زیادہ پونڈ کا مفروض ہو گیا۔ جب اس نے اس مفروض خیر کو سنا تو وہ کہنے
لگا کہ اس طرح تمام زندگی بھر کی محنت کو ضائع کرنا اور اخیر دم مفلس ہونا
بہت شاق ہے لیکن اگر خدا نے مجھ کو چند سالوں تک صحت اور طاقت عطا
کی تو میں سب قرضہ ادا کر دوں گا۔ ہر ایک شخص اُس کو مفلس خیال کرتا تھا اور
وہ خود بھی یہی خیال کرتا تھا مگر وہ حوصلہ نہ مارا۔

جس اس کے قرض خواہوں نے یہ تجویز پیش کی کہ قرض میں تخفیف
 کر دی جائے۔ تو اُس کی حیثیت نے یہ تجویز منظور کرنی کو ایسا نہ کی اُس نے خواہ
 دیا نہیں میں اس تجویز کو منظور نہیں کرتا۔ وقت اور میں کوئی سے دو آدمیوں
 پر نسخہ پاسکتے ہیں گو قرض دوسروں نے لیا تھا وہ اُن کے واسطے قانوناً
 ذمہ دار ہو گیا۔ وہ اپنی دیانت اور راستبازی کے اصول پر قائم تھا۔ اُس نے
 مصمم ارادہ کر لیا کہ اگر ہو سکے تو ایک ایک کو طری کا حساب یہ باقی کر دے
 اور وہ ایسا ہی کرنے لگا۔ مگر اُس کو اس کوشش میں اپنی زندگی سے
 محفوظ ہونا پڑا۔

اس نے اپنے شہر کے مکان اسباب و زوائی استعمال کی چیزوں
 کو بطور ضمانت اپنے قرض خواہوں کے حوالہ کر دیا اور یہ عہد کیا کہ اپنے قرض
 کی ایک خاصی رقوم ہر سال ادا کرتا رہے گا۔ اس کے واسطے اس نے بہت
 سی کتابیں تصنیف کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ جن میں سے اکثر بڑی ضخیم تھیں یہ
 ختم ہو چکیں تو اُس کے قرض کا بہت سا حصہ ادا ہو گیا مگر اُس کی شہرت
 میں زیادہ ترقی نہ ہوئی اس نے فرانس کے شہر منتشاہ اعظم فیو لہین
 بونا پارت کی سوانح عمری کی دس جلدیں لکھیں یہ کتاب اُس نے نہایت
 رونق و فخر اور ناداری کی حالت میں تیرہ ماہ کے اندر تیار کی اور اُس کی تصنیف
 سے اُس کو چودہ ہزار پونڈ ملے گو اُس کو رستم ہو گیا وہ برابر لکھتا رہا۔ حتیٰ
 کہ اس نے چار سال کے عرصہ میں اپنے قرض کا دو تہائی حصہ ادا کر دیا۔
 و تالیف کی تاریخ میں یہ واقعہ اپنی آپ ہی نظیر ہے +

اپنی زندگی کے آخری چند سالوں میں جب اُس کو رستم کا مرض
 لاحق ہو گیا تھا۔ اور وہ بمشکل اپنا قلم پکڑ سکتا تھا۔ اُس نے جدوجہد کی

اُس سے اُس کی سچی شجاعت کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے وہ اخیر دم تک شکست سے منہ نہ ہٹا ہوا۔ جب ڈاکٹر نے اُس کو بے مدد و مددگار سے منع کیا۔ تو اُس نے جواب دیا کہ اگر میں کا پٹی اختیار کروں تو دیوانہ ہو جاؤں گا۔

اور اُس کے مقابلہ میں میں موت سے بھی نہیں ڈرتا، مرض کے آخری صدمہ سے غمناک اور صدمہ پذیر محبوب وہ ایٹش فورڈ کی کوٹھی کے محاذ میں گھاس پر گر کر سہی بچھا کر بیٹھا ہوا اونگہ رہا تھا۔ وہ یکایک تنہا ہو گیا اور اُس چادر کو جو اُس نے اپنے بدن پر پٹی ہوئی تھی۔ پھینک کر کہنے لگا۔ یہ افسوس ناک کاہلی ہے۔ مجھے میرے کمرے میں سے پلو اور میری ڈیس کی چابیاں لے آؤ۔ وہ اُس کی سپرے دار کر سہی کو اُس کے مطالعہ کے کمرے میں لے گئے۔ اور کافز اور قلم اُس کے سامنے رکھ دیا۔ مگر وہ قلم نہ کھڑکتا تھا۔ اور ایک حرف بھی نہ لکھ سکتا تھا۔ اُس کے حشر روں پر آستیں بننے لگے۔ گو اُس کا دل اور حوصلہ مغلوب ہوا تھا۔ مگر اُس کے جسمانی قوتیں اضمحل اور معطل ہو گئے تھے اور جب اس نے آخر کار وفات پا گئی تو وہ بچے کی طرح سویا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

ریکاٹ کا خیال تھا کہ قرض کی نسبت افلاس کا جو بھبرداشت کرنا سہیل ہے اور جس شمس کی بجائے ہیں احساس کا مادہ ہو وہ بھی ایسا ہی خیال کر چکا۔ افلاس کوئی عارضی ہے کہ مالی و مادی شخصوں کو بہتر لکھیکہ مفید تحریک کے کام دے۔ جس میں پالی سے کہا کہ سونے کے ایندروں اور تاج و تخت کے بیچ بہت سے روحانی دیو وسیع ہو گئے ہیں۔ جس سے مراد یہ ہے کہ باوجود بارگشت مذہبی و دنیاوی درجہ کی روحانی ترقی نہیں کر سکتے بشرطہ خیال تھا کہ اگر افلاس زندگی کے اخیر مرحلہ میں نہ آئے تو اُس کا خیر مقدم کرنا چاہیے۔ بیشک ریکاٹ کا بار قرض پر دھڑکتا ہے کہ ثابت ہے ہی مشکل تھا۔ کیونکہ یہ سپرے دار کی

میں اس کے سر پر چڑھا۔

ابتداء میں شک پیر بھی بڑا مفلس تھا۔ کارلائل سمجھتا ہے کہ اگر ٹر فوڈ واقعہ دریائے ایوان میں شک پیر کو افلاس ناداری اور مصیبت تنگ نہ کرتی تو کون کہہ سکتا ہے کہ وہ تمام عمر بچھڑے ذبحہ نہ کرتا، ورائون صاف نہ کرتا رہتا، ٹن آرڈو میڈن کی تنگ دستی نے ہی اُن سے اعلیٰ اور جہ کی نظمیں بنوائیں۔

جانسن بہت ہی مفلس اور بہت ہی بھاری تھا۔ وہ متوں کا نام تک نہ جانتا تھا بہ نسبت اُس کی دولت کے اس کا دماغ بہت ہی بڑا تھا اور دماغ ہی ایک ایسی چیز ہے جو دولت مند یا مفلس مسرور و محزون بناتا ہے جانسن بظاہر اکھڑا اور دیوانی معلوم ہوتا تھا۔ مگر اُس کی سرشت میں دیوانگی اور شرافت کوٹ کوٹ کر پھری ہوئی تھی۔ اوائل عمر سے ہی وہ افلاس اور فقر میں مبتلا تھا۔ اور وہ دونوں سے آزاد ہونا چاہتا تھا۔ جب وہ کالج میں تعلیم پاتا تھا تو اُس کے پاؤں اُس کی پرانی جوتی سے نظر آتے تھے مگر وہ اتنا مفلس تھا کہ نئی جوتی نہ خرید سکتا تھا۔ اُس کا دماغ علم سے مامور مگر اُس کی جیب میں روپیہ نہ تھا وہ ابتدائی زندگی میں شہر لنڈن کے اندر بس طح افلاس اور مصیبت کا مقابلہ کرتا رہا۔ ناظرین کو اس کا حال اُس کی نحواسی سے معلوم ہو سکتا ہے وہ سارے چارپن ویکر خوراک و مسکان اور بستر کا خرچہ ادا کرتا تھا۔ خروہ اس قدر مفلس ہو گیا کہ بستر اور مکان کا خرچہ ادا نہ کر سکتا تھا۔ ایسی حالت میں وہ سیوٹج شاور کے ساتھ تمام رات باناروں میں گھومنا کرتا تھا۔ وہ جوان فردی سے کھمکش کرتا رہا۔ اُس نے اپنی تیج کی کبھی شکایت نہ کی بلکہ اُس سے حتی الوسع فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔

ابتداء زندگی کی نگاہیں آرام اور جدوجہد کا جانشن کی طبیعت میں
 اثر باقی رہا۔ جس لمحہ زخم مندمل ہونے کے بعد اس کا نشان باقی رہتا ہے۔ مگر
 انہوں نے اُس کے تجربہ کو وسیع اور ملامت کر دیا اور اُس کے دل میں نبی نوع
 انسان سے بہت بھرپور روی ہو گئی۔ جب وہ نہایت مصیبت میں مبتلا ہوتا تھا
 تو اُس کے دل میں ان لوگوں کی ضروریات کا خیال رہتا تھا۔ جو اس سے
 بھی زیادہ محتاج تھے۔ اور جن لوگوں کو کسی طرح کی ضرورت پیش آتی تھی یا
 اس سے زیادہ مفلس تھے وہ اُن کی ضرورت کو مانتا تھا۔

چونکہ جانشن کو قرض کا بخوبی تجربہ ہو چکا تھا اور وہ اُس کے ہاتھوں
 بہت سی تکلیفیں اٹھا چکا تھا۔ وہ اس مضمون کے متعلق دعویٰ سے راؤ
 زنی کر سکتا تھا۔ اُس نے باسویل کو لکھا قرض کو ایک معمولی وقت خیال نہ
 کرو تم کو آخر معلوم ہو گا کہ یہ ایک مصیبت ہے۔ پہلے یہ احتیاط کرو کہ کسی شخص
 کے قرض میں مبتلا نہ ہو جس قدر تمہارے پاس ہے اُس سے کم خرچ کرو کفایت
 شعاری صرف آرام کی بنیاد ہی نہیں بلکہ قیاضی کی بنیاد ہے۔ سپین میر سٹر کو
 اس نے لکھا۔ تھوڑا تھوڑا قرض بھڑکھڑ کی طرح ہے جو ہر طرف سہارا دیتا ہوا جاتا ہے۔
 یہ ممکن نہیں کہ اس سے زخم نہ لگے۔ بہت سا قرض توپ سے متاثر رکھتا ہے
 اس میں شور و غل تو بہت ہوتا ہے مگر خطرہ کم ہوتا ہے۔ پس تھوڑا تھوڑا
 قرض ادا کرنے کی طاقت ضرور ہونی چاہیے۔ تاکہ باقی ماندہ کے ساتھ شکستہ
 کرنے کے واسطے فرصت مل جائے اُس نے باسویل کو کہا جناب جہاں تک
 ہوسکے راحت قلبی حاصل کرو اور اپنی آمدنی کے اندر ہی اخراج کو رکھو پھر تم کو
 بہت وقت نہ ہوگی۔
 جو لوگ اپنی قدامت بیداشت کی کامیابی سے گزارہ کرتے ہیں

وہ کسی نہ کسی طرح ناما قبوت اندیشی کی عادت پیدا کر بیٹے ہیں۔ چارلس نوڈمیر نے ایک مشہور عالمی و ماخ کی نسبت کہا فرانس اور مغربی کے لحاظ سے وہ ایک نرسٹ تھا۔ روزانہ عملی زندگی میں وہ سمجھتا تھا یہی قول بعض بڑے بڑے معنفوں اور مصوروں کی زندگی پر صادق آتا ہے نہایت عالمی اساتذہ فنون اور مصنف اپنے خاص کام پر جان و دل سے اس قدر مشغول رہتے کہ انہوں نے اس بات کی پروا نہ کی کہ ان کی ذہانت کی کوششیں نچوڑوں مشکوکوں اور پیشوں میں کس طرح تبدیل ہو سکتی ہیں اگر وہ روپے کو مقدم اور ضروری سمجھتے غالباً دنیا کو ان کی ذہانت کا نتیجہ بطور میراث نہ ملتا مٹن اپنی کتاب فروس گم گشتہ پر صرف ان پانچ پونڈوں کی خاطر جو اس کو اس کی پہلی ایڈیشن کے واسطے ملے اسٹھ سالوں تک محنت نہ کرتا۔ تیسرے بیس سال تک محض گذارے کے واسطے نہایت عرق ریزی سے لکھنے لکے کتابیں تصنیف نہ کرتا۔

مگر ساتھ ہی ذہین آدمیوں کو سب کے تمام قواعد سے لاپرواہی نہ کرنی چاہیے۔ اگر وہ اپنی کمائی سے زیادہ خرچ کرینگے تو وہ غمزدگ و محروم ہو جائیں گے۔ اور گو وہ دنیا کی نعمت کی شکایت کریں وہ اس سے باز نہیں نکل سکیں گے۔ ان کو بحیثیت انسان ہونے کے اپنی قابلیت سے کامیابی یا ناکامی ہوگی اور اگر وہ عاقبت اندیش نہیں ہیں تو ان کو بھی دوسروں کی طرح غمناک رہنا پڑیگا۔ تنیکر ہی نے اپنے ایک دل میں کپتان سنڈن کی شخصیت بیان کرتے ہوئے ایک بالکل سچی بات کہی جس سے مصنف بہت بزرگ ہوئے تو کہ اگر کوئی رکیل یا سپاہی یا پادری اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کر دے اور اپنا بل ادا نہ کرے تو اس کو قید خانہ میں جانا پڑیگا۔ اور مصنف کو بھی قید خانہ کی سیر کرنی پڑیگی۔

مصنفوں اور مولفوں سے اس واسطے غفلت نہیں کی جاتی کہ وہ مصنف یا مولف ہیں بلکہ ان کو یہ تو قہ نہ کہ فی چاہتے کہ صرف اتنی وجہ پر کہ وہ مصنف ہیں سو سب کچھ ان سے اعجاز نہ کر لیجیے۔ دنیا کی خاطر اور خود اپنی خاطر ضروری ہے کہ مصنف اور مصنف دو سر سے لوگوں کی طرح روز بہ کا قضیہ کریں یہی دینی سائل کا قول ہے کہ مصنفوں اور مصنفوں کو اس دنیا میں اپنی مسرت اور خوشی کا خیال کرنا ضروری ہے۔

دنیا کو چاہئے کہ ان کو دنیا ہی سے مراد کریں۔ تمام نیکیاں دنیا ہی کو چاہئے کہ ان کی دہریں گم نہ ہوں۔ ہنر ہے کہ وہ اپنی مراد پا لیں۔

چودھوان باب

دولت اور خیریت

اُس قبر میں کون ہے میں ہوں راہِ طہ سنا ڈانگہ شربتہا میں نے فتح کیا وہ میرے پاس تھا۔ بتا میں نے دے دیا وہ میرے پاس ہے بتا میں چھوڑے مرادہ ضائع کر دیا یہ ایک کتبہ کی عبارت ہے۔

اگر تم دولت مند ہو تو منس ہو کیونکہ اگر گدے کی طرح تم اپنی دولت کو اٹھائے پھرتے ہو اور غریب نہیں کہتے تو موت یا سفر سے ہی تمہارا یہ بوجھ ہلکا ہو گا۔ شکیبازی

بہت سے کابل میں جو ایک سو پنی گم کر اس کو کماے کئی ایک شیشے لگے زیادہ شیریں خیال کرتے ہیں روٹاں چیرے دلیٹے۔

اُس نے کچھ سوچا اور اُس نے لکھ کر اسے خدا کے نام پر پھینک دیا۔

کو دے دیئے لڑکھپائیوں کی زبان سے:

فیاض ہونے کے واسطے آدمی کو کفایت شعار ہونا لازمی ہے کفایت

شعاری کا اپنے آپ پر غاثر نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اس کے فائدے دوسروں تک بھی

پہنچ جاتے ہیں یہ سچتا یوں کی بنا ڈالتی ہے حیرت و حقیقت ہے۔ کالج تعلیم

کرتی ہے اور تعلیم کے اثر کو پھیلاتی ہے، فیاضی کی ابتداء دل و دماغ کے

بتدریج اوصاف سے ہوتی ہے۔ اس میں ایک ایسا مقدس اثر ہے جو دنیا کے

مردم کو اس قدر تہہ دینا ہے جو رُکھ لکھ کر کہ سن اور نہ دیر بیٹھے بنی نوع انسا

کے تیر خواہ اُنس کی وجہ سے ہی اخلاقی ذلت اور قومی پستش کے نہایت

بلند رتبہ پر پہنچ گئے ہیں۔

یہی خیال عام انسانوں میں بھی پایا جاتا ہے نہایت مفلس آدمی

روزانہ مزدور بلکہ نہایت گناہم شخص بھی نیکی کرنے کی نعمت اور برکت میں

شریک ہوتا ہے یہ ایک ایسی برکت ہے کہ جو شخص فیاضی کرتا ہے اور جو فیاض

ہوتا ہے دونوں اس سے خوش ہوتے ہیں۔

انسان انسان کو پیارا ہے غریب سے غریب آدمی بھی اس کا پیار

والی زندگی میں ایسے وقت کے منتظر رہتے ہیں جہاں کہ یہ خیال ہو کہ ہماری

بھی اولاد ہے اور ہم بھی تھوڑی تھوڑی نعمتیں اور برکتیں تقسیم کرسکتے ہیں

ہم نے ان لوگوں کے ساتھ ہر بانی کی جن کو ہر بانی کی ضرورت تھی اور ضرورت

اس وجہ سے کہ ہم سب کا یکساں دل ہے۔

بکیوں کی امداد کرنے کا فرض اظہار من الشمس ہے بالخصوص جو لوگ

خدا کی محبت کے اور انسان کے ساتھ نیکی کرنے کے مستحق ہیں ان کو یہ فرض

صاف نظر آتا ہے یہ ایک ایسا فرض ہے جس میں انسانوں کو حیثیت افزا اور بحیثیت
 سوسائٹی کے ارکان ہونے کے ضرور ہے۔ انسانوں کی حیثیت سے بدین وجہ کہ
 ہم کو بیوہ اور یتیم بچوں کے ساتھ ان کی حیثیت میں مدد کرنے کی تاکید کی
 گئی ہے۔ اور سوسائٹی کے اراکین کی حیثیت سے اس وجہ سے کہ سوسائٹی
 ہر ایک شخص سے تمدنی ترقی اور بہبودی میں مدد کرنے کا دعوے کر سکتی ہے۔
 دوسروں کی مدد کرنے کے واسطے یہ ضروری نہیں کہ آدمی دولت مند
 ہو جائے۔ بلکہ مالدار نہ تھا۔ تاہم اس کے اثر سے ریگڈ سلاؤز رکابت غریب
 قایم کئے گئے تھے۔ وہ معتدل مزاج آدمی تھا اور شرابی پر ہیبر کرتا تھا۔ وہ
 اپنی کمائی سے اپنے شاگردوں کے واسطے خوراک فریڈ کے لئے کافی رقم
 بچا لینا تھا۔ وہ ان کو شفقت سے اپنی طرف مائل کرتا تھا۔ بعض اوقات
 ان کا دل خوش کیسے کے لئے گرما گرم آلو دیتا تھا۔ اس نے ان کو تعلیم
 دیکر اپنی عمدہ مثال سے مضبوط کر کے دنیا میں بھیجتا تھا کہ وہ اس میں کام اور
 اپنا فرض ادا کریں۔ ماسٹر ایکسٹنڈس اور دیگر سکولوں کا بانی بھی
 مالدار نہ تھا۔ ٹامس رایت جس سے سینٹ ونیڈسٹ ڈی پال اور خادیم
 تعلیم اور شرابی پر ہیبر کے مدد و معاون بھی مالدار نہ تھے۔ بڑے بڑے سائنس
 دان مثلاً نیوٹن واٹ اور نیوٹن اور بڑے بڑے ایماں راعظ زاویہ
 مارٹن کارے اور لیونگ سٹون بھی مسئول نہ تھے۔

والٹن نے ڈاکٹر ڈوئی کی سوانح عمری میں علم اور فہم کی ایک
 عمدہ مثال پیش کی ہے۔ جب ڈاکٹر ڈوئی کے مالی ذریعے بہت کم ہو گئے تو
 وہ گر جاسینٹ پال کا ڈین ہو گیا۔ درپاوری کا ایک عمدہ، احباب اس کو
 آمدنی دینے لگی۔ بعد ازاں اس کی تمام ضروریات سے ناپس ہونے لگی اس کے

دن میں خیال آیا کہ یہ رہ پیہ میرے سپرد اس واسطے کیا گیا ہے کہ میں اس کو اپنی نیند استوار کروں، اور انہی دن کی مدد اور خدا تعالیٰ کی عظمت کے ظاہر کرنے کے واسطے صرف کروں اس نے اپنا بڑا حساب بنایا ہوا تھا۔ اس کے عایشہ پر اکتا ہوا تھا۔ اس حساب میں صرف غذا اور اس کے فرشتے ہی میرے شاہد ہیں پہلے آمدنی کا حساب درج تھا۔ پھر وہ روپیہ جو غربا اور خیرات اور بڑی بارے کے کاموں پر دیا گیا تھا۔ اور سب سے اخیر وہ جو اس کے اور اس کے دشمن کے واسطے باقی رہ گیا تھا۔ اس کے بعد خاتمے پر اس نے خدا کا شکر یہ ادا کیا تھا سال میں میرے پاس اتنا روپیہ باقی رہ گیا ہے۔

ڈاکٹر ڈونی نیکی اور بھلائی کے کام اکثر درپردہ کیا کرتا تھا۔ وہ دایں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ کے کئے کی خبر نہ ہونے دیتا تھا۔ بیٹھے اگر وہ خیرات کرتا تھا۔ تو کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوتی تھی۔ اس نے بہت سے غریبوں کو قیہ خانوں سے چھڑایا۔ بہت مفلس طالب علموں کی مدد کی اور ایک متممہ ملازم یا ہوسٹ یا رڈ کو خیرات تقسیم کرنے کے واسطے دے دیتا تھا۔ جو محتاجوں کو یا نٹ دیتے تھے ڈاکٹر ڈونی کا ایک دوست تھا۔ جو کسی زمانہ میں بہت ہی ستموں کا شکار تھا لیکن مدد زیادہ فیاضی اور لاپرواہی کی وجہ سے وہ اپنا تمام مال و اسباب خرچ کر کے تلاش محض ہو گیا۔ اور ڈونی نے اس کو ایک سو پونڈ بھیجے گئے۔ مفلس لیکن شریف آدمی نے یہ رقم شکر یہ کے ساتھ واپس کر دی اور کہنے لگا کہ مجھ کو اس کی ضرورت نہیں والٹن نے اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔ کیونکہ بعض طبیبین ایسی فیاض ہوتی ہیں کہ وہ اراقتا چھپاتی اور اس کو برداشت کرتی ہیں اور یہ گوارا نہیں کریں کہ مفلسی کا اعتراف کر کے شرمسار ہوں بعض شخص ایسے ہوتے ہیں کہ فطرت نے ان کی شہرشت میں علم شیرینی اور ہمدردی کوٹ کوٹ کر

بھڑی ہوئی ہے اور وہ بنی نوع آدمی کی میہنتوں پر رحم کرتے اور ان کا تدارک کرتے ہیں۔ میں نے یہ اس واسطے کہا ہے کہ ڈاکٹر ڈوفی نے ذیل کا جواب دیا تھا۔
 ”میں جانتا ہوں کہ تم کو سعدی کے واسطے کچھ ضرورت نہیں کیونکہ تعویذی سی چیز کے واسطے پیٹ بھر سکتا ہے بلکہ میری یہ خواہش ہے کہ تم جو اپنے معمول کے زمانہ میں بہت سے لوگوں کے دل خوش کرتے تھے اور اپنے بہت سے مایوس دوستوں کو دزد دیا کرتے تھے۔ میری اس نتم کو قبول اور اپنے دل کو خوش کر دو گے۔“ اس شرط پر اس شخص نے میری رقم قبول کر لی۔

پچ یہ ہے کہ ہم دولت کی طاقت کو بہت مبالغ سے بیان کرتے ہیں ان کے گناہوں کی اصلاح اور اس کو بدی سے نیکی کی طرف مائل کرنے کے واسطے بہت سا جذبہ جمع کیا جاتا ہے تاہم چندہ سے اصلاح نہیں ہوتی۔ بلکہ کیریئر (رخصت) سے ہوتی ہے۔ روپیہ ہرگز اصلاح نہیں کر سکتا۔ دولت سے تنہائی میں بڑے بڑے تغیر پیدا نہیں ہو سکتے۔ انسان کو شراب فضول خریدی اور انجاء سے روکنے اور عمدہ اور نیک کاموں کی طرف توجہ دینے کے واسطے غریب عالم اختیار اور محنت محنت کی ضرورت ہے بہت سی باتوں میں روپیہ بھی مدد دے سکتا ہے مگر بذات خود وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ پالا حواری نے اندھنہ لذت و ماکہ پر عیسائی مذہب پیدا دیا مگر باوجود اس کے وہ غنیمت بنا کر گزارہ نہ کرتا تھا اور چندہ جمع کر کے بسر اوقات نہ کر سکتا تھا۔ معمول آدمیوں کی نسبت ایسے آدمیوں کی بہت ضرورت ہے جو بادیانت سرگرم اور بہبودی عامہ کے ساعی ہوں اور وہ بخوشی غیرات دیں۔

روپے کی طاقت کا اندازہ کرنے میں عدد سے زیادہ مبالغ کیا گیا ہے۔ جو لوگ سو سائیٹی کی سب سے مقدم نشہ توں پر بیٹھنا چاہتے ہیں وہ اس کو دنیا کی

تمام چیزوں سے ضروری سمجھتے ہیں۔ لیکن ہے کہ ہاں وہ دینے میں نیاز
ہوں۔ مگر وہ اپنے روپیہ پر ناز نہیں ہوتے ہیں بعض لوگوں کی رہا کاری
بھی ہمیں سخت آغزٹ ہے جو دوسروں کی عمدہ رائے حاصل کرنے کے
واسطے طرح طرح کے چیلے کرتے ہیں۔

بعض لوگ بت پرستوں کی طرح روپے کی پستش کرتے ہیں اسرائیلی
نے زریں گوسالہ بنایا تھا یونانیوں کا زریں مشتمی تھا۔ بوڑھا باؤنڈ رہائی
اس شخص کی قدر کرتا تھا جس کے پاس ایک لاکھ پونڈ ہوں اور بہت سے
اور لوگ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ نہایت رزائل سے مذیل آدمی کو بھی روٹو
مال و جاہدار سے محبت ہوتی ہے۔ سبب کسی شخص کی نسبت گفتگو ہوتی ہے
تو عموماً یہ سوال ہوتا ہے کہ وہ کتنا مالدار ہے اس کی آمدنی کیا ہے اگر
یہ کہو کہ فلاں شخص بہت ہی ثبات یم اور متقی ہے تو کوئی شخص اس کی
طرف توجہ نہ کرے گا۔ لیکن اگر کوئی کہے کہ فلاں شخص کروڑ پتی ہے تو تمام
اس کی طرف دیکھنے لگیں گے۔ اس بہتک وہ نظروں سے غائب نہ ہوگا۔
آئندہ نہ پھیریں گے۔ یا مڈپارک کا نام کے نزدیک ایک مالدار آدمی کو دیکھنے
کے واسطے بہت سے لوگ جمع ہو جایا کرتے تھے اور کھتے دیکھو وہ آتا
ہے لوگوں کا ہجوم آہستہ آہستہ آواز سے اس کی تعریف کرنا لگتا۔ اور
گھر کے واسطے جگہ نکال دیتا تھا۔ اس شخص کا نام کر افسور ڈھتا
اس نے تارخانہ بنایا ہوا تھا۔ اور اس کے ذریعے بہت سی دولت پیدا
کری رہی۔

مسٹر گور کا قول ہے کہ جب لاکھوں اور کروڑوں کا ذکر کیا جائے
تو اکثر بچکانہ جو نہانا ہے۔ وہ لاکھ پتی یا کروڑ پتی بننے کا ایسا خواہشمند ہوتا

ہے کہ نا اہلستان کے قومی قزقہ کی بھی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ اگر کسی شخص کے پاس بہت سا روپیہ ہو تو خواہ وہ کیسا ہی رزیل بیست ہمت بدعادت اور نشتے کاموں میں مصروف رہتا ہو اس کی تعظیم کی جاتی ہے آنروہوس اور روپیہ کا لالچ کو کسی ملک کو اسے کر دیتے ہیں مگر اس کے افراد کو جس سے قوم بنتی ہے بالکل بے وقعت کر دیتے ہیں انگیزیوں پر مال و دولت کی ہوس یہاں تک تسلط ہو گئی ہے کہ وہ اعلیٰ اور نیک اوصاف کی طرف سے غفلت کرنے لگے ہیں ہم کو ریلوے یا دیگر ایسے کاموں کا جس سے منفعت کی امید ہوا زحد شوق ہے یہاں تک کہ ہم دنیا اور عقبی کی تمام عمدہ آرزوئیں ترک کر دیتے ہیں اور روپے کی محبت میں مر جتے ہیں +

نزدوسیم کی محبت کے سلسلے تمام خیالات ہیچ سمجھے جاتے ہیں ملک ملک میں روپیہ حاصل کرنا ایک عام رواج ہو گیا ہے بہت سے لوگ تحصیل زر میں اس قدر نہمک ہو جاتے ہیں کہ یا تو ویکر دنیاوی بہبودی سے اعراض نظر کیا جاتا ہے یا اس کی بالکل قدر نہیں کی جاتی۔ پھر روپے کے فدائی اپنے اخلاقی ضارٹج شدہ کو حاصل کرنے کے واسطے خیرات دینے لگتے ہیں جس شخص کے پاس نزدوسیم کے پھاڑ موجود ہوں اس کے دل پر بڑا بھاری بوجھ رہتا ہے۔ جو شخص دولت کے بار کو برداشت کر سکے اور باوجود اس کے وہ غنی مستعد اور مول و گروہ کا قوی رہے تو وہ بہت ہی زبردست خیال کرنا چاہیے کیونکہ جو لوگ دولت مند ہوتے ہیں وہ سست غسرت پسند اور کاہل ہو جایا کرتے ہیں +

مرحوم کے پادری مسٹر گرینفیلڈ نے کہا اگر روپیہ انسان کو غافل نہ کر دے تو دنیا میں قطبی ضربیاں ہیں ان کا نصف ہرگز نہ دیکھا جائے اگر آقا

اپنے ملازموں سے قریب اختیار کر کے اور ملازم اپنے مالکوں سے قریب نہ ہو جائیں تو ہم کو اتنی باتیں گوارا نہ کرنی پڑیں مالکوں کو چاہیے کہ کوئی ایسی تھوڑی سی رقم دے کر ان کو ملازم نکال دے۔ غائبانہ میں جاتا چھوڑ دیں ان کو چاہیے کہ اپنی بے حد آمدنی سے کچھ روپیہ پس انداز کر کے تفریح اور آرام کے واسطے مکان بنوائیں۔ ہائیں مکانات اور شغلہ کی عمدہ چیزیں اور بہتر بازار بنوائیں اگر یہ سب چیزیں ہو جائیں تو ہم دیکھیں گے کہ نہ تو مالکوں کو اپنا کاروبار بند اور نہ مزدوروں کو ہڑتال کرنی پڑے گی۔ ہم نے بار بار سنا ہے کہ ملک ملینر سے مکھو کھمارو پونکا مال برآمد ہوا۔ اور پوسٹنٹ ہی ہماری باجھیں کھلی جاتی ہیں لیکن یہ کبھی نہیں سنا کہ مفید کامہ مکانات رتنے کتب خانے اور تہذیب و شائستگی کے دیگر سبب بنائے گئے ہیں۔ پندرہ ماہ ہوئے جب ہم نہایت فارغ الیال اور خوش قیال تھے تو میں نے یہ سب کچھ کہا تھا مگر کسی نے اس کا نوٹس نہیں لیا۔ کسی عظم کرنے والے پادری یا عیسائی مذہب کے خادم کی کسی بات پر کیوں توجہ دی جائے۔ جب اشرفیاں اوہراوہر موسم سرما کی برف کے گالوں کی طرح اڑ رہی ہوں۔ یا اس طرح جمع ہو سکیں جس طرح موسم گرما میں بھر جمع کئے جاتے ہیں؟

آدمی دولت مند بننے کے اشتیاق سے محنت و مشقت کرتے رہتے ہیں اور وہ دولت حاصل کرنے کے واسطے مایوسانہ وارجہ و جہد کرتے ہیں بھالیکہ ان کو ہر طرح کی بہتات حاصل ہوتی ہے وہ پیسہ پیسہ جمع کرتے اور اٹھنی اٹھنی اکٹھی کرتے ہیں اور بعض اوقات تھوڑا سا زیادہ نفع کمانے کے واسطے کمینگی اختیار کرتے ہیں۔ گوانہوں نے اس سے زیادہ دولت جمع کر لی ہو جو ان کو فخر و واقعہ ملی ہوئی ہے باوجود اس کے وہ دولت

جمع کرتے رہتے ہیں اور فضول چیزوں کے انبار کے انبار جمع کرتے رہتے ہیں شاید ایسے لوگوں کو اوایل زندگی میں عمدہ تعلیم حاصل نہیں ہوئی ہوتی رہے وہ کسی علمی خوشی سے مستمع نہیں ہو سکتے۔ ان کو کتب بینی کا مذاق نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات وہ بمشکل اپنا نام لکھ سکتے ہیں ان کو سوائے روپے کے یا اس چیز کے جس سے روپیہ کمایا جاسکے کسی چیز کا خیال نہیں ہوتا۔ ان کو سوائے دولت کے کسی چیز پر ایمان نہیں ہوتا۔ وہ اپنے بچوں کو بڑی پابندی سے رکھتے ہیں اور ان کو بہت بری طرح قسمل دلاتے ہیں ۴

آخر جمع کیا ہوا روپیہ ان کے بچوں کے ہاتھ آتا ہے پہلے ان کو بہت کم روپیہ دیا جاتا تھا۔ اب ان کو فضول خرچی کی عادت ہو جاتی ہے ان کو کسی عمدہ چیز کا مذاق نہیں ڈالا جاتا وہ اپنا روپیہ اڑاتے ہیں وہ اپنے باپ کی طرح کاروبار میں منہمک ہونا نہیں چاہتے۔ وہ کہتے ہیں ہم جنگیں بنے گئے۔ اور جنگوں کی طرح اپنا روپیہ صرف کرینگے۔ پہلے کو بہت جلد پر لگ جاتے ہیں اور وہ نے الفور اڑ جاتا ہے بہت سے خاندان ایسے ہیں کہ پہلی نسل میں انہوں نے دولت پیدا کی دوسری نسل میں بے حد اسراف شروع کیا۔ اور تیسری نسل میں وہ محدود ہو گئے۔ یہی وجہ کہ لئیکا شاعر کی ایک ضرب المثل ہے دو دفعہ لکڑی کی جوتی اور ایک دفعہ بوٹے یعنی پہلے شخص نے لکڑی کی جوتی پہنی اور روپیہ جمع کیا اس کے دولت مند بیٹے نے اُس کو خرچ کر ڈالا۔ تیسری نسل میں پھر مفلسی کی وجہ سے لکڑی کی جوتی پہنی شروع کی ۵

سکاٹ لینڈ کے ملک میں بھی اسی قسم کے تمدنی تغیر رونما ہوئے رہتے ہیں وہاں یہ ضرب المثل مشہور رہے۔ جاوا کے وٹامس کے باپ اس کو کھینچ

کرتا ہے۔ اور بڑیا سرقہ کرتا ہے۔ بیٹے زاد و محنت و مشقت کر کے دولت کماتا
 ہے باپ ایک عمدہ مکان بناتا ہے اور فیشنل منرچ لڑکا تمام مال و جاہ واد
 غارت کر کے چوری کرنے لگتا ہے سوداگر آج بادشاہ ہوتے ہیں اور دیکھ
 دن فقیر ہو جاتے ہیں۔ جب تک تاجراؤگ اپنے روپیہ کو ایسے کاموں میں
 خرچ کرتے رہیں گے۔ جس میں منفعت کی موہوم سی امید ہو تو بعض
 اوقات ان کو بڑی بڑی جاہ وادیں حاصل ہو جائیں گی۔ لیکن ممکن ہے کہ
 بعض اوقات میں ان کی پشتینی جاہ وادیں بھی غارت ہو جائیں۔
 اگر کوئی شخص بڑھاپے میں خوشی چاہے۔ جب آدمی روپیہ کماتے
 کی محنت و فکر ات اوتگ ووسے آرام کرتے ہیں تو اس کو چاہیے نو جوانی
 اور درمیانی عمر میں مفید باتوں پر غور کرتا رہے اور فائدہ بخش چیزیں
 سیکھتا رہے اس کو چاہیے کہ علم میں دستگاہ حاصل کرے اور ان چیزوں
 سے دلچسپی لیتا رہے جن کی وجہ سے دنیا سدا بعد نسل زیادہ دانشمند اور بہتر
 ہوتی گئی ہے بہت سے آدمیوں کو کافی فرصت ہے اور وہ شاہیر کی
 سوانح عمری اور تاریخ کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ سائنس کا بہت
 سا علم حاصل کر لیں یا کسی اور اعلیٰ شغل میں کمال پیدا کریں۔ جس سے محض
 روپیہ کماتا ہی مقصود نہ ہو مگر یہ بھی یاد رہے کہ محض تفریح اور ول بہلاؤ
 بھی کام نہیں چلتا۔ کوئی شخص تفریح سے واقعی مسرت حاصل نہیں کر سکتا
 جو شخص لہو و لعب میں وقت ضائع کرتا ہے اس کو بڑی دقت ہوتی ہے
 بالخصوص بڑھاپے میں جو شخص کاروبار میں منہمک ہے وہ بھی بہتر نہیں ہوتا
 بجا ایکہ علم ادب فلسفہ اور سائنس مسرت بخش ہے اور ان کے پڑھنے
 سے اخیر دم تک خوشی ہو سکتی ہے۔ اگر دولت مند بوڑھے کو روپیہ کماتے

کے علاوہ کسی قسم کی اور تفریح حاصل نہ ہو تو وہ پیرائہ سالی میں بہت اکتا جاتا ہے وہ کوٹھو کے بیل کی طرح کام کرنے میں مشغول رہتا ہے شاید اس کو زیادہ روایت مل جاتی ہے مگر کیا مضائقہ وہ اپنے زر کو کھا نہیں سکتا وہ اس کو چرچ نہیں کر سکتا۔ بجائے اس کے کہ وہ روپیہ اس کے واسطے میسر ہو وہاں جان ہو جاتا ہے۔ وہ لالچ کا غلام بن جاتا ہے۔ جو سب زیادہ کمینہ گناہ ہے اس کو مختارت و نفرت سے دیکھا جاتا ہے کہ وہ اپنی نظروں میں بھی گر جاتا ہے +

اس دولت مند آدمی کا انجام کیسا ہی حسرت ناک ہے جس کو مرتے دم نئی اشرفیوں کے اس انبار میں جو اس کے واسطے نئے انبار سے لائے تھے۔ ماتھے ڈالنے کے سوا کسی اور چیز سے خوشی حاصل نہ ہوئی جب دنیا اس کی اچھی طرح نظر نہ آتی تھی۔ اس نے اشرفیوں کو مضبوط پکڑا ہوا تھا۔ وہ ان کو ایک ایک کر کے ماتھے میں لیتا تھا۔ اور پیار کرتا تھا اور اس طرح اس کی جان نکل گئی۔ آخری وقت اس نے یہ کوشش کی کہ اپنے سونے کو ماتھے لگائے لیکن دین بخل نے مرتے دم چیخ کر کہا میں اپنا روپیہ خود رکھوں گا۔ کوئی شخص میری بات نہ چھینے گا یہ نظارہ کیسا ہی افسوس ناک اور ذلت بخش ہے +

دولت مند آدمی عدد درجہ کی کفایت شعاری کرنے کے واسطے اپنی زیادہ سزا پاتے ہیں۔ جو غفلتوں کو اس کے ذہن پر رکھنے کے واسطے ملتی ہے وہ بخیل ہو جاتے ہیں وہ ہر روز خیال کرتے ہیں کہ ہم پہلے سے زیادہ غفلت ہوئے جاتے ہیں اور وہ بقیروں کی موت مرتے ہیں ہم کو اس کی کئی شاخیں یاد ہیں۔ لندن کا ایک نمایاں متول تاجر ہائٹننگ سٹی سے گزارہ کرنے کے بعد ریہات میں چلا گیا۔ اور اپنی پیادہ پیش کے حلقہ کے تحت میں کو امداد کی

درخواست دی گواہی کے پاس کھڑا رہا۔ اُس کو منس ہونے سے
بہت ڈر آتا تھا اس کو امداد دی گئی۔ اور یہ بالکل سچا واقعہ ہے کہ وہ ایک دورہ
گرد کی طرح زندگی بسر کرتا ہوا مرا۔ انگلستان کا ایک نہایت دولت مند تاجر
خیرات کی امداد دیتا ہوا مرا یہ بیان کر دینا ضروری ہے کہ گرجا کے کام نے ان
عزیز دولت مندوں کو جتنا روپیہ دیا تھا وہ ان کے وصیوں نے پورا
کر دیا۔

یہ دولت مند آدمی اپنے پیچھے کیا چھوڑ گئے صرف اتنی شہرت کہ وہ انہوں
موتے مگر صرف دولت ہی بنیاد و شہرت کا باعث نہیں۔ صرف گنوار ہی دولت
کمی بہشت دولت کے تعریف کرتے ہیں سوچو منڈی میں محض ایک سین دین
کی چیز ہے۔ بعض نہایت مالدار آدمی کسی کام کے نہیں مان میں سے اکثر
جاہل ہوتے ہیں۔ اخلاقی اور تمدنی لحاظ سے ان کی کچھ حقیقت نہیں ہوتی
مختصر اور صمدیہ کہ ۲۲۴ انگریز لاکھ جنہوں کی خدمت چھاپی گئی تھی۔ ان میں
سے بعض بہت ہی فاضل تھے۔ بعض تھامس کلاؤبار میں ہو شیار تھے بعض
برٹشے بڑے کارخانہ دار کوئلے کی کانیں کھدوانے والے تھے۔ بعض کو ان کے
دوستوں اور متعلقین کے عقد کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بعض بہت
ہی عزیز آدمی تھے۔ بہت ہی کم ایسے شخص تھے جنہوں نے اتنا نہ پیدا کیا
ان کی بہت صرف یہ کہا جاسکتا تھا۔ کہ وہ امیری کی حالت میں مرے۔
جری ٹینڈ نے کہا۔ دنیا میں تمام دولت مندوں اور لالچیوں کو
معلوم ہو جائیگا۔ اور تمام دنیا کو بھی معلوم ہو جائیگا۔ کہ جب وہ مرے
تو ان کے تمام تفکرات کا یہ معاوضہ ملے گا۔ کہ ان کے ہمسائے کہیں گے کہ
فلاس شخص دولت مند مرا اور تاہم اُس کی دولت اُس کو قبر میں غایہ نہ

ایک گنگوٹھی۔ اس کا نام اعلان سیاہ کر دی ہو +

سرگرمی توں ہے۔ انگلستان میں ایک ایسا بوٹ ہے جس کی وجہ سے
کھینچ کر نہ لیا وہ شکر اور قابل اعتبار ہے۔ سینے خاندانی جاہل وغیرہ
سرازمی اور غیر ملکی طور پر تہمت کی جاتی ہے۔ دیہاتی خستہ اور پیشہ در بلکہ
وہ شکرانہ کو ہٹا دینا کو دے بھی نہیں آتے کو یہ شوق ہوتا ہے کہ ان کا سب
بڑا بیجا جاہل و نادان ہو گوان کے ہاؤس بیٹے اور بیٹیاں جاہل اور مسخروں
کے ہاؤس ٹیل و توار ہیں۔ پس جن لوگوں کو ان کے خایت عزیز اور قریبی رشتہ دار
ازن طرح دھوکا دیتے ہیں وہ چھٹی کی تگ و دو میں خود تعظی یا اپنے بھینسوں کے حق
کا کچھ خیال نہیں کرتے۔ کیونکہ خود ان کو ان نقصان پہنچا ہوتا ہے جب ان کو موقع
ملتا ہے وہ دوسروں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ ان کی عمر چلتی پیدائش
میں کسے کی کشمکش میں سر نہ ہوتے ہیں +

مگر ہوا کو دوسرا حاصل کرنے کی اتنی عبت ہے۔ ہوتی ہے جتنی
رکس کو جتنی لوگ جو مجموعی خیالات سے پابند ہیں وہ بھی کر دیتی ہے کہ
اندھ شائق ہوتے ہیں طریق حکمران کا رولت حاصل کرنے کی خواہش
پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ بڑا کیڑا سود خوار تھا۔ اس کے روپیہ پیدا کرنے کا ایک
نڈیہ یہ تھا کہ وہ نوجوان آغا کش غلاموں کو ازراں قیمت پر خرید لیتا تھا۔
اور پھر ان کو فرو کر کے اور کام سکھا کر زیادہ قیمت پر بیچ ڈالتا تھا۔ بروٹش
سے ہزارہ کمرس میں اڑتا میں فی حدی کے حساب سے اپنا روپیہ سود پر دیا
اور سود خوار کے ہاؤس کو بھی شخص اس کو بڑا نہ جانتا تھا۔ واشنگٹن
اس کے کی آزادی کا بھی اپنے غلام اپنی بیوی کو وصیت کر گیا۔ اس کو وہ
خیال نہ آیا کہ ان کو آزاد کر دے تو ہر گز میں بیوی کی بیوی کی تعظیم و طرح

طرح کی غرابیاں پڑی ہوئی ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس کے با اثر اراکین بہت
راستی ہیں مسٹر مل کا قول ہے کہ شمال مشرقی ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں سے
تمام مدنی بے انصافی اور غیر مساوت دور ہو گئی ہے یہ کہ آبادی کو رائی مل
اور زمین کے ساتھ اتنی نسبت ہے کہ ہر ایک جمیع جسد کو وافر خوراک مل سکتی
ہے وہ تمام حقوق سے مستفید ہوتے ہیں جو ان کو گورنمنٹ کی سند کے رو سے
ہے اور ان کو ان فاس کی شکایت کی ہرگز ضرورت نہیں ہوتی۔ تاہم ان
تمام فوائد سے ان کو یہ شہرہ ملا ہے کہ تمام ہرگز کو سیم کی تلاش میں ملے مار
پھرتے ہیں مسٹر مل پھر یہ الفاظ ایذا دہکرتے ہیں یہ ایسا مدنی کہا نہیں جس کے
بخوبی حاصل کرنے کے واسطے آئندہ ہمدردان انسان ہو کریں +

صلاح الدین اعظم نے مصر عروبہ فاس اور جزائر و افریقہ کو فتح کر لیا
وہ اپنے زمانہ کا سب سے بڑا جنگجو اور فاتح تھا۔ اس کی دولت اور طاقت
بے حد تھی۔ تاہم اس کو دولت کی ظاہری غالبی کا پورا پورا یقین تھا اس
نے اپنے وصیت نامے میں حکم دیا کہ مسلمانوں عیسائیوں اور یہودیوں کے
نہی پشواؤں کو بہت سادہ پیر تقسیم کیا جائے تاکہ وہ خدا کی عتاب میں
دعا کریں کہ خدا اس پر رحم کرے اس نے حکم دیا کہ دس بٹے یا قمیص کو جو اس
نے موت کے وقت پہنا ہوا تھا۔ ایک نیزے پر اٹھا کر بعد تمام سپاہ کے
محرک میں پھرائیں اور جس سپاہی کے ہاتھ میں وہ نیزہ ہو وہ کبھی کبھی
بٹھڑ جائے اور باواز بلند پکارے دیکھو شہنشاہ صلاح الدین کامرن
ہیں نشان باقی رہ گیا ہے۔ ان تمام مالک میں سے جو اس نے فتح کئے
ان تمام صوبوں میں سے جو اس نے ملحق کئے ان تمام نوابوں میں سے
جو اس نے جمع کئے اس نے دولت سے جو اس کے پاس تھی سوتے دم کا

اس کہن کمار کے پاس کچھ نہ تھا۔

ٹوان جوس ڈی سلاسن کا سپین کا مشہور ریلوے کا ٹھیکہ دار
ابتدائی زندگی میں غناطہ کی یونیورسٹی میں طالب علم تھا۔ وہ خود کتنا ہے کہ
میں وہاں نہایت پرانے اور پچھے کپڑے پہنا کرتا تھا۔ وہ ایک ہوشیار
طالب علم تھا اور کالج چھوڑنے کے بعد وہ سہا پانیہ کے پریس کا کارکن
ہو گیا۔ وہاں سے وہ ملکہ کرسچینا کی مجلس اشورا کا وزیر مال ہو گیا۔ اس
حیثیت میں اس کی تجارتی قابلیتیں ظاہر ہوئیں۔ اور اس کو تجارتی کاروبار
میں شریک ہونے کی ترغیب ہوئی۔ اس نے اٹلی اور سپین میں یلیس
بنائیں۔ اور چند دفعتی جہازوں کی کمپنیاں بنانے میں بڑا حصہ لیا۔ مگر
باوجودیکہ وہ تجارت کرتا تھا۔ اس نے علم ادب کو فراموش نہ کیا۔ ہفتے
میں ایک دفعہ وہ نہایت کرتا تھا۔ جس میں لٹریچر اور پریس کے نہایت
نامی گرامی آدمیوں کو بلاتا تھا۔ اس کے کمرے میں شکپیر سرخوش
ڈانٹی شلر اور دیگر بڑے بڑے ادیبوں کے بالا حصہ جسم کے بت پڑے
ہوئے تھے اس کی مہانداری کے معاوضہ میں وہ لوگ بھی اس کو اپنی معمولی
اور ساواۃ ضیافتوں میں بلا لیتے تھے۔

انہوں نے جب اس کی صحت کا جام نوش کیا تو اس نے شکریہ ادا
کرنے پر یونیورسٹی میں اپنی محنت اور پریس کے متعلق اپنی کوشش کا
ذکر کیا وہ کہنے لگا۔ پھر زندہ جسم کی محبت میرے دل پر مسلط ہو گئی اور میرے
نے مجھ کو اپنا دلی مقصد حاصل ہو گیا۔ مگر افسوس میرے بچپن کے خیالی پلاؤ
ناتھ نہ گئے۔ میری پادشہ پتین کرو کہ جس شخص کی کوئی خواہش باقی
نہ رہے اس کو زندگی کا مزہ نہیں آتا۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اس

راستہ پر جو تم نے اختیار کیا ہے چلے جاؤ۔ روتھ شیلڈ کی شہرت اس کی وفات کے دن معدوم ہو جائیگی۔ بقا کو عام محنت سے حاصل ہوتی ہے اور روپیہ سے خریدی نہیں جاسکتی یہ ان لوگوں کے بت ہیں جنہوں نے علم ادب کو ترخی اور نشو و نما دیا ہے میں نے یورپ کے ہر ایک حصے میں ان کے بت دیکھے لیکن کہیں ایسے شخص کا بت نہیں دیکھا جس نے اپنی تمام عمر روپیہ کمانے میں صرفا کی ہوئی

تول اور خوشی کا ایک دوسرے کے ساتھ کوئی ضروری تعلق نہیں بعض حالتوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ عینی زیادہ دولت ہو اتنی ہی خوشی کم ہوتی ہے اکثر لوگوں کی خوشی کا نہایت پرست حصہ وہ ہوتا ہے۔ جب وہ افلاس کے ساتھ کشمکش کر رہے ہوں۔ اور آہستہ

آہستہ اس سے آزادی حاصل کر رہے ہوں اس وقت وہ دوسروں کی خاطر ایثار کرتے ہیں وہ آئندہ آزادی حاصل کرنے کے واسطے اپنی کمائی سے پس انداز کرتے ہیں وہ اپنی محنت و مشقت کے دوران میں نان شبینہ کھاتے ہوئے اپنے دماغ کو ترقی دیتے ہیں وہ پہلے سے زیادہ دانشمند اور بہتر بننے کی کوشش کرتے ہیں وہ اپنے گھروں میں خوش و خرم رہتے اور سوسائٹی کو مفید ہوتے ہیں۔ ولیم چینبرسن ایڈنبرا کا پہلشراہی ابتدائی محنتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے میں اس وقت کو یاد کیا کہ خوش ہوتا ہوں اور مجھے افسوس ہے کہ پھر وہ ملن واپس نہ آئینگے۔ کیونکہ جس وقت میری بیب میں چھپن بھی موجود تھے۔ اور میں ایڈنبرا کے ایک تباہ و خستہ مال بالا خانے میں سٹائو کیا کرتا تھا۔ مجھ کو اس سے زیادہ خوشی ہوتی تھی۔ جبکہ میرے پاس مدد

دیوان خانہ نقیص نقیص اسباب سے، اس سے دوسرا سبب ہے؟

زندگی کے ہر ایک حالت کے معاوضہ ہوتے ہیں۔ امیر و غریب کی قسمت میں اتنا فرق نہیں جتنا کہ عموماً خیال کیا گیا ہے۔ دولت مند آدمی کو اپنے حقوق کے واسطے گراں قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ اس کو اپنے مال و اسباب کا فکر رہتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس سے تحقیق یا دھمکی کے ذریعہ روپیہ وصول کیا جائے۔ وہ دھوکے میں بھی آسکتا ہے ہر ایک شخص اس پر وارد کرتا ہے اس کے گرد وگروہ سے آدمی جمع رہتے ہیں جو ہر وقت روپے کا تقاضا کرتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی مالدار آدمی تجارتی کاروبار میں روپیہ خرچ کرنا چاہیے۔ تو اس کی دولت کے ہر وقت اڑ جانے کا احتمال ہے۔ تجارتی کاروبار میں نفع و نقصان دونوں ہوتے ہیں۔ نفع و نقصان کا خیال اس کو سونے نہیں دیتا۔ وہ دن کبھی جاگتا ہے اور رات کبھی غرض مالدار آدمی کا دماغ بے چین اور غدا میں مبتلا رہتا ہے۔

اگر کوئی مالدار اعتدالی جو نہ لکھاتا ہے یا اعتدال سے زیادہ سزا پیتا ہے تو اس کو گنٹھے کی بیماری ہو جاتی ہے گویا اس کی بدکرداری اس کے جوڑوں پر چھٹ جاتی ہے۔ جب بیماری جوڑوں میں خوب سے کہ جاتی ہے تو وہ غذا میں مبتلا ہو جاتا ہے گنٹھے کی عیادت سڈن ہم نے کہا ہے۔ دوسری بیماریوں سے اس میں یہ فرق ہے کہ یہ غریبوں کی نسبت مادراروں کو دانشمندیوں کی نسبت زیادہ سادہ لوحوں کو مارتا ہے بڑے بادشاہ قیصر جنرل امیر البحر اور فلا سفر گنٹھے کی مرض سے مرے ہیں۔ اس سے قدرت کا انصاف ظاہر ہوتا ہے کیونکہ جن لوگوں پر وہ کسی طرح رعایت کرتی ہے۔ ان کو وہ ایک اور طریقے سے تکلیف دیتی ہے؟

دیوانی خانہ نشین نہیں اس سبب سے کہ اگر اس کے دو بیٹے ہوتے تو

زشتہ کی جگہ ہر ایک کی رعایت کے ساتھ ہوتے تو اس میں ہر ایک کو غریب
کی قیمت میں اتنا فرق نہیں ملتا کہ عموماً خیال کیا گیا ہے کہ دولت مند آدمی
کو اپنا نفوذ کے واسطے گراں قیمت اور اگر فی پڑتی ہے اس کو اپنے مال
کا باریک فکر رہتا ہے۔ لیکن یہ ہے کہ اس سے تنگدست یا دھمکی کے ذریعہ
روپیہ وصول کیا جاسکے۔ وہ دھمکی میں بھی اس کے گناہ ہے ہر ایک شخص اس
پر وار کیا ہے اس کے گروا گروہ سے آدمی جمع رہتے ہیں جو ہر وقت
روپیہ کا نفع حاصل کرتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی مالدار آدمی تجارتی کاروبار میں
روپیہ خرچ کرنا چاہتی ہے۔ تو اس کی دولت کے ہر وقت اڑ جانے کا احتمال
ہے۔ تجارتی کاروبار میں نفع و نقصان دونوں ہوتے ہیں۔ نفع و نقصان
کا خیال اس کو سونے نہیں دیتا۔ وہ دن کبھی جاگتا ہے اور رات کبھی غرض
مالدار آدمی کا مدغ بے چین اور عذاب میں مبتلا رہتا ہے۔

اگر کوئی مالدار اعتدال جزو یا اعتدال سے زیادہ سزا
پیتا ہے تو اس کو گتھٹھے کی بیماری ہو جاتی ہے گویا اس کی بد کرداری
اس کے جوڑوں پر چھٹ جاتی ہے۔ جب بیماری جوڑوں میں خوبست
کہ جاتی ہے تو وہ غذا میں مبتلا ہو جاتا ہے گتھٹھے کی بیماری سڈن ہمنے
کہا ہے۔ دوسری بیماریوں سے اس میں یہ فرق ہے کہ یہ غریبوں کی نسبت
مالداروں کو دانشمندی کی نسبت زیادہ سادہ لوحوں کو مارتا ہے بڑے
بڑے بادشاہ قیصر جنرل امیر البحر اور فلا سفر گتھٹھے کی مرض سے مرے
ہیں۔ اس سے قدرت کا انصاف ظاہر ہوتا ہے کیونکہ جن لوگوں پر وہ کسی
طرح رعایت کرتی ہے۔ ان کو وہ ایک اور طریقے سے تکلیف دیتی ہے۔

مکان بہت کہ دولت مند آدمی کا کھانا کھا کھا کر پیٹ بھر جائے اور اتنا سیر ہو کہ اُس کی اسٹیمنا بدلتی رہے۔ ہر ایک فاس آدمی کو ہر ایک چیز کا مزہ آتا ہے اور وہ ہر ایک چیز کو ہضم کر لیتا ہے۔ کسی گداگر نے ایک دولت مند آدمی سے بھیک مانگی اور کہنے لگا کہ میں بھوکا ہوں۔ کروڑ پتی نے کہا بھوکے ہو میں تمہارے سے بہت رشک کرتا ہوں۔ ایسے ہی شخص نے دولت مند آدمی کے واسطے یہ نسخہ تجویز کیا تھا: ایک شاندار روزانہ پر گزارہ کرو۔ اور اس کو کمایا جب ڈپوک آف یارک نے ایسے ہی شخص سے اپنی صحت کے متعلق مشورہ کیا۔ تو اُس نے جواب دیا: رسد نیکہ کرو اور دشمن قلعہ چھوڑ کر بھاگ جائیگا۔

اس سے مراد یہ ہے کہ تھوڑا کھاؤ تو تندرست ہو جاؤ گے اس مزدور کی جس کو دنیا کی باتوں کا بہت کم احساس ہوتا ہے اور واقعات بہت کم غور و خوض کرتا ہے۔ بھوک شرم و غ کی طبع ہوتی ہے اور جو شخص کام نہیں کرتا وہ اپنے پیٹ کا بندہ ہو رہتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ ہضمی میں مبتلا ہو جاتا ہے مگر صحت اور مضمی دونوں چیزیں شاد و نادمی ایک جگہ پائی جائیں گی۔

بہت سے لوگوں کو دولت مندوں کی جاہد اور مال و اسباب پر حسد آتا ہے مگر وہ ان خطرات تکلیف اور تھکاوٹوں کو برداشت کرنا نہیں چاہتے جو ان کے حاصل کرنے میں پیش آتی ہیں ڈپوک ڈنٹ زک کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ اس کا ایک قدیم رفیق جس سے اُس کی کئی سالوں تک ملاقات نہ ہوئی تھی۔ پیسرس میں اُس کے ہوٹل پر ملے آیا۔ اور اُس کے مکان کی آرائش اور عیش و عشرت کے سامانوں اور اُس کے عاملیشان باغوں

کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ ڈیوک نے یہ فرض کر کے کہ اُس کے قدیم حرم کے
 چہرے پر رقابت کا خیال پایا جاتا ہے۔ اُس کو خفگی سے کہنے لگا کہ تم
 یہ سب چیزیں ایک شرط پر مل سکتی ہیں، اُس کے دوست نے کہا وہ شرط
 کیا ہے؟ ڈیوک نے کہا یہ کہ تم ہمیں قدم پر کھڑے ہو جاؤ۔ اور میں بندوق لیکر
 تمہاری طرف سو دفعہ چلاؤں گا۔ دوست نے ہنسنا شروع کیا اور اس شرط
 پر قبول نہیں کرتا، مارشل اُچی جو چیزیں تم اپنے سامنے دیکھ رہا ہو اُن سے
 کرنے کے واسطے میں نے ایک ہزار سے زیادہ گولیوں کا مقابلہ کیا ہے جو
 دس قدم کے فاصلہ پر چلائی گئی تھیں۔ مازبہ کا ڈیوک اکثر موت کا سامنا
 کرنا تھا وہ مالدار ہو گیا۔ وہ اپنی اولاد کے واسطے پندرہ لاکھ روپیہ چھوڑا
 جس نے تمام روپیہ اڑا دیا۔ ڈیوک ایک نیکل آدمی تھا۔ کہتے ہیں کہ اس نے
 اپنے ملازم کو اپنے خیمے میں چار شمع روشن کرنے پر ملازمت کی تھی۔ اس وقت
 پر شاہزادہ یوجین بلینم کی طرائی سے پیشتر اس سے مکالمہ کرنے آیا تھا۔
 سا سو فٹ نے ڈیوک کی بابت کہا تھا میں شرط لگاتا ہوں کہ اس نے اپنے
 تمام محاربات میں اپنے اسباب کو بھی ضائع نہیں کیا، لیکن اس سے اس
 کی اٹل درجہ کی سپاہ گری ظاہر ہوتی ہے جب وہ باغی میں بیمار اور کمزور
 تھا تو وہ چھ پنس بچانے کی خاطر ہسپتال سے پیادہ پا چلا گیا تھا۔ تاہم اس کی
 یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ ورزش کے واسطے پیادہ پا گیا ہو، اس نے ایک
 نوجوان اور مستحق سپاہی کو جو باقاعدہ سرکاری ملازمت میں داخل ہونا
 چاہتا تھا۔ ایک ہزار پونڈ دیا تھا۔ جب پانگاہ روک کو ماربہرہ کی ایک کمزور
 یاد دہانی گئی۔ اُس نے کہا وہ اتنا بڑا آدمی تھا کہ مجھ کو اس کا نقصان یاد
 نہ رہا، مجلس ہونا بیخبری نہیں بلکہ دیانتدار محنتی اور مجلس لوگوں کی تعریف

میں شعر بنائے گئے ہیں۔ جب کوئی شخص بے ایمانی کرنا نہیں چاہتا جب وہ روپے کی خاطر اپنے آپ کو فروخت کرنا نہیں چاہتا جب وہ بددیانتی کرنا نہیں چاہتا تو اس کا افلاس نہایت معززانہ ہے۔ لیکن جو شخص اپنے تمام اختراجات اور کردیتا ہے اور اس کے علاوہ تنخواہ سارے روپیہ میں انداز کر لیتا ہے وہ مفلس نہیں۔ جو شخص اپنی تمام خرچہ و فروخت کی قیمت نقد ادا کرتا ہے مفلس نہیں بلکہ اس کا معقول گذارہ ہے۔ وہ اس کا ہل شریعت سے بہت اچھی حالت میں ہے جو قرض لیتا ہے اور ترقی کنش دوز اور قسما ب سے ادھار لیکر کپڑے اور جوتی پہنتا اور گوشت کھاتا مٹا کھیا کا قول ہے کہ وہ شخص مفلس نہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو بلکہ وہ شخص مفلس ہے جو کام کرنا نہیں چاہتا یا کام نہیں کر سکتا۔ جو شخص کام کرنے کی استطاعت رکھتا ہے اور کام کرنا چاہتا ہے وہ اس آدمی کی نسبت بہتر ہے جس کے پاس پانچھ ہزار روپیہ ہو اور اس کو کام کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔

افلاس کی طرح کوئی چیز آدمی کی عقل کو تیز نہیں کرتی۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے بڑے بڑے آدمی ابتدا میں مفلس تھے اکثر اوقات افلاس انسان کے اخلاق کو پاکیزہ اور مضبوط کرتے ہے با حوصلہ آدمیوں کو مشکل کام عموماً سہولت بخش معلوم ہوتے ہیں۔ مگر ہم تاریخ کی شہادت پر اعتبار کر سکتے ہیں تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ انسان اپنی دولت کی سے نہیں بلکہ اپنی علیل آدمی کی نسبت سے بہتر ہے اور فراخ حوصلہ ہوتے ہیں اور بہترین انسان اکثر نہایت مفلس ہوتے ہیں۔ گو بعض حالتوں میں ان کے پاس اپنی دنیاوی ضروریات کے پورا کرنے کے واسطے کافی روپیہ ہوتا ہے ایک پادری کا قول ہے کہ خدا نے افلاس کو پیدا کیا ہے لیکن اس نے مصیبت پیدا نہیں کی

یقیناً ان دونوں کے درمیان بہت فرق ہے گو یاد بات افلاس مغربہ
مگر مصیبت یا نسبتاً حالت ذلت بخشش ہے کیونکہ یہ اکثر برے لچھنوں کا بی
اور سنے خواری کا نتیجہ ہوتی ہے افلاس اس شخص کے واسطے برائے لوگوں
کر سکتا ہے بے غرق نہیں لیکن جو شخص ایک دفعہ عساکر اٹھائی پکڑ لیتا ہے۔
وہ بھلائی کبھی نہیں کرتا۔ بلکہ بہت سی خرابیاں کرتا ہے۔

اکثر اوقات مفلس نہایت خوش ہوتے ہیں اور دولت مندوں سے
زیادہ۔ گو ان سے رشک کیا جائے مگر کوئی شخص ان کی حالت بخوشی اختیار
کر چکا۔ مورثا نے ایک شہر قی مطلق العنان بادشاہ کی حکایت بیان
کی ہے۔ جو بوجہ اعتدال سے زیادہ کھانے کے بہت سیر ہو گیا تھا۔ اُس نے
دنیا میں سفر کرنے کے واسطے ایک قاصد بدیں غرض روانہ کیا کہ اس شخص
کو تلاش کرے جو سب سے زیادہ خوش ہے بادشاہ نے قاصد کو حکم دیا ہوا تھا
کہ جب ایسا شخص مل جائے تو اُس کو فوراً پکڑو۔ اُس کا کرتہ اتار لو اور میرے
پاس لے آؤ۔ قاصد کو دنیا بھر میں سب سے زیادہ خوش آدمی آرسلینڈ کا
ایک باشندہ معلوم ہوا۔ یہ فرط اہلسلطہ اچھتا کو دنا اور اپنی چھڑی ہلا
رہا تھا۔ لیکن جب قاصد اُس کو پکڑ کر اُس کے کپڑے اتارنے لگا تو معلم
ہوا کہ اس بندے خدا کے بدن پر کرتہ ہی نہ تھا۔

اس میں کلام نہیں کہ اگر کا بخیال ہونا بہت ہی اچھا ہے جس نے
کہا تھا۔ تیرے سے غور اور جھوٹ کو دو رکرو۔ بھکو افلاس اور نہ
دولت دو۔ بھکو وہ غذا کھلاؤ۔ جو میرے واسطے اچھی ہو۔ دنیا میں خوشی
مساوی طور پر تقسیم نہیں ہوتی۔ اور دولت کا بھی یہی حال ہے مگر پہلی
بہت ہی ضروری چیز ہے۔ ڈیوڈ ہیوم نے کہا جس شخص کی طبیعت میں

اور اطمینان ہے اس کے پاس گویا ایک ہزار پونڈ سالانہ کی آمدنی ہے مان لینے کا ہے کہ دولت کے عطیے بہت کم ہیں۔ انسانی نیکی اور بدمی کا اس پر انحصار نہیں۔ جس شخص کے دل میں نیکی کا جو دولت سے بہت زیادہ زبردستی ہے بچ ہے اس کی روح۔ جس طرح چاہتی ہے تبدیل کرتی ہے اور اس سے کام لیتی ہے اور خوشی اور ناخوشی کا باعث صرف یہی ہے۔

انگلستان اپنی خیریت کے واسطے مشہور ہے۔ ایم گیکو زوٹ کا قول ہے۔ اس ملک میں اجنبی کو زیادہ حیران کرنے والی بات یہ ہے کہ ہمارے ذرائع میٹھا رہیں اور ہم ان کو قابلِ تعریف طور پر استعمال کرتے ہیں کیونکہ ہم نے دریادہ سے چندہ جمع کر کے چاروں طرف یادگاریں بنائی ہیں اور طرح طرح کی جسمانی بیماریوں کے علاج کے واسطے مکانات تعمیر کئے ہیں۔ ہمارے وطن کا محب قوم ہر اجنبی سیاح کی نسبت زیادہ غور سے دیکھے گا۔ ممکن ہے کہ وہ چندہ دینے کے نتائج کو ایک درہی پہلو سے دیکھے۔ یہ بات قابلِ اعتراض ہے کہ خیرات سے لوگوں کی بہبودی ہوتی ہے ہماری رائے میں خیرات انسان کی طرح ہوتے جو بعض اوقات تابینا اور گمراہ کیا جاتے ہیں۔ جب تک روپے کو دامانی تقسیم نہ کیا جائے تو یہ بجائے فائدہ کے نقصان پہنچا بیگا۔ اگر خیرات سے مفلسوں کی حالت اسطرح یا عمدہ ہو سکتی تو لندن دنیا میں سب سے زیادہ خوش نصیب شہر ہوتا کیونکہ خیرات پر تیس لاکھ پونڈ خرچ ہوتے ہیں۔ اور لندن کی آبادی سے ہر ایک تیسرے شخص کو خیراتی کاموں سے مدد ملتی ہے۔

خیرات کے واسطے روپیہ جمع کرنا بہت آسان ہے اس امر کی شہادت چندہ کی فہرستوں سے مل سکتی ہے کوئی بارسوخ شخص کسی دولت مند سے خیرات کے واسطے روپیہ مانگتا ہے جو اس کے واسطے دنیا بہت ہی آسان بات

ہے۔ اگر وہ جھٹ پٹ روپیہ دے تو اس کا وقت ضائع نہیں ہوتا۔ خیرات کے واسطے روپیہ دینا ایک مذہبی فرض خیال کیا جاتا ہے۔ تاہم بلا سوچے سمجھے روپیہ دینا یا یہ خیال کرنے کے بغیر کہ یکس طرح استعمال کیا جاوے گا۔ سبب اس کے کہ اس سے ہمارے ہم جنسوں کو فائدہ ہوا کثر ان کو نہایت نقصان ہوتا ہے۔ سچی فیاضی روپیہ دینے میں نہیں نہ ہی خیرات کی بڑی بھاری رقموں کا جو مغللوں کو بلاتمیز دی جائیں۔ سوائے اس کے کوئی اور اثر ہو سکتا ہے کہ وہ خود غرقی کی بناؤں کو کھوکھلا کر دیتی ہیں بلکہ وہ نیکی کے قلعہ کی فصیلوں کو توڑ ڈالتی ہیں۔ فیاضی کی بہت سی صورتیں ایسی ہیں جو ان خرابیوں اور قباحتوں کو پیدا کرتی ہیں۔ جب تک اندر کمقصور ہوتا ہے۔ وہ مفلس لوگوں کو دوسرے لوگوں کی خیرات پر بھروسہ کر لیا جو ملہ دلائی ہیں اور غربا اپنی بہبودی کی ان اچھی اچھی تجاویز اور تدابیر سے غفلت کر رہے ہیں۔ جہاں تک اس کی رسائی ہو سکتی ہے +

شاید کوئی شخص یہ خیال کرے کہ تیس لاکھ پونڈ سالانہ کی معقول رقم لندن کی واقعی تمام مصیبت کو رفع کرنے کے واسطے کافی ہے تاہم باوجودیکہ اس مصیبت پر اتنا روپیہ خرچ کیا جاتا ہے یہ بڑھتی جاتی ہے کیا یہ ممکن نہیں کہ خیرات پر جو روپیہ صرف کیا جاتا ہے وہ اس مصیبت کو پیدا کرے جس کے رفع کرنے کے واسطے یہ دیا جاتا ہے علاوہ اس کے یہ ایسی مصیبت پیدا کرے جو یہ ہرگز رفع نہیں کر سکتا۔ ناخواندہ اور کاہل آدمی کو جب تک یہ امید رہیگی کہ کوشش کے بغیر ذریعہ معاش حاصل ہو سکتا ہے وہ اپنی معاش پیدا کرنے کے واسطے ہرگز کوشش نہ کرینگے۔ کوئی شخص ہے جو کفایت شعاری اور دوراندیشی کو مد نظر رکھے۔ جب خیرات سے وہ سب چیزیں مل سکتی ہیں جو

کفایت شعاری اور دوراندیشی سے متیا ہو سکتی ہیں کیا محنت سے جو فوائد آسائیں
اور آسام حاصل ہوتے ہیں۔ اگر وہ کسی شخص کو محنت سے بچنے والے جانیں تو اس
سے طاقت مستعدی اور خود اعتمادی کی جڑ لگے گی۔ لیکن یہ بات
کہ افلاس خیرات لینے کے واسطے ایک کافی وجہ لوگوں کو یہ تحریر نہیں
کرتی کہ وہ اپنے روپے کو فضول اڑائیں۔ اور اپنی خواہشوں میں مبتلا نہ ہوں
اور زندگی میں ایسے راستے اختیار کریں جو ان کو مفلس رکھیں گے +

جو شخص جد و جہد اور کوشش نہیں کرتے ان کی پہلے مدد کی جاتی ہے
نہایت بڑے سے بڑے آدمیوں کو آسائش دیکھتی رہا کیونکہ جفاکش اپنی مدد
کے لئے کو جو خیرات پر گزارہ کرنے کو حقیر سمجھتا ہے کابلوں کے واسطے ٹیکس
دینے پر مجبور کیا جاتا ہے خیرات نہایت بڑا دستہ مال لوگوں کو دیکھتی ہے
شمار و نادر ایسا ہوتا ہے کہ یہ بادیات اور کوشش کرنے والے کو دیکھاؤ
جیسا کہ کارلائل نے کہا ہے "او میرے فیاض دوستو تم نظریے تحقیق سے
کام نہیں لیتے تم ایسا نادر مزدوروں پر خیراتی ٹیکس لگا لگا کر بوجھ ڈالتے
رہتے ہوئے کہ وہ دب جاتے ہیں اور بالکل کسی کام کے نہیں رہتے اس
پر تم ان کی دستگیری پر آمادہ ہوتے ہو اور کہتے ہو اب ہم ان کے فائدہ
کی کوئی بات کریں گے +

وہ خیرات جو صرف روپیہ دینے پر مشتمل ہو وہ کالہلی اور کمزوری بلکہ
اکثر ایک طرح کی برائی ہے۔ محض روپیہ دینے سے ہمدردی انسان کا کام
ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ حال کے ایک منصف نے کہا ہے "ٹیکسوں کے
ہمراہ سقیوں کا الحاد اور دانشمندی کی حماقتیں اس سے زیادہ مہم
ہیں نہ آئیں گی جس میں ہمدردان انسان کے مظالم سما سکتے ہیں۔ اس میں

بہت سے دانشمندوں کا پیشہ یہ ہے کہ وہ نیکیوں کی کوششوں کو اکارتہ کر دیتے ہیں ؟

ستونی لارڈ لٹن نے کہا : ”عامہ خیرات کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ عوام کی کاہلی اور بدکرداری کے واسطے ایک عطیہ دیا گیا ہے۔ جس شخص کو یہ امر معلوم ہو اُس کے دل میں انسانی دانشمندی کی غلطی کا کیا عبرت ناک سبق محسوس ہو گا۔ ہربانی اور ہمدردی کو کس طرح بغیادہ طور پر خرچ کیا جاتا ہے افراد کی غلطیاں قومی نیکیوں کو بھی مسخ کر دیتی ہیں خیرات کا خیال ایسا جس پر انسان کا دل ناٹا ہوتا ہے یہ امارت کا ایک بند بہ ہے یا ریاست کا ایک جوش۔ محمد صلعم کو اپنے ہم جنسوں کا عمیق علم تھا۔ جس نے تسلیم کیا ہے کہ وہ گناہ جس کو ضبط کرنا نہایت مشکل ہے نہ پایا تا یا ناجز مباشرت ہے۔ اور اُس نے اس نیکی کرنیکا حوصلہ دلایا جس پر عمل کرنا نہایت آسان ہے۔ یعنی خیرات کا +

لنڈن میں بہت سے پادری ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ عوام میں خیرات تو بیع مذہب کی مزاحمت کرتی ہے پادری سٹون کہتا ہے۔ جو شخص غریب کے پاس ایک ماتھ میں بائبل لے کر جائے۔ اور اُس کے دوسرے ماتھ میں ٹی کنبل یا شلنگ نہ ہو تو اُس کو خوش آمدید نہیں کہا جاتا۔ اور اُس میں کوئی تعجب کی بات نہیں خیرات دینے کے مروجہ طریقے سے اُن کو یہ اونے خیال پیدا ہو گیا ہے۔ اور ان کو ہر وقت مالی امداد کی توقع رہتی ہے بجائے اس کے کہ ان کو عاقبت اندیشی کا بڑا اور مفید سبق سکھا یا جاتا ہے۔ یعنی اُن کے شیوہ اور حالت کے درمیان ایک طبعی تعلق ہے اس مصنوعی طریقے سے ان کو سکھایا گیا ہے کہ خود افلاس امداد کے واسطے ایک کافی حق ہے۔ اس

طرح ان کو نہا عاقبت اندیشی بہ اخلاقی نہ ہو کے اور ریا کاری کا حوصلہ ہو جاتا ہے پتا

اصل بہادر انسان وہ لوگ ہیں جو معیشت درست نگری اور افلاس کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں اور بالخصوص وہ جو مستعدی سے غریبوں کو خود مدد دی کہنے کی ترغیب دیتے ہیں پیر و شیلشن و وین ایسوسی ایشن انجمن استورات کا یہ پڑا فائدہ کہ وہ لندن کے مختلف حلقوں کے غریب کے ساتھ پوری پوری واقفیت پیدا کرتی ہیں اور ان کے ساتھ آمد و رفت جاری رکھتی ہیں اور ان کو کئی طرح سے مدد دینے کی کوشش کرتی ہیں مگر وہ بلا تمیز خیرات دینے سے معترض رہتی ہیں۔ ان کے مقاصد یہ ہیں کہ غریب کو خود مدد دی میں مدد نہیں اور ان کے دل میں یہ خیال پیدا کر کے کہ وہ اپنی مدد آپ کر سکتے ہیں ان کی حالت کو اعلیٰ بنائیں تمام جماعتوں اور طبقوں میں بہرہ روی انسان کے واسطے کافی جگہ ہے اور یہ دیکھ کر بہت تسلی ہوتی ہے کہ بڑی بڑی ممتاز ایڈیاں اس شریفانہ کام میں حصہ لیتی ہیں بہت سی اور انجمنیں پچھلے سالوں میں قائم ہوئی ہیں جن سے اعلیٰ زیادہ معقول اور مذہب عیسوی کے زیادہ مطابق خیرات کی اطمینان بخش مثالیں ملتی ہیں اس قسم کی انجمنیں مزدوروں کے مکانات کے اصلاح کرنے عام اور غسل خانے تعمیر کرنے ملاحوں مزدوروں اور نوکروں کے واسطے گھر بنانے مزدوروں کی جماعتوں میں دور اندیشی اور کفایت شعاری کی عادات کو ترقی دینے اور عوام میں علم کے فواید کو پھیلانے کے مقصد سے قائم ہوئی ہیں سبائے اس کے کہ یہ خود اعتمادی کی بناؤں کو کھوکھلا کر ڈالتیں یہ لوگوں کو لوگوں کو سچ خود مدد دہ کی دیج یا اور طرح کی تادیب جو صلاحتی کی تہی ہیں وہ عوام کی حالت بہتر

ہیں وہ اعلیٰ وضع کی ہمدردی انسان کی مجسم شکل ہیں اور ہر زمانے میں انکا
عدہ ترہٹنے کی توقع ہے۔

دولت مند آدمی جن کو موت کا اندیشہ ہوتا ہے وہ اکثر اپنے معاملہ
زمر سے بہت تعلق رکھتے ہیں۔ اگر ان کی شادی نہ ہوئی ہو اور ان کا کوئی
جانشین نہ ہو تو ان کا یہ معلوم کرنے میں بڑی وقت پیش آتی ہے کہ اس انبار زر کے
کو کیا کریں۔ جو انہوں نے اپنی زندگی میں جمع کیا ہے وہ کوئی وصیت نامہ کے
تمام دولت کسی کے سپرد کر جاتے ہیں قدیم زمانہ میں دولت مند آدمی اپنی زوجہ
کے واسطے دعائیں پڑھنے کے لئے روپیہ چھوڑ جاتے تھے۔ شاید بہت سی
آدمی اب تک بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ بہت سے لوگوں نے خیرات خانے بنوائے
اکثروں نے ہسپتال تعمیر کرائے روپیہ غریبوں میں تقسیم کرنے کے واسطے دیا
جاتا تھا۔ یا مستوفی کے ہمنام اور ہم پیشہ کے سپرد کیا جاتا تھا۔

نڈن کے قرب و جوار میں کسی پادری کی بیوی نے کہا ہے کہ اگر
مج سے سونا کو جو روپیہ تقسیم کیا جاتا ہے اس کا بہت مضر اثر پڑتا ہے اس
طرح لوگ پاپر بیغداد وارہ گر و گداگر ہو جاتے ہیں۔ بہت عرصہ نہیں ہوا کہ قبضہ
بیڈ فورڈ کے لوگ اخلاقی لحاظ سے پست ہو گئے۔ کیونکہ بعض دولت مند آدمی
غریبوں میں فیاضی اور خیرات تقسیم کرنے کے واسطے روپیہ چھوڑ گئے تھے۔ کسی
شخص کو کام کرنے کے بغیر روپیہ دیا اور وہ جلدی ہی اس کو بطور حق ماننے
لا۔ اس طرح وہ دودنڈیش نہیں رہتا اور تجارت کے انقلابات یا زندگی کے
واقعات کی پیش بندی نہیں کرتا۔ اگر کام کرنے کے بغیر روپیہ تقسیم کیا جائے
تو اس سے نہ صرف آدمی کا حصہ حصین ٹوٹ جاتا ہے بلکہ خود شکی کا قلم
چکنا چور ہو جاتا ہے۔

دولت مند آدمی خیرات کی مدوں کے واسطے پیش بہار نہیں چھوڑتا
ہیں۔ وہ قایمہ کرتا چاہتے ہیں مگر بہت سی حالتوں میں بہت سنا اتفاقی نقصان
کرتے ہیں ان کی خیرات کی مدوں کو ہمد روی پر محمول نہیں کر سکتے وہ مزدور
اور تیزان سے ملے جماعتوں کی خور تعلیمی اور خور واری کو نیت و نابود کر
دیتی ہیں۔ ہم کو یہ خیرات کسی قسم کا کام کرنے کے بغیر مل سکتی ہے۔ ہمو
ڈاکٹری کی ادا و غنت مل سکتی ہے۔ ہمارے بچے مفت تعلیم پاسکتے ہیں۔
پھر ہم کیوں کام کریں۔ کیوں روپیہ پس انداز کریں یا محض خیرات سے اس
قسم کے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ بغیر اتنی تعمیرات ایک طرح کے شریعہ
غریب خاتے بن جاتے ہیں۔ جہاں اس سبق کی بڑے پیمانے پر تعلیم و سجاوٹی
ہے کہ ہم کام کر کے کی نسبت گداگری پر بہتر گزارہ کر سکتے ہیں۔

سٹیفن گیرارڈ امریکہ کے متول تاجر کی وصیت اس سے بالکل مختلف
تھی۔ گیرارڈ کا وطن بوڈو واقعہ فرانس تھا۔ ابتداء زندگی میں ہی یتیم رہ گیا
اُس کو چھانڈ پر ایک اونے ورے کی ملازمت مل گئی اُس کی عمر کوئی دس بار
برس کی ہو گئی۔ کہ اُس نے شمالی امریکہ کی طرف پہلا سفر کیا۔ اس نے بہت کم
تعلیم پائی تھی۔ اور نوشت و خواند میں اُس کی محدود واقفیت تھی۔ وہ سخت
غنت کرنا تھا۔ اس نے بدرجہ اپنے مالی ذرائع میں ترقی کر لی۔ چنانچہ اس نے
کچھ سرمایہ پس انداز کر لیا جب وہ شہر نیویارک کے ایک بازار و اسٹریٹ
میں رہنا تھا۔ وہ پالی لم نامی عورت پر عاشق ہو گیا۔ اس عورت کے پاس
نے منج کیا مگر گیرارڈ نے اصرار کیا اور آخر اُس نے پالی لم کے ساتھ شادی
کر لی۔ مگر یہ شادی اُس کے واسطے نہایت منحوس ثابت ہوئی اُس کی عورت
کو اُس سے کوئی ہمد روی نہ تھی۔ اور وہ خود درج سٹری اور نگین

ہو گیا۔ وہ پھر بحری سفر کرنے لگا۔ چالیس سال کی عمر میں اُس نے اپنا ایک جہاز بنالیا اور تیویارک، فلپڈلفیا اور نیو اورلینز کے مابین ساحل تجارت میں مشغول ہو گیا۔

پھر وہ فلپڈلفیا میں قیام پذیر ہو گیا اور تجارت شروع کی اس نے اپنے کاروبار پر اپنی تمام توجہ اور اپنی تمام کوشش صرف کی۔ کیونکہ اُس نے دولت مند بننے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ وہ سخت کفایت شعاری کو نظر رکھتا تھا وہ روپیہ کمانے کے واسطے طمع کے کام کرتا تھا۔ اُس نے زندگی کے نام نہ نہم کو دل سے دور کر دیا معلوم ہوتا ہے کہ دولت کی خواہش نے اس کے رعب و رواں پر قبضہ کر لیا تھا۔ اُس کی زندگی متوازن محنت کی ایک مثال ہے۔ یاد رہے کہ گیرارڈ کو غائب داری میں کوئی خوشی نہ ہوئی تھی۔ اگر اس کو کوئی خوش خلق عورت مل جاتی تو ممکن تھا کہ اس کی مزاج حلیم ہو جاتی وہ اپنی بیوی کے ساتھ اس سال تک جوں توں کر کے زندگی گزارتا رہا۔ اور پھر وہ دیوانی ہو گئی۔ وہ بیس سال تک پسنوینیا کے ہسپتال میں پڑی رہی اور وہیں ہی مر گئی۔

مگر گیرارڈ کی طبیعت میں سختی اور رشتی کے سوا اور خصلتیں بھی تھیں۔ اُس میں انسانی ہمدردی کا خیال بھی تھا۔ جب شکستہ و بیمار فلپڈلفیا میں زبردست شہر آج ہوا تو اُس کی بہتر خصلت ظاہر ہوئی لوگ بیماروں کی تعداد میں مرنے لگے ہسپتالوں میں مریضوں کی خبر گیری کرنے لگے۔ ترسین نہ ملتی تھیں۔ بیمار کی خبر گیری کرنا موت کے منہ میں جانا برابر خیال کیا جاتا تھا کسی شاعر نے کہا ہے۔ اس ظالم کو رشوت دینے کی دولت میں طاقت نہ تھی نہ ہی جس اُس کو رام کر سکتا تھا مگر اُس کے غصے کے تازہ باز

سے تمام لوگ قناہ ہوتے تھے۔ انھوں نے کہ غریبوں کے نہ دوست نہ بڑے گریختہ غیر غناہ میں جو بے غناہوں کا لبا و ماویٰ ہے۔ چپکے چپکے جلتے جلتے تھے۔ اور ایروہیں مر جاتے تھے۔

اس وقت جب کہ بہت سے لوگوں کو بخار ہو رہا تھا۔ گیارہ ٹنہ اپنا کام چھوڑ دیا۔ اور پبلک ہسپتال کے سپرنٹنڈنٹ کی خدمات پیش کیں۔ پیٹر ہیلیم اس کا رفیق تھا۔ گیارہ ٹنہ کی کاروباری قابلیت نے انھیں غلامی ہونے لگی۔ اس کی منتظمہ قابلیتیں اسے اعلیٰ درجہ کی تھیں۔ اور اس کے کام کے نتائج جلدی نظر آنے لگے۔ پہلے ہر ایک چیز منتشر تھی۔ غلامت کی جگہ صفائی نظر آنے لگی۔ جہاں پہلے فضول خرچی تھی۔ وہاں اب کفایت شعاری تھی۔ جہاں پہلے بہت غفلت تھی۔ وہاں سلسلہ توجہ تھی۔ گیارہ ٹنہ دیکھا کہ ہر ایک مرعین کی مناسب طور سے نمبر گیری کی جاتی ہے۔ وہ اس شخص کو بیماری کے مریضوں کی بیماری کے واسطے خود جاتا تھا۔ اور ان کو اور مرنے والوں کو دوائی کھلاتا تھا۔ اور مرتے دم پہنچنے کوئی وصیت کر جاتا تھا۔ اس کو پورا کرتا تھا۔ آخر طاعون رک گئی اور گیارہ ٹنہ اور ہیلیم اپنے معمولی کاروبار پر واپس چلے آئے۔

جو لوگ فیلڈ لٹیا میں غربا کی حالت دیکھنے جاتے تھے۔ ان کے روزناموں پر ذیل کی عبارت لکھی ہوتی ہے۔ سٹیفن گیارہ ٹنہ اور پیٹر ہیلیم نے جو بہترین عامہ کی کمیٹی کے اراکین تھے۔ اس کمیٹی کی حالت میں جو بے پناہ کی نگرانی کے واسطے مناسب اشخاص تمل سکتے تھے۔ اس نیا مینا نہ کام کے واسطے خود بخود اپنی خدمات پیش کیں اس سے جو تعجب اور اطمینان پیدا ہوا۔ اس کو تصور کر سکتے ہیں اور بیان نہیں کر سکتے۔

سٹیفن گیارہ ٹنہ کی محنت اور کفایت شعاری کے نتائج فیلڈ لٹیا میں

اب تک دیکھے جاسکتے ہیں۔ خوبصورت رہائشی مکانات کی بہت سی قطاریں بنی ہوئی ہیں۔ مگر گیراڈ کالج کی سنگ مرمر کی عمارت سب سے زیادہ شاندار ہے۔ وہ اپنی دولت کا بہت سا حصہ عامہ اعراض کے واسطے اور زیادہ تر اسی خیال سے چھوڑ گیا کہ ملک کتب خانہ اور یتیم خانہ تعمیر کر کے افریقات ادا کئے جائیں۔ اس نے بکیں بے خانہ مسلمان بچوں کے واسطے یتیم خانہ تعمیر کرنے کی اسلئے تجویز اس واسطے کی ہوگی کہ وہ اجنبیوں میں یتیم ہو کر بالکل بکیں چھوڑا گیا تھا۔ کالج مذکور کا ایک کمرہ بالخصوص آراستہ پیراستہ ہے۔ گیراڈ نے ہدایت کی تھی کہ میری کتابوں اور کاغذات محفوظ رکھنے کے واسطے ایک کمرہ مخصوص کیا جائے۔ مگر اس خیال سے کہ موتی کی وحیست کی حد سے زیادہ پابندی نہ کی جائے یا اس کے رشتہ داروں کے خوف سے اس سادہ آدمی کی تمام چیزیں اس کمرہ میں بھر دی گئیں۔ اس کے صندوق اس کی کتابوں کی الماریاں اس کی ٹم ٹم اس کی تصاویر وغیرہ اس میں رکھی تھیں۔

لندن کا نہایت خوبصورت ہسپتال وہ ہے جو اس گاڑی کتب فروش نے تعمیر کرایا تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ مکمل تھا۔ بہر کیف وہ کفایت شعاری پس انداز کرنے والا آدمی تھا۔ گاڑی نے جو عمارت تعمیر کی ہے وہ کفایت شعاری کے بغیر نہیں بنائی جاسکتی۔ جو لوگ ایسی چیزیں بناتے ہیں۔ ان کو دوسروں کے فائدے کے واسطے خود اپنا سری کرنی پڑتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ماس گاڑی نے ابتدا سے ہی دنیا میں کی تجاویز شروع کی تھیں۔ پہلے اس نے ٹام وریٹ میں ہم اغریب مردوں اور عورتوں کے واسطے خیرات خانے بنائے۔ جہاں ہر ایک شخص کو پنشن دی جاتی تھی۔ چونکہ وہ خود کتب فروش تھا اس

سے تمام لوگ قناہ ہوتے تھے۔ افسوس کہ غریبا جن کے نہ دوست نہ خبر گیر تھے غیر غنائے میں جو بے غامضانوں کا لمبا وادائی ہے۔ چپکے چپکے جاتے تھے۔ اور اور وہیں مرجاتے تھے۔

اس وقت جب کہ بدت سے لوگوں کو بخار ہو رہا تھا۔ گیرارڈ نے اپنا کام چھوڑ دیا۔ اور پلگ ہسپتال کے سپرنٹنڈنٹ کی خدمات پیش کیں۔ پھر ایلیم اس کا رفیق تھا۔ گیرارڈ کی کاروباری قابلیت نے الفور غائب ہونے لگی۔ اس کی منتظمہ قابلیتیں اسے درجہ کی تھیں۔ اور اس کے کام کے نتائج جلد ہی نظر آنے لگے۔ پہلے ہر ایک چیز منتشر تھی۔ غلامت کی جگہ صفائی نظر آنے لگی۔ جہاں پہلے فضول خرچی تھی۔ وہاں اب کفایت شکاری تھی۔ جہاں پہلے بہت غفلت تھی۔ وہاں سلسلہ توجہ تھی۔ گیرارڈ نے دیکھا کہ ہر ایک مریض کی مناسب طور سے خبر گیری کی جاتی ہے وہ اس سوس ہمارے کمریوں کی ہمارے کام کے واسطے خود جاتا تھا۔ اور ان کو اور مرنے والوں کو وادائی کھلاتا تھا۔ اور مرنے دم چھوٹنے کی وصیت کر جاتا تھا۔ اس کو پورا کرتا تھا۔ اور خطاموں رک گئی اور گیرارڈ اور ایلیم اپنے معمولی کاروبار پر واپس چلے آئے۔

جو لوگ فیلڈ فیا میں غربا کی حالت دیکھنے جاتے تھے۔ ان کے سوزناچوں پر ذیل کی عبارت لکھی ہوتی ہے۔ سٹیفن گیرارڈ اور پٹر ایلیم نے جو بھدوی عامہ کی کمیٹی کے اراکین تھے۔ اس مصیبت کی حالت میں جب ہسپتال کی نگرانی کے واسطے مناسب اشخاص نہ مل سکتے تھے۔ اس نیا مینا نہ کام کے واسطے خود بخود اپنی خدمات پیش کیں اس سے جو تعجب اور اطمینان پیدا ہوا۔ اس کو تصور کر سکتے ہیں اور بیان نہیں کر سکتے۔

سٹیفن گیرارڈ کی محنت اور کفایت شکاری کے نتائج فیلڈ فیا میں

شہر ایڈنبرا تعلیمی خیراتی تعمیرات کے واسطے مشہور ہے۔ وہاں سینٹ اینڈرو
 میں مدراس کالج بھی ہے۔ جو اینڈروہیل ڈی ڈی نے تعمیر کیا تھا۔ اراٹھیٹو
 جو ہان سیکراٹ نے تعمیر کی اور ڈک بیکویٹ جو ایمرڈین ہانف اور مورے
 کے اصلاخ میں پادریوں کے سکولوں اور پادری سکول ماسٹروں کا کیرٹر
 اور پوزیشن اسٹلا کرنے کے واسطے بنا یا گیا یاس کا بہت ہی مفید اثر ہوا۔
 اس درسگاہ سے عامہ تعلیم بہت سدہر گئی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ کیمبرج میں
 شمالی اصلاخ سے جو لوگ آتے ہیں انہوں نے علم کے تمام شاخوں میں اعلیٰ
 درجے کی عزت اور سرخروئی حاصل کی ہے۔ انگلستان کے مربی بھی تھوڑا
 عرصہ سے اسی طرف مائل ہوئے ہیں مانچسٹر کا اون کالج یورپول میں براؤن
 کاکتب خانہ اور عجائب خانہ بنے ہیں برسنگھم میں دھڑرتھ پینفیکشن جس میں
 صنعتی تعلیم کی ترقی کے واسطے ایک ایک سو پونڈ کے تیس سالانہ وظائف
 قائم ہوئے ہیں اور سٹیفک کالج بنائے گئے۔ موخر الذکر سر جو شیا ماسن نے
 تعمیر کیا ہے تاکہ نوخیز نسل کو اسٹلا اور وسیع عملی سٹیفک تعلیم دی جائے۔ یہ
 ایسی مفید اور عمدہ درسگاہیں ہیں۔ کہ ملا کے بھی خواہ ان کی تقلید کیجئے
 یہ ضروری نہیں ہے کہ جیب تک آدمی کی لاش سڑنے جائے وہ اپنی آدمی
 کو اسٹلا مقاصد پر خرچ نہ کرے وہ بیٹے ہی فیاضی کے کاموں کے واسطے وصیت
 کر سکتا ہے اور شروع شروع میں اپنے فیا زمانہ ارادوں کی تعمیل کرانے میں
 ادا دوسے سکتا ہے +

لنڈن کے مربیوں میں سے سٹریٹ باؤی امریکہ کے صراف کا نام بھلی
 نہیں سکتا اس کی قابلیتوں پر بحث کرنے کے واسطے تو ایک جلد چاہیے۔ مگر ہم
 اس کا ایک پیری گراف میں عمل ذکر کر رہے ہیں۔ وہی پہلا شخص تھا جس نے

لندن کی مزدوری پیشہ جماعتوں کی برہنہ حالت اور بے خانہ سازی کو دیکھا یا کم از کم اس کا تدارک کیا زمین کے اوپر اور نیچے زمین بنائے بازار کھولنے اور فراخ کرنے سے پہلے مکانات تعمیر کرنے میں غریب کے مکانات تباہ ہو گئے۔ اور ان کے مکینوں کی ذلت کسی شخص کو معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں گئے۔ شاید وہ جوت درجہ پر پہنچ گئے اور ان میں ٹیٹے کی بیماریاں پیدا ہوئے۔ انہیں اس خرابی کو تک نہ سمجھنے کے واسطے انہیں اور کمپنیاں قائم کی گئیں۔ سرسٹن ڈارٹھمن نے اس کام کا آغاز کیا اور بہت سے لوگوں نے اس کی تقلید کی۔ مگر جب تک لندن کے واسطے مسٹر پی باڈی اپنا شاندار عطیہ نہ چھوڑ گیا۔ اس خرابی کو بڑے اور وسیع پیمانہ پر دور کرنے کے واسطے کوئی تجویز اختیار نہ کی گئی۔ اس کے وصیوں نے پائے تخت انگلستان کے بہت سے حصوں میں مزدوروں کے واسطے بہت سے مکانات تعمیر کئے ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً دوسرے حصوں میں بھی پیدا دیئے جائینگے۔ پی باڈی کے مکانات سے اس امر کی مثال ملتی ہے کہ مزدوروں کے مکانات کس قسم کے ہونے چاہئیں۔ وہ صاف ستھرے اور آسائش دہ مکانات ہیں۔ ان کی وجہ سے سڑے خوراک کم ہو گئی ہے اور اخلاقی کوتاہی ہو گئی ہے۔ مسٹر پی باڈی کا ارادہ تھا کہ اس کی فیاضی سے غریب کی حالت براہ راست سدھرے اور ان کی آسائشیں بڑھیں اس کو امید تھی کہ اس کی فیاضی کے نتائج کو لندن کے باشندوں کی نہ صرف موجودہ بلکہ آئندہ نسلیں بھی قدر کی نگاہ سے دیکھیں گی۔ اس کے معتقدوں نے جو کچھ کہا ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ وہ اس کے ارادوں کو صدق دل اور شرافت سے پورا کر رہے ہیں۔ مفلسوں کے یہ سب مرضی ابتدا میں معمولی ذرائع کے آدمی تھے۔

ان میں سے بعض کسی زمانہ میں مفلس تھے۔ سر جوزف وہیٹ ورکھڑے ساؤتھ
 وارک میں مسٹر کلینٹ کے ہاں انجینئر کا کام سیکھتا تھا۔ اس کا استاد زندگی
 کل کا موجد تھا۔ سر جوشیا ماسن کبھی نابائی کبھی کفش دوز کبھی غالیچہ
 ساز کبھی زرگر کبھی فولاد کی چلیں کبھی برقی طاقت کے ذریعے ملمع کرنے کا
 کام کرتا رہا مگر ہر تجارت سے اس نے دولت فراہم کیا پیدا کر لی مسٹر پیٹری
 آہستہ آہستہ امریکہ میں ایک کلرک کے درجہ سے لندن میں ساہوکار تاک
 ترقی کر گیا۔ اُن کی دنیا میں خود اپنا رومی محنت اجتناب سے اور کفایت شعاری
 کا نتیجہ تھیں۔

نیامنی کے ایسے بچے نکلتے ہیں۔ جو ہمیشہ پختہ ہو کر چل نہیں جیتے دنیا
 کا کام شروع کر دینا تو آسان ہے مگر اُس کو مکمل کرنا بہت مشکل ہے مصنف
 کتاب کو محکمہ مزدوروں کا لمباؤ مادی بنانے کی تجویز میں شریک ہونے
 کی ترغیب دی گئی۔ مگر اس تجویز کی طرف سے لاپرواہی اختیار کی گئی۔ اور
 اس میں ناکامی ہوئی۔ محکمہ بھر کے مزدور جنہوں نے انگلستان کی ریلیں
 جہاز سازی کے حوض بنائے ہیں وہ جاکش مگر فضول خرچ لوگ ہوتے ہیں
 وہ نیکلیٹ بھی ہیں۔ مگر بعض اوقات بخور ہوتے ہیں کام کرنے کے وقت
 وہ بٹ بٹ خطرے گوارا کرتے ہیں۔ بعض اوقات ان کو زخموں اور ٹپوں
 کے ٹوٹ جانے سے ایسا بھت نقصان پہنچتا ہے کہ وہ زندگی بھر کے لئے
 بیکار ہو جاتے ہیں۔ مثلاً مان چپٹر شفیق مسٹر شکاریو کی

تعمیر کے وقت بامیں آدمیوں کی کئی کئی چڑیاں ٹوٹیں۔ ہم کی ایک ایک ہی
 اُس کے علاوہ سرنگوں کے اڑنے سے کئی آدمیوں کے جسم ہل گئے۔ اور طبع
 طبع کے نقصان ہوئے۔ ایک شخص کی دونوں آنکھیں جاتی رہیں ایک شخص کا

باز مڑے گیا۔ بہت سے لوگوں کی انگلیاں پاؤں ٹانگیں اور بازو جٹا کر پڑ گئے
 جس کی وجہ سے وہ بالکل کام کے نہ رہے۔ ایک بڑے ٹھیکہ دار نے یہ دیکھ کر
 کہ ریلوے کے مزدوروں کو بڑے بڑے خطرات گوار کرنے پڑتے ہیں خیال کیا
 کہ پیرانہ سالی میں ان کی مدد اور آسائش کے واسطے کوئی تجویز کی جانی چاہیے
 ۔ مصنف اوراق کے ایک دوست مسٹر ایپوراں نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اس
 مسئلہ کی طرف توجہ دلائی۔ میں ابھی ایک بڑے ٹھیکہ دار سے ملاقات کر کے
 آئے ہوں۔ اس شخص کے پاس بہت سی دولت ہے اور وہ محکمہ بحریہ کے
 مزدوروں کے واسطے ایک مکان بنانے میں آپ کی مدد طلب کرتا ہے تم
 جانتے ہو کہ بہت سے ٹھیکہ دار اور انجینیر جو ریلوے تعمیر کرتے رہے ہیں
 انہوں نے بہت سی دولت جمع کر لی ہے بعض نے کروڑ مارو پیسے انداز
 کر لیا ہے۔ قصہ مختصر میرے ٹھیکہ دار دوست نے سڑک کے پاس ایک
 خانقہ میں ایک خستہ مال بوڑھا آدمی ایک نالی میں گرا ہوا دیکھا۔ اُس نے
 بوڑھے آدمی کا نام لیکر کہا کیا تم ہو۔ اُس نے جواب دیا بیشک ٹھیکہ دار نے
 کہا۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ بوڑھے نے کہا میں یہاں مرنے آیا ہوں۔ میں
 کام نہیں کر سکتا۔ ٹھیکہ دار نے کہا تم غریب خانہ میں کیوں نہیں جاتے اُس نے
 کہا نہیں میرے واسطے کوئی غریب خانہ نہیں۔ اگر ٹھیکو مرنا ہی سے تو میں کبھی
 ہوا میں مڑے گا۔ ٹھیکہ دار پہچان گیا۔ کہ وہ شخص اس کے ہاں مزدور کی تہ
 تھا اُس نے اُس کے اور بہت سے اور ٹھیکہ داروں کے واسطے کام کیا تھا۔
 انہوں نے تو بہت سی دولت کمائی اور اُس کا یہ حال ہو گیا کہ وہ ایک
 خندق میں مڑا ہوا پایا گیا۔ ٹھیکہ دار کے دل پر بہت اثر ہوا اس نے خیال
 کیا کہ بیشمار مزدور ابھی ہونگے۔ منگو ویسی ہی مدد کی ضرورت ہوگی۔

تصور اعرصہ بعد وہ بیمار ہو گیا۔ اور مرض کے دوران میں اُس کو پھر مزدوروں کا خیال آیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی خیال آیا کہ مزدوروں کے واسطے لمبا و ماوسے بنائے۔ اور اس نے میرے سامنے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ آپ اس مکان کی تعمیر میں اُس کی مدد کریں؟

مصنف کو یہ تجویز بہت ہی عمدہ معلوم ہوئی۔ اس نے حتی الامکان اس کے واسطے سب کچھ کرنا منظور کیا۔ لیکن جب ان لوگوں سے درخواست کی گئی کہ جن سے اس کا رخیہ میں بہت کچھ چندہ ملنے کی امید تھی۔ سو بہت سروسہری سے پیش آئے۔ اور ان کی مخالفت کے مقابلے میں مزدوروں کے لمبا و ماوسے کا قائم ہونا ناممکن نظر آئے لگا۔ جن لوگوں نے چندہ نہ دیا۔ انہوں نے بہت سے عذر کئے مثلاً مزدور نہایت فضول خرچ ہیں وہ جو کماتے ہیں اڑا دیتے ہیں وہ بیروہکی شاپین اور طرح طرح کی اور شرابوں پر اپنا رزق صرف کر دیتے ہیں۔ اگر وہ خندقوں میں مرتے ہیں تو یہ ان کا اپنا تصور ہے۔ اگر وہ چاہتے تو آسائش کے سامان مہیا کر سکتے تھے۔ ان کی پیرانہ سالاری میں دوسرے لوگ ان کے واسطے کیوں تعبیر کریں ان کے واسطے عزیز طاقتور کھلا ہوا ہے اُن کو چاہیے کہ وہاں جائیں۔ اور اسی طرح کے اور عذر کر گئے مریض گتے کو مارنے کے واسطے چھڑی تلاش کرنی آسان ہے۔ جو زشتیاب ہو گیا۔ اور وہ محکمہ بھکے مزدوروں کے لمبا و ماوسے کے بچے چندہ دیتا گیا۔ اور یہ تجویز ناک میں مل گئی کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

جب شیطان مرہن ہوا۔ تو اُس کو متنی بننے کا خیال آیا۔

شیطان صحت یاب ہو گیا۔ تو کھنے لگا میں تو ولی ہوں +

پندرھواں باب

بہتر صحت گھر

تہذیب اور نشاۃ کی بہترین ضمانت مسکن ہے (بی و سرائیلی) +
 مفلسوں کی زیربائش صفائی ہے (انگریزی ضرب النمل) بیک بہت
 دیر تک غلط فہم اور سیل کپیل کے ساتھ ہرگز نہیں رہتی (کوٹ رپورٹرز)
 انسان کے لئے غلام ہونے ہیں کہ سب کے سب اس کو نظر نہیں آتے وہ
 ان لوگوں کو پایاں کرتا ہے جو مرض کے عذت سے بے باک کا رنگ فق
 اور نذر ہو جاتا ہے وہ اس کے دوست بن جاتے ہیں (طبع ہریش)

کہتے ہیں کہ صحت دولت ہے بیشک صحت کے بغیر کہنی ہی دولت ہو سکتی ہے +
 ہر ایک شخص جو دماغ خواہ جسم کی صحت سے زندگی بسر کرے صحت کو نہایت
 قیمتی چیز خیال کرتا ہے اس کے بغیر زندگی کا کوئی فراہم نہیں آتا۔ جس میں انسان
 کی ساخت کچھ ایسی ہے کہ لذت اور خوشی جسمانی زندگی کا ایک اعلیٰ اصول
 ہے جس میں انسان کی تمام ترتیب ساخت اور اس کے ہر ایک حصہ کا فرض
 اس مقصد کے واسطے بہت ہی مناسب ہے +

ہر ایک جس کے استعمال سے بہت خوشی ہوتی ہے مثلاً بھارت
 سماعت ذابقہ لاسہ اور زور لگانے سے خوش ہوتی ہے مثلاً اس سے زیادہ
 کوئی چیز مسرت بخش ہے کہ آدمی کو اپنی کامل صحت محسوس ہوئے وہ صحت
 جو زندگی کے کاروبار کو مناسب طور پر انجام دینے کا نتیجہ ہے۔ ڈاکٹر ساوتھ

و دوسرے کا تو یہ ہے کہ حظ نفسانی صرف زندگی کا مقصد ہی نہیں بلکہ زندگی بھی ایک حالت ہے جس سے طویل زندگی ہو سکتی ہے۔ رہنا کوئی شخص زیادہ خوش ہوتا ہے اتنا ہی وہ زیادہ دیر تک زندہ رہتا ہے۔ جتنی اُس کو زیادہ تکلیف پہنچتی ہے اتنی ہی جلدی وہ مر جاتا ہے۔ حظ اور خوشی میں اصناف نہ کہ زندگی کو طویل کرنا ہے۔ در پہنچنا اُس کی مساد کو کم کرنا ہے۔

سرتندرست آدمی کی زندگی کا ایک اصول ہے در و اور مصیبت اُس کی مستثنیٰ حالتیں ہیں۔ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ در و بالکل ہی بری چیز ہے۔ ایک مفید تہیہ ہے یہ ہم کو بتاتی ہے کہ ہم نے کسی قاعدے کو توڑا کسی قانون کی خلاف ورزی کی ہے کسی جسمانی ذمہ داری کی نافرمانی کی ہے یہ ایک ایسا ناصح ہے جو ہم کو اپنی زندگی کی حالت کے سدھارنے کی تیر دیتا ہے۔ یہ زبانِ حال سے کہہ دیتا ہے قدرت کی طرف واپس جاؤ۔ اُس کے قوانین کو مدنظر رکھو اور تم کو خوشی حاصل ہو جائیگی۔ اس طرح گویا قول خواہ کتنا ہی متضاد معلوم ہو مگر یہ بالکل درست ہے کہ در و انسان کی جسمانی بہبودی کی ایک شرط ہے جیسا کہ قبول ڈاکٹر ٹامس برٹول زندگی سے متبع ہونے کے واسطے موت ایک شرط ہے۔

پس جسمانی خوشی سے بہرہ ور ہونے کے واسطے قدرتی قوانین کو مد نظر رکھنا چاہیے۔ ان قوانین کو معلوم اور مد نظر رکھنے کے واسطے انسان کو عقل عطا کی گئی ہے اگر وہ اس عطیہ سے کام نہیں لیتا اگر وہ اپنی سستی کے قانون کے مطابق نہیں کرتا تو درد اور مرض اُس کا لازمی نتیجہ ہیں۔

اگر کوئی شخص بذات خود قوانین قدرت کے خلاف و زری کرتا ہے تو اُس کو اپنے کئے کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ اگر وہ سست ہے اور اعتدال

سے زیادہ کھاتا ہے تو اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو وجہ المناصل سمجھنی
 پادشہ لاحق ہو جاتا ہے اگر وہ اعتدال سے زیادہ شراب پینا ہے تو وہ نرم
 مگر کمزور ہو جاتا ہے۔ اس کے ماتھے پاؤں کا پینہ لگتے ہیں اس کی ارشاد نام ہو جاتی ہو کی تو
 نائی ہو جاتی ہے اس کا جسم بورا ہو جاتا ہے اور وہ مبتلا راسی بیماریوں کا شکار
 ہو جاتا ہے جو مئے خوار کے پیچھے لگی رہتی ہیں +

سوسائٹی کا بھی یہی حال سمجھو۔ اگر یہ ضلعوں کے نکاس کا بندوبست
 نہ کرے اور بازاروں کو صاف نہ رکھے۔ ہجوم کے ہجوم مکروہ اور ناخوش آئند
 جھونپڑیوں میں بھر ویسے جائیں جن میں قرب و جوار کی نہ ہر ٹی ہوا جاسکتی
 ہے تو بجا شروع ہو جاتا ہے یا مہیضہ یا طاعون پھیل جاتی ہے۔ مرض غلغلہ کے
 تباہ و خراب حال مکان سے امیروں کے با آسائش مکانات میں پھیل جاتی ہے
 اور جہاں جاتی ہے سوتا اور تباہی پھیلاتی ہے۔ ایسی حالتوں میں جو
 مصیبت اور تکلیف ہوتی ہے وہ انسان کی اپنی نیت کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ ان کے
 روکنے کے واسطے جو علم ضروری ہے وہ سب کو حاصل ہوتا ہے +

جب بہت سے آدمی اکٹھے رہتے ہوں تو کمرہ ہوائی نہ ہر طرز ہو جاتا
 ہے۔ تھے کہ اس کے نامی تغیر اور تازگی کے واسطے انتظام کیا جائے۔ مگر ہوا
 کی آمد و رفت کا مناسب انتظام نہیں۔ ہوا میں کارباگٹ رینڈمیں جو زیادہ
 تر تنفس کا نتیجہ ہوتی ہے بھر جاتی ہے جو کچھ جسم خارج کر رہا کرتا ہے اگر وہ پھر
 پھپھڑوں کے ذریعے داخل کیا جاوے تو جسم کے واسطے زہر ہو جاتا ہے یہاں
 وجہ پاک و صاف ہوا کی ہمت ضرورت ہے۔ ممکن ہے کہ غذا کی کمی صاف ہوا
 کی کمی سے بہت ہی کم نقصان پہنچانے والی ہو۔ ہر ایک شخص کو جس کی عمر
 پچھوہ سال سے تباہ و زہت۔ چوبیس گھنٹوں میں چھ سو مکعب فٹ ہوا کی

ضرورت ہے۔ یعنی اگر آدمی اس سے کم ضخامت کے کمرے میں سوئے تو اس کو کم و بیش تکلیف ہوگی۔ اور بندرتج اس کا سانس بند ہونے لگیگا۔

شیئے کا ایک مرتبان لو اور اس میں ایک چوٹا بند گز دو یہ بندرتج اپنے سانس کو پھر اندر لے جانے سے مر جائیگا۔ آدمی کو کسی بند جگہ میں بند کرو اور وہ بھی اسی طرح مر جائیگا۔ انگریسپا ہی کاکتہ کے بلیک ہول یعنی کتہنگ و تاریک میں اس واسطے مر گئے تھے کہ ان کو پاک و صاف ہوا نہ ملی۔ اس طرح مشقت و معرفت کے بعض قصوں میں بچے پیدا ہوتے ہیں وہ پانچ سال کی عمر سے پیشتر مر جاتے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کو پاک و صاف ہوا نہیں ملتی۔ ہم بولٹے ایک علاج کا ذکر کیا ہے جو جہاز کی ایک بند کو ٹھری ہیں مر رہا ہے اس کے رفیق اس کو ٹھری سے اس کو کھلی ہوا میں لے گئے بجائے مرنے کے اس نے ہوش سنبھالی اور آخر وہ نشغایاب ہو گیا پاک و صاف ہوا اس کے واسطے بہت ہی سفید ثابت ہوئی۔

جوانوں کی حالت میں ناپاک ہوا میں دم لینے کا عامہ نتیجہ بخار ہے۔ ڈاکٹر ساؤتھ وڈ سمجھتا تھا کہ زیادہ سے زیادہ ٹیکس جو کسی شہر کے لوگوں کو دینا پڑتا ہے۔ بخار کا ٹیکس ہے اندازہ کیا گیا ہے کہ یورپول میں ہر سال قریباً سات ہزار آدمی بخار میں مبتلا ہوتے ہیں جن میں سے پانچ ہزار مر جاتے ہیں۔ بخار عموماً میں اور تیس سال کی عمر کے مابین لاحق ہوتا ہے اور بالخصوص ایسے لوگوں کو جو کماٹی کر کے بڑے بڑے کنبوں کا پیٹ پاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صنعت و حرفت کے بڑے بڑے قصوں میں بخار کا بہت بھاری ٹیکس ہوتا ہے یعنی بہت سے آدمی اس مرض سے مر جاتے ہیں اور ان کی مستورات بیوہ اور بچے یتیم رہ جاتے ہیں۔ ڈاکٹر ٹے فیہر نے اس سوال پر احتیاط سے غور کرنے

کے بعد رائے دی ہے کہ لشکا شاعر کی کوئٹہ میں قابل علاج امراض اور موسیٰ
کم از کم پچاس لاکھ پونڈ سالانہ کا نقصان ہوتا ہے مگر یہ مال و عیان کا ہی نقصان
ہے اخلاقی نقصان اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے ۛ

اب غریب خوش و بہقان اور علیم گدڑ سے جیٹا قدیم انگڑے شاعروں نے
ذکر کیا ہے کہاں ہیں زمانہ مال کے سطرین اور اُس کی بیوی غلس بہت
ہی غلس ہیں وہ جھوٹ پڑی میں رہتے ہیں اور معہ اپنے بچوں کے بارہا پندرہ
شائنگ ہفتہ وار پر گزارا کرتے ہیں۔ یہاں ندی کے پاس بٹھیکہ منسری بجانے
یا پائپ پیچنے کی استطاعت نہیں رکھتا اُس کو بہت دیر تک محنت کرنی
پڑتی ہے اور اجرت بہت کم ملتی ہے۔ غرض گدڑیے اور وہقان کی حالت
اچھی نہیں ہے۔

فائسینیں بلیچر نے گڈ ٹریس کے مسکن کے متعلق ذیل کے آیات
مستظوم کے ہیں۔ گڈ ٹریا نہایت خوش و خرم زندگی بسر کرتا ہے دربار
میں وہ خوشی نصیب نہیں ہوتی۔ سچا اُس کی پستہ چھوٹی پٹری میں ملتی
ہے۔ جب وہ اپنے چھوٹے سے دروازے کو بند کر دیتا ہے تو مغرور
بمعہ اپنی عقارت اور چا پوسی کے باہر رہ جاتی ہے اُس کو فدا ر می کا اندیشہ
یہ چین نہیں کرتا وہ تمام دن گاتا ہوا اپنے ربڑوں کو چراتا پھرتا ہے وہ
خود اتنا ہی معصوم ہے جیسا کہ اُس کی سادہ بھٹی میں۔ اُس کی زندگی جو اُس
کو دھوکہ نہیں دے سکتی۔ ہزار ناخوشیوں اور تاعنت سے پر ہے وہ میدان
کا درختوں کے سایہ میں۔

آرام کر لے سکتے کہ دوسرے کی تمناؤں سے ختم ہو جاتی ہے اس کی زندگی نہ تو دنیا کے تکلیف دہ کاموں میں صرف ہوتی ہے نہ کامیابی میں وہ اپنے خدا کو خوش کر سکتا

ہے۔ اور خود بخوش رہتا ہے۔ اور اس کو خداوند طرح طرح کی نعمتیں اور برکتیں عطا کرتا ہے +

یہ عظیم گڑیا کہاں گیا۔ کیا سون کلتے اور کپڑا بننے کی کلون نے ہر کوئل لیا ہے افسوس جیسا کہ مسرہیرس نے کہا تھا۔ ایسا کوئی شخص نہیں کیا وہ کبھی دنیا میں آیا بھی تھا سہم کو شک ہے کہ اس قسم کا کوئی شخص پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ شاعروں نے اپنے دل سے گھڑ لیا ہے +

رلیوں اور حفظان صوت کے مسلوں کے زمانہ سے پیشتر گدڑیوں کی زندگی کا فساد بہت مشہور تھا۔ مگر جن لوگوں نے مردم شاری کے حالات و ریافت کئے ہیں انہوں نے اس کو ایک محض فساد قرار دیا۔ زراعتی مزدوروں کے عمدہ گھر نہیں ہوتے۔ بلکہ ان کی خراب اور خستہ حال جھوٹیاں ہوتی ہیں۔ ان کے پاس صفائی اور نفاست کی چند ہی چیزیں ہوتی ہیں۔ بڑے سے بڑے کنبہ کے پاس سونے اور رہنے کے واسطے صرف دو کمرے ہوتے ہیں۔ بعض اوقات صرف ایک ہی کمرہ ہوتا ہے۔ دن کے رہنے کے کمرہ میں کنبہ کے علاوہ کھانے پکانے کے برتن دھونے کے آلات زراعت کے اوت اور بیٹ کچیلے کپڑے دھو رہے ہوتے ہیں۔ سونے کے کمرے میں والدین اور بچے لٹکے اور لڑکیاں بلا تمیز جل کر رہتی ہیں اور بعض اوقات کوئی حمان یا کڑیہ نار بھی اسی کمرے میں سوتا ہے جس کی بالعموم کوئی کھڑکی نہیں ہوتی۔ چھت کے روزنوں سے روشنی آتی ہے اور ان کی دہستے برسات وغیرہ کی حالت میں کنبہ کو سخت تکلیف پہنچتی ہے۔ وہ اند کو گھر میں آرام نہیں مل سکتا۔ وہ کلاں خانہ میں پڑا جاتا ہے۔ لٹکے شیشی اور خود شبلی کا نام لگ نہیں جاسکتا۔ بیویوں اور بچیوں کی بہت بدمعاشی

ہوتی ہے۔

دیہاتی علاقوں پر انہیں زیادہ بھروسہ نہیں ہوئی۔ کیونکہ پڑوسی کی حالت دیہات کے دور دراز علاقوں کی نسبت بہتر نہیں ہوتی۔ لیکن اکثر یہنا مانتا ہے کہ بعض سالم گائوں میں واسطہ سہارا کر دینے کے لئے وہ گداگروں اور تباہ و خستہ حال لوگوں کا مجاز و موافق نہ بنائے۔ پارلیمنٹ کے ایک ممبر نے ان کی ایک کمیٹی کے سامنے بیان کیا میں نے چھبیس یا تیس چھوٹے پڑوسی گراؤں پر کہ اگر وہ کھڑی رہتے دیکھتے تو ان میں بہت سے ایسے نوجوان جنگی شہداء ہو چکے ہیں۔ بعد اپنی بیواؤں کے آباد ہو جاتے۔ جن لوگوں کو گھروں سے نکال دیا جاتا ہے ان کا کیا حشر رہتا ہے۔ وہ ان چھوٹے پڑوسیوں میں چلے جاتے ہیں جو کھڑی رہتے دیکھتے ہیں۔ بیشتر ان کے مالک اجازت دیں۔ یا وہ جوق و جوق غریب خانوں میں چلے جاتے ہیں۔ بالعموم وہ شہروں میں چلے جاتے ہیں۔ جہاں ان کے اور ان کے بچوں کے واسطے ملازمت کی کچھ امید ہمارے صنعتی شہروں کے لیے نہیں جیسا کہ ان کو رکھنا چاہیے۔ وہ کافی صاف مفید صحت اور باقاعدہ نہیں ہیں۔ لیکن دیہات کے مزدور شہروں کی مصیبت کو دیہاتی اضلاع کی نہایت سخت مصیبت پر بھی ترجیح دیتے ہیں اور ہر سال وہ گھر اور ملازمت کی تلاش میں صنعت و حرفت کے شہروں میں بمقام مزدور جوق آ رہے ہیں۔ اس مختصر بیان سے ہمارے ملک کے دیہاتوں کی جتنی تکلیف و غم و غمناکی حالت ہو سکتی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ دیہاتی مزدوروں کی دماغی حالت ان کی جسمانی حالت کے مساوی ہے۔ جو لوگ مغربی اضلاع میں رہتے ہیں وہ انڈین کے مشرقی حصے کے مغربی طرح بہت کم مہذب ہیں۔ ہیر فورڈ کوئی کے پادری

کی رپورٹ میں لکھا ہے ہمارے علقوں میں گذشتہ قرون کا توہم بہت کچھ پایا جاتا ہے سنوس اور مسعودیوں اور موسیوں کو اکثر دیکھا جاتا ہے چاند کی مختلف ہستیتوں کی بہت تبیین کی جاتی ہے چاند کی ایک خاص ہستیت کے وقت ودانی مینی چاہیے۔ اور ایک ہستیت میں سنزیر داتا چاہیے۔ بہت سے نگروں کے دروازوں پر درختوں کی شاخیں صائب ہیشہ اوہراں رکھی جاتی ہیں اور اصطبلوں کے دروازوں پر گھوڑے کی انفس کی شکل بنی ہوئی ہے۔ تقوید اور منتر پر پورا پورا اعتقاد ہے اگر شنگ کی انگشتی بٹا کر دعا کے وقت کسی مانعہ میں دیکھا جائے تو وہ غشی کے واسطے پورا پورا علاج ہے اگر گدھے کے کندھے سے بال اگھا کر ان کی ایک تہہ بنائی جائے اور اس کو بچنے کے گھٹے میں ڈال دیا جائے تو کسی غشی نہیں آتی۔ نگر میں سے تاوانہ اگلوں کے لوگ ڈرستے ہیں ہمارے ہاں بھی اس سے لوگ خوف کھاتے ہیں اگر کوئی بدکار آدمی بچا ایک ریلے تو جس لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کی روح دیکھی یا اس کا کوئی اور شگون دیکھا۔ اس کے علاوہ یہ رسم بھی ہے کہ شہد کی کھپیوں کے چھتوں کے پاس جا کر یہ خبر سناتے ہیں کہ فلاں شخص مر گیا۔ کیونکہ اٹھایا ہے کہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو وہ اپنے مالک کو بھڑک کر چلی جاتی ہیں۔

سڈ نے سمجھنے کے لیے کہ ابتداء میں تمام قومیں تھے کہ نہایت مذہب بھی سنزیریوں کی طرح زندگی بسر کرتی تھیں یہ قول یوں تو درست ہے مگر شائستہ نہیں اگر گذشتہ زمانے میں موجودہ زمانے کی طرح حفظانِ صحت کی رپورٹیں کئے والے موجود ہوتے۔ سم تو قدیم زمانے کے انگریز دہقانوں اور گندہ گروں کی واقعی زندگی اور سکنا ستہ کی حالت معلوم ہو جاتی جیسا کہ سڈ نے بتائی ہے جس کا فائینس فلیچر کی نظم میں ذکر ہے۔ آجکل کے سنل سیکس اور

نارمن بادشاہوں کے عہد حکومت کے روساے زیا وہ آسائش وہ مکاٹا
میں رہتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ گواہ زراعتی مزدوروں کی حالت خراب
مگر ان کے آب و احوال کی حالت بھی بہتر نہ تھی +

آدمی کو محض حیوانی زندگی سے برتر کرنے کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ
اس کے واسطے ایک مفید صحت مکان مہیا کیا جائے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو
دنیا کے واسطے گھر بھی بہترین سکون ہے بچے اُس میں پنچنے عمر کے مرد اور عورت
رہتے ہیں۔ ان کے دلپرواں بھی بہترین یا برتر اخلاق کا اثر ہوتا ہے اور اُن
ان کے اخلاق اور سمجھ کی زیادہ تر اچھی یا بری تربیت ہوتی ہے انسان
واقعی اور حقیقی معنوں میں گھر میں ہی انسانیت اور تہذیب سیکھ سکتا ہے
عہد گھر میں خانگی تقدس اور اخلاقی زندگی اور خراب گھر میں افراد اخلاقی
حفاظت سے ناپاک اور مردہ ہو جاتے ہیں +

استاد بچوں کی فصلت کی بنیاد رکھنے میں بہت کم حصہ لیتا ہے اخلاق
کی بنیاد گھر میں والدین بہائی بہنیں اور رفیق ڈلوتے ہیں سکولوں کی
تعلیم خواہ کتنی ہی مکمل ہو کچھ کام کی نہیں ممکن ہے کہ وہاں تمام علوم
سکھائے جاتے ہیں تاہم اگر طالب علم کو ہر روز ایک ایسے گھر میں جانا پڑتا ہے
جونا شائستہ مخرب اخلاق اور ردی ہے اس کا تمام علم کسی مصرت کا نہیں
اور مزاج خانگی تربیت کا نتیجہ ہیں اور اگر یہ جہانی یا اخلاقی برائیوں کی وجہ
سنت اور تباہ ہو جائیں تو سکول کی دماغی تعلیم کا مصراثر ہو گا۔ اور اس سے
بستری کی کسی طرح توفیق نہیں ہو سکتی +

گھر اور استوارات کا تعلق

گھر کو محض کھانے اور سونے کی جگہ بنایا نہ کرنا چاہیے۔ بلکہ ایک ایسی جگہ

جہاں خود تعلیمی قلایم رہ سکتی ہے۔ اور آسائش اور خانگی خوشیوں سے لطف اٹھا سکتے ہیں۔ ان بدکاریوں کا مین چوتھائی حصہ جو سائٹی کے واسطے شہر کا میں اور جن سے طرح طرح کے جرائم سرزد ہوتے ہیں۔ خود تعلیمی کے اثر کے سلسلے میں معدوم ہو جاتا ہے گھر میں اہل خانہ کو اسی صورت میں خوشی اور فائدہ ہو سکتا ہے اور بالخصوص بچوں کے اخلاق و عادات پر اس صورت میں عمدہ اثر پڑ سکتا ہے۔ جب اس میں آسائش صفائی اور اہل خانہ میں محبت اور سمجھ ہو یہ صورت اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ گھر میں باسیدہ بخنتی اور تعلیم یافتہ عورت موجود ہو عورت پر اتنی باتوں کا دار و مدار ہے کہ ہم گھر کی خوشی یا ناخوشی کو عورت کا کام قرار دے سکتے ہیں تا وقتیکہ قوم کے گھروں میں اصلاح نہ کی جائے۔ کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی اور گھروں میں مرث عورت کی وسالت سے ہی اصلاح ہو سکتی ہے ان کے واسطے یہ باننا ضروری ہے کہ گھر کس طرح آسائش دہ بنائے جاسکتے ہیں اور ان کو اس بات کا علم جب ہی ہو سکتا ہے جب کہ ان کو تعلیم دی جائے۔

پس ستورات واقعی زندگی کے فرائض انجام دینے کے لائق اسی صورت میں ہو سکتی ہیں کہ ان کی کافی تربیت کی جائے شروع سے لیکر اخیر تک ان کی تعلیم اس خیال سے کی جانی چاہیے۔ کہ وہ آئندہ کو بیویا مائیں یا گھر کی متمم بنیں گی۔ مگر تمام طبقوں بلکہ نہایت اعلیٰ جماعتوں میں بھی لڑکیوں کو شاذ و نادر ہی اس غرض سے تعلیم دلائی جاتی ہے جو لوگ مزدوری کرتے ہیں وہ اپنی لڑکیوں کو کام کرنے کے واسطے بھیجتے ہیں اعلیٰ جماعتوں میں ان کو چند ظاہری شائستگی کی باتیں سیکھنے کے واسطے بھیج دیا جاتا ہے اور مردین میں بعض اوقات قوت فیصد بالکل نہیں ہوتی

اسی گروہ سے انگلستان کی آمد ہوئی اور ماہیں منتخب کر دیے ہیں۔
 خود مددگار مستورات کی تہہ ایک اور بار کرنے کی اہلیت کو زیادہ وقت
 نہیں دیتے اور ان کو یہ باتیں اس وقت تک کہ معلوم ہوتی ہیں بحال
 کے گھر میں حماقت اور بے لطفی پائی باقی بہ مرد چیلکی آنکھوں نگاہی
 رخسار اور خوبصورت شکل کو دیکھ کر مفتون ہو جاتے ہیں اور جب وہ کسی
 کے دائم محبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ تو ان کو یہ بھی خیال آتا کہ ان کی معشوقہ
 قمیض کی مرمت اور عمدہ عمدہ کھانے اور ٹھانیاں بنانا کر سکتی ہے یا نہیں لیکن
 جب عقد نکاح ہو چکا ہے تو نہایت رنگیلا اور عاشق مزاج تھا وہ بھی خانی
 خوشیوں سے دست بردار ہو جاتا ہے اور عیاش کو بہت جلد معلوم ہو جاتا
 ہے کہ جس عورت کے ہاتھوں میں چالاکی اور معافی ہو وہ اس عورت سے
 بدرجہا بہتر ہے جس کی آنکھیں شوق اور فتنہ خیز ہوں اگر بیوی میں قمیض
 اور کھانے وغیرہ تیار کرنے کی قابلیت نہیں تو مرد اور عورت ہمیشہ ناخوش
 رہتے ہیں اور ان کی حالت بہت خراب ہوتی ہے۔ اگر گھر میں واقعی جہانی
 آسائش نہ ہو تو آدمی اس سے بہت بد نظریہ کرنے لگتا ہے اور بیوی کی
 شکل و صورت خواہ کتنی ہی اچھی ہو اس کی طرف سے لاپرواہی اور غفلت
 کی جاتی ہے اور کافار میاں بیوی کے بیان بن کر قانون اور مذہب
 نے پیوستہ کر دیا ہے ہدائی ڈال دیتا ہے۔

فی الحقیقت مرد گھر کے کاروبار سے باہر ہل چلے جاتے ہیں اگر وہ
 ان کو وقت کی نظر سے دیکھتے تو وہ قبل از وقت گھر نہ جاتے۔ باہر کسی
 اپنے جیسی باہر بیوی منتخب کرتے ہیں اور یہ دنیا میں بہت سے بچے لڑاتے
 ہیں۔ بہت کم عقل اور عمدہ طریقے سے تربیت کرنے کی ان میں باطل قابلیت

نہیں ہوتی۔ گھر گھر نہیں ہوتا۔ بلکہ محض ایک جائے رٹائش اور اس میں اکثر بہت بد منگی ہوتی ہے ہم محض مفلس مزدوروں کا ذکر نہیں کرتے۔ بلکہ بڑے صنعتی شہروں کے مسکینوں اور اچھوتوں کے بچوں کی آمدنی پر رپوں اور اچھوتوں کے بچوں کے برابر ہوتی ہے۔ گو وہ شراب پرست سارے پیہ کر دیتے ہیں وہ اپنے اور اپنے بچوں کے بے نفیس گھر بنانے پر ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کرتے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے وہ اپنے اور اپنے کنہوں کو ذلیل کر دیتے ہیں وہ نلیط مقامات میں اور ایسے مکانات میں صحت یا نفاست بالکل نہیں ہوتی جو کہ «رجوت» رہتے ہیں۔ جہاں ان کو بمقابلہ جگہ کے زیادہ کرایہ دینا پڑتا ہے اس کے نتائج اٹل میں یعنی خود قتل سمجھ معدوم جسمانی صحت غنقا اور قبل از وقت موت سے رخصت کر جاتے ہیں اگر ایک عالی دماغ فلاسفر کو کبھی ایسی جگہ میں رکھا جائے تو وہ بتدریج وحشی بن جائے گا۔

لیکن کم کرایہ دینے سے ان کو جو روپیہ سمیٹا ہے اس کو کفایت شعاری نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ وہ اکارت، جانا ہے ضرب اور مضر صحت مکانات میں رہنے سے وہ اکثر ملین ہو جاتے ہیں اور کام نہیں کر سکتے اور پھر بنگ سے اپنا جمع کرایہ ہوا روپیہ یا انجمن خیرات سے مدد لیتے ہیں اور آخر کار ان کو بالکل خیرات پر گزارہ کرنا پڑتا ہے گو میانہ اور اعلیٰ جماعتوں کے لوگوں کو بھی بہت نقصان ہوتا ہے مگر خود مزدوروں کو اپنے کعبوں کے واسطے عمدہ اور آسائش دہ مکانات مہیا نہ کرنے سے بہت ہی نقصان ہوتا ہے اگر ہم یہ کہیں تو مثلاً یرمباغہ نہ ہو گا۔ کہ بڑے شہروں میں

خیر! اتنی انہیں جو روپیہ صرف کرتی ہیں وہ صرف "مضر صحت" اور خراب گھر ہیں رہنے کا نتیجہ ہوتا ہے یہ

مگر اس سے بھی ایک بدتر نتیجہ ہے اگر جسمانی صحت اچھی نہ رہے تو سبے خوراک کی عادت ہو جاتی ہے۔ سٹرچینڈ وک نے ایک دفعہ ایک کھڑا مزدور کو ملاست کی کہ تم اپنی نصف کمائی و سکی شراب پینی پر کیوں خرچ کر دیتے ہو۔ اس نے جواب دیا جناب آپ یہاں سکونت اختیار کریں اور آپ بھی و سکی پینے لگیں گے، سٹرچینڈ وک توں کہہ کر میری اس بات سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے۔ کہ ناقص حفظان صحت سے ہی نشے کی عادت ہو جاتی ہے مگر میں شخص کو میرے جیسا سمجھ رہا ہو گا۔ وہ یہ ضرور نتیجہ نکالے گا۔ کہ مضر صحت اور نشہ مال اور ایسے گھر جہاں خوشی نصیب نہیں ہوتی۔ جہاں حسرتی اور چالاکی اور محنت کرنے کی قوت معدوم ہو جاتی ہے اور بیرونی حالتوں قابو نہیں رہ سکتا ہزار ناگوگوں کو رنج و غم سے نجات پانے کے لئے اس بات کی ترغیب دیتے ہیں کہ وہ نشیلی اور معر جی بوتلیاں اور مختلف قسم کی شرابیں پیوں۔ ان کی مثال ان ملاحوں کی طرح ہے جو کچھ وقت تک مصیبتوں کا مقابلہ کرتے ہیں مگر آخر یہ دیکھ کر کہ بچنے کی کوئی امید نہیں شراب پیڈر بیہوش اور سمندر میں ہلاک ہو جاتے ہیں شاید اس کے جواب میں بطور عذریہ کہا جائے کہ مزدوروں کو لازمی طور پر ایسے مقامات میں رہنا چاہیے جو ان کو مل سکتے ہیں یا وجود کرایہ دینے کے وہ خراب اور مضر صحت ہوں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ جس قسم کی چیز کی مانگ ہوتی ہے اسی قسم کی چیز تیار ہو جاتی ہے۔ اُجکل جو مکانات بنتے ہیں وہ اس واسطے بنائے جاتے ہیں کہ بوجھ کم کرایہ کے ان کی مانگ بہت ہے اگر مزدور خراب

مقامات اور کم کرایہ مکانات سے اجتناب کر سکتے اور صرف ایسے مکانات کرایہ لیتے جنکو مفید صحت اور محقرے گھر بنایا جاسکتا تو مالکان مکان ایسے گھر تیار کرتے جو صاف تھکرے اور صحت کے واسطے مفید ہوتے اور ان میں ہر طرح کی آسائش اور فراخی ہوتی اس کا اصلی علاج خود مزدوروں کے ہاتھ میں ہے اگر وہ زیادہ کرایہ دینے پر آمازہ ہو جائیں تو کوئی دھم نہیں کہ مکانات میں اصلاح نہ ہو۔

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ کارخانوں کے مالکوں نے اپنے مزدوروں کو عمدہ مکانات مہیا کرنے میں بہت مستعدی ظاہر کی ہے اور مفلسوں کے ہمدردانہ شلٹا مسٹری باڈی اور لیڈی برڈٹ کوئٹس نے مفید صحت گھر بنانے کو بہت کچھ تحریک دی ہے مگر عمدہ نتیجہ اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جب مزدور پیشہ لوگ خود مستعدی کریں اور ایسے مکانات میں رہنا پسند کریں جو صحت بخش مکان پر واقع ہوں اور صفر صحت مقام میں اگر اچھے سے اچھے گھر بھی ملیں تو اس میں رہنا ہرگز پسند نہ کریں گے اس میں ہفتہ وار چھپنس کا فرق ہوتا ہے ان کو صحت کے فوائد معلوم نہیں ہوتے وہ صحت صحت مکانات اس واسطے لے لیتے ہیں کہ وہ نہایت ارزاں ہوتے ہیں لیکیں وہ روپیہ جو زمین کو دوائی ڈاکٹر کا بل اور ہجرت کے نقصان وغیرہ میں ضائع کرنا پڑتا ہے اس روپے سے جو ارزاں کرایہ کی وجہ سے پسند نہ کیا جاتا ہے بہت زیادہ ہوتا ہے اور پھر یہ کہ یہ چینی اور قلع اور غم اس قدر ہوتا ہے کہ معرض تحریر میں نہیں آسکتا اور صفائی کا نام نشان نہیں ہوتا۔ اور گندے مکانات کی تاپاک ہوا میں سانس لیتے لیتے دماغ پر آگندہ ہو جاتا ہے۔

میں صحت مکان بنانے کے لئے تقریباً اتنا ہی روپیہ خرچ ہوتا ہے جتنی کہ مضر صحت مکان تعمیر کرنے کے لئے ابتر تعمیر کرنے والوں کو یہ جاننا ضروری ہے کہ مفلحان صحت کی کونسی باتیں ہیں اور وہ کافی جگہ مہیا کرنے کے واسطے رضامند ہونا چاہیے۔ دونوں حالتوں میں اتنی ہی زمین ضروری ہوتی ہے چوڑی اور اینٹوں کی مقدار بھی مساوی ہوتی ہے اور صاف ہوا کی قیمت ناپاک ہوا کے برابر ہوتی ہے روشنی پر کچھ خرچ نہیں ہوتا۔

میں صحت گھر جس کی منتظم ایک کفایت شعار اور نفاست پسند عورت ہو۔ آسائش نیک اور خوشی کا سبک ہو سکنا ہے۔ ممکن ہے کہ خاتمی زندگی میں یہ ہر ایک اعلیٰ رشتے کو مضبوط کرنے کا ذریعہ ہو۔ مرد اس خیال سے اس سے صحبت کرے گا۔ کہ اس میں اس کی بیوی اور اس کے بچوں اور اس کے ہمسایوں کی محبت امنہ آوازیں سنائی دیں گی۔ اس قسم کا گھر ایک معمولی مکان نہ ہوگا بلکہ وہاں نوجوان تربیت پائیں گے۔ دیکھو مقدس خوشی ہوگی۔ دنیا کی آفتوں سے امن حاصل ہوگا۔ محنت کے بعد آرام رنج میں تسکین کا۔ بیابی کے وقت فخر اور تمام اوقات میں خوشی حاصل ہوگی۔

بہم مفلحان صحت کے مسائل اور اصولوں کے اشاعت وسیع کی کوشش کی گئی ہے۔ اس علم میں کوئی غنمی اور پراسرار بات نہیں ورنہ کتابوں میں اس کی تسلیم دینے کے واسطے پروفیسر ہونے اور عوام میں پھیلائے کیسے بھی بعض خاص پیشہ ور لوگ مقررہ کئے جاسے۔ گو یہ علم بہت ہی مفید ہے مگر اس اہمیت چند سالوں سے ہی عام طور پر تسلیم کی گئی ہے۔ اور ایسی ہی ڈاکٹر کی کوشش سے نہیں بلکہ ایک ہی سرسٹرنے پارلیمنٹ کے بہت سے ضروری ایکٹوں میں اس کو داخل کر دیا۔

ایڈوں چیڈوک کی ہمعصروں نے وہ قدر نہیں کی جس کا وہ مستحق تھا۔ گو اس نے اپنے قرن میں بہت سے اور لوگوں کی نسبت کامیاب اور مستقل طور پر محنت کرنے والا تھا۔ اس کا ان قوانین پر جو اس کے زمانہ میں بنائے گئے، بہت اثر ہوا۔ غالباً وہ پارلیمنٹ کے اخیر درجہ کے مقروون کی نسبت کم مشہور ہے۔

سٹر چیڈوک لنگا شائر کے ایک خاندان کا ممبر ہے اور وہ مانچسٹر میں پیدا ہوا تھا۔ اس نے زیادہ تر تعلیم لندن میں پائی۔ چونکہ اس نے قانون کو اپنا پیشہ منتخب کیا تھا۔ وہ چھپیس سال کی عمر میں انٹرٹینسبل یعنی انگلستان کے قانونی کالج میں داخل ہو گیا۔ وہاں وہ قانونی تعلیم پاتا رہا۔ اور روزانہ اخبار کی نامہ نگاری کر کے سہاش پیدا کرتا رہا۔ وہ اس کے عالم فاضل نہ تھا۔ مگر وہ ترقی رس اور مستقل مزاج آدمی تھا۔ وہ کبھی مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے خواہ وہ کیسا ہی مشکل اور دستوار ہو بے حد محنت کرنے کے واسطے تیار تھا۔

زندگی کے ابتدائی سچے میں ایڈول چیڈوک کے دل پر ایک خیال مسلط ہو گیا۔ اگر کوئی خیال دل پر مسلط ہو جائے۔ اور اس کا دعاء اور مقصد عید ہونا بہت ہی بڑی بات ہے یہ انسان کی تمام زندگی کی بنیاد ڈال دیتا ہے یہ خیال کوئی بنیاد خیال نہ تھا۔ لیکن چونکہ یہ ایک منجیدہ مستقل مزاج مستعد اور معنی آرمی کے دل آیا تھا۔ اس کے عملی طور پر پورا ہونے کی کچھ امید تھی۔ یہ خیال حفظان صحت کے متعلق تھا۔ جو تحریک حفظان صحت کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

اب ہم مختصر طور پر یہ بیان کرتے ہیں کہ اس خیال کو عملی طور پر پورا کرنے کے لئے اس نے کیا طریقہ اختیار کیا۔ صبح لوم ہوتا ہے کہ گو فریڈرک کے ایک مناسبت سٹر مارگن نامی نے پارلیمنٹ کی ایک کمیٹی کے سامنے بیان کیا۔

تھا کہ گومیانی جماعتوں کی حالتیں اصلاح ہو گئی ہے۔ مگر ان کی زندگی کی اوج
 نہیں بڑھی یہ بات ہمارے طالب علم کے خیال کے بالکل مخالف تھی اس نے
 محاسب کی غلطی ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اس مطلب کے واسطے اس
 نے شمار و اعداد کے ہر تے سے کاغذات گورنمنٹ رپورٹس کے نقشے اور
 آبادی کی فہرستیں چھان ماریں اس نے انبار در انبار کاغذات پڑھے۔
 اور بے شمار غیر متوقع طریقوں سے ایسے امور واقعی اور نظریں بن گئیں جن
 کے ذریعے اس کے خیال کی توضیح ہو سکے۔ اور لوگ اس کے اعلیٰ خیال
 کو بخوبی سمجھ سکے۔

اس کی تحقیقات کا نتیجہ اپریل ۱۹۱۷ء کے اخبار میں شائع ہوا
 میں شائع ہوا۔ سرچھٹو کے نے ہمارا مور اور دائیں سے ثابت کر دیا ہے
 کہ انسان کی صحت پر اس کے گرد و پیش کی حالات کا ضرور اثر ہوتا ہے
 کہ اگر ان حالات میں اصلاحات کر دی جائے تو صحت میں بھی اصلاح ہو جائیگی
 یہ کہ بہت سی امراض اور حالات جو انسانی زندگی کے واسطے مضر ہیں ان
 کے اختیارات ہیں اور رفع ہو سکتی ہیں۔ یہ کہ چھپک کا ٹیبا لگانے کے واسطے
 اور اسے جماعتوں کے لوگوں میں سے خوراک کو کم کرنے اور بازاروں میں
 رکھنا کہ بہتر طور پر تعمیر کرنے صفائی کی عادات کے بڑھانے اور طبی تعلیم
 کی اصلاح سے جہاں تک تجربہ اور طبابت سے معلوم ہو سکتا ہے زندگی
 دراز ہو جاتی ہے اس امر کو اس نے ہمارے معتبر اور ستارہ شریں پیش کر کے
 ثابت کیا۔ انگریز مارگن کی غلطی ثابت ہو گئی۔ اعلیٰ طبقوں میں بسبب کہ
 عام طور پر تسلیم کر دیا گیا ہے زندگی کی ترقی جس سے مراد زندگی کی اوسط
 ہے بلکہ پہلے کچھ ترقی کر چکی ہے ایڈون پیڈ وک

کے اس سوال پر پھر بحث کرنے سے پیشتر اس کی کامل طور پر کبھی تشریح نہ ہوئی تھی
 مشر میڈیکل وکس نے لٹریچر ریویو مطلوبہ سلسلہ میں انہی پوس
 پرائیکس اور آرٹیکل لکھا۔ جس کو جرمی بنفٹم نے ہجری ۸۵ سال پڑھا اور اس کو
 ایسا پسند کیا کہ اس نے مضمون نگار سے تعارف کر اے جانے کی درخواست
 کی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں دوستی پیدا ہو گئی جس میں سلسلہ ادیبی فلاسفر
 مذکور کی وفات تک کسی لچ فرق نہ آیا۔ مشر بنفٹم جو پاکستان کا ایک مشہور
 نقاد سلسلہ ادیبی رحلت کر گیا۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ اس کا نوجوان دوست اپنا
 تمام وقت انتظامی مصائب کی تیاری میں مدد دے پر صرف کہ دے اور
 اس نے کہا کہ اگر تم میری مشروط منظور کرو تو میں تمہارے روزگار کا خاطر خواہ
 بندہ وابستہ کر دیتا ہوں مگر اس نے یہ مشروط منظور نہ کی۔

سرجیڈ وکس نے اپنی قانونی تفسیر ختم کر لی اور نومبر ۱۹۳۷ء میں اس کو
 پریکٹس کرنے کی اجازت مل گئی۔ وہ قانون عام کی پریکٹس کرنے کی تیاری
 کرتا اور گا۔ بہت نکا ہے اخبار ریڈیو سنٹر میں مضامین دیتا رہا کہ سلسلہ ادیبی
 وہ ڈاکٹر بساؤ ہتھوڑ سمجھ اور سٹوڈنٹ کی کے ہمراہ کارخانوں کی محنت کے مسئلہ
 کی تحقیقات کے واسطے کمشنر مقرر کیا گیا۔ جس کی طرف لارڈ ایشلہور میٹر
 سیڈر موام کو بہت توجہ دلا رہے تھے یکشن کی رپورٹ میں حفظان صحت
 کا خیال پھر کیا گیا۔ جس میں اس امر کا اشارہ ذکر تھا کہ ناقص زندگی اس کو
 اور ہوا کے خراب انتظام اور پانی مہیا کرنے کے نقص کی وجہ سے مرض
 پیدا ہوتی ہے نگار خانہ کے مزدوروں کی زندگی کے کم ہونے اور ان کی
 صحت کے خراب ہونے کا اور باعث بے محنت بھی ہے بالعموم یہ تمام امور
 ایک دوسرے کے مدد ہوتے ہیں۔

اسی سال یعنی ۱۹۳۸ء میں لارڈ کرے کی ٹورنٹ نے پاکستان کو ریڈک قانون غربا کی تعمیل کے مقصد سے ایکشن تحقیقات مقرر کی ممبرسٹریڈک بھی ان اسٹڈنٹ کشنریوں میں سے تھا۔ جو اس ضمن میں کہ بارہ میں شہادت دینے پر مامور کئے گئے تھے۔ اور ٹرن اور برگ شمار کے اصداغ اس کے حصے میں آئے آئندہ سال میں اس نے ایک ایسی پر مغز رپورٹ شائع کی جو بطور نوٹ پیش کی جاسکتی ہے اس میں بہت سے معلومات جداگانہ عنوانوں اور حصوں میں قابل تعریف طور پر ترتیب دیئے گئے تھے۔ اس میں بہت سے امور پر روشنی ڈالی گئی تھی اور یہ اعتیاد رکھا گیا تھا کہ وہ بنی الفاظ استعمال کئے جائیں جو گواہوں نے بولے تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ بہت ہی لمبی تھی۔ ممبرسٹریڈک کو اس مضمون میں کہاں حاصل تھا۔ اس نے بعض امور مشورے دیئے جو عملی طور پر مفید پائے گئے۔ چنانچہ رپورٹ شائع ہونے کے تھوڑا عرصہ بعد وہ اسٹڈنٹ کشنری کے عہدہ سے چیف کشنری کے عہدہ پر سرفراز کیا گیا اور زیادہ تر اس کی محنت اور کوشش سے ممبرسٹریڈک نے ۱۹۳۸ء میں ایک رپورٹ پیش کی اور اسی سال میں قانون غربا کا ترمیمی ایکٹ پاس ہوا جس میں کشنریوں کی درخواستیں اور مشورے باقاعدہ طور پر درج ہوئے۔ اور ان پر عمل درآمد ہونے لگے۔

اب کسی قسم کی مخالفت کے اندیشے کے بغیر یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ قانون موجودہ زمانہ کے قوانین میں سے نہایت قیمتی تھا۔ مگر اس کے نفاذ پر ہونے کے بعد کئی سال تک اس کو بہرہ و لغزری میں خاص نہ ہوئی۔ مگر ممبرسٹریڈک کو قابل تیسرہ تھا کہ اس نے کیا کیا سول بائبل درست ہیں اور وہ اس کے تعلیم کو سہ اور معاون بنائے۔ یہ ہیں ان تار مدد کرتا رہا کہی

نے بہت درست کہا ہے کہ ہر دماغ پر ہونا آسان بات ہے مگر ایسا انصاف کرنے کے واسطے جس سے ہوا ام ناراض ہو جائیں۔ ایک دل و گروہ کے آدمی کی ضرورت ہے، ایڈون چیمبرک ایسا شخص تھا جو حق بات کرنے میں کوتاہی نہ کرتا تھا۔ خواہ اس کو ہر دماغ پر ہی حاصل نہ ہو۔

سٹر چیڈوک جب قوانین عزائم کے متعلق مشاہدات کی ضخیم کتابوں کو پڑھتا تھا تب بھی اس نے حفظانِ صحت کے خیال کو فراموش نہ کیا اس کی تمام رپورٹوں میں اسی خیالی کا پتہ چلتا ہے اس نے کہا کہ موجودہ آوارہ گردی اور افلاس کا ایک بڑا چر تھا فی حصہ ان بوارٹ کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے بن کا تدارک ہو سکتا ہے اس نے محنت و مشقت کرنے والے لوگوں اور غرباء کی حالت کی کامل تحقیقات کی جس سے اس کو ان کی جسمانی خرابیوں کی پوری پوری واقفیت ہو گئی۔ جو بنی نوع انسان کو شکا کر رہی ہیں اور طبع طبع کی صورتوں مثلاً سحر، تپ، روق اور جھینہ کی شکل میں ظاہر ہو کر انسان کو نہنگ محل کا فقرہ بنا دیتی ہیں اور حفظانِ صحت کا خیال اور بھی اُس کے دل پر مسلط ہو گیا۔

سنہ ۱۸۸۵ء میں جب کہ قانونِ غرباء کی کمیشن کے سیکرٹری کے عہدہ پر مامور تھا ایک انجمن کا انفرانس کے کمرے میں داخل ہوا اور اس کو اطلاع دی کہ وائٹ ہسپتال کے قریب وجوہ میں ساکن پانی کا ایک چوڑا ہے اور اس مقام کے لوگ سخت بیمار ہیں مبتلا ہو کر بیویوں کی تعداد میں مر رہے ہیں اس بیماری کی شدت سے معلوم ہوتا ہے کہ پائیشیا فی پیٹینڈ کے مشابہ ہے پسٹک سٹر چیڈوک کی تجویز کے دو ڈاکٹر اس خیر فناک دبا کے باعث معلوم کرنے اور لنڈن کی حفظانِ صحت کی رپورٹ تیار کرنے کیو

ماورے ہوئے۔ آخر حفظانِ صحت کی باقاعدہ تحقیقات کا انتظام کیا گیا۔
 اس اثنا میں میسٹر چھڈوک کشن ند کو جس کے نمبر کی حیثیت میں یہ تحقیقات
 کرتا کہ انگلستان اور آئرلینڈ میں پوس کے قائم کرنے کا مقصد فریڈ کیا ہے اس
 نے اس امر کے متعلق شہادت کو ایکٹ لپس پر چرٹا میں جمع کیا جس سے آؤ
 سے اسے لوگوں کی عادات طرزِ بود و باش اور رسومات بخوبی معلوم ہو سکتی
 تھیں۔ جب اس سوال سے فراغت ملی میسٹر پیڈوک اپنی زندگی کے مہتمم باشندان
 کام یعنی حفظانِ صحت کی تحریکیں، ہر دفعہ مرنے کی تیاریاں کرنے لگا
 ۱۸۳۹ء میں لندن کے ہسپتال دارالامرا میں یہ تحریک پیش کی کہ
 میسٹر چھڈوک کے مشورہ سے پائے تخت انگلستان کی حفظانِ صحت کی حالت
 کی تحقیقات کی تجویز کو بڑے پیمانے پر شروع کیا جائے۔ یعنی انگلستان کے
 شہروں اور ان کی تحقیقات کی جائے ایڈمیرل کے بعض باشندوں نے درخواست
 کی کہ سکاٹ لینڈ کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ بنا بریں اگست ۱۸۳۹ء میں
 لارڈ جان رسل نے قانونِ غربا کی جماعت کی طرف ایک خط لکھا اور شاہی
 فرمان کے رو سے یہ اجازت دے دی کہ قابلِ انداد و مرض کی تمام برطانیہ
 میں تحقیقات کی جائے جیسا کہ پائے تخت انگلستان کے متعلق شروع ہو چکی
 تھی اس تحقیقات کو شروع اور اس کی نگرانی کرے اس کے متعلق شہادت
 کی چھان میں اور اس کو ترتیب و ادراختصار سے جمع کرنے کا ضروری کام
 میسٹر چھڈوک کے سپرد کیا گیا۔

شہروں کی صحت کے متعلق پہلی رپورٹ ۱۸۳۹ء میں شائع ہوئی
 کے واسطے تیار ہو گئی۔ اصل میں یہ جماعت قانونِ غربا کی سرکاری رپورٹ
 کے طور پر شائع ہونی چاہیے تھی۔ مگر جماعت مذکور کے بعض کمشنر جدید

قانون غریب کے باب میں مسٹر چیڈوک کے مخالف تھے۔ انھوں نے جب دیکھا کہ اس رپورٹ میں بعض ایسی باتیں ہیں کہ جن سے بعض بار سورج آومی اور انجنیں ناراض ہو جائیں گی۔ اس کی جواب دہی سے انکار کیا۔ مسٹر چیڈوک نے یہ جواب دہی اپنے ذمے لی چنانچہ اس نے یہ رپورٹ اپنے نام پر شایع کی اور کمشنروں نے اس کی طرف سے قبول کی اس اور دیگر رپورٹوں کی تیاری کرنے میں مسٹر چیڈوک کو بہت محنت اور بے لطف کام کرنا پڑا اس کا اندازہ دہی لوگ کر سکتے ہیں۔ جن کو معلوم ہے کہ یہ جانتے ہیں کہ تحریری اور چھپی ہوئی شہادت کے انباروں سے جو سلطنت کے تمام حصوں سے آئے تھے۔ سوال زیر بحث کے متعلق نہایت ضروری اور قابل اشاعت نتائج نکالنے میں کتنی محنت کرنی پڑتی ہے۔ اس کے سامنے کاغذات کے انبار در انبار جمع ہو گئے تھے۔ جن کا اس نے بڑے استقلال اور مستعدی سے خلاصہ کیا۔ اگر اب انکا ایک کو سہارا بنا کر خود مسٹر چیڈوک کے سامنے رکھ دیا جائے تو خود اس کے دل میں بھی خوف دہر اس پیدا ہو جائے گا۔

جب مسٹر چیڈوک کی رپورٹ حفظان صحت تیار ہوئی۔ تو تمام انگلستان میں پھیلنے لگا۔ اس وقت تک یہ نہ معلوم ہوا تھا کہ زمانہ حال کی بظاہر عمدہ تہذیب کی سطح کے نیچے ایسی ایسی خونناک خرابیاں بڑھی ہوئی ہیں۔ مگر مسٹر چیڈوک کو اشتعال پیدا کر نیک خیال نہ تھا۔ اس کو ایک مدعا مکرزنا طر تھا۔ جس کو وہ مستقل مزاجی سے حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ جب تک وہ سفارتیں جو اس نے کی تھیں فی الفور معرض عمل میں نہ آجائیں۔ رپورٹ کا کچھ فائدہ نہ تھا۔ حفظان صحت کی ایک جماعت مرتب ہوئی اور موجود الوقت وزیر ملک کے دونوں پولیٹیکل فریقوں کی حمایت

سے اس کے ایڈیٹر بنے۔

۱۹۲۷ء میں اس سوال کے عملی پہلو پر غور کرنے کے لیے حفظانِ صحت کی کمیشن مقرر ہوئی۔ اس کمیشن نے دو رپورٹیں اس خیال سے شائع کیں۔ کہ حفظانِ صحت کے متعلق کوئی قانون بن جا۔ یعنی۔ مگر اس اثنا میں آزادانہ تجارت کے مسئلہ پر بحث ہونے لگی۔ اور چند سال تک کوئی کارروائی نہ ہوئی اس زمانہ میں ہمارے صلیح حفظانِ صحت لندن کی حالت کی تحقیقات کرنے میں مصروف رہا۔ اس نے اپنی کمیشن کے ساتھ مل کر تین رپورٹیں شائع کیں۔ جن میں سنڈن کے نکاس بد رگوں اور پانی اٹھیا کرنے کے انتظام کے انحصار پر مفصل بحث تھی۔ ان کی بنا پر اب بڑے بڑے ضروری ایکٹ پاس ہو گئے ہیں۔

انوش حفظانِ صحت۔ کہ خیال میں کامیابی ہوئی۔ کیونکہ مسکنہء میں ایک صحت عامہ پاس ہوا اور صحت کی ایک عام جماعت تعینات ہوئی۔ سڑچہ ڈوک بھی اس کا ایک ممبر تھا۔ اس جماعت نے حفظانِ صحت کے جو اسل اخیار کیے ان کو معرق عمل میں لانے کے لئے بیشمار نئی قانون بنائے گئے۔ دقتاً فوقتاً بل قدر رسومات سے پُر رپورٹیں شائع ہوتی رہیں۔ کسی میں یہ ذکر ہوتا تھا کہ بد رگوں کے پانی کو کاشت کاری اور زراعت کے مقاصد میں استعمال کیا جائے۔ کسی میں ہیمنہ کے مستند مرض قرظینہ نکاس عامہ سکانات وغیرہ پر بحث ہوتی تھی۔ انوش حفظانِ صحت کی تحریک ایک بہت بڑی واقعی بات ہو گئی۔ اور اسکے لئے کمزور زیادہ تر ایڈون چیڈ ڈوک کا شکوہ ہونا چاہیے۔ جو حفظانِ صحت کا و اعظ بلکہ سچہ کھلانے کا متقی ہے۔ یہ سچ ہے کہ اس کو بالآخر جماعت حفظانِ صحت کے با اثر عہدہ سے سزول کیا گیا۔

اس کی کسب قدر و عجب یہ تھی کہ بعض لوگ اس کے دشمن تھے۔ اور کسی فرد یہ کہ وہ سخت گیر تھا۔ اور جب نامہ فوائد کو مقامی حکام یا افراد کی خود غرضی سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا تھا۔ تو وہ اپنی بات سے نہ ٹلتا تھا۔ مگر تمام انصاف پسند اور برہمنوں کرنے والے آدمیوں کی نظروں میں اس کا چال چلن بہر کیف اس نے جو کام کئے وہ باقی رہ گئے ہیں۔

اس شریف آدمی کے عہد زندگی سے اس امر کی ایک جہت انگیز مثال ملتی ہے کہ اگر کسی شخص کے دل میں کوئی خیال بخوبی ذہن نشین ہو جائے۔ اور وہ مستقل مزاجی اور مستعدی سے اس کو معرض عمل میں لانیکی کوشش کرے۔ تو وہ کتنا فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ گو خود مسٹر چیڈوک مقنن نہ تھا۔ مگر بائیں ہمسہ اس کی تحریک سے ہمارے زمانہ کے کسی اور مقنن کی نسبت زیادہ مفید ایکٹ اور قانون جاری ہوئے۔ اس نے حفظانِ صحت کی اصلاح کی حمایت میں عامہ رائے پیدا کر دی۔ اس نے مخیر آدمیوں کے دل میں یہ خیال نقش کر دیا۔ کہ لوگوں کے واسطے اصلاح شدہ مکانات مہیا کرنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس کے باوجود اس اثر سے پلی باڈی ہیروئیس کوٹس کے مکانات بنا۔ گئے۔ اور مختلف سوسائٹیاں محنت و مشقت کرنے والی جماعتوں کے واسطے اصلاح شدہ مکان بنانے کے لئے قائم ہوئیں۔ چنانچہ ریڈون چیڈوک عوام کا نہایت مفید اور عملی کارروائی کرنے والا مربی ثابت ہوا ہے۔ وہ کلارکسن یا پورڈجیس ہمدردان انسان شمار کئے جانے کا مستحق ہے۔ اس نے ان کی طرح مفید محنت کی۔ بلکہ بعض کہیں گے۔ کہ اس کی محنت سے زیادہ نتائج پیدا ہوئے۔

علمِ حفظانِ صحت کو اگر اختصار سے بیان کرنا چاہیں۔ تو صرف ایک لفظ یعنی صفائی میں بیان کر سکتے ہیں۔ صاف صحت ہوا اور رہنا

پانی اس کے ضروری اصول ہیں۔ جہاں کہیں غلاطت ہو۔ اس کو دھو دھو کر دور کرنا چاہئے۔ اس طرح علم حفظان صحت انسان کے تمام عام اصول نہایت سادہ اور نہایت جلدی سے سمجھ میں آسکتے ہیں۔ اور شاید یہی وجہ ہے کہ جس طرح نہایت عام چیزوں کی پرواہ نہیں کی جاتی اس کی طرف بھی نہایت کم توجہ کی جاتی ہے۔ بعض لوگوں کا اب تک یہ بھی یہ خیال ہے کہ کمرے کو ہوا دار بنانے پر رو کو صاف کرنے مکان اور جسم کو ستھرا رکھنے کے واسطے کسی علم کی ضرورت نہیں۔

علم حفظان صحت کو ایک ناخوش آئند مضمون خیال کر سکتے ہیں کیونکہ اس میں غلاطت اور جلد مکان بازار اور شہر سے اس کے خارج کرنے کا بیان ہوتا ہے۔ اس علم کا لب لباب یہ ہے کہ جہاں کہیں غلاطت ہو۔ اس کو فی الفور دور کر دو اور صفائی کے ساتھ انسانی صحت کے واسطے پاک و صاف پانی اور پاک و صاف ہوا کی کافی مقدار کی بھی ضرورت ہے۔

مثلاً کسی بڑے شہر کے مضر صحت بازار یا چند بازاروں کا خیال کرو۔ وہاں وبائی بخار ہمیشہ رہتا ہے۔ اگر بازار اور اس کی بدردوں کو صاف کر دیا جائے۔ اور اس میں پاک و صاف ہوا اور پاک و صاف پانی مہیا کیا جائے۔ تو بخار فی الفور معدوم ہو جاتا ہے۔ کیا یہ دوائی استعمال کرنے سے زیادہ مفید اور اطمینان بخش نتیجہ نہیں۔ مٹرنی کا قول ہے کہ برطانیہ کلاں میں ہر سال پچاس ہزار آدمی موسمی بخار کا شکار ہوتے ہیں۔ جو ایسے بواعث سے پیدا ہوتا ہے۔ جن کا اندازہ ہو سکتا ہے بخار سے وہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ جو ان پچاس ہزار آدمیوں کو

ان کے مکانات سے باہر لیجا کر قتل کرنے سے ہوتا ہے۔ جب ہم قتل کی خبر سنتے ہیں۔ یا یوں کہو کہ جب کسی آلہ وغیرہ سے صرف ایک شخص کی جان چلی جائے۔ تو ہم تھراٹھتے ہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہر سال ہزار ہا لوگ ان بواعث سے جن کا تدارک ہو سکتا ہے۔ مر رہے ہیں۔ اور ہم کو کچھ خوف نہیں آتا۔ موسمی اور وائی بخار سے جن کے بواعث کا تدارک ہو سکتا ہے ہر سال اس سے دگنی جانوں کا نقصان ہوتا ہے۔ جو دائرو کی لڑائی میں متحدہ افواج میں ہوا تھا۔ مغیہ صحت طور پر زندگی بسر کرنے کی غفلت سے بہت سے لوگ اپنی زندگی کا نصف حصہ کھو بیٹھے ہیں۔ ایک ڈاکٹر کا قول ہے۔ کہ موسمی بخار یا ٹائفس ایک ایسا عذاب ہے۔ جسکو انسان حفظان صحت کے قوانین کی غفلت کی وجہ سے اپنے آپ پر نازل کرتا ہے۔

سسر ہیڈوک کا قول ہے کہ لیور پول ہسپتال اور لیڈر کے زیر زمین گدام اور کوٹھڑیاں ایسی خرابیاں مصیبت اور قباہتیں پیدا کرتی ہیں۔ جو ان قباہتوں وغیرہ سے بدرجہا زیادہ ہیں۔ جن کا موڑ ڈٹنے دلسوز پیرائیں ذکر کیا تھا۔ آئر لینڈ کے مفلس بڑے بڑے شہروں کی مضر صحت کوٹھڑیوں کوچوں اور گلیوں میں رہتے ہیں اور وہ ٹائفس بخار میں اس قدر مبتلا ہوتے ہیں۔ کہ ملک کے بعض حصوں میں اس مرض کا نام آئر لینڈ کا بخار پڑ گیا ہے۔

صرف زندگی کا نقصان ہی وحشت انگیز نہیں۔ بلکہ اس قسم کے مضر صحت مقامات میں اخلاقی موت اس سے بھی زیادہ ہولناک ہے۔ اگر گندے اور غلیظ جگہ میں رہیں۔ تو وہاں بدکاری اور جرم بھی سرزد ہوتے ہیں۔ اس قسم کے مقامات میں بداخلاقی انسان کی ایک معمولی حالت ہے۔ صفائی نفاست اور شائستگی غفا ہوتی ہے۔ خوش زبان استعمال کی جاتی ہے۔ اور بھائی بہنو

نظر آتی ہے۔ ان تمام باتوں سے کاہلی۔ مے خواری اور اندھا دھند بدکاری کی عادت ہو جاتی ہے۔ خیال کر دو کہ اس قسم کے اخلاقی مقام میں خورتوں اور بچوں پر کیا اثر ہوگا۔

جسمانی اخلاقی صحت نیز خانگی بہبودی اور عامہ مسرت کے مابین گہرا تعلق ہے۔ خراب اور مضر صحت مکان کا مہلک اثر ایسا اخلاقی بیمار پیدا کرتا ہے۔ جو خود وہاں سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ جب ناپاک ہوا۔ اور جسمانی غلاظت کے خطرناک اثر سے جسم کمزور ہو جائے۔ تو دماغ بھی طبعاً اونٹے اور خراب ہو جاتا ہے۔ خود قنطیری ضائع ہو جاتی ہے۔ ایک طرح کی حماقت کاہلی اور اسی دماغ پر مسلط ہو جاتی ہے۔ اخلاق پست ہو جاتے ہیں۔ اور عارضی خوشیاں حاصل کرنے کے واسطے اور اس خیال سے کہ رگوں میں خون کا جوش ہے۔ کجخت انسان مئی خواری شروع کر دیتا ہے۔ جس سے مصیبت بے شرمی پھیائی جرم اور تکالیف شروع ہو جاتی ہیں۔

روزانہ صحت سے غفلت کر لینا نتیجہ بہت ہی مضر ہوتا ہے۔ بایوں کہو کہ اس کی بہت سی قیمت دینی پڑتی ہے۔ دہشتہندوں کو خیرات کی صورت میں بہت سا روپیہ دینا پڑتا ہے۔ تاکہ بکیں ہواؤں اور تیم بچوں کا گذارہ چل سکے۔ غرباء حفظان صحت کے اصول سے غفلت کرنے کی وجہ سے بیمار ہو جاتے ہیں۔ غرباء کے مکانات سے بیمار دہشتہندوں کے گھر میں بھی جلا جاتا ہے جس سے ان باپ یا بچے رطبت کر جاتے ہیں شفا خانوں، ضمیضوں اور غرباء کو ملجا وادائی قائم کر کے صحتی بہت سا روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ غرباء کا اس سے بھی زیادہ نقصان ہوتا ہے۔ اس غفلت سے انکی صحت ضائع ہو جاتی ہے۔ جو ان کا سرمایہ ہے۔ یہی سرمایہ انکی تمام دولت ہے۔ اگر نکلیے سرمایہ ضائع ہو جائے تو وہ دوائے ہو جائیں۔ غفلت خواہ سوسائٹی کی طرف سے ہو یا کسی خاص شخص کی طرف سے بہت ہی خوفناک ہوتی ہے۔

کیونکہ اس سے انسان کی صحت ضائع ہو جاتی ہے۔ اور اسکی زندگی گویا روزانہ موت ہوتی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ حفظان صحت کے اصول پر عام طور پر عمل نہیں کیا جاتا۔ اور درج نہیں کیا جاتا۔ ہم کہ خیال میں اسکی زیادہ تر وجہ لاپرواہی اور کمالی ہے۔ یہ عقائدی حکام مثلاً یہ سبیل کا بیٹے ال وغیرہ سبیل انگاری کرتی ہیں۔ مریض کے اسباب مثلاً علامات وغیرہ کے دور کرنے کے واسطے صحت مستقل مزاجی اور مسلسل توجہ اور زیادہ ٹیکس کی ضرورت ہے۔ مگر لوگوں کی خود غرضی کچھ کام نہیں بننے دیتی اور جن بار بار سے کرتا ہے وہ کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ قدیم زمانے میں بہت ہی خوب گذرتی تھی۔ اب کیا وجہ ہے کہ سر روز نئی آفتیں آتی ہیں جب فضلی سنجار یا مہیفہ شروع ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں اس میں کسی کا قصور نہیں۔ یہ بالکل لچر خیال ہے۔ اس میں لوگوں کا خود اپنا قصور ہے۔ کیونکہ لوگ بدیہی سے سکھانے کی چیزوں میں اور چیزیں ملا دیتے ہیں۔ وہ مٹی خوری شروع کرتے ہیں۔ وہ ناپاک پانی کا استعمال کرتے ہیں۔ وہ تنگ و تاریک کچوں میں غلاطت پھیلانے میں جس سے بھار پھیلتا ہے۔ وہ شہروں کی بد روئ کو اچھی طرح صاف نہیں کرتے شہر لوگ چل خانوں، ملاجی سکولوں اور دیگر مقامات میں جو چرموں کی سڑا کے واسطے بنائے گئے ہیں۔ سمجھے جاتے ہیں۔ لوگ ہی چوری کرتے ہیں۔ لوگ ہی ڈاکے مار رہے ہیں۔ لوگ ہی شراب پیتے ہیں۔

لوگوں کا ایک اور نہایت مضر خیال ہے۔ وہ ہر ایک چیز کی نسبت کہہ دیتے ہیں، کیا مضائقہ جب کسی کو زہر دیا جاتا ہے۔ تو علاج نہیں کرتے۔ اور کہتے ہیں کیا مضائقہ ہے۔ وہ بھنگ چرس اور افیون کھا کر قبل از وقت مر جاتے ہیں۔ اور پھر ہاں دے دیتے ہیں۔ اس میں کسی کا کیا قصور ہے۔ جو لوگ انسان کے غیر خود ہیں وہ ان کو خیر دار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور بتاتے ہیں کہ گندے

مکانات میں رہنا نہیں چاہئے۔ مگر وہ باوجود تکلیف اٹھانے کے کچھ کچھ یہ وہ نہیں کرتے۔ اور موت کے اسباب نہیں روکتے۔

ایک دولتمند آدمی نے یہ سکر کہ ایک غریب عورت اور اس کے مرانہ بچے کو گداگری کے تیرم میں شہر سے نکال دیا گیا ہے۔ کہا۔ مجھے اس سے کیا نہیں غریب خانہ کے حکام نے بھی اس عورت اور اس کے بچے کو پناہ نہ دی۔ یہ عورت اپنے بچے کو ساتھ لیکر اسی دولتمند کے دروازے پہنچا بیٹھی۔ بچہ وہیں لگ گیا۔ اور بخار جو مستعدی تھا۔ دولتمند کے راستہ و بیراستہ دیوان خانے میں سرایت کر گیا۔ اور دولتمند کا بچہ اسی مرض سے جاں بحق ہوا۔

مگر اب یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ مرض کسی نہ کسی باعث سے پیدا ہوتا ہے اور جہاں تکلیف اور تعبیت آتی ہے۔ اس میں کسی نہ کسی کا تصور ہوتا ہے یا یوں کہو کہ کوئی نہ کوئی شخص اس کا جواب دہ ہوتا ہے۔ اگر وہ سائنسی اس کا تدارک نہ کرے۔ تو اس کی جواب دہی ہوگی۔ ممکن ہے کہ ہم دہاگا ہمیشیت افراط ان خرابیوں کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ مگر ہم کو لازم ہے۔ کہ مرض وغیرہ کا السداد کرنے کے واسطے معقدہ کوشش کریں اور مددِ نظامِ صحت کے متعلق قانون بنوائیں۔ قانون مجموعی امانتوں کا اظہار ہے۔ اس سے وہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے جو فردی کوشش سے پیدا نہیں ہو سکتا۔ قوانین ہی بہت کچھ قائم ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ بعض حالتوں میں اس کو بھی طور پر استعمال کیا جائے۔ مگر کسی چیز کے نا جائز استعمال سے یہ استعمال نہیں کر سکتے۔ کہ جب اس کے استعمال کی اشد ضرورت ہو۔ اس کو استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔

لیکن شہروں کے نکاسِ پدروں سڑکوں۔ آب رسانی کے انتظام

اور زیر زمین کو ٹھریوں اور گوداموں وغیرہ میں اصلاح کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ جب تک اس سے زیادہ ضروری اصلاح نہ کی جائے جیسے جب تک لوگوں کے گھر حفظانِ صحت کے اصول پر نہ بنیں۔ اگر حفظانِ صحت کی کوئی پابندی کی جائے تو بیماریوں کی صفائی خاطر خواہ رہ سکتی ہے یہ ضروری قرار دیا جائے کہ جس زمین پر بازار بنے ہوئے ہیں اس میں زاید رطوبت نہ ہو اور حیوانی اور نباتاتی فضلے کے انقباض دیکھے جائیں تاکہ جو ہو بازاروں میں سے گذر کر باشندوں کے مکانات میں آئے نہ ہریں نہ ہو۔ کیونکہ اگر ایسا ہوا ہی مرض تکلیف اور بے وقت موت کا باعث ہوتی ہے زیر زمین کو ٹھریوں میں رہنے کی ممانعت کر دی جائے۔ اور آئندہ کو مکانات تعمیر کرنے کے قواعد بنائے جائیں۔ مگر میونسپل کمیٹی اور علاقہ کے پادری کے اختیارات یہیں تک محدود ہیں اراکین کمیٹی وغیرہ لوگوں کے گھر میں نہیں گھس سکتے اور ان کو ایسا کرنے کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے۔

پس سوسائٹی کے ہر ایک فرد کو کوشش کرنی چاہیے۔ اور اگر کسی قانون کے ذریعے افراد کو یہ حکم دیا جائے کہ وہ صحت وغیرہ کا خیال نہ کریں تو اس سے بڑی خرابیاں پیدا ہوں گونٹ لوگوں کے رہائشی مکانات خود نہیں بناتی۔ مکانات چھوٹے یا بڑے سرمایہ دار بناتے ہیں۔ پس ان لوگوں کو حفظانِ صحت کے اصولوں کی ترغیب دینی بہت مفید ہوگی۔

بعض سرمایہ داروں نے اپنے مزدوروں کے واسطے عمدہ عمدہ مکانات بنائے ہیں اور اس سے یہ فائدہ ہو رہا ہے کہ ان کی صحت میں ترقی ہو گئی ہے اور ان کے اخلاقی چال وچلن پر بہت عمدہ اثر پڑا ہے جو سرمایہ دار فحاش اور ہونٹنی نوع انسان ہیں اپنی فحاشی کو دور دور تک پھیلا سکتے ہیں۔ ہمارے خیال

میں اگر ہر ایک شہر میں چند جو شیلے سرمایہ دار اس سوال کا عملی طوعہ پر بیڑا اٹھائیں اور مزدوروں کے واسطے مناسب فراخ اور ہوادار مکان بہم پہنچائیں۔ جن میں صفائی اور نفاست رہ سکے تو مزدوروں کی صحت قائم رہ سکے گی۔ اور وہ سوسائٹی پر ایک ایسا احسان کرینگے۔ جس کا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا اور خود ان کو بھی بہت فائدہ رہیگا۔

مگر خود غریب کو بھی ضروری ہے کہ وہ حفظانِ صحت کی تحریک میں دل و جان سے شریک ہوں ورنہ کوئی نتیجہ پیدا نہ ہو گا۔ ممکن ہے کہ مکان میں آسانی کا انتظام اچھا ہو لیکن اگر گھر کی منتظم عورت اس کو مناسب طور پر استعمال نہ کرے یعنی اگر وہ کلہل اور غلیظ ہو تو گھر گندا اور ہیلا کچلا رہے اور اس میں کسی قسم کی آسائش نہ ہوگی۔ ممکن ہے کہ ہوا اور روشنی کا انتظام کیا جائے لیکن اگر مکروہ چیزیں باہر نہ پھینکی جائیں گی اور دروازے اور کھڑکیاں بند رکھی جائیں گی تو باہر کی پاک و صاف ہوائ نہ آ سکے گی۔ اور مکان میں عفت اور بدبو پائی جائیگی۔ بہر کیف کوئی بھتری عورت گھر کے معاملات کی نگرانی کرنے کے واسطے ضروری ہے پارلیمنٹ کے ایکٹ اُس کو نفاست پہنچانے کے لئے کثیرانِ حفظانِ صحت کے اعلان اُس کو باسلیقہ اور صفائی پسند نہیں کر سکتے اور سٹے خوار اور آوارہ گرد خاوند کو سختی اور اپنے اہل و عیال سے محبت کرنے پر مجبور نہیں کر سکتے۔ گھر کی اصلاح کے متعلق زمانہ حال کے ایک مصنف کا قول ہے +

”ہم کو ڈھکے کی چوٹ سے کتنا بچنا ہے کہ خواہ مزدوروں کی اخلاقی اور جسمانی خرابیاں ان کے مکانات کی طرف بلاور علیحدہ سبب کی جاسکیں۔ مگر سچ یہ ہے کہ زیادہ تر خرابیوں کی طرف تسوہ کرنی چاہئیں۔ کیونکہ حقیقت میں

کھانہ مکان پر کم انتظام رہتے اور مکان کا مکین پر فائدہ اٹھاتا رہتا ہے۔ یہی بات کہ وفاق کو
 مانوس پر زیادہ لذت حاصل ہے اور نادار کو ملنے پر کم مکان خواہ کدیا ہی
 خراب و مستحق حال ہو لیکن جو کنبہ نفاست پسند ہو وہ اس کو اچھی طرح
 استعمال کریگا۔ کنبہ کے لوگوں کو سہولت یہ نہیں رہیگا کہ جتنی اوسع اس میں
 کوئی ایسی چیز نہ رہتے پائے۔ جو مکہ وہ ہے اور باہر بیگی جاسکتی ہے بلکہ
 اگر نفیس سے نفیس مکان میں بھی جس میں ہر طرح کی آسائش ہو اور ہر چیز
 آئینہ انتظام کیا گیا ہو اگر اس میں سیٹے پچھلے اور غمور آدمی رہتے ہوں تو وہ
 اُس کو خراب کر دینگے۔ اگر کسی برے سے برے مکان میں صوفی مشرب جنتی اور
 صفائی پسند میاں بیوی رہتے ہوں تو وہ اُس کو ہانپتا تھا اور قابل تعریف
 کہیں گے۔ فضول خرچ سٹے خوار یا قمار باز ایک عابدیشان محل کو بھی تباہ کر
 دوں گا۔ اور اس میں ایسی غرابیاں کر چکا جس کو دیکھ کر اہمیت پیدا ہو چونکہ مکان
 کی صفائی وغیرہ کا انتظام لوگوں کے اخلاق اور چال و چلن پر ہے ان کو لازم
 ہے کہ وہ اس معاملہ میں اپنی ذمہ داری کا خیال رکھیں۔ اور ان کو چاہیے کہ وہ
 ان باتوں کا علم حاصل کریں۔ اور ان کی طرف توجہ کریں۔ جو ان کے مکانات
 کی اصلاح سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس صداقت کو مد نظر رکھنے کے واسطے کو مشہل کرنی چاہیے مگر
 ہی یہی انتظام ہونا چاہیے کہ مزدوروں کے واسطے آسائش وہ نفیس اور
 سترے مکانات بنائے جائیں کیونکہ افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ بہت
 اضلاع میں ان کو مجبوراً ایسے مقامات اور گھروں میں رہنا پڑتا ہے۔ جہاں
 نفاست تقریباً ناممکن ہوتی ہے جہاں زندگی موت کے برابر ہوتی ہے اور
 جہاں جسمانی اور اخلاقی قوی پر نہایت مضر اثر پڑتا ہے۔

گھرانہ کی پیدائش کے کارخانے ہیں۔ اور جس جن کے گھر ہونگے۔
 اسی طرح کے انسان بھی ہونگے۔ گرد و پیش کے جسمانی اثرات سے دماغ پر اثر
 ہو جاتا ہے۔ نفاست غلامت اور ناپاکی کے متواتر میل جول سے برباد ہوتی
 ہے۔ جس قسم کے گھروں میں رہنے سے اطوار و عادات اور مذاق ناشائستہ
 ہو جاتے ہیں وہاں ایسے انسان پیدا نہیں ہوتے جنکو بہی کا احساس ہو نفاست
 کا وسوسہ نہ ہو۔ دماغی اور انسانی اصلاح کی خواہش ہو اغرض ہمارے بڑے
 شہروں کے تاریک، مرطوب اور گندے مکانات غریبوں کی ناگفتہ بہ حالت ہوتی
 ہے اور جب تک ہم کسی نہ کسی ذریعے سے ان کے گھروں کی اصلاح نہ کریں
 ان کی ادنیٰ اخلاقی اور تمدنی حالت کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔

ہم صرف یہ نہیں چاہتے کہ مکانات عمدہ ہوں بلکہ لوگوں کو اس طرح
 تعلیم دینی چاہیے کہ وہ عمدہ مکانات کی قدر کریں آرٹ لینڈ کے ایک جاگیردار
 نے اپنے کاشتکاروں کو ان کی مٹی کی بھونپڑیوں سے نکال دیا اور ان کو
 ان مکانات میں آباد کیا جو ان کی آسائش کے واسطے تعمیر کئے گئے تھے جب
 وہ مکانات کو دیکھنے آیا تو وہ بہت مایوس ہوا۔ کیونکہ وہ بہت ہی میلے کچیلے
 اور فلیٹ تھے۔ خستہ زیر ان کی چار پائیوں کے نیچے اور مرغیاں ان کے اوپر پھرتی
 تھیں۔ کھوکھرا فرش بھونپڑیوں کے فرش کی طرح میلا کچھلا تھا۔ کھڑکیوں کے شیشے
 ٹوٹے ہوئے تھے۔ اور باغ میں فضول پودے بھر گئے تھے۔ اس جاگیر دار نے
 مایوسی کی حالت میں اپنے ایک دوست کو خط لکھا جس نے جواب دیا تم نے
 غلطی کی۔ تم کو چاہیے تھا کہ ان کو مدنی کفایت شعاری اور آرام کی قدر
 سکھاتے رہیں لازم ہے کہ لوگوں کو مدنی اور اس کی خوبیاں اور فوائد
 سکھائیں اور اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ وہ سیکھ

ہوں۔ اور اُن کو جو بات کہی جائے سمجھ سکیں ان کو متمیز اور سلیقہ ہو۔ ان میں پڑھنے اور غور کرنے کی قابلیت ہو اور مختصر لوگوں کو بچوں کی طرح مناسب طور پر تعلیم دینی چاہیے۔ سچا یکم ہمارے ہاں مزدوروں کی تعداد کثیر ناخواندہ ہے ان میں سے قریباً نصف پڑھ لکھ نہیں سکتے۔ اور پھر ہم توقعہ ان سے یہ رکھتے ہیں کہ ان میں عمدہ تعلیم یافتہ شخصوں کی سی خوبیاں کفایت شعاری دور اندیشی اور قوت فیصلہ پائی جائے۔

لوگوں کو صفائی کی عادات سکھانی نہایت ضروری ہیں مگر یہ ضرور نہیں کہ ان کو صفائی سکھانے کے واسطے نوشت خواند سکھائی جائے صفائی صرت گھرے رہنے کا نام ہی نہیں بلکہ اس میں خود تعظیمی کا خیال بھی شامل ہے اس کا تمام گھرانے کی اخلاقی حالت پر اثر پڑتا ہے اس سے کفایت شعاری کا بھی پتہ چلتا ہے یہ گھر کے انتظام کے واسطے ویسی ہی ہے جیسا کہ حفظانِ صحت انسان کے جسم کے واسطے گھر کے کاروبار کی تمام جزئیات میں اس کا خیال رکھنا چاہئے۔ یہ آسائش اور فارغ البالی پر دلالت کرتی ہے یہ اقوام کی تہذیب اور ترقی کی علامت ہے۔

ڈاکٹر پالے ممالک غیر میں سفر کرنے والے سیاحوں کو کتنا تھا کہ وہاں کے باشندوں کی صفائی اور غلاظت وغیرہ کے تذکرے کے قواعد کو خاص نوٹ کر لیں اُس کی رائے تھی کہ اس طرح اُن کی نفاست خود تعظیمی اور محنت کا خوب پتہ چل سکتا ہے اور ان کی عام اخلاقی اور تمدنی حالت بخوبی معلوم ہو سکتی ہے اور دوسری باتوں سے یہ امر معلوم نہیں ہو سکتا۔ لوگ جتنے شائستہ محنتی اور خود تعظیمی کو مد نظر رکھتے ہیں۔ اتنے ہی وہ صفا ہوتے ہیں جو لوگ صفائی پسند نہیں وہ شائستہ بھی نہیں ہوتے بڑے بڑے شہروں کے غلیظ لوگ بہت خطرناک

ہوتے ہیں۔ اگر ہم ناشائستہ لوگوں کو شائستہ بنانا چاہیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان کے دل سے غلاظت وغیرہ کو دور کریں۔

تاہم غلاظت ہماری نظرت کا حصہ نہیں یہ ایک ناپائیدار اور زائل چیز ہے جو انسان کی زندگی کو کھاتی رہتی ہے اور اس کو ہلاک کر دیتی ہے یہ خوفناک اور مکروہ ہوتی ہے جہاں کہیں یہ ہو وہاں خوبصورتی نہیں ہو سکتی۔ نہایت حسین عورت غلیظ ہو تو وہ مکروہ معلوم ہوتی ہے جہاں کہیں یہ ہو وہاں خوبصورتی نہیں ہو سکتی۔ نہایت حسین عورت غلیظ ہو تو وہ مکروہ معلوم ہوتی ہے۔ بچوں کو غلاظت لگ جائے۔ تو وہ بے چین بے صبر اور غصے ہو جاتے ہیں۔ غلاظت سے آدمی اخلاقی لحاظ سے پست اور بے پرواہ ہو جاتا ہے جب جسم ناپاک ہو تو دل پاک نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ جسم روح کا مہذبہ اور روح کی رہائش کے قابل اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ جب اس کے مہذبہ اور پاکیزہ دکھا جائے۔ غلاظت کو سنی خواری اور میاشی کے ساتھ تعلق ہے۔ غلاظت کی عادت کی تحقیقاتوں سے معلوم ہوا ہے کہ جو لوگ غلیظ رہتے ہیں ان میں شراب کی عادت ضرور ہوتی ہے۔ چونکہ وہ گندے اور غلیظ رہتے ہیں وہ اپنی تباہ و مستہ حالت سے سبقت پانے کے لئے شراب گانچے اور افیون کا نشہ اختیار کرتے ہیں۔ ہمیں یہ بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ صفائی کی اخلاقی اور جسمانی خوبیاں کونسی ہیں۔ صفائی سے خود تعظیمی کا پتہ چلتا ہے یہ بہت سی نیکیوں کی جڑ ہے بالخصوص طہارت نفاست اور نزاکت کی ہم بلا مبالغہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس شخص کو جسمانی پاکیزگی کی عادت ہو۔ اس کے خیالات بھی پاک ہوتے ہیں کیونکہ انسان کے دل و دماغ پر بیرونی چیزوں کا تعلق ہے عادت اور دستور کا تمام چال چلن پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ نیچے اخلاق پر اور نیر

دماغی قوت پر۔

حضرت موسیٰ حفظانِ صحت کے مصلحوں میں سے نہایت عملی کارروائی کرنے والے تھے مشرقی اقوام میں بالعموم صفائی مذہب کا ایک جزو ہوتی ہے وہ اُس کو پارسانی سے دوسرے درجے پر نہیں بلکہ خود پارسانی کا حصہ خیال کرتے ہیں۔ وہ دل کے تقدس کو بیرونی طہارت کا جزو خیال کرتے ہیں ان کا اعتقاد ہے کہ ناپاکی کی حالت میں خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا اُس کی توہین کرنا ہے۔ بنا برین مسلمان غسل خانوں اور مسجدوں کے تعمیر کرنے میں قریباً یکساں توجہ کرتے ہیں۔ اور جس جگہ مسجد بنی ہوئی ہوتی ہے وہاں ایک غسل خانہ بھی موجود ہوتا ہے تاکہ نماز پڑھنے سے پیشتر سو من غسل وضو کر لیں۔

ایک بڑے مصنف کا قول ہے کہ محض غل کرنا ہی ایک طرح کی عبادت ہے۔ بلکہ اکثر حالتوں میں انسان کی نہایت اخلاقی عبادت ہے کپڑے اتار کر حمام غسل خانے یا آبِ رواں کے ساتھ پانی میں جاؤ۔ اور نہادھو کہ جسم کو صاف کرو۔ تم پہلے سے زیادہ پاک اور بہتر ہو جاؤ گے رجبِ آدمی کو یہ معلوم ہو کہ اُس کی جلد پر غلاط کا نام و نشان نہیں تو وہ ملہکا پھلکا ہو جاتا ہو اور اُس کی روح کو سرور ہو جاتا ہے اور اُس کا دل خواہ مخواہ نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ قدیم مشرقی حکیم جسمانی صفائی سے خوش ہوتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ یہ خالق کائنات کا ایک عطیہ اور اُس کی رضا ہے۔

مردوں عورتوں اور بچوں کی عام ہیو دی کا انحصار زیادہ تر ان باتوں کے توجہ دینے پر ہے جو سرسری نظر کرنے سے حقیر معلوم ہوتے ہیں اور جب تک ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر توجہ نہ کی جائے انسان کے جسم و دماغ

اور خیالات کو اسن وچین نفیہ۔ یہ دونوں کچھ نہیں ہے۔ شادی کے کا اطمینان اس بات پر موقوف ہے کہ اس کے کھانے پانے کے کپڑے چنانے اور نہانے پر تو یہ دیکھائے یہ نہایت معمولی چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔ تاہم یہ نہایت ضروری ہیں کہ اگر بچے کو مناسب کھانا اور کپڑے نہ دیئے جائیں۔ تو وہ کمزور رہیگا اور اس کی حالت ردی ہوگی۔ اور میں نے بچپن میں اس کا حال ہوگا اسی طرح بڑے ہو کر بھی ہوگا۔

بن لوگوں کی عمر بڑی ہو وہ بھی جب تک ان معمولی باتوں کی طرف توجہ نہ کریں گے۔ آرام اور چین سے نہ رہیں گے ہر ایک شخص کے واسطے اپنے گھر میں آسائش کی ضرورت ہے اور آسائش صحافی کفایت شعاری باقاعدگی اور محنت کا مجموعی نتیجہ ہیں۔ الغرض ان ذرائع کے متواتر انجام دینے کا نتیجہ جن میں سے ہر ایک بظاہر ترقیہ معلوم ہوتا ہے۔ آہستہ آہستہ پکا ناقص یا جراثیموں کا مرستہ کرنا بستر بنانا۔ فرش صاف کرنا بچے کو نہانا اور کپڑے پہنانا۔ قہم بالشان باتیں نہیں۔ لیکن کسی گھر کا انتظام ایسی عورت کے سپرد کرنا چاہئے جو یہ چیزیں جانتی ہو۔

لارڈ ایشبرٹن نے دل ویسی کے ٹریننگ سکول کے لڑکوں کے سامنے لکچر دیتے ہوئے کہا۔ اُس کی کیا وجہ ہے کہ ایک ماں دوسری ماں کی نسبت کچھ زیادہ کفایت شعار ہوئی ہے۔ ایک فارغ البالی سے گزارہ کرتی ہے اور دوسری بھوکوں مرتی ہے ایک ہی قسم کے مکانات میں بعض والدین کے بچے تندرست اور بعض کے پست قد اور مریض ہوتے ہیں کیا وجہ ہے کہ ایک مزدور وہ کام آسانی سے کر سکتا ہے۔ جو اس کے ہم پیشہ آدمی کو مار ڈالتا اس کا باعث قسمت یا اتفاق نہیں۔ بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض آدمیوں

نے جن کے دماغ اعلیٰ تھے قدرت کا مشاہدہ کر کے اپنی راہبری کے واسطے
بعض قواعد بنائے۔ جو دوسروں کو بوجہ اپنی لاپرواہی کے معلوم نہ ہو سکے۔
مگر اس کا زیادہ تر باعث یہ نہیں کہ لوگ صبر سے قدرت کا مشاہدہ
کرتے ہیں بلکہ یہ ان کی گھراور سکول میں اچھی طرح سے تربیت کی گئی تھی۔ چنانچہ
بعض مستورات دوسری مستورات کی نسبت اپنے بچوں کی نشوونما وغیرہ
میں زیادہ حصہ لیتی ہیں اور انسان کی آسائش کو ترقی دینے کا زیادہ باعث
ہوتی ہیں۔ اور بعض عورتیں بالکل کچھ نہیں کر سکتیں۔ مردوں اور عورتوں سے
مفید کام لینے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ ان کو ان چیزوں کی حقیقت سے
آگاہ کیا جائے۔ جن سے ان کا واسطہ پڑتا ہو۔

مثلاً علم کی ایک شاخ یعنی فزیالوجی پر غور کرو۔ اس علم سے ہر ایک
عورت کو کچھ نہ کچھ واقفیت ہونی چاہیے۔ کیونکہ اگر فزیالوجی لینے علم
تشریح اجسام کے قوانین کو مستورات سچنی سمجھیں تو بچے بہتر زیادہ قدرت
زیادہ خوش اور غالباً زیادہ دانا مرد اور عورتیں ہو جائیں گے۔ بچوں پر بعض
جسمانی قوانین اثر کرتے ہیں اور جبکا مد نظر رکھنا ان کی صحت اور آسائش
کے واسطے ضروری ہے کیا یہ معقول نہیں کہ مستورات کو ان قوانین اور ان کے
اثر وغیرہ کا کچھ حال معلوم ہو اگر وہ ان قوانین سے نا بلد ہیں تو وہ طرح
طرح کی غلطیاں کرینگی۔ جن سے تکلیف مرض اور موت پیدا ہوگی ہمارے
اکثر بڑے شہروں میں نصف سے زیادہ بچے اپنی عمر سے پانچویں سال
سے بیشتر مر جاتے ہیں اس خوفناک ہلاکت کا کیا باعث ہے اگر عورتوں اور نیز
مردوں کو مفید صحت زندگی بسر کرنے کے قوانین کرہ ہوائی کی تفسیر نہ
خون پر اس کے عمل اور اثر اور اس کا صحت کے واسطے مفید ہونا مکانات کے

ہو اور بہانے دینی اور غدا کے قوانین معلوم ہوں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ انسانوں کی اخلاقی تہذیب جتنی حالت جوان کے سپرد کئے گئے ہیں بہت ترقی کر چکی ہے۔

اگر عام بالوں کی طرف مناسب توجہ و سبب نہ ہو تو جوانوں میں اتنی تکلیف نہیں اور ہلاکت نہ ہو جو حلقہ الحال دیکھی جاتی ہے۔ لیکن ہم لوگوں کو ایسا کرنے کی عادت ڈال دیتے ہیں کہ گو یہ قوانین قدرت بالکل موجود نہیں اگر ہم تو ان قدرت کو توڑ دینگے تو ہم اس وجہ سے ان کے نتائج سے نہیں بچ سکتے کہ ہم ان کے طریق عمل سے ناواقف تھے۔ ہم کو سمجھ دینی گئی ہے تاکہ ہم ان کو معلوم کر لیں اور اگر سوسائٹی اپنے اراکین کو نابینا اور تباہل رکھیں گی تو نتائج بد کا خمیازہ ضرور بچھٹنا پڑے گا۔ اس طرح ہزار ہا آدمی مناسب طور پر زندگی بسر کرنے کی نہایت صلاح

مگر چھوٹی چھوٹی شرائط کی عدم واقفیت کے باعث ہلاک ہو جاتے ہیں۔ مستورات کو خانگی انتظام کا ضروری ہنر سکھانا لازم ہے گو وہ کچھ نہیں کماتیں وہ کمائے ہوئے روپے کو خرچ کرتی ہیں۔ اور ان کی تسلیم و تربیت میں یہ خیال رکھنا چاہیے کہ روپیہ کو دانا فی سے خرچ کرنا نہ سکھایا جائے۔ بڑی وجہ ان کو علم حساب سکھانا بہت ضروری ہے بعض کہتے ہیں کہ مستورات علم حساب کو کیا کریں گی۔ مگر جب مرد شادی کر لیتے ہیں تو ان کو جلدی ہی اس کا فائدہ معلوم ہو جاتا ہے اگر عورت جس نے گھر کا انتظام کرنا ہے جمع اور خرچ سے ناواقف ہو اور اگر وہ آمدنی اور خرچ کا حساب کتاب نہ رکھ سکے تو وہ ٹھوس ہی عرصہ میں مشکلات میں مبتلا ہو جائیگی۔ وہ آمدنی اور خرچ کو برابر نہ رکھ سکیگی اور قرض لینا شروع کرے گی۔ اگر وہ لباس پر اعتدال سے نہ پاوہ روپیہ خرچ کرے گی۔ تو اس کے پاس خوراک یا تعلیم کے واسطے بہت کم روپیہ رہ جائیگا۔

وہ کسی نہ کسی طرح کی فضول فرجی کر گئی۔ اور اس طرح اس سے کنبہ کو بہت تخفیف ہو گئی وہ اپنے خاوند کو بوجہ اس قرض کے جو اس نے لیا ہے پیچیدگی میں ڈال دیتی اور اس کو مصیبت میں مبتلا ہونا پڑیگا۔ بلکہ بعض اوقات اس کا گھر بالکل برباد ہو جاتا ہے۔

انتظام خانہ داری کے متعلق بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے جسے پچھلے میں قبلی اصلاح کی جائے اتنی ہی بہتر ہے۔ بہت سے گھرانوں میں کھانا مناسب طور پر پکایا جاتا ہے جو بہت تکلیف کا موجب ہوتا ہے۔ جو کھانا بری طرح پکایا گیا ہو وہ اکارث جاتا ہے اور پھر طرہ یہ کہ جو روپیہ اس پر خرچ کیا جاتا ہے۔ وہ ضائع ہو جاتا ہے اور آرام کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ سیاں بیوی بعض اوقات اس وجہ سے جدا ہو جاتے ہیں کہ بیوی گوشت اور آلو مزہ پکاتی ہے تعلیم خواہ کے کامیوں کو چاہیے کہ موجودہ نسل کی لڑکیوں کو اس قسم کی عام اشیاء نہ سکھائیں یہ چیزیں گو نہایت عام ہیں مگر مستورات کو سکھائی نہیں جاتیں۔

انسانی محنت کا بہت ساجھہ انسان کے واسطے غذا پیدا کرنے پر صرف کیا جاتا ہے کاشت کار اور ان کے مزدور گندم اور دیگر غلوں کے بونے لٹو دینا کرنے اور کاٹنے میں مشغول رہتے ہیں اور چرواہے مویشیوں اور بھینسوں وغیرہ کے پالنے میں مصروف رہتے ہیں جن پر باشندے گزارہ کرتے ہیں۔ یہ تمام اشیاء یعنی غاۃ گوشت وغیرہ مستورات کو جو انسانی آبادی کا تقریباً ایک نصف حصہ ہیں۔ غذا بنانے کے واسطے دیا جاتا ہے تاکہ وہ خاوندان کے خاوند اور عیال کھائیں۔ وہ اپنی ذمہ داری کو کس طرح پورا کرتی ہیں کیا وہ پکا سکتی ہیں کیا ان کو پکانا سکھایا گیا ہے کیا ہمارا یہ قول درست نہیں کہ اس ملک میں کھانا پکھانے کا ہنر بھول گیا ہے یا کسی کو معلوم ہی نہیں ہوتا

مزدور اور محنتی اپنی خوراک نصف غذا سے محروم رہتے اور فاقوں سے ہیں کیونکہ ان کی بیویوں کو پکانے کا ہنر بالکل نہیں آتا۔ وہ بالکل نہیں جانتیں کہ خوراک میں کفایت شعاری کس طرح ہو سکتی ہے اور اُس کو خوش ذائقہ اور قابل ہضم کس طرح بنا سکتے ہیں +

میانہ درجہ کے لوگ بھی اس بارہ میں بہتر نہیں ایک مصنف کا قول ہے کہ اگر ہم دیکھ سکتے کہ میانہ درجہ کے کم حیثیت کے لوگوں کے ہاں کھانے کے وقت کیا ہوتا ہے تو ہم کو بے اطمینانی بے آرامی بد مزاجی درشت کلامی وغیرہ وغیرہ چیزیں نظر آئیں ہی آدمی اکثر اپنی بیوی سے جھگڑتا ہے کیونکہ اُس کے کھانے کو کچھ نہیں ہوتا۔ غذا سے اُس کی جو کمی رہتی ہے وہ شراب پیکر پوری کر لیتا ہے اس طرح نہ صرف خوراک ضائع ہوتی اور صحت خراب ہوتی ہے بلکہ طبیعت مکرور اور سب سے خواری کی عادت ہو جاتی ہے جس سے انجام کار صحت کو نقصان پہنچتا ہے +

بر خلاف اس کے بوجھ کھانا کھاتے اور امتدال سے شراب پیتے ہیں ان کی اشتہا سیر ہو جاتی ہے اور امتدال سے زیادہ سب سے خواری کی ضرورت نہیں ہوتی۔ عمدہ کھانے سے مزاج اور صحت بھی عمدہ رہتی ہے۔ عمدہ کھانے سے مراد یہ ہے کہ خواہ کوئی چیز کتنی ہی سادہ مگر اپنے طور پر اچھی طرح تیار کی گئی ہو ممکن ہے کہ دولت مند آدمی بہت سا پیہ فرج کر کے میٹھ و عشرت کے سامان فراہم کرے مگر یا جو اس کے مریض بھی رہے اور مفلس آدمی کفایت شعاری سے اچھی طرح زندگی بسر کرے بشرطیکہ خوش قسمتی سے اُس کی بیوی یا عاقل سا چھٹا کھانا پکانا جانتی ہو +

کسی کنہیہ میں پسلیقہ بیوی یا کنہی اور کامل عورت کا ہونا بہت ہی عزیز

بعض اوقات مستورات ان باتوں میں جو ان کے متعلق ہوں بڑی ہوشیار ہوتی ہیں۔ وہ اپنے درزیوں اور دھوپوں کو خوب ڈانٹ کر رکھتی ہیں۔ اگر بخیرہ درست نہ ہو یا سلامتی خراب ہو یا کپڑے صاف نہ ہوں تو وہ ان کی خوب خبر لیتی ہیں۔ لیکن اگر ان کا علم صرف اپنے لباس تک ہی محدود ہو تو وہ مرد کی ہمدردی و سازش نہیں بلکہ ایک بارگزار ہوتی ہیں اگر وہ اپنے مطلب کی بابت کچھ نہیں جانتیں اور باورچی کے ہتھ پڑ رہی ہوئی ہیں تو کھانے کی پینیر ہمدرد نہ کیں گی۔ سوپ اور ٹھیلی خراب کپکے گی۔ گوشت باہر سے جلا ہوا اور اندر سے کچا ہوگا۔ فاونڈایس گھر سے جہاں اچھا کھانا نہیں پکنا جلدی ہی بھاگ نکلے گا اور اپنی کلب میں پناہ گزیں ہوگا۔ جہاں اُس کو صرف خوش ذائقہ اور قابل ہضم کھانا ملیگا۔ بلکہ اس تنازعہ سے بھی نجات ملیگی۔ جو گھر میں بُرا کھانا پکنے پر پیدا ہو جایا کرتا ہے۔

میشرسی کا قول ہے کہ بمقابلہ دوسرے ملکوں کے انگلستان میں اعضاء صنف کی بہت بیماریاں ہوتی ہیں۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ کسی اور ملک میں ویسا بُرا پکا ہوا کھانا نہیں کھایا جاتا۔ ایک سرسری نگاہ سے دیکھنے سے سیاح بھی یہ بات دیکھ کر حیران ہوگا۔ کہ انہی ملکوں کے ہوٹلوں میں آٹھ یا دس قسم کے کھانے جھٹ پٹ تیار ہو جاتے ہیں۔ بجا کیلئے انگلستان میں آئے ہوئے گوشت اور آلوؤں کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ مصنف کتاب ہذا ملک فرانس کے ایک صوبہ میں پہنچا۔ اور ایک ہوٹل میں ٹھہرا جس کے کچے فرش اور خراب اسباب کو دیکھ کر اس نے اپنے دوست کو کہا ہم کو یہاں کھانا کھانے نہ ملیگا۔ اُس نے جواب دیا۔ ذرا صبر کرو۔ ابھی دیکھا جائیگا۔ قریباً نصف گھنٹہ میں پرانی میز پر ایک صاف ستھرا دسترخوان بچھ گیا۔ جس پر چینی شوربے کے

ہوئے مرتے وغیرہ وغیرہ کی دکان بہیں بچھ روٹی اور کھن کے پنی کیکیں یا کھانا
 کے مشق کے قصوں کی بڑی بڑی باتوں میں بھی ایسا کھانا ملنا ناممکن ہے
 اگر زمانہ تعلیم میں کھانا پکانا بھی شامل کر دیا جائے تو نئی نوع انسان
 کو بڑا فائدہ ہو۔ غذا کو اس قدر فائدہ ہو جس کو مرض تھیں نہیں لاسکتے
 بعض فیاض مرد اور عورتیں اس ملک میں انعام دیتے ہیں جہاں ری رائٹر ہیں
 ایسے لوگوں کو چاہیے کہ وہ عمدہ آلو گوشت شوربایا اور عمدہ عمدہ کھانے
 بنانے والی عورت کو انعام دیا کریں ہمارے اس قول کو دیکھ کر عمدہ آلو چکانے
 والی کو انعام دیا جائے بعض لوگ نہیں سمجھتے اور غیاں کرینگے کہ ہم ایک
 نہایت عام چیز کو وقت کی نظر سے دیکھتے ہیں مگر اصل یہ ہے کہ ان کی نہی
 اور عقارت کا باعث صرف جمالت ہے سو میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں سمجھتا
 جس نے عمدہ پکا ہوا آلو دیکھا یا پکھا ہو

المختصر ہم یہ چاہتے ہیں کہ پکانے میں جیسا کہ بہت سی اور چیزوں میں
 دیکھا جاتا ہے عام سمجھ سے کام لیا جائے خوراک کا جائز نہ کہ ناجائز استعمال
 کرنا چاہیے۔ اب اس کا بہت سادہ سلیقہ بالکل رائیگاں کر دیا جاتا ہے۔ جس کا باعث
 یہ ہے کہ اس کے پکانے کا کچھ سلیقہ نہیں ہوتا۔ خوراک نہ صرف بری طرح پکانے
 سے ضائع کی جاتی ہے بلکہ اس کا بہت سادہ سلیقہ جس کو فرانسیسی عورتیں لذت
 اور قابل مضامین بنا لیتی ہیں بھینک دیا جاتا ہے۔ بہت اخلاق اور فاضل خوشیوں
 کا پکارتے کہ مسئلہ سے بہت کچھ تعلق ہے مزید ہمارے پکانے کا فن کفایت بخاری
 کا دایاں ہاتھ ہے۔ اس سے غذا کی نعمتوں کو نہایت اچھی طرح استعمال کر سکتے
 ہیں۔ اس سے کوئی چیز ضائع نہیں ہوتی۔ بلکہ ہر ایک چیز کا رآمد بن جاتی
 ہے ہر ایک اگر یہ عورت کو خواہ وہ شریف زادی ہو یا اسے درجہ کی ہو۔

ایسے فن میں طاق ہونا چاہیے۔ جو اس کے خاندان کو بہت سی آسائش صحت اور دولت عطا کر سکتا ہے +

مسز مارگرٹیا گرے کا قول ہے۔ میرے خیال میں بے حد مال و دولت

کے غیر مساوی طور پر تقسیم ہونے اور آبادی کے بڑھ چلنے سے ہمارے عوام ایک چھوٹی شیناسنگی پیدا ہو گئی ہے جس کی وجہ سے شرفاء کی ہوٹلیوں کی عطا رائگاں جاتی ہے اور وہ کوئی کام نہیں کرتیں۔ لیڈی ایسی صورت میں لیڈیاں کی عیاشی ہے کہ وہ کچھ کام نہ کرے لیڈیاں پنیر کھن سٹائی وغیرہ بناتے اور کھانے پکانے مرغیوں کی نگہانی اور باشعوبے کی حفاظت کرنے سے سبکدوش ہو گئی ہیں۔ مگر ابھی ان کو تجارت یا فن میں کوئی ایسا مفید اور ضروری کام نہیں ملا جس میں وہ اپنی فرصت کا بہت سا وقت صرف کر سکیں +

جب سوسائٹی میں بہت سے معزز تعلیم یافتہ شخص بے روزگار رہتے ہوں اور دوسری طرف بے شمار ناخواندہ اور بیکس منفس جو اداؤں کے بغیر معیبت اور سستی سے نکل نہیں سکتے۔ تو جسے زیادہ مالدار ہونا سود مند ہے اور اخلاقی لحاظ سے بہت ہی مضر ہے بالخصوص اگر کوئی شخص اپنے آپ کو شریف کر کے کوئی کام نہ کرتا چاہے +

بہت سی سجدار اور عالی دماغ لہڈیاں اس کاہلی سے متصف ہو گئی ہیں۔ جو ان کو محض وضعہ لاری سے اختیار کرتی پڑی ہیں۔ چند سالوں سے انہوں نے مفلسوں کے گھر جانا اور ان کی خبر گیری کرنا شروع کیا ہے۔ یہ بھی تو ایک شریفانہ کام ہے مگر ان کے واسطے ایک مفید سکول بھی کھلا ہے ان کو چاہیے کہ عام کھانے پکانے کا ہنر سیکھیں۔ اور لوگوں میں اس کا علم پھیلائیں۔ اس طرح وہ بے حد فائدہ پہونچائیں گی۔ اور بہت سے غم

نافہ کش ناز و انداز بھی فحاشی منہن عورتوں کو دیکھ کر دیکھ کر مغلّس لوگوں کی عورتیں اپنے بہتر تعلیم یافتہ یا تو وہ ناز و انداز کی بالائی مستورات سے بہت کچھ انداز سے مکتفی ہیں جنہیں عورتوں کی فحاشی اور کثیر نوجوانی کی حالت میں شادی کر لیتی ہے اور بیکار ایک ایسی زندگی میں داخل ہوتی ہے جس کے واسطے انہوں نے ذرا تیار نہیں کی ہوتی۔ انہیں عورتیں بچانے کیلئے یا کپڑوں کی مرمت کرنے یا اپنے ناز و اندازوں کے روپے کو کفایت شادی سے خرچ کرنے کے طریقے سے بالکل ناواقف ہوتی ہیں۔ یہیں وہ کابل اور سیلی کیلی رہنے کی عادی ہو جاتی ہیں۔ ان کے گھر میں بالکل آسائش نہیں ہوتی اور خاوند اکثر نزدیک کے کلال خانے میں اپنے رنج و غم کو غلط کرنے کے واسطے چلا جاتا ہے۔ ہنگام کے ایک نر در جوزف کو ریٹ نے پارلیمنٹ کی ایک کمیٹی کے سامنے ذیل کی داستان سنائی۔ یہ اس ملک کے صنعتی اضلاع کے بہت سے باشندوں پر صادق آتی ہے +

اُس نے کہا: میری والدہ اوایل عمر سے ایک کارخانہ میں کام کرتی تھی۔ وہ ہوشیار اور محنتی تھی۔ مزید براں اُس کی نیکی اور اتقا کا بڑا شہرہ تھا۔ کسی مزدور کے ساتھ اُس کی شادی ہونی میں مناسب خیال کی گئی۔ اُس کی شادی بہت نوجوانی میں ہو گئی۔ اُس کے بطن سے کیا رہ بچے پیدا ہوئے۔ میں سب سے بڑا ہوں۔ وہ ایک بیوی اور والدہ کے ضروری فرائض حق الواجب نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتی رہی مگر افسوس کہ اُس کو غامبی امور کا بہت کم علم تھا۔ وہ نہ جانتی تھی کہ اپنے گھر اور چھوٹے کو اپنے خاوند اور بچوں کے ساتھ کس طرح دلچسپ بنائے کیونکہ اس نہایت ضروری انسانی تقسیم کا ایک سبب بھی نہ سیکھا تھا۔ اس کے ہاں جلد

جلد بچکے پیدا ہوتے رہے جب وہ زچہ غلنے سے باہر آتی تھی۔ وہ کام کرنے چلی جاتی تھی۔ اور بچکے کو مقررہ وقتوں پر وہ پلانے کے واسطے آتے تھے۔ جب کنبہ بڑھ گیا تو آسائش نام کو نہ رہی اس کو یہ بات بالکل معلوم نہ تھی کہ گھر کو آسائش اور خوش آسائش کس طرح بنائے۔ وہ نہ جانتی تھی کہ میرے باپ کے دل میں خانگی اشیا کی محبت پیدا کرنا مفید ہوگا۔ مجھ کو اپنے باپ کی سقف تلے ایک منٹ کی خوشی نصیب نہ ہوئی۔ اس افسوس ناک حالت کی وجہ میں سوائے اس کے اور کچھ قرار نہیں دے سکتا۔ کہ میری والدہ نے بالکل تعلیم و تربیت نہ پائی تھی۔ میرے باپ کو سبے خواری کی عادت ہوئی اور اس کی سبے خواری کی وجہ سے میری والدہ کو افلاس نے آکھیرا وہ چنڈ کو شیش کرتی تھی کہ کارخانہ میں کام نہ کرے۔ مگر اس کی مالی ضروریات اس کو کارخانہ میں واپس جانے پر مجبور کرتی تھیں۔ کنبہ بڑا تھا اور ہر لحظہ گھڑیاں سہنے کی ضرورت پڑتی تھی۔ مجھے معلوم ہے کہ دن بھر کی محنت شاقہ سے فارغ ہو کر وہ کئی راتوں کپڑے دھونے اور مرمت کرنے کے لئے تمام رات جاگتی رہتی تھی۔ میرے باپ کو وہاں آرام نہ ملتا تھا۔ یہ خانگی کام عمدہ اور باقاعدہ گھڑیں بلکہ مزدور کے گھر میں بھی بشرطیکہ دورانہشی اور سلیقہ سے انتظام کیا جائے اس طرح کے جائینگے کہ خاوند آتا نہ جائے۔ بحالیکہ میرے باپ کا ان سے ناک میں دم آ جاتا تھا۔ اور اس نے بوجہ غفلت اور غلط فہمی کے کلال غلنے میں آسائش و آرام کی جستجو کی۔ میرے دماغ میں میری والدہ کے خانگی فرائض کی عدم واقفیت بدیں وجہ میرے باپ کی زور زبانی اور سبے خواری ہولناک افلاس متواتر تنازعہ میرے بھائیوں اور بہنوں کے سامنے سفر شال کے قائم ہونے سے بھائیوں کے آئندہ شیوہ پر ہوا اثر ہوتا کہ ہم سب کو بالکل چھوٹی عمر میں مجبور

کام کرنا پڑا تھا۔ جتنی کہ ہماری کمائی صرف ایک شلنگ ہفتہ وار ہوتی تھی۔ سردی اور بھوک اور میری بچپن کی بیشمار تکلیفوں کا خیال بار بار آتا ہے اور مجھے بے اختیار کر دیتا ہے۔ مجھے اس تجربہ کی وجہ سے ہر وقت یہ فکر دستگیر رہتی ہے کہ اس ٹرک مشین پر کنگھم اور اس کے قریب وجوار میں ان ہزار ہا خاندانوں کو جو ویسے ہی خوفناک مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں آزاد کیا جائے میں ذاتی تجربہ سے کہہ سکتا ہوں کہ کسی گھر کے کام کی مستورات کو تربیت دیتے اور چھلے کے پاس خوشی اور آسائش پیدا کرنے کا سلیقہ سکھانے سے بہت سی مصیبت اور جرم دور ہو جائیں گے اگر ایسا کیا جائے تو پہلے سے بہت کم خاوند سے بخوار اور بچے نافرمان ہونگے جب میں مزدوروں کا کام کرتا تھا۔ تو یہ بات خود میرے مشاہدہ میں آئی کہ زمانہ تسلیم کی شرمناک غفلت کی جاتی ہے۔ میں کسی اور چیز کی نسبت اس زیادہ ضروری سمجھتا ہوں۔ کیونکہ عورت نوجوان کے اثر پذیر دل پر ابتدائی اثر ڈالتی ہے وہ بچے کو سانچے میں ڈالتی ہے جس سے کہ آئندہ مرد مبتلا ہے۔

سولھواں باب

”ترسیت کا ہنر“

”کسی شخص کو خواہ وہ کسی زمانہ میں ہو عیب و نسب کی وجہ سے شریف خیال ذکرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص مالی نادان نہ بھی ہو اور اگر وہ شرافت کی باتیں کرے تو وہ شریف ہے (پاسرا)

ہر ایک شخص کو اپنے کام کا جو ملتا ہے اسروٹیں ا

شریف مزاج کے خواہ نفس ہی ہوں۔ خدمت کر دہ وقت فقیر آئے گا ہے

کچب وہ معاوضہ دے گا درج ہر برٹ)

گو آدمیوں کو اپنی کمزوری نہ جاننے کا الزام دیا جاتا ہے مگر شاید تقریباً
اتنے ہی آدمی ہیں جو اپنی قوت کو نہیں جانتے۔ انسان کا حال بھی زمین
کی طرح ہے جس میں بعض اوقات سونے کی کانیں ہوتی ہیں مگر زمین
کے مالک کو ان کی کچھ خبر نہیں ہوتی (سونٹ)
جو چیز حاصل نہیں ہو سکتی۔ اُس کی وجہ سے ناخوش نہ ہونا چاہیے
(سبر)

زیست کے ہنر کو فنونِ نغیر میں شمار کرنا چاہیے۔ علمِ ادب کی طرح یہ
ان باتوں میں شمار کیا جاسکتا ہے جو انسان کے اخلاق پر عمدہ اثر ڈالتی ہیں
زیست کے ہنر سے یہ مراد ہے کہ آدمی اپنی زندگی کو اتنے وسیع نہایت سمجھ لے
بسر کرے اور جو چیزیں اس کے پاس ہیں ان سے فائدہ اٹھائے۔ اس ہنر
زندگی کی نہایت اعلیٰ خوشیوں سے بہرہ اندوز ہونا چاہیے اور اُسی ہنر کے
ذریعے فائز المرام ہو سکتے ہیں +

خوش و غورم زندگی بسر کرنے کے واسطے بہت ہنر ضروری ہے شاعری
اور مصوری کی طرح زیست کا ہنر زیادہ تر قدرت کی طرف سے عطا ہوتا ہے
مگر تمام آدمی اس کو نشور و نما اور ترقی دے سکتے ہیں اور خود تربیتی سے اس
کو مکمل کر سکتے ہیں۔ مگر یہ ہنر سمجھ کے بغیر نہیں آسکتا +

مسرت یا خوشی ایک بڑا اور خوبصورت درشہ سوار کی طرح نہیں ہے
جو مسموم کیا ہو نہ ہے خوشی کی بابت یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کی جستجو بیانیہ
ہے اور اس کے حاصل کرنے کی کوشش میں ناکامی ہوتی ہے بلکہ یہ چھوٹے چھوٹے
اور معمولی موتیوں کی ایک مالا ہے جو اس ترتیب سے پروئے گئے ہیں کہ ان کی موت

کو دیکھ کر انسان کا دل خوش ہوتا ہے۔ مسرت ان چھوٹی چھوٹی خوشیوں سے مستفید ہونے کا نام ہے۔ جو زندگی کے راستہ پر منتشر ہیں۔ گو ہم کسی بڑی اور اشتعل پیدا کرنے والی خوشی کی تلاش میں اُس کو نہیں دیکھتے۔ جس شخص کو مسرت ہوتی ہے وہ زندگی کے عام فرائض کو ایاداری اور معزرائہ طور پر انجام دیکر خوش ہوتا ہے +

زیست کے ہنر کی واقعی زندگی میں کافی تشریح و توضیح موجود ہے۔ دواہیے آدمیوں کی مثال لو جن کی آمدنی یا دولت برابر ہے ان میں سے ایک کو زیست کا ہنر آتا ہے دوسرے کو نہیں آتا۔ ایک تم مینا اور دوں فہیدہ رکھتا ہے اُس کو قدرت ہمیشہ نئی اور خوبصورت نظر آتی ہے وہ موجودہ زندگی گزشتہ یا آئندہ واقعات کا تصور کر سکتا ہے۔ اس کو امید ہوتی ہے کہ زمانہ مستقبل میں شاید شہرت و عزت حاصل ہو۔ اُس کو زندگی زیادہ سنے نیز معلوم ہوتی ہے وہ ایسے فرائض کی انجام دہی کو جس سے اس کا ضمیر دل مطمئن ہو اور اُس کو خوشی حاصل ہو ضروری سمجھتا ہے وہ ترقی کرتا ہے اپنے زمانہ کی روش بہ عمل کرتا ہے۔ نفس لوگوں کی مدد کرتا ہے اور ہر ایک اچھے کام میں مستعد ہوتا ہے۔ اس کا ہاتھ کبھی نہیں ٹھکتا۔ اس کا دل بھول نہیں ہوتا۔ وہ زندگی میں خوش و خرم رہتا ہے اور دوستوں کو اس سے متبع ہونے میں مدد دیتا ہے اُس کی سمجھ ہمیشہ بڑھتی رہتی ہے اور وہ انسانوں اور چیزوں کو پہچانے زیادہ باریک بینی سے دیکھتا ہے وہ عزت اور ماموری پیدا کر کے مرتا ہے اور لوگ اُس کو دعائیں دیتے ہیں اُس کی بڑی بھاری یادگار یہ ہے کہ اس نے اچھے کام کئے ہیں اور اپنے ہمنصوں کے سلسلے میں مثال قائم کی ہے +

بمقابلہ اس شخص کے دوسرے شخص کو زندگی سے بہت کم خوشی حاصل

ہوتی ہے وہ اچھی طرح پہچنتہ سال نہیں ہوتا۔ کہ زندگی کی خوشیوں سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اس نے وہ سب خوشیاں دیکھی جو روپے سے حاصل ہو سکتی تھیں بایں ہمہ وہ زندگی کو ناخوش آسند اور لا حاصل خیال کرتا ہے۔ سیر و سیاحت سے اُس کو کوئی نایدہ نہیں ہوتا۔ وہ ناریج کو بے معنی سمجھتا ہے اُس کو صرف یہ خیال رہتا ہے کہ سفر کے وقت سراؤں کے مالک چٹرا سنی اور ہلکا رہے بڑے بڑے دھوکے کتے ہیں بڑے بڑے پہاڑوں میں کئی دن تک سفر کرنے سے بہت بے لطفی ہوتی ہے وہاں دھقانوں اور بھٹیروں کو دیکھ کر جو گاڑیوں پر لا دکر لے جاتے ہیں سخت بد مزگی ہوتی ہے وہ بڑے بڑے نقاشوں کی تصویروں کو دیکھ کر خوش نہیں ہوتا۔ اگر وہ ان کو دیکھتا ہے تو صرف اس خیال سے کہ دوسرے لوگ بھی دیکھتے ہیں۔ اس قسم کی خوشیوں سے بہت جلد رکتا جانا ہے اور دنیا سے تنفر ہو جاتا ہے جب وہ بوڑھا ہو جاتا ہے اور تمام قسم کی عیاشیاں کر لیتا ہے اور کوئی چیز ایسی نہیں ہوتی جس سے اُس کو مزہ آئے۔ تو وہ زندگی کو ایک نمائشی کارروائی سمجھتا ہے جس میں اس کو صرف بد معاش ریاکار اور خوشامدی ہی نظر آتے ہیں گو وہ زندگی سے حظ نہیں اٹھاتا تاہم وہ اُس کو چھوڑنے سے بھی ڈرتا ہے تب گویا تماشا گاہ کا پردہ گرنا ہے باوجود دولت کے زندگی میں اُس کو نا کامی ہوئی۔ کیونکہ اُس کو نصیبیت کا ہنر معلوم نہ تھا جس کے بغیر زندگی سے خوشی حاصل نہیں ہو سکتی صرف دولت سے ہی زندگی کا مزہ نہیں آتا۔ بلکہ اُس سے لطف اٹھانے کے واسطے غور سمجھہ تمیز مذاق اور تربیت کی ضرورت ہے اور سب سے زیادہ حشیم مینا اور احساس کرنے والے دل کی اشد حاجت ہے اگر یہ چیزیں موجود ہوں مطلق سے مطلق آدمی خوش و خرم رہ سکتا ہے ممکن ہے کہ کوئی آدمی محنت

و مشقت کرتا ہو اور اُس کے خیالات اعلیٰ اور مذاق پاک ہوں اس طرح محنت آدمی کی زندگی اعلیٰ اور شریفانہ ہو سکتی ہے۔ مان ٹین کا قول ہے کہ تمام اخلاقی فلسفہ دیہاتی اور رنج کی زندگی پر ویسا ہی عاید ہوتا ہے۔ جیسا کہ نہایت اعلیٰ زندگی پر ہر ایک شخص میں وہ باتیں پائی جاتی ہیں جو انسان کے واسطے ضروری ہیں اگر اس آسائش کا بھی خیال کیا جائے جو ہمیشہ و مشرت کے اسباب سے حاصل ہوتی ہے تو عمدہ مذاق سے واقعی کفایت شعاری اور نیز زیادہ خوشی ہوتی ہے تم اپنے دوست کے گھر کی دھلین پر ہی جا کر دیکھ سکتے ہو کہ آیا وہ بامذاق ہے یا نہیں۔ جو شخص بامذاق ہوتا ہے اُس کے گھر میں صفائی ترتیب نظام سوز و نہیت اور شائستگی پائی جاتی ہے جن کو دیکھ کر دل میں ایسی خوشی پیدا ہوتی ہے۔ جو بیان نہیں کی جاسکتی بامذاق آدمی کے گھر کی کھڑکی میں گلہ سستہ ہوتا ہے یا دیواروں پر تصویریں ہوتی ہیں۔ کہیں پرندہ گالتے۔ کہیں کتابیں رکھی ہوتی ہیں اور فریج پر گوشتوں کی مگر سقا مناسب اور موزون ہوتا ہے +

زیست کا ہر گھر کی تمام کفایت شعاری اور انتظام پر عادی ہے جو شخص یہ ہنر جانتا ہو وہ عمدہ غذا منتخب کرتا ہے۔ اور اُس کو سلیقے سے تناول کرتا ہے۔ کسی طرح کی فضول کارروائی نہیں کرتا۔ ممکن ہے کہ کھانا بہت سا اور کم لاگت سے تیار کیا گیا ہو مگر یہ فریاد ہوتا ہے ہر ایک چیز صاف اور تھری ہوتی ہے پانی شیشے کے گلاس میں اس طرح چمکتا ہے کہ شربت بلکہ ساغر سے کی بھی خواہش نہیں ہوتی +

ایک اور گھر میں جا کر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو گا کہ فریج وغیرہ خریدنے میں بہت سا روپیہ خرچ کیا گیا ہے مگر مذاق یا ترتیب نام کو نہیں

خرچ زیادہ کیا گیا ہے۔ مگر اس گھر میں رہ کر اطمینان نہیں ہوتا۔ گھر میں وحشت برستی ہے۔ کتابیں ٹوٹ پیاں مثال اور جراثیم جو مرمت طلب ہیں۔ ادھر ادھر بکھڑی پڑی حصیں۔ دو تین کرسیوں پر بہت سی چیزیں رکھی ہیں کمروں میں چیزیں رکھنے میں کوئی ترتیب ملحوظ نہیں۔ خواہ کتنا ہی روپیہ صرف کیا جائے۔ کسی طرح کی اصلاح نہیں ہوتی۔ مذاق نثار دہے۔ کیونکہ گھر کے تمام نے ابھی زینت کا ہنر نہیں سیکھا۔

مفلسی کی زندگی میں بھی یہ فرق دیکھا جاسکتا ہے۔ اگر مذاق ہو تو افلاس میں بھی لطف حاصل ہو سکتا ہے۔ مفلس نگہ با مذاق آدمی ایسی جگہ منتخب کرتا ہے۔ جو مفید صحبت اور ہوا دار۔ جہان کی ہوا پاک اور بار بار صاف ہو ایک نظر سے معلوم ہو سکتا ہے کہ گھر کا دروازہ صاف اور کمر کیوں کے شیشے داغ ہیں۔ شاید گلاب یا گینڈے کے پھول رکھے ہوئے ہیں ان چیزوں کو دیکھ کر یہ قیاس ہو سکتا ہے کہ مکین خود وہ کیسا ہی مفلس ہے اپنی حالت سے مستفید ہونے کا ہنر جانتا ہے ایک اور شخص کی جھوٹی مہر میں جاؤ تو نظارہ بالکل مختلف ہو گا۔ فلپٹ نیچے بدروں میں کھیلے نظر آئیں گے۔ اور کاھل اور غلیظ استورات دہلیز کے پاس کھڑی ہو چکی اور گھر پر افلاس کی وحشت برستی ہوگی۔ مگر ممکن ہے کہ پہلے گھر کی مالک کے دوسرے گھر کے مالک کے برابر شاید اس سے بھی کم آمدنی ہو۔

اس بات کی کیا وجہ ہے کہ دو شخصوں میں سے جو ایک ہی میدان یا دوکان میں کام کرتے ہیں ایک بہت ہی خوش پوش اور حق الامکان نظر رہتا ہے آ تو اس کے روزِ صبح کو خود نہایت عمدہ کپڑے پہن کر اپنے اصل وصال کے ساتھ گر جاتا ہے۔ اس کی جیب میں کچھ نہ کچھ نقدی موجود رہتی ہے

اور کچھ روپیہ سیونگس بنک میں موجود رہتا ہے۔ وہ کتابیں پڑھتا ہے اخبار خریدتا ہے اپنے بچوں کے لئے کوئی اور اخبار لیتا ہے۔ دوسرا آدمی جس کی ہمتہ وار آمدنی تقریباً اتنی یا زیادہ ہوتی ہے۔ صبح کے وقت کام کرنے پر جاتا ہے تو اوٹا اس اور غلین ہوتا ہے۔ ہمیشہ شکایت کرتا ہے اُس کے کپڑے خراب اور جوتی بدتر آ تو اس کے روز دوپہر تک اپنے گھر سے باہر نہیں آتا۔ جب وہ آتا ہے تو وہ ایک بُری سی قمیض پہن کر منہ ماتھ دھونے اور بالوں کو کنگھی کرنے کے بغیر نکلتا ہے انگلی آنکھیں سُرخ اور چند صیانی ہوئی اُس کے بچے بدروں کے اُس پاس پھرتے ہیں۔ اور بظاہر ان کی کوئی نگرانی نہیں کرتا اس کے پاس سرمایہ ہمیشہ قریب الاغتام رہتا ہے۔ سیچر کی رات کو اس کی اجرت کے جو روپے ملتے ہیں وہ فرض خواہ لیتے ہیں۔ وہ کسی انجن کلب کا ممبر نہیں ہوتا۔ اس کے پاس پس انداز کردہ سرمایہ نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ جو کماتا ہو ہی کھاتا ہے پڑھتا نہیں عور نہیں کرتا۔ بلکہ وہ محنت شغف کرتا کھاتا پیتا اور سوتا ہے۔ ان دونوں شخصوں کے درمیان اتنا فایاں فرق کیوں ہے؟

اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ایک شخص کو زندگی سے خوشی اور مشرب حاصل کرنے کی سمجھ اور ہنر ہے یعنی وہ خود خوش ہو سکتا ہے اور جو لوگ اُس کے گرد و پیش ہیں ان کو خوش رکھ سکتا ہے بحالیکہ دوسرے نے اپنی سمجھ کو نشو و نما نہیں دیا۔ وہ اپنے آپ کو یا اپنے کہنے کو خوش کر نیکا ہنر نہیں جانتا ایک شخص زندگی میں محبت امداد ہمدردی اعطیاط و ہمدانیشی اور عاقبت بینی غور مستعدی اور فرض کو مدنظر رکھتا ہے دوسرا گوشت اور شراب سے پیٹ بھر لینے کو زندگی سمجھتا ہے وہ فرض کا کچھ خیال نہیں کرتا۔ غور و خوض کو دماغ سے نکال دیتا ہے۔ عاقبت اندیشی کو پاس پھٹکنے نہیں دیتا۔

مگر بیچے کو دیکھنا چاہیے اول ذکر کی اس کے ہم پیشہ اور کنبہ کے لوگ نظم کرتے ہیں۔ جو شخص اس کے زیر اثر ہے وہ اُس کو عمدہ زندگی اور نیک افعال کی مثال بنیال کرتا ہے۔ دوسرا اپنی حالت پر غور نہیں کرتا اور ہمیشہ شستہ حال اور مصیبت زدہ رہتا ہے۔ نیک آدمی اس سے نفرت کرتے ہیں اس کے بال بچے اس کے پاؤں کی آہٹ سنکر ڈرتے ہیں شاید اُس کی بیوی اُس کے گھر آئے پر کانپ اٹھتی ہے جب وہ مرنے لگے تو کسی شخص کو افسوس نہیں ہوتا۔ البتہ اس کے کنبہ کے لوگ افسوس کرتے ہیں، رجن کو خیرات یا فیاضی پر گزارہ کرنا پڑتا ہے۔

ہر ایک شخص کے واسطے ضروری ہے کہ وہ خوشی سے زندگی بسر کرتے کے ضروری ہنر کو سیکھے۔ غریب سے غریب اور مفلس سے مفلس آدمی بھی اس طرح زندگی سے خوشی اور فائدہ اٹھا سکتا ہے اُس کو دنیا میں نالہ و فغان کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی تا وقتیکہ وہ خود ایسا نہ کرنا چاہے بہر کیف ہمارا دل اپنی ملکیت ہے۔ ہم اس میں خوش آئند خیال رکھ سکتے ہیں ہم اپنی طبیعت اور مزاج کو بہت کچھ باقاعدہ اور ضبط کر سکتے ہیں ہم اپنی آپ نیلیم کر سکتے ہیں اور اپنی فطرت کے بہتر حصہ کو ظاہر کر سکتے ہیں۔ بجا لیکہ بعض شخص اُس کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے۔ ہم اچھی کتابیں پڑھ سکتے اچھے خیال رکھ سکتے۔ اور صلح آسستی اعتدال اور نیکی سے زندگی بسر کر سکتے اور شراب سے پرہیز کر سکتے ہیں۔ اس طرح اچھے لوگ ہماری تعظیم کریں گے۔ اور ہماری عمدہ مثال ہمارے جانشینوں تک پہنچائی۔ زہیت کا ہنر گھر میں ہی اچھی طرح ظاہر ہو سکتا ہے جہاں بے اثر و پداچھے اثر غالب ہوتے ہیں۔ خوش و خورم گھر کی پہلی شرط آسائش ہے جہاں سخت فکر تنازعہ غلامت اور کاہلی ہو وہاں مرد و عورت کوئی آسائش حاصل نہیں ہو سکتی۔ غلوں جو تمام دن کام کرتا رہتا ہے۔ اپنی محنت و مشقت کا کچھ معاوضہ

پا ہوتا ہے۔ اُس کی بیوی اُس کے واسطے زیادہ سے زیادہ کر سکتی ہے کہ شام کے وقت اُس کے گھر آئے۔ شہر اس کے گھر کو صاف ستھرا اور درست رکھے یہ اصلی کفایت شکاری بہت ہے خانہ داری اور نمایندہ قنابل تو ایسا غامضی نظام ہے جس سے گھر ایسا عمدہ اور خوش آئند معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی خربہ آئے پر بہشت میں داخل ہونے کا گمان ہوتا ہے اور اس حالت میں اُس کو کوئی چیز شراب خانہ کی طرف نہیں بھیج سکتی۔

بعض کہتے ہیں کہ ہم کا نہ ٹہینے آسائش کی اوقات زیادہ پرستش کرتے ہیں۔ یہ ایک انگریزی لفظ ہے اور اُس کی نسبت خیال کیا گیا ہے کہ کسی غریبوں میں اس کا ترجمہ کرنا یا اُس کے پورے پورے معانی ظاہر کرنا ناممکن ہے، اس کو پوسٹ کے ساتھ بہت گہرا اتفاق ہے۔ یاد رکھو گرم ملکوں کے لوگ گرمی سے بڑھتے ہیں، تفریح کے لئے بازاروں میں یا کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کی نصف زندگی پیلاہے ہوتی ہے۔ اپنے وقت کا افسوس ہے۔ اپنے کاروبار اور باہر صرف کرتے ہیں خوش آئند ہوا ان کو باہر بھیج دیتی ہے اور وہ تفریح میں مصروف رہتے ہیں وہ گھر میں صرف سونے اور کھانے کو آتے ہیں ان کی نسبت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ گھر میں رہتے ہیں۔

مگر ہمارے حالات بالکل مختلف ہے کیونکہ ہمارے ملک میں سرسبز زیادہ ہے ہم سال کے بہت سے ایسوں میں گھر کے اندر رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم گرمی طے طرح کی خوشیاں مناتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ گھر کا نام اپنے پر ہمارے دل میں بہت سے خوش آئند خیال آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم گھر کی آسائش کو دیکھتا خیال کرتے ہیں۔

ہم صرف گھر سے مطمئن نہیں ہوتے بلکہ آسائش کو ضروری سمجھتے ہیں۔

بیشک وہ لوگ بد قسمت ہیں جن کا کوئی گھر نہیں۔ بیٹھے جو بے خانہ سہے ہیں اور وہ لوگ بھی بڑے بد قسمت ہیں جن کے گھر میں کوئی آسائش نہیں۔ جن کی نسبت انگلستان کے ایک مشہور مصنف چارلس میبل نے کہا ہے نہایت مفصل لوگوں کے گھر پر گھر کا مطالعہ نہیں ہو سکتا۔ پس گھر روح و روان اس کا ضروری اصول اور عنصر آسائش ہے۔ آسائش سے مراد صرف گرمی عمدہ اسباب یا عمدہ کھانا پینا نہیں ہے بلکہ اس کا مفہوم بہت اعلیٰ ہے۔ اس سے عفا فی پاک و صاف ہوا ترتیب کفایت شعاری المتقہ خانگی کفایت شعاری اور خانگی انتظام مراد ہے۔ آسائش وہ زمین ہے جس میں انسان اخلاقی نہ کہ جسمانی نشوونما پاتا ہے۔ بیشک آسائش بہت سی نیکیوں کی علامت ہے۔

دولت آسائش کے واسطے ضروری نہیں بلکہ دولت عیش و عشرت کیلئے نہ کہ آسائش کے واسطے ضروری ہے، لیکن ہے کہ غربت کے گھر میں میں میں زندگی کی معمولی ضروریات متیا ہوں۔ سادہ میں کی منظم صاف ستھری اور کفایت شعاری عورت ہو۔ آسائش زندگی کے تمام اجزاء موجود ہوں۔ اکثر مالتوں میں یہ ارادی کافی دولت کی عدم موجودگی سے پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ خانگی انتظام کی لاعلمی سے ہوتی ہے۔

یتیم کرنا پڑتا ہے کہ آسائش بہت کچھ ایک نسبتی چیز ہے جو چیز ایک شخص کے واسطے آسائش ہے وہ دوسرے کے واسطے مصیبت ہو سکتی ہے۔ آج کل نہایت معمولی پیشہ ور اور صنایع گذشتہ چند صدیوں کے امرا و روسا کے طرز پر زندگی بسر کرنے کو ایک بڑی بھاری مصیبت خیال کرینگے۔ اس زمانہ میں بڑے بڑے رئیس کے بستر پر سوئے تھے۔ امدادی مکانات میں رہتے تھے جن کے فرش گھاس جوڑ بچھا ہوتا تھا۔ وہیم منصہ کے جسم پر تھیں نہ تھیں۔ اور اس کے مکان کی گھریلو

میں پیشہ نہ گئے ہوئے تھے۔ ملکہ ایذا بخشے اول ہی اوں رقیبی جہا میں نہیں اس سے پیشہ کی ملکہ جہا اہوں کا نام تک نہ جانتی تھی *

آسانش کا واروہا راشیا اور اشخاص پر بدرجہہ ساوی ہے آسانش صرف خوبصورت اسباب گرم کمروں یا عیش و عشرت اور آرام کی چیزوں سے پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ ان لوگوں کی فحشیت اور طبعیت سے بھی جو نگہ کا انتظام کرتے ہیں۔

بہا نیش لوگوں کی عادت میں ہر بانی ہوتی ہے۔ عمدہ مذاق آسائش کی ایک لازمی شرط ہے۔ اس کے ساتھ یہ ضروری ہے کہ اس میں بانی نہیں ہو۔ اور ہر ایک چیز سے نہ زیادہ سے نہ کم و غایت اور انصاف سے اس میں ہر ساکس پائیکٹ کو نوشت سے رہتا اور بہتر ہے کہ گوشت کھائیں اور دہن میں کہ ورت ہو۔

جو لوگ آسائش سے رستے ہیں ان میں عقل عامہ تیز عاقبت اندیشی اور کفایت شعاری ہوتی ہے۔ ان کی طبیعت میں دیانت اور انصاف نیکی اور صداقت کا مادہ ہوتا ہے وہ قرض میں مبتلا نہیں ہوتے کیونکہ یہ ایک طرح کی بددیانتی ہے وہ اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ نہیں کرتے بلکہ وہ روز بد اور شکات کے وقت کے واسطے کچھ سرمایہ پس انداز کر سکتے ہیں وہ اپنے گھر کے واسطے چیزیں مہیا کرتے ہیں۔ لیکن مناسب موقع پر وہ مہانوں کی خاطر اور فحاشی وغیرہ کی سہولتیں بھی پیچھے نہیں رکھتے۔ وہ کچھ کرتے ہیں نائش کے بھیہر کرتے ہیں۔ آبائش آبی ہر ایک چیز ترتیب کے ساتھ کرتے ہیں وہ باقاعدہ منتقل مزاج ہونی مشرب اور مختل ہوتے ہیں۔ وہ آسائش کپڑے پہنتے ہیں ان کا لباس نرم کے موافق ہوتا ہے۔ بیٹہ نہ تو وہ سرری میں کاشتہ ہیں اور نہ گرمی میں پیٹے ہیں ڈوبے رہتے ہیں وہ وضعدار بننے کی کوشش میں سرگردان نہیں رہتے وہ طلبائی انگشتوں بنائے کی مذہب جرم۔ ہر ایوں پر زیادہ روپیہ خرچ کرتا ہے وہ عادیان

بدوں کی نسبت مفید صحت اور اچھے بستر کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ ان کی کرسیاں مضبوط نہ کہ ناکشی ہوتی ہیں۔ تاکہ جب ان پر بیٹھیں تو ٹوٹ نہ جائیں خواہ ان کے زیادہ زیبائش نہ ہو۔

گھر کے کاروبار کا انتظار زیادہ تر عورت پر ہے وہ طبعاً ہر ایک کنبے اور گھرانے کی منتظم ہے۔ پس اس کے سوچ سمجھ کاروبار کرنے پر بہت کچھ موقوف ہے۔ وہ کم زندگی عورت کی زندگی سے کہہ کر دگر دوش کرتی ہے۔ عورت زندگی نظام کا آواز ہے عورت غائی زندگی کی مکمل ہے ہر ایک گھر کی آسائش کا زیادہ دار و مدار عورت پر ہے عورت کی فعلیت عورت کی مزاج عورت کی انتظام طاقت اور عورت کے کاروبار کے انتظام پر موقوف ہے۔ لیکن یہ ہے کہ مرد کفایت شعار ہو کر مگر جب تک گھر میں کفایت شعاری نہ ہوگی۔ مرد کی کفایت شعاری سے فائدہ ہوگی۔ چنانچہ قریب المثل ہے کہ مرد سر سبز نہیں ہو سکتا۔ جب اس کی بیوی اس کو سر سبز نہ ہونے دے گی۔

خانگی کفایت شعاری ایک سادہ مگر مفید چیز ہے۔ گو دنیا اس کو نہ دیکھے یہ بہت سے لوگوں کو خوش رکھتی ہے اس کا اثر پر اثر پڑتا ہے اور ان کو اسے بنا کر یہ خود سائنسی کو اسے بنادیتی ہے۔ انگریز یہ اکیسویں صدی ہے کہ یہ بیٹار لوگوں کو نہایت خوش کرتا ہے اس کے بغیر قانون نیا ضی اور ہمدردی انسان بے سٹ ہیں بلکہ بعض اوقات ملیر ہوتے ہیں کیونکہ وہ ایسی امیدیں دلاتے ہیں جو اکثر بدی نہیں ہوتیں۔

جب کوئی شخص جانتا ہے کہ اس کی آمدنی احتیاط سے خرچ کی جاتی ہے اور اس کی دانا اور عاقبت اندیش بیوی انتظام کو مد نظر رکھتی ہے وہ اپنے کاروبار یا محنت پر خوش خوش جاتا ہے اور اس آئے کے وقت اس کو دگر دینی

خوشی ہوتی ہے۔ اس فتنہ کی عورت نہ صرف اپنے گھر میں ایک طرح کی طاقت ہوتی ہے بلکہ قرب و جوار میں اس کو مثال اور نمونہ بنایا گیا جاتا ہے۔ اس کے بچوں کی عادات کی طرح بنتی ہیں۔ اُس کی واقعی زندگی مثال کیسے قائم کیے ہوئی ہے اس میں وہ بے خبری کی حالت میں گھسکتے رہتے ہیں۔ کیونکہ یہ نسبت انسانی کے مثال زیادہ فیض ہوتی ہے یہ عملی ہدایت اور عملی دانشمند ہی ہے +

عورت کی پہلی قابلیت یہ ہے کہ وہ اپنے ناقصوں اور اذیتوں کو مفید طور پر استعمال کر سکیں ہر ایک شخص کو معلوم ہے کہ منافی اپنے منہم اور متعذر گھر لانے کی آسائش کے واسطے کیسی مفید اور لا بہرہی ہے۔ چنانچہ وہی نے منہم والہ شہر سے کہا ہے کہ عورت کی نصف تعلیم اُس کی اذیتوں سے ظاہر ہوتی ہے اُس کی اذیتوں کی فکریں دانشمندی اور نیکی ہے مگر کفایت شعاری کے ہمراہ رمان یعنی سمجھ بھی ہونی چاہیے یہ دونوں چیزوں میں ہر پہلو - اپنی چاہیں عورت نہ صرف چابک دست ہونی چاہیے بلکہ اس میں گھر کا انتظام کرنے کی طاقت بھی ہونی چاہیے +

سلیقہ یا طریقہ بھی ہونا ضروری ہے، تو فی سر آرٹسٹ ہیں کاتوں ہے کہ عورتوں کو جو موجودہ تسلیم دیکھتی ہے اُس کی وجہ سے وہ سلیقے یا طریقے میں بالکل ناقص رہ جاتی ہیں۔ لیکن یقیناً اس کا تربیت سے علاج ہو سکتا ہے۔ ہم اس امر کی ایک معمولی اور سادہ مثال دیتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ باورچی باورچن کی نسبت ہمیشہ بہتر ہوتا ہے صرف یہ کہ مرد ترتیب کو زیادہ مد نظر رکھتا کہ اور عورتوں اور ماپوں پر بہت بھروسہ کرتا ہے ایک مشہور ڈاکٹر نے مجھے بتایا کہ مہری رائے میں ستورات وقت کی قدر کرنے میں بالکل ناقص ہیں مگر سب سے مثال میں یہ اُن کی مام غلط فہمی کی ایک مثال ہے ان کو کسی چیز کا بھی صحیح علم نہیں

اور اس کے بہت سے سہل علاج ہیں۔ سینے اس صورت میں سہل ہیں اگر ان کو ابتدا ہی میں شروع کیا جائے گا۔

بنا بریں کسی گھر کا بخوبی انتظام کرنے کے واسطے طریقہ یا سلیقہ ہونا ضروری ہے۔ اس کے بغیر دفتروں و دکانوں یا گھروں میں کام اطمینان بخش طور پر نہیں ہو سکتا۔ اگر کام کو مناسب طور سے ترتیب دیا جائے۔ اور محنت کو بچانے کے واسطے ہر ایک چیز مناسب وقت پر کی جائے تو بہت سا کام ہو سکتا ہے جہاں طریقہ ہو۔ وہاں اوقات بھی اور یہ ترتیبی دور ہو جاتی ہے۔ روپیہ خرچ کرنے میں بھی طریقہ ہوتا ہوتا ہے۔ روپیہ عورت کے واسطے جو گھر کا انتظام کرے دیا ہی ضروری ہے۔ یہی طریقہ کام کو مکمل کرنے کے واسطے بعض لوگوں کی انگلیوں سے روپیہ سیما کی طرح نکل جاتا ہے۔ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں کہ بہت سے آدمی فضول خرچ ہوتے ہیں۔ مگر بعض مستورات بھی ویسی ہی ہوتی ہیں۔ کم از کم وہ یہ نہیں جانتیں کہ اپنے قاعدہ کی کسائی صرف کرنے کا بہترین طریقہ کیا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ ان کے گھر میں چیزیں مناسب جگہ پر نہیں پڑی ہوتیں۔ پورانی جرابیں عمدہ ٹوپیاں نفیس جوڑے ریشمی گاؤں اور غلیظ۔ لپٹے۔ ادھر ادھر پڑے ہوتے ہیں۔ خواہ کسی کے کپڑے پٹے پرانے اور اس کا لباس صاف ستھرا نہیں ہوتا۔

البتہ محنت ضروری ہے یہ کاروبار کی روح و رواں ہے مگر طریقہ کے بغیر محنت سے کم فائدہ ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ بعض اوقات محنت کھل بنی کی طرح معلوم ہو مگر یا قاعدہ اور محنتی عورت اپنے کام کو آرام اور استقلال سے کرتی ہے اور شور و غوغا نہیں کرتی۔ اور اگر وہ غبار نہیں اڑاتی +

گھر کے کاروبار کے واسطے ایک اور ضروری قابلیت عاقبت اندیشی ہے عاقبت اندیشی تربیت یافتہ قوت فیصلہ سے پیدا ہوتی ہے اس کے سب سے عملی نشیہ

ہے اس کاموزونیت اور مناسبت سے تعلق ہے۔ اس سے یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ کیا کرنا سہج ہے اور کسے کا درست طریقہ کون ہے اس سے کسی کام کے کرنے کی ترتیب ذریعہ وقت اور طریقہ پر فیصلہ کیا جاتا ہے عاقبت اندیشی تجربے سے بہت کچھ سیکھ سکتی ہے۔ رہنے تجربے سے آدمی عاقبت اندیش ہو جاتا ہے اور علم و عقل تیز ہوتی ہے +

پابندی وقت ایک اور وصف ہے جو گھر کے واسطے ضروری ہے اگر اس نیکی کو مد نظر رکھا جائے تو خانگی زندگی کی بہت سی شکائیں رفع ہو سکتی ہیں اگر عورت وقت کی پابند نہیں تو بیج اور شام کا کھانا دیر سے پکنا ہے گرجے یا پانا میں نہایت دیر سے پہنچتے ہیں کپڑے آدمی رات تک دھوئے جاتے ہیں مرض خواہوں کو کہا جاتا ہے کہ کل آنا و مدے و فنا نہیں ہوتے۔ بھوٹی ٹھوٹی رکاوٹوں سے ناگیں دم آ جاتا ہے جو عورت وقت کی پابند نہیں ہوتی۔ اُس سے تا پابند وقت آدمی کی طرح نفرت کی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ ہمارے وقت کو ضائع کر دیتی ہے ہماری تنہا ویز میں نہ کا ڈٹ ڈال دیتی ہے۔ بہت سی بے مہنی پیدا کر دیتی ہے اور بالآخر ان کو یہ کہہ دیتی ہے تم ایسے بدوقت نہیں کہ میں بدوقت کی پابندی کروں کاروباری آدمی کی بدوقت روپیہ اور کاروباری کسٹروں سے بھی کھینچاؤ یعنی اُس کو وقت کی بدولت آرام و آسائش اور خانگی امور میں اقبال اور خادغ الہیائی نصیب ہوتی ہے +

استقلال خانگی کاروبار میں ایک اور عمدہ عادت ہے کوئی عمدہ تجویز سوچو اور اس پر مستقل رہو۔ کافی وجہ کے بغیر اس سے منہ نہ سٹرو اس کی ایمانداری اور ہوشیاری اور محنت سے پیروی کرو مناسبت وقت کے بعد اس کا شرہ پیدا ہوگا اگر دو رائے اندیشی سے کوئی عمدہ تجویز بشرطیکہ وہ عملی طور پر ممکن ہو سوچی جائے تو آہستہ آہستہ تمام چیزیں اُس کی طرف رخ کرینگی۔ اور خانگی انتظام کے تمام

جسٹوں میں یا ہی انحصار قائم ہو جائیگا +

ہم ان اقوال کی تصدیق کے واسطے بیٹیاں عملی مثالیں پیش کر سکتے ہیں مگر ہماری کتاب تقریباً ختم ہو چکی ہے اور ہمارے ناظرین کو خواہ وہ مرد ہوں یا عورت لازم ہے کہ اپنے تجربے سے پیدا کریں +

زندگی کو سرتنجش بنانے کے ہنر کی بہت سی اور نظیریں بھی پیش کی جاسکتی ہیں۔ طبیعت کو مضبوط رکھنے سے بھی بہت مفید نتائج پیدا ہو سکتے ہیں یہ بانی بشارت اور تحمل سے ہم جب چاہیں خوش ہو سکتے ہیں اور ساتھ ہی ہم دوسروں کو خوش کر سکتے ہیں۔ ہم اپنے آپ کو اور دوسروں کو خوش رہنے کا حوصلہ دلا سکتے ہیں۔ ہم اپنی عادت کو متین بنا سکتے ہیں اور شراب سے پرہیز کر سکتے ہیں اقبال اور بے خوار فائدہ کی نسبت عورت اور بچوں کا کیا خیال ہوتا ہو گا۔ ہم بونے میں متانت اختیار کر سکتے ہیں اور کو سننے اور حلف اٹھانے سے پرہیز کر سکتے ہیں جو کہ ایک نہایت بے فائدہ لغو اور وحشیانہ عادت ہے۔ اس سے زیادہ اور بے فائدہ حماقت کونسی ہو گی۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو عام لوگوں کی زبان سے جو حلف نکلتی ہے وہ بہت سی نفرت انگیز اور مضرا فلاق ہوتی ہے لغو حلف کا کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ کفر و اتحاد کے کلمے نکالنے اور سب سے تم بھی بے سود ہے +

اس موقع پر ہم یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ ہمارے ملک کے لوگوں کو عمدہ اطوار کا ہنر بخوبی نہیں سکھایا جاتا۔ ہم کسی قدر اکھڑے ہیں اور بعض اوقات ہمارے ساتھ ملاپ نہیں ہو سکتا۔ ایک ضرب الش ہے کہ اطوار سے آدمی نہیں بٹتا۔ مگر اطوار زیادہ پسندیدہ بنا دیتا ہے۔ ممکن ہے کہ ایک آدمی شریف دل ہو مین دین میں سچا ہو نیک بھی ہو مگر باوجود اس کے بد اطوار ہو شریف آدمی اس وقت کامل ہوتا ہے۔ جب وہ خوش اخلاق اور اس کے اطوار حلیم ہوں +

عہدہ اطوار سے ہماری مراد آداب مجلس نہیں۔ کیونکہ اعلیٰ گزشتہ صفحہ آداب مجلس وہ چند قواعد ہیں جو مذہب و سوسائٹی اختیار کر لیتی ہیں اور آداب مجلس کے بہت سے قواعد سے رہنمائی کی جاتی ہے۔ آداب مجلس شرف و کبریٰ کا ارتقا نہیں دیتے۔ کہ اگر ان کا بھائی میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے بازار میں جا رہا ہو تو اس کو بچاؤ آداب مجلس کے مد نظر رکھنے میں جھوٹ بھی یوں پڑ سکتا ہے۔ کیونکہ ذکر وں کو حکم ہونا ہے کہ جب کوئی شخص بے وقت آکر بلائے تو وہ صاحب خانہ کی نسبت کہیں کہ وہ مگر نہیں۔

عہدہ اطوار میں بہت سی ضروری باتیں شامل ہیں مگر زیادہ تر شائستگی خوش خلقی اور مہربانی شامل ہیں۔ ان سے نہیں سکھائی جا سکتی ہیں۔ کتنے ہیں شائستگی سے یہ مراد ہے کہ سیر و فی علامات سے کسی شخص کو یہ ظاہر کیا جائے کہ ہم میں اس کا کس قدر پاس کرتے ہیں مگر یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی شخص دوسرے کے ساتھ بالکل شائستگی سے سلوک کرے مگر درپردہ اس کا پاس نہ کرتا ہو۔ عہدہ اطوار کے یہ معنی ہیں کہ کسی سے اچھا سلوک کریں کسی نے خوب کہا ہے کہ عہدہ صورت عہدہ چہرے کی نسبت اچھی ہے اور عہدہ سلوک عہدہ صورت سے بہتر ہے۔ یہ نصائح و باتوں کی نسبت زیادہ خوش کرتا ہے یہ فنون فہم کی نسبت بہت اچھا ہے۔

اطوار افعال کی زیبائش ہیں۔ بیشک اگر عہدہ فعل کو عہدہ طور سے کہا جائے تو اس کی آدمی قیامت رہ جاتی ہے اور کوئی شخص مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے اور وہ اپنے دوست سے عداوت لگاتا ہے۔ دوست اس کو مرد قہر سے دیکھتا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیتا ہے۔

یہ تو مگر میں قرض دینا پسند نہیں کرتا۔ یہ مدد اس طرح دیکھتی ہے جیسے کسی کو لات مار دی۔ اور اس کو احسان کی طرح قبول نہیں کیا جاتا۔ دینے والے

کا قول قبول کرے۔ واسطے کے دل میں بہت دیر تک غفلت کرتا رہتا ہے۔ اس طرح
 عمدہ اطوار کے سامنے دربان اطوار ہیں۔ ان فرض انسانوں کے درمیان ہر طرح کا
 خوش آئندیل جیل پیدا کرنے کے واسطے دلی فیاضی ایک بڑا اہم جزو ہے۔

ایک مٹیب سپاہی کی حکایت بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک دن ایک حجام کی
 دکان پر گیا۔ جو اپنے کاکھوں کی جانت بنانے میں مصروف تھا۔ اس نے یہ بیان کر کے
 امداد مانگی کہ میں رخصت پر آیا ہوا ہوں۔ اور مجھے دیر ہو گئی ہے۔ اگر میں گاڑی پر
 سوار ہو کر نہ جاؤں تو میں شک جاؤنگا۔ اور سخت سزا پاؤنگا۔ حجام نے اس کی
 داستان کو تو جہ اور تنظیم سے سنا اور اس کو ایک گنی بیسے قریباً بیس روپے
 دے دیئے۔ سپاہی یہ روپیہ لیکر حیران ہو کر کہنے لگا۔ خدا آپ کو برکت دے۔ میں
 اس کا کیا معاوضہ دے سکتا ہوں میری اس دنیا میں سوا اس کے کچھ نہیں رہے کہ اس نے
 اپنی جیب سے کاغذ کا ایک غلیظ پرزہ نکالا، یہ سپاہی کرنے کا ایک نسخہ ہے یہ میرے
 تجربہ میں بہترین نسخہ ہے میں نے اس کی بدولت افسروں سے کتنے ہی روپے
 کمائے ہیں اور میں نے سپاہی کی بہت سی بوتلیں فروخت کی ہیں۔ خدا کرے کہ
 تم کو اس مہربانی کے صلہ میں جو تم نے ایک سپاہی سے کی ہے اس سے کچھ معاوضہ
 طلبائے۔ تعجب کی بات ہے کہ کاغذ کے اس غلیظ پرزے سے حجام کو پانچ لاکھ پونڈ
 مل گیا۔ کیونکہ اس نسخہ سے بوڑھے صاف کرنے کی وہ سپاہی تیار ہوئی جو بڑے اور بڑے
 کی سپاہی مشہور ہے وہ حجام متوفی مسٹر ڈے تھا جس نے اسی نسخہ کی مفلح لاکھوں
 روپے کمائے۔ اور بیکار بومش کی سپاہی کا کارخانہ لندن میں نہایت مشہور ہے۔

عمدہ اطوار کی نسبت یہ خیال کیا گیا ہے کہ وہ امامت کا ایک خاص نشان
 ہے اور جو شخص عمدہ اطوار رکھتا ہو اس کی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ وہ شریف
 نادر ہے مگر یہ بھی ممکن ہے کہ نہایت مفلس ایک دوسرے کے ساتھ عمدہ طور سے

پیش آئیں۔ جیسا کہ نہایت مالدار آدمی پیش آتے ہیں۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص دوسروں کے ساتھ شائستگی اور مہربانی سے سلوک کرے اور اس کی جیب میں ایک پائی بھی نہ ہو۔ شائستگی کا بہت عمدہ اثر ہوتا ہے مگر اس پر خرچ کچھ بھی نہیں ہوتا۔ یہ نہایت سستی چیز ہے ہم کو عمدہ اطوار اور نیز بہت سی اور باتوں کے سکھانے جانے کی ضرورت ہے جنس آدمیوں کے اطوار قطعاً اچھے ہوتے ہیں مگر کثیر تعداد آدمیوں کو اطوار سکھانے کی ضرورت ہے اور اطوار نو جوانی ہی میں اچھی طرح سکھا کر جانا چاہیے ہم بیان کر چکے ہیں کہ اگر مزدور لوگ بھی اطوار سیکھیں تو ان کو فائدہ ہوگا وہ کیوں اپنی اور دوسروں کی تعظیم نہ کریں ان کے باہمی سلوک یا با الفاظ دیگر ان کے اطوار سے ہی خود تعظیمی اور باہمی تعظیم کا اظہار ہوتا ہے۔ براظم یورپ کے بہت غریب لوگوں میں بھی شائستگی کی عادت ہوتی ہے۔ جس کو دیکھ کر ہم حیران ہوتے ہیں جب کوئی مزدور اپنے ہم پیشہ مزدور کے پاس سے گذرنا ہے تو اپنی ٹوپی اٹھا کر اس کو تعظیم سے سلام کرتا ہے۔ اس سے مردانگی میں فرق نہیں آتا۔ بلکہ اس سے عزت اور وقار پایا جاتا ہے۔ مزدور جب اپنے ہم پیشہ کی عزت کرتا ہے تو گویا وہ اپنی اور اپنی جماعت کی عزت کرتا ہے ایک دوسرے سے صاحب سلاست کرنے اور پہچاننے میں بھی ایک طرح کی مہربانی پائی جاتی ہے +

اس امر میں ہم فرانسیسوں سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں وہ نہ صرف ایک دوسرے آدمی سے ہی شائستگی سے پیش آتے ہیں۔ بلکہ وہ مال و جائیداد کی بھی بہت تعظیم کرتے ہیں۔ جن لوگوں کو یہ معلوم ہے کہ تھوڑا عرصہ پیشہ ویران میں رہنا تنہا کے گئے تھے۔ شاید وہ اس امر میں شک کریں مگر وہ لوگ جو تمام جائیداد کو مشترکہ ذیل کرتے ہیں جو العائد بالمعدوم کا حکم رکھتے ہیں اور فرانسیسوں کی خصلت کو سمجھنے کے واسطے ہم کو ایک فرانسیسی کے تمام باشندوں کی عادات وغیرہ

اجنبی طرح دیکھنی چاہئیں۔ انگلستان کی نسبت فرانس کے باشندے جایہ ادا کی زیادہ
تعمیم کرتے ہیں۔ بلکہ وہاں کے گداگر بھی لب ستر کے میووں کو آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے
گو ان کی حفاظت کرنے کے لئے کوئی نہیں ہوتا۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ فرانس کے
باشندوں کے پاس چھوٹی چھوٹی جائیدادیں ہیں۔ اور ان جائیدادوں کی چنداں
حفاظت نہیں کی جاتی۔ نہایت مجلس والدین بھی اپنے بچوں کو یہ تعلیم دیتے ہیں
کہ دوسروں کی مال و جائیداد کی طرف بڑی نگاہ نہ کریں۔

جائیداد کی تعظیم کے ساتھ دوسروں کے خیالات کی بھی تعظیم کی جاتی ہے
اور یہی عمدہ اطوار کی جڑ ہے۔ فرانس کے ہر طبقہ کے بچوں کو اُس کی احتیاط سے
تلقین کی جاتی ہے وہ شاذ و نادر ہی بدخلق ہوتے ہیں وہ اجنبیوں کے ساتھ
شائستگی سے پیش آتے ہیں وہ ایک دوسرے کے ساتھ بھی شائستہ سلوک
کرتے ہیں سٹرلینگ اپنے سفر نامہ میں لکھتا ہے دوسرے کے خیالات کا اپنے تمام
افعال میں پاس کرنا جب یہ عام طور پر مروج ہو اور ہر ایک گھرانے کی تربیت
کا ایک جزو ہو ایک بڑی قیمتی اخلاقی عادت ہے۔ یہ والدین اور بچوں کی اخلاقی
تعلیم ہے جو وہ پیروں اطوار کی وساطت سے حاصل کرتے ہیں یہ فرانسوں
کی عمومی فہمت اور ان کے تمدنی انتظام کی ایک عمدہ علامت ہے کہ وہ لوگ
یورپ کے کسی اور ملک کی نسبت اپنے آپ کو اطوار کے ذریعے سے عملی اخلاق
بہت زیادہ سکھاتے ہیں۔

ہربانی کا یہی خیال مزدوروں کے تمام باہمی میل و جول میں بھی پایا
جاتا ہے۔ ان کی زندگی میں کوئی ایسا وقت نہیں گذرتا کہ کسی کا رخاے بازار
یا گھر میں عمدہ اطوار کے اظہار کا موقع نہ ملے۔
بشرطیکہ دوسروں کو نگاہ یا کسی اور طریقے سے خوش کرنے کی خواہش نہ

سبر ایکسٹنشن کے ساتھ مہرہ انوار ملائے کی عادت جلدی ہی پڑ جاتی ہے۔ اگر آدمی روزانہ کے ساتھ مہربانی سے پیش آئے تو صرف ان کو ہی خوشی نہیں ہوتی بلکہ خود اس کو ان سے دس اور سچے سے زیادہ خوشی ہوتی حاصل ہوتی ہے جو شخص خود کھڑے ہو کر اپنی کرسی کسی عورت یا بوڑھے آدمی کے پیش کرتا ہے گو یہ بات بالکل سہولتی معلوم ہوتی ہے مگر اس کا دلی مہربانی کا یہ کام کہ خوشی کے مارے بلیوں اُچھلتا ہے مزدوروں کو ایک دوسرے سے خوش خاتی اور مروت سے پیش آنے کی زیادہ ضرورت ہے کیونکہ وہ ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہتے۔ اور کام کرتے ہیں وہ ہمیشہ کام کرنے کے وقت اکٹھے رہتے ہیں۔ بجائیکہ دیوٹ سندوں کو بٹھڑھیکہ وہ ملنا نہ چاہیں۔ کسی سے اختلاف کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور جب وہ ملنا چاہیں تو وہ یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کسی سے ملنا چاہیے۔ مزدور آدمی کی خوشی کا دائرہ دار اس بات پر ہے کہ جو لوگ اس کے گرد پیش آتے ہیں۔ اس کی طرف مہربانی سے دیکھیں۔ اور اس کے ساتھ نرمی سے بولیں اور نرمی سے پیش آئیں۔ دولت مند آدمی کو اس بات کی کوئی ضرورت نہیں۔ مگر مزدور خواہ کارخانے میں ہوں یا گھر میں ہوں۔ ان کا اس کے بغیر گزارنا نہیں ہو سکتا۔ گھر میں مزدور آدمی کے پاس مطالعہ کا کوئی خاص کمرہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کو اپنے کمرہ کے درمیان اپنی بیوی کے پیلو بہ پیلو اور اپنے بچے کے حلقہ میں بیٹھا پڑتا ہے اور اس کو یا تو اپنے کنبے کے ساتھ مہربانی اور مروت سے رہنا پڑتا ہے یا اپنے اہل و عیال کے ساتھ جوتی و پہزار کی نوبت پہنچے گی اور وہ سب مصیبت اور مشکل میں مبتلا ہو جائیں گے۔ مانا کہ اگر مزدور عمدہ اطوار سیکھنا چاہیں تو ان کو شکلات پیش آئیگی۔ یہ کہ ان کی آمدنی محدود ہوتی ہے اور ان کی حیثیت اچھی نہیں ہوتی۔ لیکن خواہ کوئی شخص کتنا ہی مغس ہو وہ شائستگی اور مہربانی

کر سکتا ہے بشرطیکہ اس کا ارادہ ہو اور شائستہ اور مہربان ہو نا عمدہ الطوار کا حاصل
 الاصول ہے نہایت بری حالت میں بھی انسان کا اپنی طرف سے خوش خلقی اور
 مروت کرنا ممکن ہے اگر وہ تمام لوگوں سے شائستہ سلوک کرے اور مہربانی سے
 پیش آئے تو اُس کا نتیجہ ایسا اطمینان بخش ہو گا کہ اُس کو ویسا ہی کرنے کی
 خود بخود تحریک ہوگی اُس کو خود بخود اجر ملتا جائیگا۔ وہ گھر میں اپنے گرد پیش
 کے لوگوں کو خوش کرے گا۔ اپنے ساتھ مل کر کام کرنے والوں کے ساتھ دوستی
 پیدا کرے گا۔ اور اُس کو ہر ایک با دیانت مالک مہربانی اور عزت سے دیکھنے لگا شائستہ
 مزدور اپنے ہم جنسوں پر اثر ڈال سکے گا۔ اور آہستہ آہستہ ان کو یہ مرغیب دیکھا
 کہ اس کی مستقل مزاجی شائستگی اور مہربانی کی نقل کریں۔ یمن فرینکلن
 جب مزدور تھا تو اُس نے ایک بڑے کارخانے کی عادات کی اصلاح کر دی تھی +
 عمدہ الطوار مد نظر رکھنے سے دل کو بہت خوشی ہوتی ہے۔ مگر اس کے
 علاوہ مختلف قسم کی تقریجوں سے مفید اور غالی از گناہ خوشی نہیں ہو سکتی۔
 یہ نہیں ہو سکتا کہ آدمی ہر وقت کھاتا پیتا اور سوتا رہے۔ تفریح کے واسطے وقت
 ہونا چاہیے۔ دماغی خوشیوں کے واسطے وقت ہونا چاہیے جسمانی ورزش کے
 واسطے وقت ہونا چاہیے +

لفظ تفریح کے معنی بہت عمیق ہیں اس کے معانی بہت عمیق اور وسیع
 ہیں بلکہ ایسے وسیع کہ بعض آدمیوں کو ان کے تسلیم کرنے میں بھی تامل ہو گا۔
 الغرض تفریح تعلیم کا ایک ضروری حصہ ہے یہ خیال کرنا غلطی ہے کہ جو لڑکا
 پلیر دمر مانہ تفریح میں مشغول ہو یا ورزش کر رہا ہو وہ اپنا وقت ضائع کر رہا
 ہے۔ کسی قسم کی تفریح وقت ضائع کرنا نہیں ہے بلکہ زندگی کو کفایت شکاری
 استعمال کرنا ہے۔ اگر تم اپنی موت کو عمدہ رکھنا اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے

ہو تو اکثر آرام اور ورزش کرو۔ اگر آرام اور کسی قسم کی ورزش نہ کرو گے تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ جسم کی طبع کی بیماریاں جو ہر وقت بیٹھے رہنے کا نتیجہ ہوتی ہیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ لارڈ ڈربے کا قول ہے: "بن طالب علموں کا یہ خیال ہے کہ ان کو جہانی ورزش کے واسطے وقت نہیں ملتا۔ وہ کہیں نہ کہیں بیمار ہو جائیں گے۔"

دنیا میں بہت سے ایسے آدمی ہیں کہ اگر ان کو قوت ملتی تو وہ آسمان کو اپنی ٹوپی کی لیس کے ساتھ اٹھا لیتے۔ وہ سیاروں کی منیا بخش خوش آمد اور زندگی بخش روشنی کو چھپا دیتے۔ درخشندہ ستاروں کو آسمان سے اتار دیتے۔ آفتاب کو بادلوں سے چھپا دیتے۔ سہانے چاند کو ظلمت کو گرا دیتے۔ ہمارے بانوں اور میدانوں کو اور تمام پھولوں کو جو ان کی زینت ہیں بند کر دیتے اور دنیا میں تاریکی اور بے لطفی اور غم پھیلا دیتے۔ یہ بالکل غیر معقول بات ہے اور اس میں مذہب یا اخلاق کا کوئی شائبہ نہیں۔

رحیم و کریم خداوند نے انسان کو حفظ حاصل کرنے کی ایک بھاری قابلیت عطا کی ہے اس نے انسان کو ایک خوبصورت اور دل فریب دنیا میں بھیجا ہے اس کے ارد گرد عمدہ اور خوبصورت چیزیں بنائی ہیں اور اس کو محبت و مہربانی سے پیدا کرنے اور حفظ اٹھانے کی طبیعت عطا کی ہے۔ اس طبع وہ ایک معزز اور خوش و خرم ہستی ہو سکتا ہے اور خدا کے کاموں کو مکمل کر سکتا ہے اور اللہ کی مخلوقات سے جس کے درمیان وہ پیدا ہوا ہے حفظ اٹھا سکتا ہے۔

اگر کسی آدمی کو خوشی ہو تو وہ خوشی خوشی کام کرنا ہے اگر اس کی حالت خراب ہو اور وہ معیبت زدہ اور اس کے خیال پر اگندہ ہوں تو وہ مایوس مزاج ہو گا اور غالباً شریہ ہو جائیگا۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ خوش رہنے کے عادی نہیں جن کے دلوں میں قدرت کے پاک نظاروں کا کوئی اثر نہیں ہوتا

شالستہ اور عمدہ آدمیوں کے ساتھ میل جول نہیں ہوتا۔ وہ اکھڑ مڑاج اور جراثیم کے مرکب ہوتے ہیں۔

انسان کو آرام اور تفریح کی زبردست طبعی خواہش ہوتی ہے اور دیگر تمام قدرتی خواہشوں کی طرح اس کا پیدا کرنا حکمت سے غالی نہیں یہ ضبط نہیں ہو سکتی بلکہ کسی نہ کسی صورت میں نمودار ہوگی۔ اگر معصوم تفریحوں کو باقاعدہ طور پر ترقی دینے کی کوشش کی جائے۔ تو مضر تفریحوں کے خلاف وعظ کہنے سے بہت بہتر ہوگی۔ اگر ہم مفید خوشیوں سے خطا اٹھانے کا موقع پیدا نہیں کرنے تو مضر خوشیوں کی طرف میلان ہوگا۔ سڈن سٹھ کا یہ قول بالکل سچا ہے کہ گناہ کی روک تھام اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ ہم اس کی بجائے کوئی بہتر چیز اختیار کریں۔ جو لوگ سے خواری دور کرنا چاہتے ہیں ان کو یہ باطل خیال نہیں کہ ہمارے ملک میں شراب نوشی کی حفاظت پڑ گئی ہے وہ برے مذاق اور اس امر کا نتیجہ ہے کہ اس ملک میں معصوم تفریحوں اور مفید شوعب تک رسائی ہونے کے بہت کم موقع ملتے ہیں۔ مزموروں کے مذاق کو نہ بیت نہیں دیکھتی وہ اپنی موجودہ ضروریات میں منہمک رہتے اپنی اشتہاؤں کو سیر کرنا اس کی نہایت اعلیٰ خوشی ہے اور جب وہ تفریح کرنا چاہتا ہے تو اعتدال سے زیادہ ٹیمپ یاؤسکی پیتے کسی زمانہ میں اہل جرمنی سب سے زیادہ سے خوار تھے۔ مگر اب سب سے زیادہ صوفی مشرب ہیں۔ پہلے یہ عام ضرب المثل تھی۔ فلان شخص جرمن دھقان کی طرح مخمور ہے مگر انہوں نے شراب نوشی کیوں ترک کی زیادہ تر تعلیم اور سروے کے اثر سے۔

موسیقی یا سروو کا انسان پر نہایت عمدہ اثر ہوتا ہے اگر اس ہنر کو ترقی دیکھائے تو عامہ افلاق پر نہایت اچھا اثر پڑتا ہے یہ ہر ایک کنبہ کے واسطے خوشی کا

ایک ذریعہ پیدا کر دیتا ہے۔ اس سے گھر میں ایک نئی کشش ہو جاتی ہے اس سے باہمی اعتماد میں زیادہ خوشی ہوتی ہے فادریتھیونے شراب سو پرہیز کرنے کی تحریک کرنے کے بعد راگ اور سرود کی تحریک کی ساریں نے ملک آرٹینڈ میں سرود کے بہت سے کلب قائم کئے کیونکہ وہ باناتھا کہ لوگوں سے کوئی چٹرائی گئی ہے پس اس کی سہلے کوئی مفید شغل مہیا کیا جانا چاہیے۔ لہذا اس نے سرود تھریز کیا۔ آرٹینڈ کے باشندوں کو مذہب ان کے مذاق کو شائستہ اور اطوار کو خوش آئند بنانے کے واسطے گانے کی جماعتیں قائم کی گئیں مگر افسوس ہے کہ جو مثال فادریتھیونے قائم کی تھی وہ فراموش ہو چکی ہے +

چینیٹ کا قول ہے کہ ہمارے خالق نے ہم کو کیسی کیسی خوشیاں دی ہیں اس نے ہمارے گرد ایسا کرہ بنایا ہے جس سے ہمیں آوازوں کا کام کے سکتے ہیں کیونکہ راگ اور سرود ہوا کی مدد سے ہی سنائی دیتے ہیں اگر ہم مدت کے اس عطلے سے کچھ قایدہ نہیں اٹھاتے کیونکہ ہم نے اپنے ان اعضاء کو تربیت نہیں دی بن سے راگ اور سرود پیدا ہو سکتا ہے +

اگر سرود کو عام طور پر سیکھا جائے تو بہ پیشیت ایک قوم کے ہماری بہت ترقی ہو سکتی ہے بچوں کو ملک پر مہنی کی طرح کتبوں میں سرود سکھانا چاہیے پھر ہر ایک گھر میں سرود کی آواز سنائی دے گی۔ اس طرح انڈیا کی قدیم خوشیاں اور راگ نہ بھولیں گے۔ مرد اور عورتیں اپنے کام کے درمیانی وقفہ گلاسکتے ہیں جیسے کہ اصل ہر مہنی جنگ پر جانے اور کئے پر کرتے ہیں کام غراب نہیں ہوگا کیونکہ یہ سرود اور خوشی کے وقت کیا گیا تھا۔ سوسائٹی کی حالت اچھی ہو جائیگی اور خوشی اور محنت کا تعلق ہو جائیگا +

غریب غریب آدمی کے گھر میں بھی نفاست کیوں نہ ہو ان کے مکانوں میں

صفائی ضرور ہونی چاہیے۔ جو عزابی خاص نفاست ہے۔ لیکن ان کے گھروں میں
 عمدہ اور خوش آئند چیزیں کیوں نہ ہوں کوئی وجہ نہیں کہ مغس اپنے گھر میں
 خوبصورت اور آسائش کی چیزیں نہ رکھیں ایسا کرنے سے پایا جاتا ہے کہ ہم
 عطیات الہی اور انسان کی پیدا کی ہوئی چیزوں کی عزت کرتے ہیں خوبصورت
 چیزوں کی قدر کرنا نہایت بہتر اور مفید عظیمہ ہے یہ تہذیب کا قادم اور ہم رکاب ہے
 یہ ضروری نہیں کہ خوبصورتی اور نفاست مالدار آدمی کے گھر میں ہی ہو یہ چیزیں
 ہر جگہ ہونی چاہیں۔ خوبصورتی خواہ وہ قدرت صنعت سائنس علم ادب تہذیب
 اور خانگی زندگی میں الغرض کسی صورت میں ہو اس کی قدر کرنی چاہیے۔

پھول کیے خوبصورت اور ساتھ ہی کیسے ارزاں ہوتے ہیں یہ ضروری
 نہیں کہ اجنبی ممالک کے پھول خوشنما ہوں بلکہ عام پھول بھی خوبصورت ہوتے
 ہیں۔ مثلاً گلاب کا پھول قدرت کی فیاضی کا ایک نہایت عمدہ نمونہ ہے شاعر کہا
 کرتے ہیں ہنسنے والے پھول مگر شگفتہ پھولوں میں تبسم یا شگفتگی سے بھی زیادہ
 گلفت ہے گو اس کی خوبصورتی و لغز بی اور نور و نیت کو دانا بھی دیکھ سکتے ہیں
 ہم اس شخص کی نسبت کیا خیال کریں گے جو پھولوں کو ایجاد کرے یعنی اگر
 یہ فرض کیا جائے کہ اس کے زمانہ سے پیشتر پھول موجود نہ تھے۔ کیا اس کو خوشی
 اور مسرت کا جنت کھولنے والا خیال نہ جائیگا۔ کیا اس کو ہم اعلیٰ اور جہ طلیع
 اور دیوتا خیال نہ کریں گے مگر زمین کے یہ دلفریب نو نیاں انسان کی ابتداء
 پیدائش سے اب تک اس کے ساتھ زبان حال سے کلام کرتے رہے ہیں اور
 اس کو بتاتے رہے ہیں کہ خالق ارض و سموات ایک حکیم و انا اور فیاض ہستی
 ہے کیونکہ اس نے زمین کو نہ صرف مفید خوراک پیدا کرنے کا حکم دیا ہے بلکہ شاد
 اور پرتلوں پھولوں کے پیدا کرنے کا بھی جس سے وہ خوبصورت اور مسرت

بخش ہو باقی ہے +

میدان سے ایک تنہایت معمولی پھول توڑ کر کمرے میں لے آؤ اور اس کو
میز یا طاق پر رکھ دو معلوم ہو گا کہ تم کمرے میں روشنی کی شعائیں لے آئے
ہو۔ پھولوں میں ایک طرح کی بشاشت ہے ان کو دیکھ کر مریض بھی خوش ہوتا
ہے اس کی خوشبو سے دماغ معطر ہو جاتا ہے اور جب آدمی ان کو دیکھتا ہے
تو وہ زبان حال سے کہتے ہیں آؤ تم کو وٹاں بے چلیں جہاں ہم نے نشوونما پائی
ہے تم کو پہلے کہ ہماری موجودگی میں خوش رہو +

پھولوں کی نسبت کون سی چیز زیادہ محسوس ہو سکتی ہے وہ آنکھوں
کی طرح ہیں جن کے واسطے بصیرت پر گناہ کا کوئی داغ نہیں لگا۔ وہ صفائی اور
مداقت کی علامت ہیں۔ پاک دلوں اور مصوموں کے واسطے خوشی کا ذریعہ
ہیں جس دل میں پھولوں اور مٹھانے کی آواز کی محبت نہیں آسکی حالت اچھی
نہیں۔ کسی شخص کو خوب خیال سوچا کہ اُس نے پھولوں کی زبان اختراع
کی جس کے ذریعے عاشق وہ خیال ظاہر کر سکتے ہیں۔ جن کے کھلم کھلا بیان
کرنے کی وہ جرأت نہیں کر سکتے پھولوں کی ایک زبان ہے جو ہر ایک سمجھ سکتا
ہے خواہ وہ امیر ہو یا غریب بوڑھا ہو یا جوان ورڈ سورف کا قول ہے کہیں
اونے سے اونے پھول دیکھ کر ایسا بلند خیال ہو جاتا ہوں کہ ان کو ظاہر
نہیں کر سکتا +

خواہ کچھ ہی ہو اپنے کمرے میں ایک پھول رکھو اُس پر صرف ایک لفظ
عرب ہوگی۔ سینے اگر بہت سے پھول رکھنے کی خواہش نہ ہو تو عرب کچھ بھی
نہیں ہوتا۔ اور دل کو ایسی تسکین دیتی ہے جو سحر میں نہیں آسکتی
اور خواہ کتنا ہی روپیہ صرف کیا جائے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اگر تم اپنی کھڑکی میں

پھول رکھ سکو تو اور بھی بہتر ہوگا۔ جب سورج کی روشنی پھولوں سے چھن کر اُڑی ہو تو نہایت لطف آتا ہے بالخصوص جب گلاب اور موتیا سے گذر کر آتی ہو۔ کیا پھولوں میں سے روشنی کو دیکھنا خوش آئند نہیں کہ اس طرح شاعرانہ خیالات پیدا نہیں ہوتے۔ بالخصوص جب پھولوں کے ساتھ ہنر بن رہے ہوں جو روشنی کی شعاعوں کو روک سکیں تو نظارے کا لطف دو بالا ہو جاتا ہے۔ اگر کھڑکی کے گرد کوئی بیل رکھی ہوئی ہو تو باہر کی چیزیں مثلاً آؤمیوں کا ہجوم یا بعید مقام یا درختوں کے سائے اور روشنی کی کیفیت یا بادلوں کی مختلف تبدیلیاں بہت ہی لطف دینگی۔ اس طرح اگر بیل بوٹے اور پھول مذاق سے رکھے جائیں تو طبیعت کو بہت سرور حاصل ہوتا ہے۔

اگر کھڑکی میں پھول رکھا جائے تو اس سے ہوا جھک جاتی ہے کہ وہ خوبصورت نظر آئے سورج کی روشنی و لہریں معلوم ہوتی ہے آنکھوں کو طراوت اور خوشی ہوتی ہے اور قدرت اور خوبصورتی کے درمیان تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ پھول ایک ایسا رفیق ہے جو کسی کو سخت وسوسہ نہیں کہتا۔ ترش برو نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ خوبصورت خنداں کنان نظر آئے گا۔ اس سے بدیں و بد نفرت نہ کرنی چاہیے کہ یہ ارزاں ہے اور ہر ایک شخص اس سے مستفید ہو سکتا ہے عام چیزیں ارزاں ہوتی ہیں۔ مگر عام چیزیں ہی نہایت قیمتی ہوتی ہیں۔ اگر ہم کو تانہ ہو یا دھوپ کے خربے کی ضرورت ہوتی تو ہم اس کو کیسا ہی عزیز سمجھتے۔ لیکن وہ ہر ایک بلاتیمت مل جاتی ہیں۔ اور ہم خیال نہیں کرتے کہ وہ کیسی قیمتی نعمتیں ہیں۔

بیشک قدرت میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن سے ہم بہت مستفید ہوتے ہیں کیونکہ ہم انکو اپنے حواس کے پاس نہیں آؤ دیتے۔ ہم امداد حق سے سیر ہو جاتے ہیں اور اسکی حقیقت تک نہیں پہنچا پاتے جو کہ اس سے بہت اعلیٰ ہو مگر ہم اپنی دماغ میں خوشی و حیرت اٹھانے کی کوشش

پیدا کریں تو ہم کو معلوم ہو گا کہ ہمارے ہر طرف تسکین دہ خوشیال ہیں۔ ہم ان فرشتوں کیساتھ رکھ کر
ہیں جو سورج کی ہر ایک کرن پر سوار ہو کر دنیا میں آتے ہیں اور ہر ایک پر ہی کیساتھ محبت کا لطف اٹھا
سکتے ہیں جو ہر ایک پھول پر ہوتی ہو زندگی سے لذت حاصل کرنے کی واسطے ہمارے دلیں بہت کا زیا
دلم ہونا چاہیے۔ اور یہی ضروری ہے کہ ہم خوشی کے عام استیلا اور زریزہ کو جو ہر طرف میں جلتے ہوں۔

صاف و ستر اسکان نواہ کنتلری چھوٹا ہو بشرطیکہ یہ بغیر مرتبہ ہو کھڑکیاں نہیں سو خوشگوار رہنی آسکتی
چوہند عمدہ کتابیں انصوں جبکہ آجکل عمدہ کتابیں بھی دستی ہیں دعواد و پتر قرض خواہوں کا نہ ہونا اور
میں خود دونوں کی چیز کا مایا ہونا اور کہیں پھول رکھنا سبقتی کے اسباب ہیں اور غریب و غریب
شخص بھی ایسا نہیں ہو جو ان چیزوں کو اپنی پاس نہ رکھ سکے۔

مگر فطرت کی خوبصورتی کے علاوہ فن کی خوبصورتی کا مذاق کیوں ہو کہ کہیں ایک تصویر کیوں آویزا
نہ کیا و طبع طرح کی تصویریں ایسا دہوئی میں مثلاً چوٹی کندہ کاری فوٹو میٹر یعنی چھاپہ کی تصویریں
ہر ایک شخص اپنے کمرے کو ان تصویروں سے سجاسکتا ہے۔

کوئی تصویر چھاپے یا کندہ کی چوٹی چیز جس کے نتیجے میں علی خیاں کیا گیا ہو کسی بدکاری کا کام کو
ظاہر کرتی ہو یا قدرت یا محنت کی چیز کو یا دولا قی ہو وہ عظیم یا خود ترقی کا ایک ذریعہ ہے مگر کو دنیا
خوش آئند اور بغریب باقی ہو یہ مانگی زندگی کو شیریں کر دیتی ہو اور اس کو موزون اور خوبصورت
بنادیتی ہے یہ دیکھنے والی کو محض خود بینی کو دور کر دیتی ہے اور اس کو سیرونی اور نیز اندرونی دنیا کا
زیادہ دلم ہو جاتا ہے جس سے اس کو بہت خوشی ہوتی ہے۔

مثلاً کسی بڑی آدمی کی تصویر سو کھلواسکی زندگی کے حالات معلوم کر نہیں دے سکتی جو اس سو کھلواسکی
ذات کے دلچسپی ہو باقی ہو جب ہم اس کو خط و قال کو طرف دیکھتے ہیں تو کھو معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس کو بخوبی
جاتے ہیں اور ہمارے اس کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہو گا اس قسم کی تصویریں ہر روز چار و سانسو آدمیوں کے گھر
اور اسکول کے کلاس روم کے محنت و کوشش میں مقفل مزن اور ماحول ہو جاتے ہیں یا کھلی ہوئی زمین پر
جو ہم کو اسے اور دیکھ سکتے ہیں سے مادی ہے۔

ایک کچھ ملک سا ہوگا جسے ہر کاوتیا تھا تو انہیں منظور نظر ولی کو بہت پروردہ ڈال دیتا تھا پس کسی بڑے اور نیک آدمی کی تصویر کا ہمارا رفق چھڑا لیکر ہر سو بہتر ہے مکن ہو کہ ہم اس شجاع کی سی ناموسی حاصل نہ کریں مگر اسکی تصویر پر آویزاں کرنے کو کچھ مشکل ضرور ہوگا۔

یہ ضروری نہیں کہ جو تصویر خوب صورت اور عمدہ ہو اسکی قیمت بھی زیادہ ہو ہم نے بہت سی ایسی چیزیں دیکھی ہیں جنہیں سیکڑوں روپے صرف کو بتاؤ ہیں مگر انہیں وہ خوبی نہیں ہوتی جو بڑی بڑے مصوروں کی ٹھکانوں اور دودھانے کی تصویر میں ہوتی ہے مثلاً ریفیل کی میڈونام کی تصویر جس کے ساتھ کوئی بری بات کرنی نامکن معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس تصویر انہی محبت اور زمانہ خوبصورتی اور اتفاقاً عجم طر پر دکھا یا گیا ہے کہ کسی اس تصویر کو دیکھ کر گاہو اس کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کا ایک ٹکڑا اس میں ہے۔

جن لوگوں کو تصویر دیکھا شوق ہوتا ہو وہ انہی خوبی کی قدر نہیں کرتے بلکہ یہ دیکھتے ہیں کہ اسکی خوشگنی ہو اور کیا کیا ہو مگر انہیں اس خوبصورتی کو دیکھنے والی آنکھ دکھتا ہو اور دو تین آدمی کو نظر نہ آئے نہایت ازلہ سوار زمانہ تصویر کی خوبصورتی کو دیکھ کر اور کہ ڈرتی ہزار ماروں کی تصویر کی خوبیاں معلوم نہ کئے البتہ اس کو بتانا نیال تو ضرور ہوتا ہے کہ میری پاس ایک ایسی چیز ہے جو دوسروں کو نہیں مل سکتی۔

کیا تصویر کو دیکھ کر تم کو خوشی ہوتی ہے یہ سوال اسکی قیمت کو معلوم کرنے کا عمدہ معیار ہو مکن ہو کہ تم اس سے اکتا جاؤ۔ مذاق اعلیٰ ہو جاؤ اور تم کو کسی بہتر تصویر کی خواہش ہو جیسا کہ مانگ گری کو اشعار پڑھنے والا ملن کی نظم کا نشان ہو سکتا ہو تب تم پہلی تصویر کو انار دے دو اور ایک اعلیٰ تصویر آویزاں کر دو گواہی ملے تمہارے کمروں کی دیواروں پر ہر اعلیٰ اعلیٰ تصویریں نظر آئیں گی۔ جو کمروں میں شکائی جائیں تو بہتر ہے مگر چمکے نہ بھی ہوں تو مضائقہ نہیں اور نہ خیر کا قول ہو کہ دیواروں پر تصویریں لگانا اچھا نہیں وہ چاہتا ہو کہ کمروں میں صرف کاغذ ہی لگا کر جائیں مگر مکن ہو کہ وہ غلطی پر ہو ہمارا اپنا خیال تو یہ ہے کہ اگر کسی کمرو میں خواہ کتنی ہی قیمتی کریاں میزبان عالیے اور فرش فردش ہوں مگر جب تک دیواروں پر تصویریں آویزاں نہ ہوں وہ سجا ہوا نظر نہیں آتا۔

جب مصوروں کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ لوگ اعلیٰ تصویروں سے اونچے گھروں کو سجا تو ہیں تو ان کو بہت خوشی ہوتی ہو وہ کدہ کدہ کی تصویریں ہوں سینئر گرافی یا فوٹو گرافی کی تصویریں ہوں وہ بڑے گھروں کا پتہ دیتی ہیں۔

مثلاً نرنگی تصویریں : دستندوں کے گھروں میں نہیں پائی جاتیں، بلکہ مندر بارہ رڈ اور وٹاؤں کی تصویریں
 ہیں وہ ہر ایک گھر میں پائی جاتی ہیں۔ اس طرح لائڈ سیر کی تصویریں بھی محل میں پائیں گے اور ایک کان
 پٹی جاتی ہیں کتہہ کاری کے ذریعے بڑے بڑے مصوروں کی تصویریں ہر ایک گھر میں پہنچاتی ہیں۔
 زینت کا ہنر ہر ایک طریقوں سے ظاہر ہو سکتا ہے اُس کو مختصر اس طرح ظاہر کر سکتے ہیں کہ ایک پنہ
 سے قادیہ اٹھاؤں ہر ایک چیز کو قادیانہ سے دیکھنا پائیں۔ بلکہ عام اور چھوٹی چھوٹی چیزوں کا
 بھی خیال رکھنا پائیں۔ زینت کے ہنر سے ہی گھر میں سوز و نہیت اور سایہ نظر آتا ہے اور
 قدرت بہت دلنریب معلوم ہوتی ہے۔ اس کے ذریعے ہم دولت مند آدمی کے رہنوں اور
 جنگلوں سے اس طرح مسرت حاصل کر سکتے ہیں کہ گویا وہ چاہے ہیں۔ ہم عام ہوا میں صاف
 سینے ہیں اور عالمگیر و ہوپ سینکے ہیں۔ گھاس چنے ہوئے بادلوں اور چوہوں کو دیکھ کر قضا
 اندی یا واقعی ہے۔ ہم زمین سے محبت کرتے ہیں اور ہر کو تمام قدرت میں خوش آمد آوازیں
 آتی ہیں۔ زینت کا ہنر ہر طرح کے تمدنی میل و جمل پر حاوی ہے یہ محبت صداقت اور خیر خواہی
 کا خیال پیدا کر دیتا ہے اس کی مدد سے ہم دوسروں کو خوش اور اپنے آپ کو بابرکت بتاتے
 ہیں ہماری زندگی اسطرح اور ہماری قیمت اچھی ہو جاتی ہے۔ ہم دنیا چھوڑنے سے بدتر
 بالا ہو جاتے ہیں اور ہم انہی وابدی ہستی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اس طرح ہم وقت
 وابد کو ملا دیتے ہیں۔ جہاں کہ ہنر زینت اسنام کا مکمل ہو جائیگا۔

ملفوظات

نمٹ بالخیر